امام مہدیؑ

ولادت سے ظہور تک

مشہور عربی کتاب مہدیؑ
مِن المہدِ اِلیٰ الظہور کا اردو ترجمہ



مؤلف

آیتُ اللہ سید محمد کاظم قزوینی اعلی اللہ مقامہ

مترجم: حجۃ الاسلام مولانا سید عدنان نقوی دام عزہ

امام مہدیؑ
ولادت سے ظہور تک

﴿اَلْاِمَامُ الْمَهْدِيُّ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى الظُّهُوْرِ کا اُردو ترجمہ﴾

مؤلّف

آیت اللہ سیّد محمد کاظم قزوینی مرحوم

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا سیّد محمد عدنان نقوی

مصحح

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

فون: 35425372

نام کتاب : امام مہدیؑ : ولادت سے ظہور تک

مؤلف : آیت اللہ سید محمد کاظم قزوینی مرحوم

مترجم : حجۃ الاسلام مولانا سید محمد عدنان نقوی

مصحح : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

اشاعت : اکتوبر 2016ء

ہدیہ : 450 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ مِنہاجُ الصّالحِین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اُردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

انتساب①

نام جس کا اہلِ حکمت میں حوالہ ہوگیا
جو مقابل کے لیے شعلہ جوالہ ہوگیا
"الذرائع" دیکھ کر "زین الوسائل" دیکھ کر
ہر عدو مولا علیؑ کا محوِ نالہ ہوگیا
جس کو حاصل تھی ہمیشہ تائیدِ ربِ جلیل
جو کہ ہندستان میں تھا آلِ احمدؐ کا وکیل
بے بدل ہے آج تک جس کی "شوارق النصوص"
جس کی عظمت کے لیے "ردِ ازالہ" ہے دلیل
اک مثالِ علم وحکمت صاحبِ صدق و مقال
ایسے اہلِ علم دُنیا میں ہوئے ہیں خال خال
اک جھلک جس کے قلم کی ہے یہ "کشف المعضلات"
"درۃ التحقیق" جس کے علم کی ہے اک مثال
جس کے در پہ آج تک ہے اہلِ حکمت کا سلام
آج تک ناقابلِ تردید ہے جس کا کلام
صاحبِ عبقاتؒ کی کرتا ہوں نذر اپنے حروف
میری یہ کاوش ہے قبلہ حامدِ ہندیؒ کے نام

① دُعا ہے کہ اللہ رب العزت مترجم کتاب ہذا کو سرکار علامہ حامد ہندی کی کتب مذکور کا اُردو ترجمہ کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور ناشر کبیر حضرتِ علامہ ریاض حسین جعفری اُن کی شایانِ شان اشاعت فرمائیں۔ (مظہر عباس عفی عنہ)

ترتیب

نویں فصل

دسویں فصل

گیارہویں فصل

بارہویں فصل

تیرہویں فصل

چودہویں فصل

پندرہویں فصل

سولہویں فصل

سترہویں فصل

اٹھارہویں فصل

انیسویں فصل

بیسویں فصل

اکیسویں فصل

بائیسویں فصل

تیئیسویں فصل

○○○

یا امام المنتظر ــــ العجل العجل!

(عرضِ ناشر)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَسْمَائِكَ الَّتِیْ اِذَا سُمِّیَتْ عَلٰی طَوَارِقِ الْعُسْرِ عَادَتْ یُسْرًا وَ اِذَا دُعِیَتْ بِهَا الْاَمْوَاتُ اِنْتَشَرَتْ مِنَ اللُّحُوْدِ وَاِذَا نُوْدِیَتْ بِهَا الْمَعْدُوْمَاتُ خَرَجَتْ اِلَی الْوُجُوْدِ یَا وَاجِبَ الْوُجُوْدِ بِحَقِّ الْاَسْمَاءِ الْخَمْسَةِ الْمَسْعُوْدِ وَبِقَائِمِهِمُ الْمَوْعُوْدِ عَجَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَرَجَهُ الشَّرِیْف

"اے پروردگار! میں تجھ سے تیرے اُن ناموں کے ذریعے سوال کررہا ہوں جو اگر مشکل راستوں پر پڑھے جائیں تو وہ (راستے) آسان ہوجاتے ہیں اور جب اُنھیں مُردوں پر پڑھا جائے تو وہ قبروں سے باہر نکل آتے ہیں اور جب کسی معدوم شے کے لیے پڑھا جائے تو وہ احاطۂ وجود میں آجاتی ہے۔ اے واجب الوجود! تجھے واسطہ ہے اُن پانچ ہستیوں کا (جن کے لیے) تُو نے ہر شے کو خلق کیا اور اُن کے قائمؑ کا جس کے ظہور کا تُو نے وعدہ کیا ہے۔ اے اللہ! اُن کی مبارک آمد میں تعجیل فرما"۔

تعلیماتِ شیعہ خیر البریہ کے مطابق حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف کا نورِ انور، انوارِ خمسہ مقدسہ کے ساتھ خلقتِ آدمؑ سے قبل خلق ہوچکا تھا۔ البتہ بشری حقیقت و فطرت کے مطابق آپ نیمۂ شعبان المعظم ۲۵۵ ہجری یا ۲۵۶ ہجری کے مطابق آپؑ کا مادۂ تاریخ "نُور" ہے۔ اور آپ وہ مولودِ نُور ہیں کہ جن کی مادرِ گرامی میں آثارِ تولید ہی نہ تھے

اور وہ آلائشاتِ تولید سے کاملاً مبرا تھیں۔ آپؑ جب اس دُنیا میں تشریف لائے تو آپؑ کے والدِ گرامی قدر امام حسن عسکری علیہ السلام کا سارا گھر روشن و منوّر ہوگیا اور آپؑ سجدۂ خالق میں پڑے تھے۔ آپؑ کے داہنے بازو پر جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (یعنی حق آگیا اور باطل چلا گیا اور باطل تو جانے ہی والا ہے) نقش تھا۔

آپؑ کی اس دنیا میں آمد پر آپؑ کے پدرِ گرامیؑ نے آپؑ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور اپنی زبانِ مبارک آپؑ کے دہنِ مبارک میں دے کر آپؑ کو غذائے امامت سے سیر وسیراب کیا۔ اِدھر تو مولود نے اعجازِ امامت دکھایا۔ اعجازِ امامت سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر سورۂ قصص کی پانچویں آیۂ مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ○

''ہم چاہتے ہیں کہ زمین پر جو لوگ کمزور ہیں ان پر احسان کریں، انھیں پیشوا بنائیں، مالک قرار دیں اور روئے زمین پر پوری قدرت عطا کریں''۔

پھر آپؑ نے رسولِؐ خدا پر درود بھیجا اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میرے نانا محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور دادا علیؑ حجتِ خدا ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی دُنیا میں آمد پر جبرئیلؑ دیگر مقرب ملائکہ کے ہمراہ خدائے متعال کی طرف سے پیغامِ تہنیت لے کر آئے۔ آپؑ کا اسمِ گرامی رسالت مآبؐ خود اپنے نام پر پہلے ہی تجویز فرما گئے تھے۔ آپؑ کی کنیت بھی رسولِؐ اسلام کی طرح ابوالقاسم ہے اور دوسری کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپؑ کے القاب مہدی، حجۃ اللہ، صاحب العصر والزمان، صاحب الامر، القائم، الباقی، العزیم اور المنتظر ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپؑ کا لقب ''المنتظر'' آپؑ کی آمد سے ۱۴۲۳ سال قبل حضرتِ دانیال نے تجویز کیا تھا۔ آپؑ کا نامِ نامی زبان پر جاری کرنے سے ممانعت کی گئی ہے اور آپؑ کے نام میں جستجو کرنے سے پرہیز کرنے کو کہا گیا ہے۔ یہ بھی مرقوم ہے کہ آپؑ کے شمائل و خصائل اور اقوال و افعال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشابہ ہیں۔

امامِ زمانہؑ پانچ سال کے سن مبارک میں ۲۶۰ ہجری میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد منصبِ امامت پر فائز ہوئے۔ اس کم سنی میں آپؑ کا اس عظیم منصب پر فائز ہونا سورۂ مریم کے مطابق: "حضرت یحییٰؑ کو بچپنے میں نبوت عطا ہونے کے مترادف ہے"۔

روایات کے مطابق آپؑ اکثر انبیاءؑ کے حالات و کیفیات کے مظہر ہیں۔ غیبتِ کبریٰ میں آپؑ کا ظہورِ پُرنور حضرت یونسؑ کی طرح بعمر چالیس سال کا عالمِ شباب میں ہوگا اور آپؑ ختمی مرتبتؐ کی طرح صاحب السیف ہوں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت کو پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ آپؑ کو اپنے چچا جعفر بن علی نقیؑ کی خلیفۂ وقت معتمد باللہ کے دربار میں مخبری پر رُوپوش ہونا پڑا۔ آپؑ بالکل اسی طرح حاکمِ وقت کے سپاہیوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نکلے جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ ہجرت کفار کے نرغے سے بچ کر گھر سے نکلے تھے۔ آپؑ کے خانۂ اقدس کا سارا سامان لوٹ لیا گیا اور آپؑ کی والدہ معظمہ کو قاضی ابوشوالات کے گھر کی خواتین کے ساتھ سخت نگرانی میں محبوس رکھا گیا۔ کنیزِ خدا سیدہ نرجسؑ نے آپؑ کی ولادت کے سلسلے میں تقیہ فرمایا اور دو سال سخت مشکلات اور مصائب و آلام میں گزارے۔

۲۶۰ ہجری سے ۳۲۹ ہجری تک کا عرصہ آپؑ کی غیبتِ صغریٰ کا زمانہ ہے۔ آپؑ کی گرفتاری اُس وقت کی ظالم حکومت کا سب سے بڑا ہدف تھا۔ اسی دور میں آپؑ نے پردۂ غیبت میں رہ کر اپنے حامیوں اور پیروؤں کے ساتھ رابطے میں ٹھوس عملی تنظیم سے کام لیا۔ غیبتِ صغریٰ میں آپؑ نے اپنے نوابِ اربعہ کے ذریعے خصوصی اہداف حاصل کیے، بالخصوص غیبتِ صغریٰ کے تصور کو لوگوں کے دلوں اور ذہنوں میں راسخ کیا۔ نیز غیبتِ صغریٰ کے دوران میں اسلامی مفادات محفوظ رکھنے اور اپنے حامیوں کی دیکھ بھال اور اُن سے ارتباط کے لیے زمینہ سازی کی۔ بعض علما نے غیبتِ صغریٰ میں امام علیہ السلام کی مرکزی اقامت گاہ کا تعین بھی کیا ہے البتہ آپؑ جس گھر میں (مع اہل وعیال) رہتے تھے اُس کا نام بیت الحمد ہے۔ امامِ زمانہ علیہ السلام پانچ سال اپنے والدین شریفین کے زیرِ نگرانی رہے۔ ۶۹ برس غیبتِ صغریٰ میں گزارے اور ۳۲۹ ہجری سے لے کر اب (۱۴۳۷ھ) تک ۱۱۰۸ سال سے غیبتِ کبریٰ میں ہیں۔

آپؑ کے ظہور کے بہت سے علائم بتائے گئے ہیں جو فی زمانہ جزواً ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان شاء اللہ جلد جبرئیلؑ و میکائیلؑ مژدۂ الٰہی سنائیں گے اور امرِ ربی سے آپؑ کا حکم تمام دنیا پر جاری وساری ہوگا۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپؑ کا ظہور ۱۰ محرم الحرام بروز جمعہ ہوگا۔

صادقِ آلِ محمدؑ کا ارشاد ہے کہ آپؑ کا ظہور بوقتِ عصر ہوگا (سورۂ عصر میں شاید اسی سبب سے عصر کے وقت کی قسم اٹھائی گئی ہے)۔ ظہور کے وقت آپؑ خانہ کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوں گے اور اپنا ہاتھ کھولیں گے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ید بیضا کی طرح روشن ہوگا۔

آپؑ کی شانِ ظہور بیان سے ماورا ہے۔ آپؑ کے پرچم پر "البیعۃ اللہ" لکھا ہوگا۔ گویا آپؑ اپنے دستِ مبارک پر خدائے متعال کے لیے بیعت لیں گے۔ آپؑ خانہ کعبہ میں ایک منبرِ نور پر جلوہ افروز ہو کر لہجۂ رسولؐ میں خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔ اس وقت آپؑ ملبوس بھی لباسِ رسولؐ میں ہوں گے۔ حضرت عیسیٰؑ کی طرح چالیس سال کی عمر مبارک ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُولوالعزم پیغمبرِ خدا ہونے کے باوجود آپؑ کے ماموم ومقتدی ہوں گے۔ آپؑ کے داہنے ہاتھ میں ذوالفقارِ حیدریؑ ہوگی اور بائیں ہاتھ میں عصائے موسیٰؑ ہوگا جو اعجازِ موسوی کا حامل ہوگا۔ آپؑ کا دارالحکومت شہرِ کوفہ قرار پائے گا اور مدتِ حکومت انیس بیس سال ہوگی البتہ ہر سال کئی سال کے برابر ہوگا۔

آپؑ کے عہدِ ظہور میں رجعت بھی وقوع پذیر ہوگی جس میں جملہ ائمہ طاہرین علیہم السلام اور اُن کے مخلصین (مومنین) نیز سخت ترین ظالمین اور منافقین پھر سے زندہ کیے جائیں گے۔ ظالموں سے اُن کے ظلم کا بدلہ لیا جائے گا، بالخصوص امام حسین علیہ السلام اور اُن کے اہلِ بیتؑ پر ہونے والے ظلم کا بدلہ چکایا جائے گا۔ پھر بحکمِ خدا آپؑ کی حکومت ختم ہوجائے گی اور امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کائناتِ عالم پر حکومت فرمائیں گے۔ جس کی طرف دابۃ الارض کہہ کر قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے۔ باقی تمام ائمہؑ آپؑ کے وزیر ہوں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت اُس وقت تک رہے گی جب دُنیا کے فنا ہونے میں چالیس روز باقی رہ جائیں گے۔ اس حکومت کے سپریم لیڈر یقیناً رسولِ خدا ہوں گے

اور آپؑ ہی کے دستِ حق پرست سے نہر فرات کے کنارے شیطان مردود کا خاتمہ ہوگا۔

یہ ہے حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت سے لے کر غیبتِ صغریٰ، غیبتِ کبریٰ اور ظہور و حکومت کی مختصر سی داستان۔

اور اب پیشِ نظر ہے کتابِ مستطاب "مہدی من المہد الی الظہور"۔ کتاب ہذا اپنے قبیل کی تمام کتب میں منفرد مقام رکھتی ہے، دراصل یہ محض تالیف نہیں بلکہ اس موضوع پر عمیق تحقیق کا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت آیت اللہ سید محمد کاظم القزوینی الموسوی وہ عظیم محقق ہیں۔ جنھوں نے بڑے بڑے تحقیقی کارنامے سرانجام دیے۔ آپؒ کے شاہ کاروں کی فہرست بہت طویل ہے۔ امام صادقؑ پر "موسوعہ امامِ صادقؑ" کے نام سے جو آپؒ نے کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ علاوہ ازیں ہر معصومؑ پر من المہد الی اللحد (مگر امام مہدیؑ پر من المہد الی الظہور) کا سلسلہ ہر معصومؑ کے بارے میں معلومات کے خزائن لیے ہوئے ہے۔ ہم اس سلسلے کی تین کتابیں مولائے کائناتؑ، سیدۃ النساء العالمینؑ اور سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے بارے شائع کر چکے ہیں جو مقبولیت کا ریکارڈ قائم کرتی نظر آتی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب اس سلسلے کی چوتھی کڑی ہے، ان شاء اللہ باقی ائمہؑ پر بھی یہ سلسلہ تراجم مکمل کیا جائے گا۔

اس کتاب کے ترجمہ کے سلسلے میں حجۃ الاسلام سید محمد عدنان نقوی ہماری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے پہلا ترجمہ کیا اور خوب کیا۔ اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ یہ شوق، شوقِ فراواں کی صورت اختیار کر جائے اور اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے۔ یقیناً یہی معراجِ ایمان ہے جس میں منزل بلند سے بلند تر اور سفر طویل سے طویل تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی سفر میں ایک طویل عرصے سے گامزن ہمارے شریکِ کار اور ہم دم دیرینہ پروفیسر مظہر عباس چودھری صاحب ہیں، جو بے شمار کتب کی اصلاح و تصحیح کی خدمت انجام دے چکے ہیں، دے رہے ہیں اور ان شاء اللہ تاحیات یہ نمازِ شوق ادا کرتے رہیں گے۔

اللہ رب العزت ہم سب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے تاکہ اہلِ بیتؑ رسولؐ کے مکتب کی زیادہ سے زیادہ خدمت انجام دے سکیں، بالخصوص امامِ زمانہؑ پر زیادہ سے زیادہ

کتب شائع کرکے گھر گھر پہنچا سکیں اور شعور و آگہی کے اس اہتمام سے ظہورِ امامؑ کی راہ ہموار کرسکیں۔

بقول مظہر عباس چودھری:

مرے امامؑ ترا قرض مجھ پہ واجب ہے
میں تیرے عہد میں عہدِ وفا نبھاؤں گا
یہ انتظار کی دولت نہیں ظہور سے کم
میں اہلِ دل میں بھی نقدِ جاں لٹاؤں گا
تری غلامی پہ نازاں ہوں عصرِ غیبت میں
ترے ظہور سے پہلے مراد پاؤں گا

والسلام مع الاکرام

ریاض حسین جعفری، فاضلِ قم

سربراہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

الحمد قریب آیا غمِ عشق کا ساحل

(عرضِ مترجم)

عرصہ سے ناچیز کی تمنا تھی کہ خداوند کریم اِس بندۂ بے مایہ سے اپنے دین اور خانوادۂ آلِ محمدؐ کی خدمت کا کوئی ایسا کام لے جو میرے جیسے تہی داماں کے لیے دنیا و آخرت ہر دو عالم میں فخر کا باعث ہو۔ اب یہ خدائے بزرگ و برتر کی اپنی پُرحکمت تقسیم ہے کہ وہ کس سے کون سا کام لیتا ہے۔ وہ کسی کو دین کی خدمت کے لیے محرابِ مسجد عطا کرتا ہے، کسی کے ذمے منبرِ مجلس عزا پر تبلیغ کا کام لگایا جاتا ہے، کسی کے دامن میں تدریسِ دین و تعلیمِ شریعت کی نعمت ڈالی جاتی ہے اور کوئی توفیق الٰہی سے تحریر و تالیف کی ذمہ داریاں سنبھال کر دینِ حق کے لیے خدمات سرانجام دیتا ہے۔

اپنی تعلیم کے دوران میں میری نظروں سے کتابوں کی شکل میں اَسلاف کے ایسے دُرہائے گراں بہا گزرے جو مالک کائنات کی عطا کردہ توفیقِ خاص کے سوا ہاتھ نہیں آتے۔ علمائے اَعلام کی ایسی نادر تصانیف و تالیفات دیکھیں کہ دل اَش اَش کر اُٹھا۔ یقیناً بزرگان نے یہ کام بہت بڑی ذہنی وجسمانی مشقتوں کے بعد کیا ہوگا جب کہ عوام اُن بزرگوں کے کام سے تو کیا نام تک سے ناواقف و ناآشنا ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نادر و ایمان افروز کتابیں اتنی تعداد اور اتنی سُرعت سے ترجمہ نہیں ہوئیں جتنی ہونی چاہیے تھیں۔ ایک سبب زمانے کے نامساعد حالات کے ساتھ ساتھ عوام کی کتب بینی سے عدم دلچسپی بھی ہے لیکن البتہ اس کے باوجود کچھ اداروں اور کچھ شخصیات نے یہ کارِ خیر اپنے ذمّے لیا اور بہت سی کتابیں ترجمہ ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔

بہرحال آمدم بر سرِ مطلب، بزرگ علماء کی تصانیف و تالیفات کا علم کے موتیوں سے منور خزانہ دیکھ کر دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ جتنی توفیق میسر ہے اتنی ذمہ داری تو مجھے بھی پوری کرنی چاہیے۔ نامساعد حالات اور وسائل کی عدم دستیابی کا رونا کب تک روتے

رہیں گے۔ اپنے حصّے کا کوئی کام تو سرانجام دینا چاہیے ـــــ بقول احمد فراز:

شکوۂ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصّے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

چند دوستوں کے وسیلے سے ادارہ منہاج الصالحین کے سربراہ جناب علامہ ریاض حسین جعفری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جب علامہ صاحب کے سامنے اپنی خواہش رکھی تو انھوں نے فوراً لبیک کہا اور باہمی مشاورت سے کتاب الامام المھدی من المھد الی الظھور ترجمہ کے لیے منتخب کی گئی۔ میرے دل نے شکر کا سجدہ کیا کہ الحمدللہ جس اولی الامر کی میں رعایا ہوں، جس امام کے نام کے ساتھ بروزِ محشر مجھے ندا دی جائے گی اسی کے فضائل، فرامین، حالات، معجزات اور تاریخی واقعات پر مشتمل کتاب کا ترجمہ میرے مولاؑ نے مجھ ایسے ناچیز کے ذمے لگایا۔ میں اپنی خوش قسمتی پر خدائے وحدہ لاشریک کا جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔

میں نے اِس کتاب کا ترجمہ کرنے کے لیے اپنی پوری ذہنی صلاحیتوں کو استعمال کیا اور حد درجہ کوشش کی کہ کہیں پر کوئی غلطی نہ رہ جائے لیکن اِس کے باوجود میں ایک خطاکار انسان ہونے کے ساتھ ساتھ محض ایک طالب علم ہوں، لہٰذا یقیناً غلطیاں سرزد ہوتی ہوں گی جن پر میں اللہ تعالیٰ، محمدؐ و آلِ محمدؐ اور وارثِ زمانہ سے معافی کا اور قارئین بالخصوص علمائے کرام سے راہنمائی کا طلب گار ہوں۔

آخر میں مجھے اُن تمام احباب کا شکریہ ادا کرنا ہے جنھوں نے میری اِس خواہش کو عملی جامہ پہنانے میں میرا ساتھ دیا۔ دُعا ہے کائنات کا اللہ اُن دوستوں کی توفیقاتِ خیر میں اضافہ فرمائے اور میری یہ ادنیٰ سی کوشش خدائے بزرگ و برتر اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت پائے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

احقر

سیّد محمد عدنان نقوی

۲۹ جمادی الاوّل ۱۴۳۷ھ / ۸ مارچ ۲۰۱۶ء

یا امام المنتظرؑ ــــ المدد المدد!

اِلٰھِیْ عَظُمَ الْبَلَآءُ وَبَرِحَ الْخَفَآءُ وَانْکَشَفَ الْغِطَآءُ وَانْقَطَعَ الرَّجَآءُ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ وَضَاقَتِ الْاَرْضُ وَمُنِعَتِ السَّمَاءُ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ اِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَعَلَیْکَ الْمُعَوَّلُ فِی الشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اُولِی الْاَمْرِ الَّذِیْنَ فَرَضْتَ عَلَیْنَا طَاعَتَھُمْ وَعَرَّفْتَنَا بِذٰلِکَ مَنْزِلَتَھُمْ فَفَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّھِمْ فَرَجًا عَاجِلًا قَرِیْبًا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ ھُوَ اَقْرَبُ یَا مُحَمَّدُ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا مُحَمَّدُ اِکْفِیَانِیْ فَاِنَّکُمَا کَافِیَانِ وَانْصُرَانِیْ فَاِنَّکُمَا نَاصِرَانِ یَا مَوْلَانَا یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ الْاَمَانَ الْاَمَانَ الْغَوْثَ الْغَوْثَ اَدْرِکْنِیْ اَدْرِکْنِیْ اَدْرِکْنِیْ اَلسَّاعَةَ اَلسَّاعَةَ اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ

"ظہورِ امامِ عصر، عصرِ حاضر کی سب سے بڑی ضرورت ہے، لہٰذا ہمیں ہر وقت امام علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل اور مومنین و مومنات کی پریشانیوں سے نجات کے لیے مذکورہ بالا دُعا کرتے رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے امامؑ کے ظہور کا سوال کرتے رہنا چاہیے۔ اگر امرِ ربی سے ہماری دُعائیں بارآور ہو جائیں تو اور کیا چاہیے ورنہ کم از کم ہم رُوحانی طور پر اپنے آقا و مولاؑ کے قریب رہیں، اپنے ہر عمل کو دیکھنے اور ہر بات کو سننے کی اُمید رکھیں اور اُن کی رضا کے طلب گار رہیں ــــ لاریب دورِ حاضر میں اگر کوئی قوم سب سے زیادہ مسائل میں مبتلا اور مصائب میں گرفتار ہے تو وہ اُمت مسلمہ ہے۔ چنانچہ خود امامِ زمانؑ کا فرمان ہے:

"میری تعجیلِ فرج کے لیے دُعا کرو اس میں تمھارے لیے آسائش و آرام کا سامان ہے"۔

ادعیۂ ماثورہ میں ہے:

اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ هٰذِهِ الْغُمَّةَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِظُهُوْرِهٖ

"اے اللہ! حضرتِ حجت کے ظہور کے ذریعے سے اس اُمت کی پریشانیاں حل فرما"۔

اگر مومنین جہاں اپنے اس حقیقی ملجا و ماویٰ کو پہچان لیں اور ان سے متوسّل ہوں تو اُن کی عنایات سے مستفید ہونا بعید نہیں۔ ہمیں اپنے عہد کے آقا و مولاؑ اور مظہر خدا پر اپنے عقیدے کو مضبوط کرنا چاہیے اور انھیں خود سے راضی و خوشنود رکھنے کے لیے ہمہ وقت کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہم ہروقت عَيْنُ اللّٰهِ النَّاظِرَةُ (خدا کی دیکھنے والی آنکھ) کے رُوبرو ہیں۔ نیز خدائے متعال کی عبادت کے ذریعے اُن سے اپنے ارتباط و اتصال کو بڑھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں اپنے اور ہمارے درمیان وسیلہ مقرر کیا ہے۔ آپؑ امیرِ نحل اور امیرِ ملّت ہیں۔ ہمارے تمام اُمور آپ ہی کے ذریعے اللہ رب العزت تک پہنچتے ہیں۔ آپ فیض رسانی کا مضبوط وسیلہ ہیں۔ نیز ہمیں ہروقت اپنا احتساب کرتے رہنا چاہیے کہ امامِ زمانہ ہمارے کن کاموں سے راضی اور کن اُمور سے ناراض ہیں۔

بحمد للہ امامِ زمان بادلوں میں چھپے سورج کی طرح ہمیں فیض یاب کر رہے ہیں۔ اُن کی دُعائیں ہمارے وجود کے تحفظ کی ضمانت ہیں۔ اس پر مستزاد اگر ہم بھی بحیثیت قوم اپنے گناہوں سے تائب ہو کر تعجیلِ فرج کی دُعا کریں تو ہماری دُعاؤں کی استجابت عین ممکن ہے۔ امامؑ کا وجود کائنات کے وجود کا ضامن ہے اور امامؑ کا ظہور تخلیقِ کائنات کے حتمی مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے، لہٰذا یہ ضروری نہیں ہم ہروقت امامؑ سے ملاقات کی فکر میں پڑے رہیں۔ علمائے کرام کے مطابق ائمہ اطہارؑ کے ساتھ توسّل کے لیے دو رکعت نماز پڑھنا (شاید) اُن کی خدمت میں حاضر ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔ نیز امام زمانہؑ کی غیبت میں عبادت زمانہ ظہور میں عبادت سے افضل ہے۔

امر حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں حجت خدا کے ظہور سے پہلے اُن کی حکومت کے لیے زمینہ سازی کرنی چاہیے، جو لوگ امامؑ کے ظہور میں مانع ہوں اُنھیں خود سے دُور کرنا چاہیے اور خود کو اُن سے بچانا چاہیے۔ ظہور و رجعت کا عقیدہ رکھنے والوں کا واجبات کو ترک کرنا اور

حرام کاموں کا ارتکاب ہمارے اور امامؑ کے دیدار و زیارت کے درمیان بصورتِ پردہ حائل ہے۔ یہ بھی ذہن عالی میں رہے کہ فرمودات ائمہ سے مستفاد ہے کہ غیبتِ کبریٰ اور طویل انتظار کے سبب سے وہ لوگ جو مہدی موعود کی امامت کے قائل ہیں اُن میں سے بھی اکثر آپؑ کا انکار کرنے لگیں گے۔ اسی لیے مکتبِ امامت کے پیروؤں کو آخری زمانے میں دُعائے تثبیت دین پڑھنے کا حکم ہے، یعنی:

يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

(بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۴۸)

اس ضمن میں الکافی باب فی الغیبۃ میں درج ایک اور دُعا کا مفہومی ترجمہ ملاحظہ ہو:

"اے اللہ! مجھے میرے نفس کی معرفت عطا فرما ورنہ میں تیرے نبیؐ کی معرفت حاصل نہیں کرسکوں گا۔

اے اللہ! مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا فرما ورنہ میں تیری حجت کی معرفت حاصل نہیں کرسکوں گا۔

اے اللہ! مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا فرما ورنہ میں اپنے دین سے گم راہ ہو جاؤں گا"۔

یہ دُعا بلاؤں اور مصیبتوں کو دُور کرنے کے لیے بھی مفید ہے۔ ہماری (فرداً اور اجتماعاً) سب سے اہم دُعا امام منتظرؑ کے ظہور ہی کے بارے میں ہونی چاہیے۔ جب ہم حج و عمرہ اور زیارت کے لیے جائیں تو ہمیں یہی دُعا فرج پڑھنی چاہیے کیوں کہ آپؑ کے ظہور سے ظالم حکومت کا زوال ممکن ہوگا اور بنی نوع انسان کی مشکلات دُور ہوں گی۔ مزید برایں روز و شب دُعائے فرج کا وظیفہ اپنانا چاہیے، جو ہمارے تمام دکھوں اور دردوں کی دوا ہے۔ روایات میں وارد ہے کہ آخری زمانے میں سب ہلاک ہو جائیں گے، سوائے اُن لوگوں کے جو تعجیلِ ظہور کے لیے دُعا کرتے ہوں گے۔ یہ جملہ بھی ملتا ہے کہ جو دُعائے غریق پڑھتا ہوگا وہ ہلاکت سے محفوظ رہے گا۔

آمدم برسرِ مطلب ناچیز امامِ زمانہؑ کے بارے میں دو کتابوں "فلسفۂ غیبتِ مہدیؑ"

اور کتابِ قائم کا مؤلف بھی ہے اور اپنے امامؑ کے بارے میں آگہی و شعور کی تحریک کے ادنا کارکن کے طور پر مختلف دینی مجلوں میں آرٹیکل بھی لکھتا رہتا ہے۔ "المنتظر" ۱۹۹۹ء کا "امامِ زمانہؑ نمبر" حقیر کی خصوصی کاوش ہے۔ مہدیؑ شناسی اور امامِ زمانؑ سے آشنائی کے اس سفر میں چند کتب کی ادارت بھی کی لیکن جو لطف زیرِ نظر کتاب، کتاب الامام المهدی من المهد الی الظهور کا اُردو ترجمہ پڑھ کر آیا، وہ بے نظیر ہے۔

آیت اللہ سرکار علامہ سید محمد کاظم القزوینی الموسوی کی یہ عظیم کاوش معصومینؑ پر اُن کے مجموعہ ہائے "من المهد الی اللحد" ہی کی ایک کڑی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ کتاب ہذا امامِ زمانؑ کے ظہور تک ہی کو محیط نہیں بلکہ امام علیہ السلام کے اس دنیائے فانی سے رحلت فرما جانے تک کو اپنے حیطۂ بیان میں لیے ہوئے ہے۔

مؤلف کتاب ہذا نے مقدمۂ کتاب میں عربی زبان کی قریب قریب پچاس کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں تحریر کی گئیں (اور فارسی کتب کی تعداد بھی اس سے کم نہیں ہوگی جب کہ اُردو اور انگریزی زبان میں بھی بیسیوں کاوشیں کی گئی ہیں، لیکن مؤلف موصوف امامِ زمانہؑ کے بارے میں ہونے والی تحریری کام سے قطعاً مطمئن نہیں۔ اُن کا کہنا ہے اور بجا کہنا ہے کہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے بادشاہ (جو عالمِ اعلیٰ و بالا سے بھی متصل ہے) اور حجتِ خدا کے بارے میں اس قدر کم لٹریچر کا ہونا تشویش ناک امر ہے۔ امامؑ کے بارے میں لکھی جانے والی کتب باقی موضوعات پر لکھی جانے والی کتب کا دس ہزارواں حصّہ بھی نہیں ہوتیں۔

موصوف کا کہنا ہے کہ امامِ زمانہؑ پر کتابوں کا لکھا جانا دیگر معصومین علیہم السلام پر کتابیں لکھنے سے بھی زیادہ واجب ہے۔ مؤلف موصوف نے اس موضوع پر کیے گئے کام میں اپنا حصّہ ڈالنے کے لیے یہ کتاب تحریر فرمائی اور قلتِ اطلاع کے اعتراف کے باوجود خوب تحریر فرمائی۔ سچ پوچھیے تو یہ کتاب متعدد کتابوں کا جوہر ہے جو تیئس فصول پر مبنی ہے۔ مؤلف کتاب ہذا کا اسلوب بیان بھی انتہائی دل نشین ہے۔ مؤلف نے جو بحثیں کی ہیں وہ نہایت مدلل اور نتیجہ خیز ہیں۔ علاوہ ازیں مؤلف کی طرف سے فراہم کردہ اکثر معلومات نایاب نہیں تو

کم یاب ضرور ہیں جن میں سے نمونہ از خروارے مترجم ہذا کتاب حجۃ الاسلام سید محمد عدنان نقوی (اٹک) اور ناشرِ کبیر علامہ ریاض حسین جعفری قبلہ (لاہور) کی محنت و وقت اور خضوع و خشوع کا اعتراف کرنے کے بعد درج کرنے جا رہا ہوں۔

بحمداللہ میں خوش نصیب ہوں کہ اپنے زمانے کے امامؑ پر ترجمہ شدہ اس زبردست کاوش کا پہلا قاری ہوں۔ اصلاحِ ترجمہ میں بھی جو مجھ سے بن پڑا حصّہ ڈالا۔ فقیر الی اللہ کی یہ بھی خواہش کہ اُردو زبان جس طرح عربی، فارسی سے زیادہ بولی اور پڑھی جانے والی زبان ہے اور چینی اور انگریزی کے بعد تیسری بڑی زبان شمار ہوتی ہے اسی طرح اُردو کے قالب میں امامِ زمانہؑ پر لکھی جانے والی کتب کی تعداد بھی عربی فارسی سے زیادہ ہو۔

خدائے متعال ہمارے مخیّرین (خیّرین) کو توفیق عطا کرے کہ وہ امام زمانہؑ ٹرسٹ قائم کریں اور اس کے تحت ہر سال کم سے کم دس کتابیں امامِ زمانہؑ پر شائع ہوں جو کم قیمت پر اور ہو سکے تو بلامعاوضہ (برائے خوشنودیِ امامؑ) لوگوں میں تقسیم کی جائیں۔ اپنی کم مائیگی کے باوجود اُن میں سے پہلی کتاب کا مکمل خرچہ اُٹھانے کی ناچیز خود حامی بھرتا ہے۔

المختصر اس کتابِ مستطاب کے مترجم اور ناشر نے امامِ زمانہؑ پر کام کی ایک خوش آئند ابتدا کر دی ہے۔ ہم ہر دو صاحبان کی توفیقات میں اضافے کے لیے دُعاگو ہیں اور اَب آتے ہیں کتاب کے مختصر اور چیدہ چیدہ نکات کی طرف جن کا وعدہ قبل ازیں کر چکے ہیں۔ پڑھیے اور اپنے زمانے کے امامؑ سے اپنے رابطہ و توسّل کو مضبوط تر کیجیے۔

حضرتِ ابوسعید الخدریؓ سے ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا: اے بیٹی فاطمہؑ! ہم اہلِ بیتؑ کو سات ایسے فضائل دیے گئے ہیں کہ جو ہم سے پہلے کسی کو نہیں دیے گئے تھے:

1. ہمارے نبیؐ سب نبیوںؑ سے بہتر ہیں اور وہ تمھارے پدرِ بزرگوار ہیں۔
2. ہمارے وصی تمام اوصیاء سے افضل ہیں اور وہ تمھارے شوہر گرامی ہیں۔
3. ہمارے شہید تمام شہدا سے افضل ہیں اور وہ تمھارے بابا کے چچا (حضرت حمزہ) ہیں۔
4. اور ہم میں سے وہ شخص ہے جس کو دو سرخ پَر دیے گئے ہیں اور وہ ان پَروں سے

جنت میں پرواز کرتے ہیں اور وہ آپؑ کے چچا جعفر طیارؑ ہیں۔

۵ و ۶ اور اس اُمت کے دو سبط ہیں اور وہ تمھارے بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

۷ اور اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہمی میں سے اس اُمت کا مہدیؑ ہے، وہ کہ جس کی اقتدا میں حضرتِ عیسٰیؑ ابن مریمؑ نماز پڑھیں گے۔"

٭ کتاب ینابیع المودۃ میں ہے کہ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے نہروان کے امر سے فارغ ہونے کے بعد خطاب فرمایا: اس میں کچھ مستقبل کے بارے میں بیان فرمایا اور کہا: "وہ امر الٰہی ہے، وہ ہونے والا ہے"۔

٭ کتاب ینابیع المودۃ میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کا یہ فرمان بھی منقول ہے: اُمتِ محمدیہؐ کا علم بردار ظہور فرمائے گا اور حکومتِ احمدؐ کا حاکم خروج فرمائے گا۔ وہ تلوار کے ذریعے قیام کرے گا اور فرض و سنت کو زندہ فرمائے گا، بات کا پکا ہوگا، زمین کو گہوارے کے مانند بنا دے گا۔

٭ (امیرالمومنینؑ نے اپنے آخری وصیت نامے میں) امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: اے ابا محمدؑ! آپ آگے بڑھ کر میرا جنازہ پڑھانا اور مجھ پر سات تکبیریں پڑھنا، اور یاد رہے کہ یہ عمل صرف میرے لیے جائز ہے یا اس کے لیے جو آخری زمانے میں ظہور و خروج فرمائے گا اُس کا نام مہدی ہوگا جو تمھارے بھائی حسینؑ کی اولاد سے ہوگا اور حق کو قائم کرے گا۔

٭ کتاب اکمال الدین میں شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی استاد سے صفوان بن مہران سے اور اُنھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص تمام ائمہؑ کا اقرار کرے اور مہدیؑ کا انکار کرے تو وہ ایسے ہے جیسے اُس نے تمام انبیاءؑ کا انکار کیا اور حضرت محمدؐ اور اُن کی نبوت کا انکار کیا۔

٭ الحافظ محمد بن محمد حنفی نقشبندی اپنی کتاب "فصل الخطاب" میں لکھتے ہیں کہ ابو محمد حسن عسکریؑ کے بیٹے محمدؑ ہیں جو آپؑ کے خاص دوستوں میں مشہور و معروف تھے۔ آگے لکھتے ہیں کہ آپؑ کی ولادت سیدہ حکیمہ بنت امام جوادؑ کی روایت کے مطابق ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری میں ہوئی۔

٭ (علامہ قزوینی جعفر کے بارے میں رقم طراز ہیں) کاش! وہ جان لیتا کہ علمِ امامؑ

اور ہوتا ہے اور علمِ غیب اور۔ کاش کہ وہ ان اخبار و احادیث کو یاد کرتا جو رسولِ اکرم ﷺ، ائمہ طاہرین علیہم السلام سے وارد ہوئیں اور مستقبل کے احوال کو بیان کرتی ہیں۔ کاش وہ امیر المومنینؑ کے اس خطبہ پر غور کرتا کہ جب آپؑ سے بصرہ کے بارے میں خبریں سن کر حاضرین نے کہا: اے امیر المومنینؑ! آپؑ کو تو علمِ غیب دیا گیا ہے تو امام علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ علمِ غیب نہیں بلکہ ایک صاحبِ علم سے سیکھی ہوئی باتیں ہیں۔ غیب کا علم تو قیامت کے بارے میں علم ہے اور وہ علمِ غیب جو خدا نے اس آیہ مجیدہ میں ذکر کیا ہے۔ (سورۂ لقمان: آیت ۳۵)

❁ ابو محمد الحسن الشریعی، یہ امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے صحابیوں میں سے تھا اور اس نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ وہ امامِ زمانہؑ کا نائب ہے۔

❁ احمد بن ہلال العبرتائی، یہ شخص لعنت و غلو میں مشہور تھا۔ شروع شروع میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے خواص اور معتبر اصحاب میں سے تھا۔ اس نے چوّن (۵۴) حج کیے ہوئے تھے جن میں سے پچیس حج پیدل کیے تھے لیکن وہ منحرف ہو گیا اور اس حد تک پہنچ گیا کہ امام حسن عسکریؑ نے اس کی مذمت ان الفاظ سے کی کہ اس بناوٹی صوفی سے بچو۔

❁ حسن بن منصور الحاج، شیطان سے بڑھ کر شیطان۔ دس صدیوں سے اُمت اس کے برے اثرات سے متاثر ہے اور آج تک اس کی رسی ڈھیلی ہے۔ باوجود اس کے کہ اس کا کفر و انحراف ظاہر ہو چکا ہے لیکن بعض لوگ اس پر خوش ہیں اور اس کے فاسد عقائد کو مانتے ہیں اور جو جس جیسا بنے وہ اسی میں سے ہے۔ وہ دجال جھوٹا اور جادوگر تھا۔ صوفیت ظاہر کرتا تھا اور ہر علم کو جاننے کا دعوے دار تھا حالانکہ وہ جاہل تھا اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا تھا۔ وہ شیعوں کے پاس شیعیت ظاہر کرتا تھا اور اہلِ سنت کے پاس اپنا مذہب اہلِ سنت ظاہر کرتا تھا۔ امام مہدیؑ کی طرف سے اس پر لعنت اور اس سے برأت کی توقیع صادر ہوئی۔ یہ سب اس وجہ سے تھا کہ کہیں بعض شیعہ حضرات اس کے بارے میں علم نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تعریف میں حد سے آگے نکل جائیں اور اس کی بداعمالیوں اور انحرافات سے غافل ہو جائیں۔

❁ امام مہدی علیہ السلام نے اسحاق بن یعقوب کی طرف خط میں لکھا: میں زمین والوں کے لیے اسی طرح امان کا باعث ہوں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لیے باعثِ امان ہیں۔

☼ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہم ہدایت دینے والے امام ہیں، ہماری ہی وجہ سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے اور لوگ بارش سے سیراب ہوتے ہیں۔ ہماری ہی وجہ سے تم سے عذاب اٹھ جاتا ہے۔ تو جو ہماری معرفت حاصل کرلے، ہمارے حق کی معرفت حاصل کرلے اور ہمارے حکم کو مانے اُسے ہماری ہی طرف آنا ہے۔

☼ ہمارے علم کے مطابق قیادت، مرجعیت کی ابتدا غیبت کبریٰ میں شیخ حسن بن علی بن ابی عقیل العمانیؒ کے ہاتھوں ہوئی...... علامہ حلی اور محقق حلی نے ان (فقیہ عمانی) کے فتاویٰ کو محفوظ کیا اور ان کے بعد آنے والے فقہا نے بھی۔

☼ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تم خاندان والوں کے بغیر عزت چاہتے ہو اور بادشاہی کے بغیر رُعب و ہیبت چاہتے ہو تو خدا کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اس کی اطاعت کی عزت کی طرف آجاؤ۔

☼ وہ (مہدی ہونے کے دعوے دار) اپنے گاؤں میں انصاف قائم نہ کرسکے تو پوری زمین میں انصاف کی حکومت قائم کرنا تو بہت ہی مشکل کام ہے۔

☼ سورج گرہن قمری مہینے کے آخر میں اور چاند گرہن قمری مہینے کے درمیان میں ظاہر ہوتا ہے لیکن امام مہدیؑ کے ظہور سے پہلے یہ آسمانی اصول ختم ہوجائے گا اور خلافِ عادت مہینے کے درمیان میں سورج گرہن اور مہینے کے آخر میں چاند گرہن ہوگا۔

☼ جب حضرت زید کی شہادت ہوئی تو اُموی شعرا نے مہدویت کا مذاق اُڑایا۔

☼ امامؑ حملۂ تطہیر کی ابتدا فرمائیں گے۔ انسانی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی لائیں گے اور نظامِ حیات بدل دیں گے۔

☼ (ناموں میں کیا رکھا ہے) امامؑ کے تین سو تیرہ اصحاب میں سے بعض ہستیوں کے نام یہ ہیں: مروان، حسین، طلیق، عمرو یا عمر، وغیرہ۔

☼ ان میں چھے ابدال ہیں اور اُن سب کے نام عبداللہ ہیں۔ دو غلام ہیں عبداللہ اور ناصح۔ (کچھ منفرد اور خوب صورت نام) کوثر، عبدالقیوم، صدقہ، فرج، محروز، ناجیہ، حفص، محارب، ریان، شبیل، شیبان، معشر، علوان، ملاعب محمد، کلیب (مصر کے نواح سے ایک صحابی)

نیروش (افغانستان کے علاقے ہرات سے) واصل، مہاجر (عبدالقدوس، عبدالرحمن، عبدالغفور، عبدالسلام) وغیرہ۔

٭ خداوند متعال کفار اور مشرکین اور مشرک حکمرانوں کے دلوں میں امام مہدیؑ کا رُعب ڈال دے گا جیسا کہ اس بارے میں قرآنِ مجید نے صراحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رُعب کو رسولِ خدا کی مدد و نصرت کے اسباب میں سے قرار دیا تھا۔ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ۔

٭ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری حکومت سب سے آخری حکومت ہوگی اور جنھوں نے حکومت کرنا ہوگی وہ ہم سے پہلے حکومت کریں گے تاکہ جب وہ ہمارا طرزِ عمل دیکھیں تو یہ نہ کہہ سکیں کہ اگر ہمیں حکومت ملتی تو ہم بھی ایسا کرتے اور خدا کے فرمان: وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ سے بھی یہی مراد ہے۔

٭ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تمھیں ان (مہدیؑ) کے زمانے میں حکمت عطا کی جائے گی حتیٰ کہ عورت بھی کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ کے مطابق فیصلہ کرے گی۔

٭ رسولِ خدا نے فرمایا: جو کوئی درخت لگائے یا وادی تیار کرے اور اس سے پہلے کسی نے اس کام کو شروع نہ کیا ہو یا وہ غیر آباد زمین کو آباد کرے تو یہ اسی کی ملکیت ہوگی۔ یہ خدا اور رسولؐ کا فیصلہ ہے۔

٭ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو لوگ بھی مردہ زمین کو زندہ کریں تو وہ ہی اس زمین کے حق دار ہیں اور یہ ان کی ملکیت ہے۔

٭ واضح رہے کہ لوگوں کو سفیانی وغیرہ کے ذریعے سے جو مظالم درپیش ہوں گے وہ ان لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے خدا کا ان پر عذاب ہوگا۔

٭ (خطبۃ البیان میں ہے) تمھارے کوفہ کے لیے بربادی ہے کہ جب وہ تمھارے گھروں میں داخل ہو جائے گا، تمھارے بچوں کو ذبح کرے گا، تمھاری عورتوں کی ناموس پامال کرے گا۔ اس کی عمر لمبی ہوگی، اس کی برائی عام ہوگی اور اس کے ہمراہ درندہ صفت لوگ ہوں گے۔

٭ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "......(امام مہدیؑ کے اصحاب اُن کے پاس) ایک ساعت میں ایسے جمع ہو جائیں گے جیسے خزاں کے موسم میں بادلوں کے چھوٹے چھوٹے

ٹکڑے مل کر ایک بادل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور یہ ایک آیت کی تاویل میں فرمایا)۔

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائمؑ کے اصحاب کی تعداد تین سو دس سے کچھ اُوپر ہے اور خدا کی قسم وہی اُمت معدودہ (بمطابق قرآن) ہیں۔

☼ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: قائمؑ کے اصحاب تین سو تیرہ ہوں گے، وہ عجمیوں کی اولاد ہوں گے، بعض کو دن میں بادل پر اُٹھا کر لے جایا جائے گا اور وہ اپنے نام ونسب اور حلیہ سے پہچانے جائیں گے اور بعض اپنے بستر پر سوئے ہوئے ہوں گے تو وہ بغیر کسی معیار و مدت کے مکہ پہنچ جائیں گے اور ان کا بستر ان کی سواری بن جائے گا۔

☼ ان (اصحابِ مہدیؑ) کے نام آسمان میں معروف اور زمین میں مجہول ہیں (امیر المومنینؑ)

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب ہمارے قائمؑ قیام کریں گے تو امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی اولاد کو ان کے آباؤ اجداد کے افعال (مظالم) کی وجہ سے قتل کریں گے۔ (امام رضا علیہ السلام نے اس روایت کی تصدیق فرمائی اور اس فرمان کے قرآن کے خلاف ہونے کی رد فرمائی۔ دلیل یہ بیان فرمائی کہ یہ لوگ اپنے اجداد کے افعال پر خوش ہوں گے)۔

☼ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیۂ مجیدہ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ ...... کی تاویل میں فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنے ستر اصحاب کے ہم راہ خروج کریں گے۔ اُنھوں نے سونے کی ڈھالیں پہن رکھی ہوں گی۔

☼ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب ہمارا قائمؑ خروج کرے گا تو خدا ملائکہ مسومین، مردفین، منزلین اور کروبین سے اس کی مدد کرے گا۔ جبرئیلؑ اُن کے آگے آگے ہوں گے۔

☼ امام مہدیؑ ایک ایسی مسجد بنانے کا حکم صادر کریں گے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہ ہوگی، اس کے ایک ہزار دروازے ہوں گے۔

☼ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے جو حضرت قائمؑ کو پالے تو جب وہ اُنھیں دیکھے تو کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ الرَّحْمَةِ وَالنُّبُوَّةِ، وَمَعْدِنَ الْعِلْمِ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَةِ

مظہر عباس عفی عنہ

۱۵ شعبان ۱۴۳۷ھ

مقدمۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِہِ الْمُصْطَفِیْنَ الْاَخْیَار

خداوندِ رحمٰن کے لطف و کرم سے میں نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی اور بچپن ہی سے ایسے ماحول میں پرورش پائی کہ جس کی فضا اپنے دامن میں خیر و خوبی لیے ہوئے تھی یہاں تک کہ عقائد صحیحہ میرے دل میں اتنے راسخ ہو گئے کہ مجھ میں شک کی نجاست جنم ہی نہ لے سکی۔ اُن جملہ عقائد میں سے ایک عقیدہ وجودِ امام مہدیؑ کا ہے۔ میں آپؑ کے بارے میں کتابیں پڑھتا تھا اور آپؑ کی یاد میں منعقد ہونے والی تقریبات میں شرکت کرتا تھا۔ اس سے میرا اپنے زمانے کے امامؑ کے ساتھ قلبی تعلق پختہ ہوتا تھا اور جب میں ان شخصیات کے بارے میں پڑھتا کہ جن کو امامؑ کی زیارت نصیب ہوئی تھی تو میں یہ خیال کرتا تھا کہ اُمید کا دروازہ ابھی بند نہیں ہوا اور امام مہدیؑ سے ملاقات ممکن ہے۔

امام مہدیؑ وہ تاج دارِ نام دار ہیں کہ جن کی ہمسری دوسرے بادشاہ نہیں کر سکتے۔ آپؑ خدا کے نزدیک بڑی عزت کے مالک ہیں، اپنے زمانے میں سب ہستیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ خدا نے آپؑ کو عالمِ اعلیٰ بالا کے ساتھ اتصال کی قدرت عطا کی ہے۔ کائنات کا احاطہ کرنے کی طاقت فرمائی ہے اور آپؑ کو ایک بڑے دن کے لیے پردۂ غیبت میں رکھا ہے تاکہ آپؑ آ کر کائناتِ عالم کے اَطراف و اَکناف میں عدل کی حکومت قائم کریں اور اسلام کا پرچم بلند کریں۔

اسی طرح میری زندگی کے ماہ و سال گزرتے گئے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ میری نظر اُن کتابوں پر پڑی جو اس عقیدے کے خلاف لکھی گئی تھیں۔ میں حیران ہو گیا کہ جو حقیقت تمام مسلمانوں کے نزدیک ثابت ہے یہ مصنفین اسے کس طرح جھٹلا رہے ہیں؟ جب

شیعہ اپنی معتبر احادیث و روایات کی بنیاد پر امام مہدیؑ کے ظہور کا عقیدہ رکھتے ہیں تو اس میں قابلِ اعتراض بات ہی کیا ہے؟

اہلِ سنت کے قدیم علماء نے بھی تو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں متعدد کتابیں تحریر کی ہیں اور وہ کتابیں احادیث صحیحہ سے معمور ہیں۔ ہم بطورِ مثال اہلِ سنت علماء کی چند کتابوں کے نام پیش کرتے ہیں:

تالیفات	مؤلفین
① فرائد السمطین	الشیخ ابراہیم الذہبی الجوینی الشافعی
② ینابیع المودۃ	الشیخ سلیمان القندوزی الحنفی
③ مقتل الحسینؑ، المناقب	موفق بن احمد الخوارزمی الحنفی
④ الصواعق المحرقہ	ابن حجر مکی الہیثمی الشافعی
⑤ نور الابصار	الشبلنجی الشافعی
⑥ الفصول المہمہ	ابن الصباغ المالکی
⑦ الاربعین	الحافظ ابونعیم الاصفہانی
⑧ المعجم الکبیر	الحافظ ابوالقاسم الطبرانی
⑨ البیان فی اخبار صاحب الزمانؑ	الکنجی الشافعی
⑩ السنن الترمذی	محمد بن عیسٰی الترمذی
⑪ ارجح المطالب	الشیخ عبداللہ الامرتسری الحنفی
⑫ العرف الوردی فی اخبار المہدی، علامات المہدیؑ اور الجامع الصغیر	جلال الدین السیوطی الشافعی
⑬ مصابیح السنۃ	البغوی الشافعی
⑭ مستدرک الصحیحین	الحاکم النیشاپوری
⑮ الفردوس	شیرویہ الدیلمی

تالیفات	مؤلفین
⑯ کنز العمال، البرهان فی علامات مهدی آخرالزمان	علی المتقی الهندی الحنفی
⑰ مسند الامام الاحمد	احمد بن حنبل
⑱ السنن	الحافظ ابن ماجه القزوینی
⑲ دلائل النبوة	الحافظ ابوبکر البیهقی
⑳ تفسیر ثعلبی	ابواسحاق الثعلبی
㉑ السنن، مسند فاطمه الزہراؑ	الدار قطنی
㉒ ذخائر العقبیٰ	محب الدین الطبری الشافعی
㉓ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	الہیثمی الشافعی
㉔ الجمع بین الصحاح الستة	الحمیدی
㉕ السنن	ابوداؤد السجستانی
㉖ الفتن والملاحم	استاذ البخاری نعیم بن حماد
㉗ اسعاف الراغبین	ابن الصبان الحنفی
㉘ مقدمہ	ابن خلدون
㉙ تاریخ بغداد	الخطیب البغدادی
㉚ فضائل الصحابہؓ	ابوالمظفر السمعانی
㉛ کنوز الحقائق	المناوی المصری
㉜ جواہر العقدین	السمہودی الشافعی
㉝ غریب الحدیث	ابن قتیبه الدینوری
㉞ الفتوحات المکیه	محی الدین ابن العربی
㉟ الاستیعاب	ابن عبدالبر
㊱ المبتدأ	الکسائی
㊲ صحیح البخاری	البخاری

تالیفات	مؤلفین
۳۸ عقد الدرر فی اخبار الامام المنتظرؑ	یوسف بن یحییٰ الشافعی
۳۹ القول المختصر فی علامات المہدی المنتظرؑ	ابن الحجر الہیثمی الشافعی
۴۰ تذکرۃ الخواص	سبط ابن الجوزی
۴۱ وفیات الاعیان	ابن خلکان
۴۲ الائمہ الاثنیٰ عشر	ابن طولون الدمشقی
۴۳ مطالب السئوول	محمد بن طلحہ الحلبی الشافعی
۴۴ الاتحاف بحب الاشراف	عبداللہ بن محمد الشبراوی الشافعی
۴۵ الیواقیت والجواہر، الطبقات الکبریٰ	عبدالوہاب الشعرانی
۴۶ المناقب	ابن المغازی
۴۷ شرح نہج البلاغہ	ابن ابی الحدید المعتزلی
۴۸ التذکرہ	القرطبی الاندلسی الحنبلی
۴۹ الکامل	ابن الاثیر
۵۰ الاصابہ	ابن حجر العسقلانی

یہ وہ بعض کتابیں ہیں جو اہلِ سنت کے مستند علماء نے امام مہدیؑ کے بارے میں تالیف کی ہیں۔ اب ہم ان عالم نما جاہلوں سے پوچھتے ہیں جو اس عقیدے پر بے تکے اعتراضات کرتے ہیں کہ کیا ہمارے موقف کے ثبوت کے لیے یہ مصادر کافی نہیں؟ کیا یہ تمہارے علماء و محدثین سب جھوٹے ہیں اور کیا یہ معتبر نہیں ہیں؟!!

کیا تم یہ اُمید لگائے بیٹھے ہو کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس حضرت جبرائیلؑ آ کر بتائیں گے کہ مہدیؑ حق ہیں؟ کیا تم اس انتظار میں ہو کہ تمہارے اُوپر آسمان سے حضرت امام مہدیؑ کے بارے میں وحی آئے گی؟ کیا یہ کھلم کھلا حق کا انکار نہیں؟ تم کیوں حق سے جھگڑتے ہو؟ کیا بندہ (احادیثِ) رسولؐ کو جھٹلا کر مومن رہ سکتا ہے؟ آیا تمہا یاس اس

عمل کا کوئی شرعی عذر ہے؟ کیا یہ عقیدہ قرآن و شرع اور عقل و فطرت کے منافی ہے؟

ایسا ہرگز نہیں کہ یہ عقیدہ بالکل عقل و شرع اور قرآن و سنت کے مطابق ہے۔ یہ سب اس عقیدے کی تائید کرتے ہیں۔ میرا یقین ہے امام مہدیؑ کے عقیدے پر اعتراضات کا سبب ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ امام مہدیؑ جن کے بارے میں قرآن وحدیث نے بشارت دی ہے وہ علوی النسب اور شیعانِ اہلِ بیتؑ کے اماموںؑ میں سے ایک امام ہیں! اس کے علاوہ اس عقیدے سے انکار کی اور کوئی وجہ نہیں ہے۔

اگر وہ نسب کے لحاظ سے اُموی ہوتے تو اس عقیدے کے بارے میں یہ اعتراضات نہ ہوتے (تُف ہے ایسے تعصب پر اور حق سے رُوگردانی پر)۔ یہ اعتراضات اور شکوک و شبہات کبھی امامؑ کی عمر کے بارے میں ہوتے ہیں اور کبھی ان احادیث پر ہوتے ہیں کہ جو امام مہدیؑ اور اُن کے ظہور کے بارے میں بتاتی ہیں۔ ان کے یہ اعتراضات یہود و نصاریٰ کے اُن اعتراضات سے کتنے ملتے جلتے ہیں کہ جو وہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا کرتے تھے، حالانکہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور ظہور کی علامتوں کو اپنی مقدس کتابوں میں پڑھتے تھے۔

کافی عرصہ سے مَیں بہت سے پیرو جواں مخالفین کو دیکھتا ہوں کہ جو امام مہدیؑ کے بارے میں سوالات کرتے ہیں اور اس موضوع میں اعتراضات کرکے اپنے فاسد عقائد کو ثابت کرتے ہیں۔ اب میں نے ضروری سمجھا کہ میں اس کے بارے میں وہ کچھ ظاہر کردوں کہ جو میرے سینے میں ہے۔

اب وہ وقت آگیا ہے میں اپنے علم اور ناچیز تحقیق کو سپردِ قلم کروں اور اپنے دل کی آواز دردِ دل رکھنے والے حضرات تک پہنچاؤں۔ شاید میں معذور سمجھا جاؤں جب میں اپنے اندازِ بیان میں سخت روی اختیار کرکے یہ کہوں کہ بہت سے شیعہ علماء اور صاحبانِ قلم نے اس موضوع پر اس قدر توجہ نہیں دی جس قدر توجہ کا یہ موضوع حامل ہے۔ کیونکہ امام مہدیؑ کے بارے میں جو کتابیں تحریر ہوکر مطابع اور مطابع سے مارکیٹ میں آتی ہیں وہ باقی موضوعات پر لکھی گئی کتب کا دس ہزارواں حصّہ بھی نہیں ہوتیں۔

ذرا ان کتابوں پر غور کریں جو ہر ہفتے مارکیٹوں میں آتی ہیں اُن میں امام مہدیؑ سے متعلقہ کتابیں بہت ہی کم ہوتی ہیں۔ اگر آپ کو میرے اس دعوے کی صداقت میں شک وشبہ ہے تو ہاتھ میں قلم لیں اور اس صدی کے ان مصنفوں کے نام شمار کریں جنھوں نے عربی زبان میں امامِ زمانہؑ پر کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کو سو سے زیادہ مصنف نہیں ملیں گے اور ہمارے یہاں (فارسی میں) تو ایک سو بھی نہیں ملتیں جبکہ دوسرے موضوعات پر آپ کو ہزاروں کتابیں دستیاب ہیں۔

اس کے باوجود کہ سب جانتے ہیں کہ امامِ زمانہؑ کے موضوع پر کتاب لکھنا زیادہ واجب ہے کیونکہ باقی گیارہ اماموںؑ کے بارے میں تمام اَدیان و مذاہب اور فرق و مسالک کے لوگ متفق ہیں کہ ان کی ولادت ہوئی۔ اُنھوں نے عمر گزاری اور آخر دارِ بقا کی طرف انتقال فرما گئے۔ لیکن افسوس صد افسوس! امامِ زمانہؑ کی تو زندگی تک کے بارے میں لوگ اِختلاف کرتے ہیں۔ بعض مسلمان آپؑ کے حقیقی وجود کے قائل ہی نہیں اور وہ اس پر حدیث وتفسیر کی کتابوں سے سیکڑوں حوالے پیش کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ آپؑ کی ابھی ولادت بھی نہیں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں آپؑ کس حال میں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ غائب کیوں ہوئے اور کب ظاہر ہوں گے وغیرہ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس صدی میں سو یا اس سے بھی زیادہ کتابیں امامؑ کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ ہر کتاب کے کتنے نسخے چھاپے گئے۔ افسوس کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ہزار دو ہزار نسخے۔ پس اتنی کم تعداد اس خلا کو کیسے پُر کرسکتی ہے اور اس قسم کے صحیح عقائد کی ضرورت کیسے پوری ہوسکتی ہے؟

جو بات دل کو رُلاتی ہے وہ یہ ہے کہ خمس جیسے اَموال کہ جو امامِ مہدیؑ کا شرعی حق ہیں اور صاحبانِ اثر کے ہاتھوں میں موجود ہیں اور جن کی مقدار کئی لاکھ دینار ہے۔ تو کیا ان اَموال کا مالک اتنا حق بھی نہیں رکھتا کہ ہر سال اس کے نام کی ایک کتاب چھاپی جائے اور ایسی کتابوں کا دوسرے اسلامی ممالک کی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے تا کہ اہلِ اسلام کو امامؑ کی قدر و منزلت کا اندازہ ہو اور مومنوں کا ایمان تازہ ہو؟

کیا امام زمانہؑ اس بات کے بھی مستحق نہیں کہ علماء لوگوں کے دلوں کو آپؑ کی طرف مائل کریں۔

مردم شماری کے مطابق اہلِ عرب کی تعداد تقریباً ۱۵۰ لاکھ ہے اور مسلمانوں کی کُل تعداد تقریباً ۸۰۰ لاکھ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے ہر ملین کا چوتھا حصّہ مسلمان عربی ہیں اور ان کے پاس ایک کتاب نہیں ہے۔ ہائے افسوس! کہ یہ کتابیں اتنی کم کیوں ہیں؟ تعداد کی کمی تو ایک طرف، دوسرا المیہ یہ ہے کہ یہ کتابیں جن تک پہنچتی ہیں وہ انھیں سنبھال کر اپنی لائبریریوں میں رکھ لیتے ہیں حالانکہ ان کو ان کتابوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کا مقصد صرف کتابیں جمع کرنا ہوتا ہے۔ ایک طرف تو یہ عالم ہے جبکہ دوسری طرف (دوسرے موضوعات) روزنامے، ہفت روزے اور ماہ نامے دس دس ہزار بلکہ ۱۰، ۱۰ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ میں بعض ایسے جرائد و رسائل کے بارے میں جانتا ہوں جن کے ہفتہ وار تین لاکھ نسخے شائع ہوتے ہیں۔ ”لائیف“ نامی رسالہ ہر ہفتے آٹھ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتا ہے اور مجلہ ”المختار من ریڈرز ڈائجسٹ“ ہر ماہ چھتیس لاکھ نسخوں میں، دس زبانوں میں سے ایک زبان میں شائع ہوتا ہے اور ٹوکیو میں تین رسالے یومیہ بارہ لاکھ نسخوں میں شائع ہوتے ہیں۔

ہاں! لوگ اس طرح لکھتے ہیں، ایسے طبع کرتے ہیں اور یوں شائع کرتے ہیں اور انھیں اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ جس تاریخ کو یہ رسالہ چھپے اس دن تو اس ایک رسالے کی قیمت کچھ درہم ہوگی، لیکن دوسرے دن وہی رسالہ بے قیمت ہوگا بلکہ اس میں نان اور سموسے پیک کیے جائیں گے اور پھر اسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا جائے گا۔

کتابوں کے ساتھ ایسا نہیں کیا جاتا بلکہ کتاب ایک ایسی ثقافتی اور علمی قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے جو کبھی زائل نہیں ہوتی اور کبھی تو ایک کتاب کی قیمت کئی لاکھ دینار ہوتی ہے۔ یہ دردِ دل بہت لمبا ہے اس کا اظہار بھی ہم نے ان صفحات پر اس لیے کیا ہے کہ شاید ہمارے مسئولین اور بزرگ ان علمی و فکری خساروں کا تدارک کر سکیں۔

المختصر، میں نے یہ کتاب لکھنے کا عزمِ صمیم کیا ہے اور اس میں امام مہدیؑ کے متعلق کچھ معروضات پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ اس موضوع کی وسعت و اہمیت کے پیشِ نظر مجھے اپنی

کم علمی اور قلتِ اطلاع کا اعتراف ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا نام بھی ان علماء کی فہرست میں آجائے کہ جنھوں نے اس ذات عالی صفات کے بارے میں قُربَۃً اِلَی اللہ کچھ لکھا تا کہ میں اپنے اسلامی فریضے کو اپنی استطاعت کے مطابق بجا لاسکوں اور اس اسلامی عقیدے کی خدمت کرسکوں اور اُمید کرتا ہوں کہ خداوند عالم ان اوراق کے ذریعے گم گشتگانِ راہِ حق کو ہدایت دے، اور وہ نیتوں کا خوب جاننے والا ہے اور وہی راہِ راست کی جانب ہدایت فرمانے والا ہے۔

سیّد محمد کاظم القزوینی الموسوی
۱۶ صفر ۱۳۹۷ھ [1]

[1] اب ۱۴۳۷ھ ہے، گویا قبلہ سیّد محمد کاظم القزوینی الموسوی کو یہ کتاب لکھے ۴۰ سال ہو چکے ہیں، لہٰذا جو اعداد و شمار اُنھوں نے درج کیے ہیں اُن میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ (مترجم)

ابتدائیہ

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اس کتاب میں درج ذیل موضوعات کی شکل میں بحث کی جائے گی:

1. امام مہدیؑ کون ہیں؟
2. آپ کا نام ونسب؟
3. قرآنِ کریم میں آپؑ کے متعلق بشارتیں موجود ہیں۔
4. سنتِ رسولؐ میں آپؑ کے متعلق بشارتیں موجود ہیں۔
5. ائمہ اہلِ بیتؑ کی احادیث میں بشارتیں موجود ہیں۔
6. آیا آپؑ کی ولادت ہوئی یا نہیں؟
7. آپ منظروں سے کیسے غائب ہوئے؟
8. آپؑ کی غیبتِ صغریٰ
9. نوابِ اربعہ
10. کس کس نے غیبتِ صغریٰ میں آپؑ کی زیارت کی؟
11. غیبتِ کبریٰ
12. کس کس نے آپؑ کو غیبتِ کبریٰ کے دوران دیکھا؟
13. آپؑ نے آج تک کیسے زندگی گزاری؟
14. آپؑ کا ظہور کب ہوگا؟
15. آپؑ کے اوصاف اور نشانیاں؟
16. آپؑ کے ظہور کی علامات

۱۷ مہدیؑ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے

۱۸ آپؑ کا ظہور کیسے اور کہاں سے ہوگا؟

۱۹ آپ ظاہر ہو کر کیسے حکومت کریں گے؟

۲۰ ممالک اور ان کی حکومتیں کیسے آپؑ کے قبضے میں آجائیں گی؟

۲۱ اس زمانے میں آپؑ کی عمر کتنی ہوگی؟

۲۲ آپؑ کتنے سال حکومت کریں گے؟

۲۳ آپؑ کی زندگی کیسے ختم ہوگی؟

۲۴ اس کے بعد کیا ہوگا؟ نیز اور بھی بہت سی بحثیں ہیں جو ان موضوعات کے ذیل میں آئیں گی۔

پہلی فصل

امام مہدیؑ کون ہیں؟

بلاشبہ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں کچھ بیان کرنا دینی عقائد کے موضوع میں بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ گہرا ربط ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کی شخصیت کو اسلام کی ایک حقیقی شخصیت سمجھا جاتا ہے اور یہ مسئلہ دین کے بنیادی مسائل میں شمار کیا جاتا ہے۔

یہ ایسی باتیں نہیں کہ جن کو شیعہ حضرات نے محض خود تسلی دینے کے لیے اور امام حسین علیہ السلام کے بارے میں غم کو ہلکا کرنے کے لیے گھڑ لیا ہو جیسا کہ بعض منحرفین کا یہ باطل نظریہ رکھتے ہیں۔

یہ کوئی ایسا نظریہ بھی نہیں ہے کہ جسے بعض اذہان نے ان دُکھوں کو کم کرنے کے لیے گھڑ لیا ہو کہ جو شیعہ حضرات کو ماضی میں حکامِ وقت سے درپیش آئے تھے جیسا کہ بعض نام نہاد فلاسفے کا گمانِ فاسد ہے۔ یہ کوئی بناوٹی شخصیت بھی ہرگز نہیں ہے کہ جسے قصہ گویوں نے ایجاد کر کے اسلام کے ساتھ ملا دیا ہو۔ جیسا کہ بعض عالم نما جاہل حضرات سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی تاریخی مذاق بھی نہیں ہے کہ جیسے بعض طنز و مزاح کرنے والے حضرات کا لچر گمان ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام تو ایک اسلامی حقیقت ہیں۔ اُن کا تذکرہ دراصل اسلام اور قرآن کی اشاعت ہے۔ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جس کے بارے میں قرآن کریم نے بشارت دی ہے۔ رسولِ اکرمؐ نے اس کے بارے میں بہت سے مقامات پر اور بہت سی مناسبتوں سے بیان فرمایا اور ائمہ معصومین علیہم السلام نے اپنے شیعوں بلکہ ساری اُمت کو مہدیؑ موعود کی بشارت دی۔ علمائے حدیث و تفسیر و تاریخ نے ان کے بارے میں کتابیں لکھیں اور اس موضوع کو ایک خاص مقام دیا۔

پس اب یہ موضوع اپنی جگہ ایک خاص مقام اور ایک خانہ جنگی کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے اردگرد بہت سے نقشہ نویس موجود ہیں اور اس بابت اِن کی آرا مختلف ہیں۔ کچھ ان پر ایمان رکھتے ہیں اور کچھ حیران ہیں۔ کچھ لوگ اس ضمن میں خاموش ہیں اور کچھ نے اپنے اپنے ہم مزاج لوگوں سے مل کر اپنے اپنے گروپ بنا لیے ہیں۔ ان سب کا تعلق امام مہدی علیہ السلام سے ہے۔

امام مہدی علیہ السلام (ہرگز) ایسے نہیں کہ جن کو زمانہ مختلف زاویوں سے گزار کر ایک بھولی بھٹکی شخصیت بنا دے، بلکہ آپؑ لاکھوں افراد کی آواز ہیں، مخلوق کے دلوں کا مرکز ہیں اور اُمتوں کی نگاہوں کا انتظار ہیں اور قوموں کی اُمیدوں کا محور ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام اس کتاب کی تالیف سے ۱۲۴۲ سال پہلے اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپؑ ابھی تک زندہ ہیں، اسی زمین پر ہیں، کھاتے پیتے ہیں، خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ظہور کے لیے خدا کے امر کا انتظار کر رہے ہیں۔[1] آپؑ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں، کبھی لوگ آپؑ کو دیکھتے ہیں لیکن پہچان نہیں سکتے۔ آپؑ اپنی شخصیت کو کسی پر ظاہر نہیں کرتے اور جس جگہ چاہیں حاضر ہوتے ہیں۔ آپؑ کو اس جہان میں بڑی عزت دی گئی ہے۔ آپؑ کو لوگوں اور شہروں کا اِحاطہ حاصل ہے۔ خدا کے اذن سے سب کا علم رکھتے ہیں جو اس جہان میں ہوتا ہے اور ایک دن ظاہر ہوں گے کہ جس کا علم خداوند عالم کے پاس ہے۔ آپؑ کے ظہور سے پہلے کچھ حتمی علامتیں ظاہر ہوں گی۔ جب ظہور فرمائیں گے تو ساری زمین پر حکومت کریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ آسمان سے نازل ہو کر آپؑ کی اِقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ دنیا کی ساری قومیں اور شہر آپؑ کے زیرِ تصرف آ جائیں گے۔ تمام ادیان و مذاہب آپ کے مطیع و تابع ہوں گے۔ آپؑ وہ صحیح اسلام نافذ کریں جو حضرت محمدؐ لے کر آئے۔ یہ چند باتیں آپؑ کی شخصیت سے متعلق تھیں اور یہی ایک لحاظ سے اس کتاب کی فہرست ہیں۔

---

[1] گویا اب تک امامؑ کی ولادت باسعادت کو ۱۲۸۲ برس بیت چکے ہیں۔ (مترجم)

دوسری فصل

نام ونسب

آپؑ امام محمد مہدی المنتظرؑ ابن الامام الحسن العسکریؑ ابن الامام علی الهادیؑ ابن الامام محمد الجوادؑ ابن الامام علی الرضاؑ ابن الامام موسیٰ الکاظمؑ ابن الامام جعفر الصادقؑ ابن الامام محمد الباقرؑ ابن الامام علی زین العابدینؑ ابن الامام الحسین الشہیدؑ ابن الامام علیؑ ابن ابی طالبؑ اور ابن فاطمۃ الزہراؑ بنت رسولؐ اللہ (صلوات اللہ علیہم اجمعین) ہیں۔

فرزدق شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اُولٰئِکَ آبَائِی فَجِئْنِی بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَاجَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

''اے جریر! جب لوگ ہمیں اکٹھا کریں تو یہ میرے آباء و اجداد ہیں تو ان جیسا کوئی مجھ کو دکھا''۔

یہ آپؑ کا نسب نامہ ہے کہ جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ آپؑ کی والدۂ ماجدہ، جلیلہ، مکرمہ، محترمہ و معظمہ کے نام میں اختلاف ہے۔ نرجسؑ یا صیقل یا ریحانہ یا سوسن ہے۔

ان اسمائے مبارکہ کے اختلاف اور زیادتی کا یہ مطلب نہیں کہ یہ خواتین مختلف ہیں یا خود مسمٰی میں اختلاف ہے۔ کیونکہ یہ ہوسکتا ہے ایک ہی ہستی کے کچھ مناسبتوں کے لحاظ سے مختلف نام ہوں۔ جیسے حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے کئی مناسبتوں اور اسباب کے لحاظ سے کئی نام ہیں۔ اس کے بارے میں ہم نے اپنی کتاب (فاطمۃ من المهد الی اللحد) میں بیان کیا ہے، شائقین رجوع فرما سکتے ہیں۔ اور ہم عنقریب حضرت بی بی نرجسؑ کے لیے بھی کچھ مناسبتیں ذکر کریں گے اور اس کے حساب سے ان کے نام بھی پیش کریں گے۔

بعض احادیث میں تحریف

جو شخص بھی ان احادیث میں غور کرے گا کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے نسب کے بارے میں ہیں تو اس پر واضح ہو جائے گا امام مہدیؑ، امام حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں۔ لیکن اہل سنت کے بعض مصادر میں آپ ملاحظہ کریں گے کہ کچھ احادیث میں تحریف کی گئی ہے اور ان میں عجیب وغریب کلمے شامل کیے گئے ہیں تاکہ اس کارروائی کے ذریعے سے حدیث کو امام مہدیؑ سے موڑ لیا جائے۔ ان کے اس تصرف کی وجہ سے حدیث اپنے معیار سے گر جاتی ہے۔ مزید یہ کہ جس حدیث میں ایسے اضافی کلمات ہوتے ہیں وہ سند اور متن دونوں کے لحاظ سے ضعیف ہوتی ہے۔ علما و محققین کی نظر میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض حضرات سینکڑوں صحیح احادیث کو چھوڑ کر ایسی علیل و بے دلیل روایات پکڑ لیتے ہیں۔

مثلاً ایک حدیث یہ ہے: ابوداؤد سے روایت ہے اس نے زائدہ سے، زائدہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ سے اور اس نے نبی سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

> ”اگر دنیا کے ختم ہونے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کرے گا کہ اس میں اللہ ایک شخص کو بھیجے گا جو مجھ سے ہوگا (یا یوں کہا کہ جو میرے اہل بیتؑ میں سے ہوگا)۔ وہ میرا ہم نام ہوگا (اور اس کا باپ میرے باپ کا ہم نام ہوگا)۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا کہ جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی“۔

اس حدیث میں ایک تو اضافی کلمات موجود ہیں اور دوسرا یہ سند و متن کے لحاظ سے باقی ان احادیث سے مختلف ہے کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں وارد ہوئی۔ سند کا یہ حال ہے کہ یہ حدیث زائدہ سے روایت کی جا رہی ہے اور علمائے علمِ درایت نے علمِ رجال میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ احادیث میں اپنے پاس سے اضافے کرتا تھا۔

اور متن کا یہ حال کہ حدیث زر سے بہت زیادہ واسطوں سے نقل کی گئی اور باقی جگہوں پر یہ موجود نہیں کہ (اس کا باپ میرے باپ کا ہم نام ہوگا)۔ اور یہ اس بات کی دلیل

ہے کہ یہ تصرف زائدہ نامی راوی کا کارنامہ ہے۔ چلیں ''زر'' کے طرق اور واسطوں والی روایات کو چھوڑیں تب بھی امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں جتنی بھی احادیث موجود ہیں ان میں یہ کلمہ نہیں کہ اس کا باپ میرے باپ کا ہم نام ہوگا، بالخصوص جب تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ امام مہدی علیہ السلام امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں۔

پس زائدہ کی مروی روایت درجۂ اعتبار سے ساقط ہے اور علما اسے مسترد کرتے ہیں اور متروک و مرفوض سمجھتے ہیں کیونکہ یہ تمام صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ اسی لیے زائدہ پر روایات میں تلاعب کا الزام ہے اور یہ الزام صحیح ہے؟

بہرحال اس تلاعب کی وجہ یہ ہے کہ بعض حدیث کے علماء، پاس سے حدیثیں گھڑ کر ان کو رسولؐ سے منسوب کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعے سے وہ بادشاہانِ وقت کے قریب ہوسکیں، مالِ دنیا کماسکیں یا پھر باطل کی حمایت کرسکیں۔

بعض اوقات جھوٹے اور دجال صفت راوی ایسی حدیث بنانا تجارت سمجھتے تھے اور اسی پیسے سے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ ایسے لوگوں میں ابوہریرہ، سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ جیسے لوگ شامل تھے اور انھی میں سے اس حدیث کا راوی (زائدہ) بھی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث میں یہ کلمہ اس کا باپ میرے باپ کا ہم نام ہوگا، بڑھانے کی کیا وجہ تھی؟

اس کے جواب میں دو طرح کا احتمال ہوسکتا ہے:

① ہوسکتا ہے کہ یہ عباسی حکمرانوں میں سے ایک حکمران محمد بن عبداللہ المنصور کی تائید میں اضافہ کیا گیا ہو کیونکہ اس کا لقب بھی مہدی تھا۔

② ہوسکتا ہے کہ اس سے محمد بن عبداللہ بن الحسینؑ کی تائید مقصود ہو کہ جس کا لقب نفسِ زکیہ تھا اور اس نے عباسیوں کے مخالفین پر حملہ کیا تھا۔ جیسا کہ شیخ الصافی نے اپنی کتاب ''منتخب الاثر'' میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور واضح رہے کہ یہ وہ نفسِ زکیہ نہیں کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ظاہر ہوگا۔

ہمارے بعض علمائے کرام نے اس حدیث کی تصحیح میں کچھ توجیہات فرمائی ہیں اور وہ

سب فضول ہیں۔ اُن کی کوئی ضرورت نہیں۔

خلاصہ یہ کہ (زائدہ) کی اضافے والی حدیث علمائے حدیث کے نزدیک ضعیف ترین حدیث ہے اور غلط کو صحیح کہنا دوسری غلطی ہوتی ہے۔

امام مہدیؑ کے اسمائے مبارکہ

امام مہدی علیہ السلام کے کئی مناسبتوں کے حوالے سے کئی نام ہیں اور یہ بڑے لوگوں کی شان ہوتی ہے کہ ان کی عظمت کے مختلف پہلوؤں کی وجہ سے ان کے مختلف اسماء ہوتے ہیں جیسے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرآنِ کریم اور انجیلِ مقدس میں مختلف نام آئے ہیں، مثلاً محمدؐ، احمدؐ، طٰہٰ، یٰسین، البشیر اور النذیر اور انجیل میں سریانی زبان میں فارقلیطا اور یونانی زبان میں برکلوطوس ہے۔ اسی طرح امیر المومنینؑ کے مختلف نام ہیں: جیسے علیؑ، حیدر، المرتضیٰ اور سریانی زبان میں ایلیا وغیرہ۔ اسی طرح سیدہ فاطمہ زہراؑ کے مختلف نام ہیں: جیسے فاطمہؑ، البتول، المبارکہ، المحدثہ، الطاہرہ اور الصدیقہ وغیرہ۔

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں رسولِ خدا اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی روایات موجود ہیں کہ جن میں آپؑ کو المہدی، الحجہ، القائم، المنتظر، الخلف الصالح، صاحب الامر، السید اور الامام الثانی عشر وغیرہ کہا گیا ہے۔ اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ آپؑ رسولؐ اللہ کے ہم نام ہیں یعنی محمدؐ، اور آپؑ کی کنیت بھی رسولؐ اللہ کی طرح ابو القاسمؑ ہے۔

ہم ذیل میں آپؑ کے بعض اسمائے گرامی اور ان کے ضمن میں وارد شدہ احادیث پیش کرتے ہیں:

☼ المہدیؑ: ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مہدیؑ میرا ہم نام ہے اور امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مہدیؑ کا نام محمدؐ ہے۔ (کتاب البرہان فی علاماتِ مہدیِ آخر الزمان)

آپؑ کو مہدی اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ خدا آپؑ کی ایسے پوشیدہ اُمور کی طرف راہنمائی فرمائے گا کہ جن کے بارے میں کسی کو بھی خبر نہیں ہے۔ اس پر دلیل آنے والی روایت ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ہم اہل بیتؑ کا مہدیؑ قیام فرمائے گا تو برابر کی تقسیم کرے گا اور رعیت میں عدل کرے گا۔ تو جس نے بھی ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور آپؑ کو مہدیؑ اس لیے کہا گیا کیونکہ آپؑ کو ایک پوشیدہ امر کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ (کتاب عقد الدرر: ص ۴۰)

○ القائمؑ: آپؑ کو القائم اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ آپؑ ایک ایسا قیام فرمائیں گے کہ جس کو تاریخ بشریت جانتی ہے اور آپؑ ایسا حق قائم کریں گے کہ جسے باطل چھو بھی نہیں سکے گا۔ اسی وجہ سے آپؑ کا قیام دوسرے قیاموں سے ممتاز ہے۔ کیونکہ تاریخ میں بعض افراد کے قیاموں اور جنگوں کا تذکرہ ملتا ہے لیکن وہ قیام اور جنگیں صراطِ مستقیم پر نہ تھیں لیکن امام مہدیؑ حق کی حکومت کو قائم کریں گے۔

اس بارے میں حضرت ابوحمزہ الثمالی سے مروی وہ حدیث ہے کہ جس میں آپؒ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: اے فرزند رسولؐ! کیا آپؑ سارے امامؑ، حق کو قائم کرنے والے نہیں ہیں؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہیں۔

ابوحمزہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے پوچھا کہ حضرت مہدیؑ القائم کو القائم کیوں کہا گیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب میرے جد امجد حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو فرشتوں نے بلند آواز سے گریہ کیا اور خدا کے سامنے فریاد کی، یہاں تک کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر خداوند متعال نے ملائکہ کے لیے امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے اماموں پر سے پردہ اُٹھایا۔ فرشتوں کو یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ ان میں سے ایک امام کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا کہ خداوند متعال نے اسے فرمایا: اے قائمؑ! حسینؑ کے قاتلوں سے انتقام لو۔ (بحارالانوار: ج ۱، ص ۲۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ آپؑ کو القائم اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ آپ حق کو قائم کریں گے۔ (بحارالانوار: ج ۱، ص ۳۰، الارشاد)

○ المنتظرؑ: آپؑ کو منتظر اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ آپؑ کے ظہور کا انتظار کرتے

رہیں گے تاکہ آپؑ تشریف لا کر زمین کو ظلم و جور سے پاک کر دیں۔ اس بارے میں وارد حدیث ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔

امام محمد تقی الجواد علیہ السلام سے پوچھا گیا: اُن (امام مہدیؑ) کو "القائم" کیوں کہا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: امام مہدیؑ اس وقت قیام فرمائیں گے جب آپؑ کا ذکر ختم ہو چکا ہوگا اور آپؑ کی امامت کے اکثر قائلین بھی مرتد ہو جائیں گے۔

پھر پوچھا گیا: ان کو المنتظر کیوں کہا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: ان کی غیبت کے دن زیادہ ہو جائیں گے اور مدت لمبی ہو جائے گی تو مخلص لوگ اُن کے ظہور کا انتظار کریں گے اور شک کرنے والے انکار کریں گے۔ (بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۰)

○ صاحب الامر: آپؑ کو صاحب الامر اس لیے کہتے ہیں کہ آپؑ وہ امامِ برحق ہیں جن کی اطاعت کو خدا نے بندوں پر فرض کیا ہے۔ قرآن میں آیا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (سورۂ نساء: آیت ۵۹)

یعنی "اے صاحبانِ ایمان! خدا، رسولؐ اور اپنے صاحبانِ امر کی اطاعت کرو"۔

اور احادیث میں یہ وضاحت موجود ہے کہ صاحبانِ امر سے مراد ائمہ اہلِ بیتؑ ہیں۔

○ الحجۃ: آپؑ کو الحجہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ خدا آپؑ کے ذریعے مخلوقات پر اپنی حجت تمام کرتا ہے۔ آپؑ کے باقی اسمائے مبارکہ اور القاب واضح اور روشن ہیں، لہٰذا اُن کی تفصیل و تشریح کی ضرورت نہیں۔ [1]

---

[1] ہمارے خیال میں یہاں کچھ تشنگی باقی رہ گئی ہے۔ فلپ ہٹی نے اپنی کتاب میں عربی ماخذ کے حوالے سے امام زمانہؑ کے مزید القاب بھی بیان کیے ہیں جن میں سے ایک المستتر ہے، جو خاص طور پر قابلِ وضاحت ہے اور اسی لیے نایاب ہو کر رہ گیا ہے۔ المستتر کے معنی ستر یعنی پردے میں رہنے والے یعنی مخفی و پوشیدہ کے ہیں۔ (مترجم)

اس بحث کی حقیقت

اس بحث کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے بہتر یہ ہے کہ ہم امام مہدیؑ کے بارے میں رسولِ خدا کی عمومی اور خصوصی احادیث ذکر کریں۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہاں پر وہ مرویات بیان کریں گے کہ جن میں امام مہدیؑ کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔

جو حدیثیں شیعہ کتابوں میں ہیں ہم انھیں یہاں پر ذکر نہیں کریں گے کیونکہ شیعہ مذہب میں امام مہدیؑ کا عقیدہ (عقیدۂ امامت) اصولِ دین میں سے ہے۔ اور جو حدیثیں اہلِ سنت کے مصادر میں موجود ہیں ان میں کسی میں اجمالی بیان ہے اور کسی میں تفصیل موجود ہے۔ یہاں کچھ حدیثیں ہیں جو صرف رسولِ خدا کے خلفاء کی تعداد بتاتی ہیں اور نام نہیں بتاتی۔ اور بعض احادیث ان کی تعداد بھی بتاتی ہیں اور نام بھی۔ جبکہ بعض احادیث صراحت کرتی ہیں کہ امام مہدیؑ اہلِ بیتؑ میں سے بارھویں امامؑ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ بعض احادیث، بعض دوسری احادیث کی تفسیر کرتی ہیں۔

اور یہ بات بالکل درست ہے کہ یہ احادیث حدِ تواتر سے متجاوز ہیں۔ اگر ہم ان ساری احادیث کو یہاں ذکر کردیں تو بات طویل ہوجائے گی۔ اس لیے ہم اختصار سے کام لیتے ہیں اور بعض ایسی احادیث و مصادر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ حق کے متلاشیوں کو حق و حقیقت سمجھنے میں آسانی ہو۔

① احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں بارہ ائمہؑ والی اس حدیث کو جابر بن سمرہ سے چونتیس طرق سے نقل کیا ہے اور وہ روایت یہ ہے: جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبیؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس اُمت میں بارہ خلیفے ہوں گے۔ (مسند احمد بن حنبل: ج ۵،ص ۱۰۶)

اس کو مسلم نے اپنی صحیح کے حصّہ کتاب الامارۃ میں روایت کیا ہے اور بخاری نے بھی اپنی صحیح کے جزو کتاب الاحکام میں جابر بن سمرہ سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی اکرمؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بارہ امیر ہوں گے، اس کے بعد آپؐ نے ایک کلمہ کہا جسے میں

نہ سن سکا۔ راوی کہتا ہے کہ میرے باپ نے بتایا کہ آگے آپؐ نے فرمایا تھا کہ وہ بارہ کے بارہ قریش میں سے ہوں گے۔

اس کے علاوہ ترمذی نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔ نیز یہ روایت مستدرک علی الصحیحین، تیسیر الوصول الی جامع الاصول، منتخب کنز العمال، تاریخ بغداد، تاریخ الخلفاء اور ینابیع المودۃ میں موجود ہے اور اس حدیث کو امام حسنؑ، عبداللہ بن مسعودؓ، انس بن مالک، ابوہریرہ، عمر بن الخطاب، واثلہ بن الاسقع اور ابوقتادہ سے روایت کیا گیا ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ یہ احادیث صراحت کرتی ہیں کہ سارے ائمہ قریش سے ہوں گے اور ان کی تعداد بارہ ہوگی۔ اب یہاں کچھ اور احادیث موجود ہیں کہ جو ان بارہ اماموں کے نام بتاتی ہیں:

① الجوینی الشافعی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: "میں نبیوںؑ کا سردار ہوں، علیؑ اوصیاءؑ کے سردار ہیں اور بے شک میرے بعد میرے اوصیا بارہ ہیں جن کے اوّل علیؑ ہیں اور آخری مہدیؑ ہیں"۔

② سلیمان القندوزی الحنفی نے ینابیع المودۃ میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: "بے شک میرے خلفاء، میرے اوصیاء اور مخلوق پر میرے بعد اللہ کی برگزیدہ بارہ ہستیاں حجت ہیں۔ ان کے پہلے علیؑ اور آخری میرے بیٹے مہدیؑ ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ روح اللہ نازل ہوکر امام مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور زمین اپنے رب کے نُور سے چمک اُٹھے گی اور آپؑ کی حکومت مشرق و مغرب تک پھیل جائے گی"۔

③ یہ روایت بھی حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ ایک یہودی رسولؐ خدا کے پاس آیا، جسے نعثل کہا جاتا تھا اور آکر بولا: اے محمدؐ! میں آپؐ سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں، جو میرے سینے میں کھٹک رہی ہیں یہاں تک کہ اس نے کہا کہ مجھے اپنے وصی کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہے؟ کیونکہ ہر نبیؑ کا ایک وصی ہوتا ہے اور ہمارے نبی موسیٰ بن عمرانؑ نے یوشع بن نون کو وصی بنایا۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: بے شک میرے وصی علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔ ان کے بعد

میرے دو بیٹے حسنؑ و حسینؑ اور پھر صلبِ حسینؑ میں نو بیٹے ہیں۔

اس یہودی نے کہا: مجھے ان کے نام بتائیں؟

رسولِ خدا نے فرمایا: جب حسینؑ اس دنیا سے چلے جائیں گے تو ان کا بیٹا علیؑ زین العابدین، پھر اُن کے بعد ان کا فرزند محمدؑ بن علیؑ، جب محمدؑ چلے جائیں گے تو اُن کا بیٹا جعفر، پھر اُن کا بیٹا موسیٰؑ (الکاظم)، پھر اُن کا بیٹا علی (الرضا)، پھر اُن کا بیٹا محمدؑ (الجواد)، پھر اُن کے بعد ان کا بیٹا علیؑ، پھر اُن کے بعد اِن کا فرزند حسنؑ، پھر ان کے بعد ان کے بیٹے محمد المہدیؑ الحجۃ، پس یہ بارہ خلفائے رسولؐ ہیں۔

ان احادیث سے معتدل مزاج مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ بارہ امام، ائمہ اہلِ بیتؑ ہی ہیں کوئی اور نہیں۔ جیسا کہ اس کی وضاحت کے لیے احادیث متواترہ موجود ہیں لیکن متعصب مزاج لوگ اس حقیقت کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرتے اور ان جیسی روایات کو جھٹلا دیتے ہیں۔

آپ ان کو ایسا ڈوبنے والا پائیں گے کہ جو ہر تنکے کا سہارا لیتا ہے۔ وہ ان احادیث کو ان کے ظواہر سے پھیر کر، ائمہ اہلِ بیتؑ کے اغیار پر منطبق کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بارہ کا عدد نہ اُمویوں پر صادق آتا ہے نہ عباسیوں پر، لیکن تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ پھر وہ جھوٹ گھڑنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ نہ وہ دجل و فریب کی کوئی پروا کرتا ہے، کیونکہ دین وہ واحد ذریعہ ہے جو انسان کو انحراف سے روکتا ہے اور جب یہ انحراف سے روکنے والی قوت ختم ہو جاتی ہے تو انسان مطلق العنان ہو جاتا ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتا ہے۔ اسے شرم وحیا دامن گیر ہوتی ہے نہ شرمندگی کا احساس ہوتا ہے اور خوفِ خدا بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اگر ہم چاہیں کہ اس نظریے کو باطل کریں تو ہم پر لازم ہے کہ ہم بنی اُمیہ اور بنی عباس کے مجرم حکمرانوں کے چند سیاہ کارنامے پیش کریں، اُن کے راہِ حق سے ہٹنے ہونے سے لے کر ملحد ہونے تک، خون خوار سے شراب خوار اور زناکار تک، قرآن کی بے حرمتی کرنے والے سے، خواہشاتِ نفسانی میں گرفتار تک۔ اُموی اور عباسی حکمرانوں میں سے جس کو لے لیں وہ یا تو فاسق ہوگا یا فاجر ہوگا، یا بے غیرت ہوگا یا ولد الزنا ہوگا۔ اور یہ سب اگر بیان کیا جائے تو

یہ کتاب اپنے موضوع سے ہٹ کر، اسلام و انسانیت کے دشمنوں اور اشرار کے سیاہ کارناموں کی دستاویز بن جائے گی۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا یہ (اُموی وعباسی) وہ بارہ امام ہیں جن کے بارے میں رسولؐ خدا نے خبر دی تھی؟!

ہم تو ہزار بار توبہ کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا ایسے گندگی کے مجسموں کو اپنا خلیفہ متعارف کروائیں۔ کہاں حضرت محمدؐ اللہ کے نیک بندے اور کہاں یہ گندگی کے پلندے؟

ہم کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے تو ان لوگوں کو اپنا خلیفہ بنایا ہے جن کو خدا نے ہر طرح کی نجاست سے پاک رکھا اور انھیں کمالِ تطہیر عطا کیا۔ رسولؐ خدا نے ایسے لوگوں کو اپنا جانشین بنایا کہ جو پاک و مطہر ہیں، آسمان کے پانی سے بھی زیادہ پاک ہیں اور زمین سے زیادہ باشرف ہیں۔ ایسے نیک ہیں کہ ان کی زندگی فضائل و کمالات سے آراستہ ہے۔ ان میں کوئی شک کرسکتا ہے اور نہ ان جیسا کوئی اور ہوسکتا ہے۔ یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جو علم، حکمت، ورع، تقویٰ، عبادت اور رسولؐ کی بقیہ تمام صفات میں (ماسوائے نبوت کے) رسولؐ کی مثل تھے۔

یہ وہ بزرگوار ہیں کہ جو رسولؐ خدا کے علم کے چشموں سے سیراب ہوتے تھے اور ان کی حکمت کے لنگر سے سیر ہوتے تھے۔ وہ لوگوں سے زیادہ ان کے قریب تھے اور ان سے زیادہ باشرف تھے۔

یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کے بارے میں قرآن و حدیث میں بہت سے مقامات پر ان کی تعریف فرمائی گئی ہے، لیکن کچھ لوگ فکری طور پر مریض ہیں۔ انھیں عقل و شعور اس مقام پر چھوڑ جاتا ہے کہ وہ کسی بھی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ایسے متعصب لوگ ہر دور میں ہوتے ہیں اور یہ تعصب ایسی بیماری ہے جس سے مسلمان چودہ سو سال سے دوچار ہیں۔

مَیں پھر اپنی بات کو بارہ اماموں والی حدیث کی طرف موڑتا ہوں۔ پس میں کہتا ہوں کہ ہمیں رسولؐ خدا کی ان احادیث میں تاویل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ رسولؐ خدا نے یہاں پر حقیقت کو بالکل آشکار کر دیا ہے اور کرنا بھی یونہی چاہیے تھا کہ وہ اپنے بعد اپنے جانشینوں کے بارے میں مسلمانوں کو آگاہ فرما دیں اور یہی عین بلاغت ہے۔ کیونکہ

مقتضائے حال یہاں پر تشریح و تفصیل تھی اور ابہام و شبہ کو دور کرنا تھا اسی لیے آپؐ نے اپنے خلفاء و جانشینان کرام کا نام بنام تعارف کرایا تھا۔ اب ہم یہاں پہ ان بعض احادیثِ نبویؐ کا ذکر کرتے ہیں کہ جن میں امام مہدیؑ کا تذکرہ زیادہ واضح انداز میں ہوا ہے جب کہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ ان احادیث کو اکٹھا کرنا کافی مشکل کام ہے۔ ہمارے ہم عصر جلیل القدر عالم علامہ الشیخ لطف اللہ الصافی نے فریقین کی کتب سے ۸۰ سے زیادہ روایتیں جمع کی ہیں اور یہ احادیث ہمارے اس بیان کی صراحت اور تصدیق و تعمیم کرتی ہیں جو ہم نے اس فصل میں بیان کیا ہے۔ کچھ روایات حسب ذیل ہیں:

ابوالقاسم علی بن محمد الرازی القمی نے اپنی کتاب کفایۃ الاثر میں سہل بن سعد الانصاری سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: میں نے حضرت فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ سے ائمہ کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: رسولؐ اللہ فرمایا کرتے تھے: اے علیؑ! آپؑ میرے بعد امام اور خلیفہ ہیں اور آپؑ کو مومنین کی جانوں پر ان سے زیادہ حق تصرف حاصل ہے۔ پس جب آپؑ چلے جائیں گے تو آپؑ کے بیٹے کو مومنین کی جانوں پر ان سے زیادہ حق تصرف حاصل ہو جائے گا۔ جب امام حسنؑ چلے جائیں گے تو یہ حق تصرف آپؑ کے فرزند امام حسینؑ کا ہو جائے گا۔ امام حسینؑ کے بعد اُن کے فرزند علیؑ ابن الحسینؑ اس تصرف کے وارث ہوں گے، ان کے بعد ان کے بیٹے امام محمد باقرؑ، ان کے بعد ان کے فرزند امام جعفرؑ (الصادق)، ان کے بعد ان کے بیٹے امام موسیٰؑ (الکاظم)، ان کے بعد ان کے بیٹے امام علیؑ (الرضا)، اُن کے بعد اُن کے بیٹے امام محمدؑ (التقی)، اُن کے بعد اُن کے فرزند علیؑ (النقی)، اُن کے بعد اُن کے بیٹے حضرت امام حسن (العسکریؑ) اور اُن کے بعد اُن کے بیٹے القائم المہدیؑ کو تمام مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق تصرف حاصل ہوگا۔ خدا انھیں مشرق و مغرب کی فتح دے گا۔ پس یہ ائمہ برحق ہیں، سچ کی زبانیں ہیں، جس نے ان کی مدد کی وہ نصرت یافتہ ہوگا اور جو ان کو چھوڑ جائے گا وہ ذلیل ہو جائے گا۔

یہ حدیث تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ کفایۃ الاثر میں امام حسینؑ سے بھی مروی ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے خطاب فرمایا: اے لوگو! میں عنقریب تمھیں چھوڑ کر جانے والا ہوں اور غائب کرنے والے کی طرف جانے والا ہوں، میں تمھیں اپنی عترت کے بارے میں نیکی کی تلقین کرتا ہوں، بدعات سے بچ کر رہنا، بے شک ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی، اپنے گمراہ سمیت جہنم میں ہوگی۔

اے لوگو! جو سورج کو کھودے، اسے چاہیے کہ چاند کو پکڑے، جو چاند کو کھودے اسے چاہیے کہ فرقدین سے تمسک رکھے اور جو فرقدین کو چھوڑ دے اسے چاہیے کہ میرے بعد روشن ستاروں کا دامن تھام لے۔ میں تم سے اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اپنے لیے اور تمھارے لیے خدا کی مغفرت کا خواست گار ہوں۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا: جب آپؐ منبر سے اُترے تو میں آپؐ کے پیچھے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ آپ حضرت عائشہ کے گھر چلے گئے۔ میں بھی آپؐ کے ساتھ چلا گیا اور عرض کیا: اے رسولؐ خدا! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم سورج کو کھودو تو چاند کو پکڑو، جب چاند نہ پاؤ تو فرقدین کا دامن تھام لو اور جب فرقدین نہ ہوں تو چمک دار ستاروں کی راہ اپناؤ۔ (اے رسولؐ خدا) یہ سورج، چاند، فرقدین اور چمک دار ستارے کون ہیں؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: سورج تو میں ہوں، چاند علیؑ ہیں۔ جب میں تم میں موجود نہ رہوں تو حضرت علیؑ کا دامن تھام لینا اور فرقدان حسنؑ و حسینؑ ہیں اور جب علیؑ نہ رہیں تو ان دونوں کی راہ کو اپنانا اور چمک دار ستارے، اولادِ حسینؑ میں سے نو امام ہیں جن میں نویں امام مہدیؑ ہیں۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: یہی میرے بعد میرے خلفاء اور اوصیاء ہیں۔ یہی نیک لوگوں کے امام ہیں، تعداد میں حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں کے برابر اور حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کے برابر ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کیا: اے رسول اللہؐ! مجھے ان کے نام بتائیں؟ رسولؐ خدا نے فرمایا: ان کے اوّل اور سردار علیؑ ہیں۔ میرے دو بیٹے (حسنینؑ)، ان کے بعد زین العابدینؑ

حضرت علیؑ ابن الحسینؑ ہیں۔ ان کے بعد محمدؑ بن علیؑ انبیاءؑ کے علم کو آشکار کرنے والے ہیں، ان کے بعد الصادق جعفرؑ بن محمدؑ ہیں، ان کے بعد ان کے بیٹے الکاظمؑ جو موسیٰ بن عمرانؑ پیغمبرؑ خدا کے ہم نام ہیں۔ پھر ان کے بعد ان کے وہ علی (الرضا) بیٹے امام ہیں کہ جنھیں خراسان میں شہید کیا جائے گا، پھر ان کے بیٹے محمد (تقیؑ) پھر علی النقیؑ اور پھر حسن العسکریؑ اور اُن کے بعد الحجۃ القائم ہیں۔ ان کی غیبت کے دور میں ان کا انتظار کیا جائے گا۔ بے شک یہ سارے امامؑ میری عترت (وعظمت) ہیں، میرا خون اور گوشت پوست ہیں، ان کا علم میرا علم ہے، ان کا حکم میرا حکم ہے، جس نے مجھے ان کے بارے میں اذیت دی تو میں خدا کے پاس اس کی شفاعت نہ فرماؤں گا۔ (فرائد السمطین: ج ۲، ص ۲۱۸، شواہد التنزیل: ج ۱، ص ۵۹، ج ۲، ص ۲۱۱)

ان احادیث کے بعد آپ کو تفاصیل کا علم ہوگیا ہوگا کہ جو امام مہدیؑ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ حضورؐ پرنور مناسب مقام پر اس موضوع کو بیان کرتے تھے تاکہ لوگوں پر حجت تمام ہوجائے اور اس عقیدے کی اہمیت کا اندازہ ہوجائے قرآن کریم اللہ کی وہ کتاب ہے کہ جس کے آگے یا پیچھے سے باطل کا گزر نہیں ہوسکتا۔ اس میں ہر چیز کا بیان ہے اور ہر خشک وتر کا ذکر ہے۔ جس طرح اسلام تمام ادیانِ عالم میں سے آخری دین اسی طرح یہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ کیا آپ کے خیال میں قرآن اس موضوع اور عظیم الشان واقعے کے بارے میں خاموش ہوگا؟

وہ قرآن کہ جس نے روم کے فارس پر غلبے کے بارے میں خبر دی اور بڑے ملکوں کے تعاون سے یہودیوں کی حکومت کے قیام کے بارے میں بتایا۔ وہ قرآن کہ جس نے یاجوج وماجوج کی خبر دی اور خلا سے آگے نکل جانے کے امکان کو بتایا۔ کیا خیال ہے کہ اس قرآن نے امام مہدیؑ کے ظہور اور اُن کی حکومت کے بارے میں کچھ نہ بتایا ہوگا؟

بے شک قرآن کریم نے امام مہدیؑ کے بارے میں بہت سی آیات اور بہت سے مقامات پر خبر دی اور یہ آیات امام مہدیؑ اور ان کے متعلق ہیں۔ اس بارے میں ان ہستیوں نے بتایا کہ جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا اور صاحبِ خانہ کو بہتر معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں کیا ہے؟

قرآن میں امام مہدیؑ کے متعلق بشارتیں

یہاں ہم آپ کے سامنے کچھ آیاتِ قرآنی پیش کرتے ہیں:

① وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ (سورۂ قصص: آیت ۵-۶)

"اور ہم تو یہ چاہتے تھے کہ جو لوگ روئے زمین پر کمزور کردیے گئے ہیں اُن پر احسان کریں اور اُن ہی کو (لوگوں کا) پیشوا بنائیں اور اُن ہی کو اس (سرزمین) کا وارث بنائیں اور اُن ہی کو روئے زمین پر پوری قدرت عطا کریں اور فرعون اور ہامان اور اُن دونوں کے لشکروں کو اُن میں کمزوروں کے ہاتھ سے وہ چیزیں دکھائیں جس سے یہ لوگ ڈرتے تھے"۔

حضرت علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا: دنیا اپنی دشمنی ظاہر کرنے کے بعد ہم پر ایسے مہربان ہوجائے گی کہ جس طرح اُونٹنی اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے۔ پھر آپؑ نے (سورۂ قصص کی) یہی آیت تلاوت فرمائی۔

ابن الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا کہ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے یہاں اس امامؑ کے بارے میں بتایا کہ جو ساری زمین کا مالک ہوگا اور ملکوں پر حکمران ہوگا"۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث امیرالمومنینؑ سے بہت سے طرق سے مروی ہے اور اس حدیث کی شرح کی تھوڑی ضرورت ہے۔

(لتعطفن) کے بارے میں کہا جاتا ہے:

عَطَفَتِ النَّاقَةُ عَلٰى وَلَدِهَا اى حَنَّتْ عَلَيْهِ وَدَرَّ لَبَنُهَا

"اُونٹنی کو اپنے بچے پر پیار آیا اور اس نے اپنے بچے کو سیراب کیا"۔

شماسها کے بارے میں کہا جاتا ہے شمس الفرس، یعنی گھوڑے نے سرکشی کی اور

(الضروس) اس بداخلاق اونٹنی کو کہتے ہیں کہ جو اپنا دودھ روک لے اور بچے کو نہ دے۔
(مجمع البحرین)

آپؑ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اہل بیتؑ پر جور و جفا کرنے کے بعد ان کو تسلیم کرے گی اور اس سے مراد اہل بیتؑ کی حکومت اور ان کے دشمنوں پر فتح ہے اور وہ مصیبتیں جو انھوں نے سہی ہیں ان سب کی تلخی ختم ہوجائے گی، مشکلات کے بعد دنیا ان کے لیے آسان ہوجائے گی۔ تلخی کے بعد شیریں ہوجائے گی، سرکشی کے بعد عاجزی آجائے گی اور نافرمانی کے بعد ان کے تابع ہوجائے گی اور امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ زمین میں کمزور لوگ کہ جن کا ذکر کتاب میں ہے اور خدا نے انھیں امام بنایا ہے وہ ہم اہل بیتؑ ہیں۔ اللہ ہمارے مہدی کو بھیجے گا اور ہم اہل بیتؑ کو عزت عطا کرے گا اور ہمارے دشمنوں کو رُسوا کرے گا۔ (بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۱۶۳)

اب یہاں بات ان آیات کی ہورہی ہے کہ جن کی تاویل امام مہدیؑ سے کی جاتی ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ پہلے تھوڑا تاویل کو سمجھ لیں۔

التاویل سے مراد یہ ہے کہ کلام کو اس کے ظاہری سے ہٹا کر اس کے پوشیدہ معنی کی طرف پھیرنا ہے۔ جس طرح خوابوں کی تعبیر و تاویل وہ چیز ہوتی ہے کہ جس کی طرف خوابوں کی بازگشت ہوتی ہے جیسے حضرت یوسفؑ نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند انھیں سجدہ کر رہے ہیں اور کئی سالوں کے بعد جب حضرت یعقوبؑ اپنے بچوں کے ساتھ مصر گئے اور سب نے مل کر حضرت یوسفؑ کو سجدہ کیا تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا: اے بابا جان! یہ میرے خواب کی تاویل ہے اور میرے رب نے اسے برحق قرار دیا ہے اور ایسا ہی کلام ان خوابوں کی تعبیر میں آیا ہے کہ جو حضرت یوسفؑ نے دو جوان قیدیوں کے بارے میں بیان فرمائی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: قرآن کی کوئی ایسی آیت نہیں ہے مگر یہ کہ رسولؐ خدا نے مجھے اس کی تاویل بتائی ہے۔ تاویل کی وضاحت کے بعد پھر ہم اپنے کلام کا رُخ اس آیت کی طرف موڑتے ہیں کہ جو فرعون و ہامان اور ان کے جرائم کے بارے میں بتاتی ہے۔

ارشاد رب العباد ہے:

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ

"یعنی ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور کر دیے گئے ہیں"۔

اس آیت کا ظاہری معنی تو یہ ہے کہ اللہ فرعون و ہامان اور ان کے لشکر کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کے عزو شرف کو لوٹانے کا بیان فرما رہا ہے۔ لیکن آیت کی تاویل یعنی مخفی معنی یہ ہیں کہ یہاں مُسْتَضْعَفِيْنَ سے مراد محمدؐ کی آل پاکؑ ہیں۔ کیونکہ لوگوں نے انھیں کمزور کر دیا تھا، ان پر ظلم کیا تھا اور ان کے ساتھ جو وہ کر سکتے تھے کیا اور خود رسولؐ اللہ نے بھی ان کے بارے میں فرمایا تھا: (اَنْتُمُ الْمُسْتَضْعَفُوْنَ بَعْدِیْ) "یعنی میرے بعد تم کمزور کر دیے جاؤ گے"۔ اور میں اس حقیقت کو ثابت کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا کیونکہ تاریخ اسلامی گواہ ہے کہ جب سے رسولؐ خدا اس دنیا سے گئے تو ان کی آلؑ کو کمزور کر دیا گیا اور اگر قاری محترم کو کتاب "مقاتل الطالبین" وغیرہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو تو وہ دیکھے گا کہ حکام وقت کی طرف سے آلِ محمدؐ پر کیسے کیسے مصائب و آلام کے کوہ ہائے گراں ٹوٹے۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے وقت کے حکمرانوں کو آلِ محمدؐ کے سروں کو تحفے میں دیا تا کہ اس فعل شنیع سے وہ ان حاکموں کے دلوں کو خوش کر سکیں جیسا کہ جعفر برکی وغیرہ نے ایسے کارہائے سیاہ انجام دیے لیکن خداوند بزرگ کا یہ ارادہ رہا کہ وہ اس مظلوم ذرّیت محمدؐ اور ان کے شیعوں کو ایسی حکومت عطا کرے کہ جو تمام کرۂ ارض اور جو کچھ اس پر ہے کو محیط ہو۔ ایسی حکومت کہ جس کی حدیں قطب منجمد شمالی اور قطب منجمد جنوبی ہوں اور جو تمام اطراف کو گھیرے ہوئے ہو اور یہ صرف ایک ہی حکومت ہوگی جو ساری زمین پر ہوگی اور اس میں کوئی مزاحمت کرنے والا نہ ہوگا۔ اس کی مزید تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

یہاں ہم ایک گزارش کر کے اس آیت کے بارے میں گفتگو کو تمام کرتے ہیں اور وہ یہ کہ اس کے ظاہر سے جو پتا چلتا ہے وہ یہ ہے کہ (نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ) مستقبل کے صیغہ میں ہے اور آیت کا نزول حضرت موسیٰؑ و فرعون کے زمانے سے ہزاروں سال بعد میں ہوا اور یہ بھی

ممکن تھا کہ اللہ اسے صیغہ ماضی کے ساتھ تعبیر فرماتا:

اردنا..... مننا عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوا

جیسا کہ باقی کئی مقامات پر فرمایا ہے: لقد من الله على المومنين، فَمَنَّ الله، اور ولقد مننا وغیرہ۔

ان آیات میں تو خدا نے ماضی کا صیغہ استعمال کیا ہے جب ہمارے زیر بحث آیت میں مستقبل کا صیغہ استعمال کیا ہے، یعنی اس طرح پوری آیت میں چھے صیغے مستقبل کے آئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی کہنے والا اعتراض کرے فرعون و ہامان تو اس آیت کے نزول سے ہزاروں سال پہلے ہلاک ہوگئے تھے تو اس کی تاویل مستقبل کے معنی میں کیوں کی جاتی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ فرعون ہر جابر و ظالم بادشاہ کے لیے ایک نشانی بن گیا ہے کہ جو ظلم میں حد سے گزر جاتا ہو۔ پس ہر زمانے کا ایک فرعون ہوتا ہے اور ہر اُمت میں کئی فرعون ہوتے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تاویل یوں نقل کی گئی ہے کہ اس آیت میں فرعون وحامان سے مراد قریش کے دو ظالم اور جابر افراد ہیں جنھیں خداوند متعال آخری زمانے میں امام مہدیؑ کے ظہور کے وقت زندہ فرمائے گا اور امام مہدیؑ ان سے ان کے مظالم کا بدلہ لیں گے اور فرعون وحامان کے لشکر سے مراد انھی دونوں قریشی اوباشوں، ان کے پیرو اور ان کے مددگار ہیں۔ نیز جنھوں نے ان کا ذکر زندہ رکھا وہ ہیں۔ (کتاب البرہان، سید ہاشم بحرانی، سورۂ قصص، آیت ۵٦ کی تفسیر)

② وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (سورۂ نور: آیت ۵۵)

"خداوند متعال نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو ایمان لائے اور

نیک کام کیے کہ وہ انھیں ضرور زمین پر خلافت عطا کرے گا جس طرح
اس نے ان لوگوں سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی اور ان کے لیے ان
کے دین کو مستحکم کرے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ وہ
میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور
جس نے اس کے بعد ناشکری کی تو یہی لوگ فاسق ہیں"۔

یہ بھی ان آیات میں سے ہے کہ جن کی تاویل امام مہدی علیہ السلام اور حکومت مہدیؑ سے کی گئی ہے اور آیت کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے مومنین سے خلافت کا وعدہ کیا ہے یعنی زمین پر جیسے ان سے پہلے لوگوں کو خدا نے خلافت عطا کی تھی یہاں بھی وہی طرز ہوگا اور یہ عقلی بات ہے کہ انسان تو زمین پر ہی رہتا ہے چاہے خشکی پر چاہے تری پر۔ اور خدا انھیں عرب وعجم کے کفار کی زمینوں کا وارث بنائے گا اور خدا انھیں ان زمینوں میں تصرف عطا کرے گا۔ وہ اس میں ایسے حکومت کریں جیسے پہلے اولیائے کرام کا طریقہ تھا اور ان کے اور اپنے پسندیدہ دین کو تمکن واستحکام عطا کرے گا۔ ان کے خوف کی حالت کو امن وسکون سے بدل دے گا۔ انھیں سوائے خوفِ خدا کے کسی دوسری چیز کا خوف نہ ہوگا اور وہ سرِ عام خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

خلاصہ یہ کہ انھیں پاکیزہ حکومت اور پاکیزہ زندگی عطا فرمائی جائے گی۔ یہی اس آیتِ کریمہ کے ظاہری معنی ہیں۔ ہمارے اندازے کے مطابق یہ وعدۂ خداوندی ابھی تک محقق اور پورا نہیں ہوا۔ کب مسلمانوں کو ایسی آزادی میسر آئے گی؟ اور وہ مومن کون ہیں کہ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ اگر تاریخ اسلامی کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ چودہ سو سال سے ابھی تک یہ وعدہ پورا نہیں ہوا۔ اور میرے خیال کے مطابق کوئی انصاف پسند مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ اس آیت سے مراد اُموی وعباسی خلفاء ہیں۔ کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ اُموی اور عباسی حکمرانوں نے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا اور خدا کے اولیاء کا خون بہایا۔ خدا کی حرمتوں کی توہین کی، ان کے محلات طرح طرح کی فحاشیوں اور گناہوں سے بھرے ہوئے تھے کہ اگر ہم ان جرائم کی تفصیل بیان کرنے لگیں تو کتاب

اپنے موضوع سے نکل جائے گی اور اس کے بعد کب دینِ خدا مستحکم ہوا تا کہ خدا کا یہ فرمان ثابت ہوجائے: وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ۔

بے شک دینِ اسلام ہر زمانے میں متروک رہا ہے جس سے ہوسکتا تھا وہ اس سے جنگ کرتا تھا۔ آپ چینی ممالک، متحدہ روسی ممالک اور بعض افریقی اور یورپی ممالک کی طرف جائیں تو مسلمانوں کے خوف کا عالم معلوم ہوگا۔ ظلم و جور ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو گھیرے ہوئے ہے اور بعض لادینی ریاستوں میں قرآنِ پاک کی تعلیم و ترویج کو ایسا جرم سمجھا جاتا ہے کہ جس جرم کی وجہ سے انسان سخت ترین سزا کا حق دار ہوتا ہے اور کئی لاکھ مسلمانوں کے قتل کے بارے میں کوئی نہیں پوچھتا کہ انھیں صرف اس جرم میں کیوں قتل کیا گیا ہے کہ وہ مسلمان ہیں؟ چینی اور روسی ممالک میں مسلمانوں کو ذبح کرنے کے لیے مخصوص مقامات بنائے گئے ہیں اور مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے اور آج تک فلپائن میں مسلمان طرح طرح کے مظالم کا شکار ہیں اور ویت نام میں قتل ہونے والے مسلمانوں کی تعداد کو صرف خدا ہی جانتا ہے اور نہیں معلوم کہ کتنی مسجدیں گھوڑوں کے اصطبلوں، چراگاہوں اور گرجا گھروں میں بدل گئیں۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ خدا کا یہ وعدہ کب پورا ہوگا اور دینِ اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے گا اور صرف خدائے واحد کی عبادت بے خوف و خطر کی جاسکے گی۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ کہے کہ فتوحاتِ اسلامی کے زمانے میں، جزیرہ عرب، مشرقِ وسطیٰ کے ممالک نیز دیگر ملکوں میں اسلام غالب آگیا تھا اور وعدۂ الٰہی پورا ہوگیا تھا۔ تو ہم اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ رسولِؐ خدا کے زمانے میں مدینہ منورہ میں اسلام کی حکومت تھی لیکن خدا کے اس وعدے کو اس سے کیا ربط کہ جو اس نے اس آیت میں مومنوں سے فرمایا ہے کیونکہ اس وعدے کے مطابق اسلام کی حکومت پوری زمین پر ہوگی اور مسلمان اپنے دینی شعائر بلا خوف و خطر قائم کریں گے اور ہر جگہ اسلام کی حکومت ہوگی اور یہ وعدہ تو آج تک پورا نہیں ہوا۔

ائمہ اہلِ بیتؑ نے اس آیت کی تاویل میں بیان فرمایا کہ یہ وعدہ امام مہدیؑ کے ظہور

کے وقت پورا ہوگا اور اسی کتاب میں آپ بہت سی متواتر احادیث دیکھیں گے کہ جو صراحت کرتی ہیں کہ یہ آیت امام مہدیؑ کے زمانے پر صادق آتی ہے جیسے تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی وغیرہ میں امام علی ابن الحسینؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور کہا: بخدا! اس آیت سے مراد ہم اہل بیتؑ کے شیعہ ہیں اور یہ وعدۂ الٰہی ان پر ہم میں سے ایک فرد کے ذریعے پورا ہوگا اور وہ اس اُمت کے مہدیؑ ہیں اور مہدیؑ ہی وہ ہستی ہیں کہ جن کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا:

"اگر دنیا کے ختم ہونے سے صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو اتنا طویل کرے گا کہ اس دن میری عترت سے ایک فرد آئے گا جو میرا ہم نام ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا کہ جیسے وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی"۔ (تفسیر مجمع البیان، طبرسی، ج ۷، ص ۱۵۲)

اور بالکل ایسا ہی امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔

پھر علامہ طبرسیؒ لکھتے ہیں اس بنا پر اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے نبی اکرمؐ اور ان کے اہل بیتؑ مراد ہیں۔اس میں ان کی خلافت کی بشارت موجود ہے اور خلافتِ امام مہدیؑ کے دور میں ان سے خوف کا اُٹھ جانا مذکور ہے۔

آگے لکھتے ہیں: اس پر عترتِ طاہرہؑ کا اجماع ہے اور ان کا اجماع حجت ہے کیونکہ اہل بیتؑ فرمانِ رسالت مآبؐ کے مطابق قرآن کے ہم پلہ ہیں اور یہ وعدۂ الٰہی ان شاء اللہ ضرور پورا ہوگا کیونکہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

۳ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○ (سورۂ انبیاء: آیت ۱۰۴)

"بالتحقیق ہم نے ذکر کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے"۔

اگرچہ مفسرین کرام نے زبور اور ذکر کے معنی میں اختلاف کیا ہے۔ یہ اختلاف جوہری نہیں ہے۔ خواہ زبور سے مراد حضرت داؤدؑ کی کتاب ہو یا آسمان سے نازل ہونے

والے دوسرے صحیفے، اور ذکر سے مراد چاہے تورات ہو یا قرآن ہو یا لوح محفوظ۔ سادہ لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے لوح محفوظ کے بعد حضرت داؤدؑ کی کتاب میں یہ لکھ دیا تھا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

علامہ طبریؒ نے اس آیت کے ذیل میں امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندے آخری زمانے میں امام مہدیؑ کے پیرو ہیں۔

مَیں کہتا ہوں کہ جو بات اللہ نے لوح محفوظ اور زبور میں ذکر کی ہے اس کا ان میں ذکر ہونا اس موضوع کی اہمیت کو بتاتا ہے اور بالخصوص یہ کہ اس کو تعبیر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں (لَقَدْ اور ان) جیسے حروفِ تاکید کو استعمال فرمایا ہے۔ اگرچہ مفسرین نے اختلافِ ذکر کیا ہے کہ اس زمین سے مراد جنت ہے یعنی جنت کے وارث نیک لوگ ہوں گے یا یہی زمین ہے اور مسلمان فتوحات کے ذریعے اس کے وارث ہوں گے۔ یعنی مسلمان ساری زمین کے حاکم ہوں گے۔

شیخ طوسی نے اپنی تفسیر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خدا نے یہ وعدہ مومنوں سے کیا ہے کہ وہ انھیں ساری زمین کا وارث بنائے گا۔ (التبیان: ج ۷، ص ۲۵۲)

اپنے معنی کے لحاظ سے یہ سابقہ آیت استخلاف والی آیت سے ملتی جلتی ہے اور ان دونوں آیتوں میں کیا ہی خوب وراثت اور خلافت کی تعبیریں ہیں۔

۴ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ (سورۂ توبہ: آیت ۳۳)

"وہ وہی خدا ہے کہ جس نے اپنے رسولؐ کو بھیجا ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے، خواہ مشرکوں کو یہ ناگوار ہی گزرے"۔

یہ آیتِ کریمہ قرآن میں تین مرتبہ آئی ہے جو اس موضوع کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ تنزیل اور تاویل کے بارے میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس آیت کی بھی تنزیل اور تاویل ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توحید اور

اخلاص کی ہدایت اور دینِ اسلام دے کر بھیجا تا کہ وہ اس دین کو باقی تمام ادیان پر غالب کریں۔ اور اگر ہم اس آیت کو تاویل کی روشنی میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہ الٰہی وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہوا کیونکہ زمین کے چوتھے حصے سے بھی کم پر مسلمان آباد ہیں اور اسلامی ملکوں پر غیر اسلامی قوانین کا راج ہے۔ ادیانِ باطلہ لوگوں کی زندگی کا دستور بن رہے ہیں بلکہ کچھ ممالک میں تو مسلمان کمزور اقلیت کی صورت میں ہیں اور اپنے نفع و نقصان کے مالک بھی نہیں ہیں۔ پھر کہاں کا حق کا باطل پر غلبہ اور کیسا اسلام کا غلبہ۔

ائمہ اہلِ بیتؑ نے اس آیت کی تاویل میں ذکر کیا ہے کہ یہ امام مہدیؑ کے ظہور اور زمانے سے متعلق ہے۔ اس بارے میں کچھ احادیث بھی وارد ہوئی ہیں جیسے کتاب مجمع البیان میں عبایہ سے مروی ہے کہ انھوں نے امیر المومنینؑ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ اس کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی بستی ایسی نہیں بچے گی مگر یہ کہ صبح و شام اس میں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کی ندا دی جائے گی۔ تفسیر برہان میں بھی ایسا ہی نقل ہوا ہے مگر اس کے ساتھ محمد رسول اللہ کا اضافہ بھی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کے ذیل میں یہ منقول ہے کہ اس وقت کوئی یہودی رہے گا نہ کوئی نصرانی ـــــ ہر دین والا مسلمان ہو جائے گا۔ بھیڑ کو بھیڑیے کا خوف نہ ہوگا۔ گائے کو شیر کا ڈر نہ ہوگا۔ انسان اور سانپ ایک ساتھ رہیں گے، حتیٰ کہ چوہا کپڑے کو کاٹنا چھوڑ دے گا، جزیہ ختم کر دیا جائے گا، صلیب توڑ دی جائے گی اور خنزیر مار دیے جائیں گے اور خدا کے اس قول کی تفسیر ہے (لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ) یہ اس وقت ہوگا کہ جب امامِ زمانہؑ قیام فرمائیں گے۔ (البرہان: ج ۴، ص ۳۲۹)

تفسیر برہان میں کتاب الکافی سے روایت لی گئی کہ ابی فضیل نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سامنے یہ آیت (هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ ......) تلاوت کی تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد خدا کا اپنے رسولؐ کو ولایت اور وصایت کا امر دینا ہے اور ولایت ہی دینِ حق ہے۔

راوی نے کہا: (لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ) کا مطلب واضح فرمائیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامِ قائمؑ کے وقت اس دین کو تمام ادیان پر غلبہ دے گا۔

سلیمان قندوزی حنفی نے ینابیع المودۃ میں اور علامہ مجلسیؒ نے بحارالانوار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ قندوزی کی روایت کے مطابق یوں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بخدا! اس آیت کی تاویل اس وقت آئے گی جب امام مہدی علیہ السلام قیام فرمائیں گے۔ اس وقت زمین پر موجود ہر مشرک (و کافر) ان کے خروج کو ناپسند کرے گا اور ہر (مشرک و) کافر قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ مجلسیؒ کے مطابق یہ حدیث اس طرح ہے کہ حضرت ابوبصیرؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت (هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ ......) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: بخدا اس آیت کی تاویل ابھی تک نہیں آئی۔ حضرت ابوبصیرؒ نے عرض کیا: مولا! یہ تاویل کب آئے گی؟ آپؑ نے فرمایا: جب القائم (امام مہدیؑ) قیام فرمائیں ان شاء اللہ اس وقت زمین پر کوئی مشرک باقی نہ رہے گا۔

ہم ابھی چند آیات پر اکتفا کرتے ہیں اور یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ ہم نے صرف چند آیات و احادیث یہاں ذکر کی ہیں حالانکہ اس کے بارے میں کافی تعداد میں آیات اور احادیث موجود ہیں۔ ہمارے معاصر علامہ صادق الشیرازی نے اپنی کتاب (المھدی فی القرآن) میں ص ۱۰۶ پر ایسی آیات کو جمع کیا ہے کہ جن کی تاویل امام مہدیؑ سے کی گئی ہے اور انھیں اہل سنت کے مصادر سے نقل کیا ہے۔

تیسری فصل

امام مہدیؑ کے بارے میں احادیث کی بشارتیں

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی احادیث بہت زیادہ ہیں۔ کچھ ہم گذشتہ ابحاث میں ذکر کر چکے ہیں اور کچھ کو اب بیان کرتے ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں روایات اہلِ سنت کی کتابوں میں متعدد اسناد اور مختلف مضامین میں نقل ہوئی ہیں۔ کبھی رسولؐ انھیں بارہ ائمہؑ میں ایک امامؑ کے عنوان سے پیش کرتے ہیں۔ کبھی انھیں اولادِ فاطمہؑ سے بتاتے ہیں اور کبھی خبر دیتے ہیں کہ امام حسینؑ کی صلب سے نویں بیٹے اور امامؑ ہوں گے۔ آپ اس باب اور آنے والے ابواب میں دیکھیں گے کہ رسولؐ نے مختلف مقامات اور مختلف مناسبتوں سے امام مہدیؑ کا ذکر فرمایا تاکہ اس موضوع کی اہمیت واضح ہو سکے۔ اس بارے میں احادیث کافی زیادہ ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک پر اکتفا کرتے ہیں جیسے:

① حضرت سعید بن جبیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا:
میرے بعد میرے خلفا میرے اوصیا اور مخلوق پر خدا کی حجت بارہ ہیں۔ جن کے پہلے میرے بھائی (حضرت علیؑ) ہیں اور آخری میرے بیٹے (امام مہدیؑ) ہیں۔
پوچھا گیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کا بھائی کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: علیؑ ابن ابی طالبؑ۔
پوچھا گیا: آپؐ کا بیٹا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: مہدیؑ کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے حق کی بشارت دینے والا بنا کر بھیجا، اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن بچے گا تو خداوند متعال اس دن کو اتنا طویل کرے گا حتیٰ کہ اس دن میرا بیٹا مہدیؑ خروج فرمائے گا۔ حضرت عیسیٰؑ روح اللہ آسمان سے نازل ہو کر ان کے پیچھے نماز ادا

کریں گے۔ زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی اور آپؑ کی حکومت مشرق و مغرب تک پھیل جائے گی۔ (فرائد السمطین: ج ۲)

۲ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: مہدیؑ میرے بیٹوں میں سے ایک فرزند ہیں۔ ان کا چہرۂ مبارک چمکتے ہوئے ستارے کے مانند ہے۔ (کنز العمال)

۳ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: مہدیؑ میرے فرزند ہیں۔ ان کا چہرہ روشن ستارے کی طرح ہے۔ ان کا رنگ اہلِ عرب کے رنگوں کی طرح ہے اور ان کا جسم اسرائیل والوں کے جسم کی طرح ہے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی اور ان کی خلافت کو آسمان والے اور فضا میں موجود پرندے (تک) پسند کریں گے اور وہ بیس سال حکومت فرمائیں گے۔ (المصدر: عقد الدرر)

۴ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے انھوں نے اپنے آبا سے، انھوں نے امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: مہدیؑ میرے بیٹوں میں سے ہیں۔ ان کے لیے زمانۂ غیبت ہوگا اور ایسی حیرت ہوگی کہ اُمتیں اس میں گمراہ ہو جائیں گی۔ وہ انبیاءؑ کے ذخائر (تبرکات) لے کر آئیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے جیسے وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔ (فرائد السمطین)

۵ سلیمان القندوزی نے حضرت ابوبصیرؒ سے روایت کی ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انھوں نے اپنے آباء سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہدیؑ میرا بیٹا ہے، وہ میرا ہم نام ہے، اس کی کنیت میری کنیت کی طرح ہے۔ وہ دوسرے لوگوں سے زیادہ مجھ سے اَخلاق اور خلقت میں ملتے جلتے ہیں۔ ان کے لیے زمانۂ غیبت ہوگا۔ لوگ ان کے بارے میں حیران ہوں گے حتیٰ کہ لوگ اپنے اَدیان سے پھر جائیں گے۔ اس وقت آپؑ چمکتے ہوئے ستارے کے مانند آئیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

۶ علامہ مجلسیؒ نے شیخ مفید سے اور انھوں نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا: جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس اُمت کے لیے ضرور ایک مہدیؑ ہے اور خدا کی قسم! وہ تمھارے بیٹوں میں سے ہوگا۔ (بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۶۷)

۷ مکحول سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسولِ خدا ﷺ سے پوچھا: یارسولؐ اللہ! مہدیؑ ہم آلِ محمدؐ کے فرد ہیں یا اَوروں میں سے ہیں؟ رسولؐ خدا نے فرمایا: کیوں نہیں وہ ہم میں سے ہیں جس طرح خدا نے دین کو ہم سے شروع کیا ہے وہ اسے ہم پر ہی ختم کرے گا اور ہماری وجہ سے لوگ فتنے سے نجات پائیں گے کہ جس طرح وہ شرک سے بچ گئے اور ہماری ہی وجہ سے خدا فتنے کی دشمنی کے بعد لوگوں کے دلوں میں بھائیوں کی سی محبت ڈال دے گا کہ جس طرح اس نے شرک کے بعد ان کے دلوں کو ملایا تھا اور ہماری ہی وجہ سے وہ عداوت کے فتنے کے بعد بھائی بھائی بن جائیں گے کہ جس طرح شرک کے بعد وہ بھائی بھائی بن گئے تھے۔ (بحارالانوار: ج ۵)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا یہ سوال تجاہلِ عارفانہ تھا اور یہ ہم پر واضح کرنے کے لیے تھا۔ وہ تو اس کی حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے۔

۸ ہشام بن سالم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے سلسلہ وار اپنے نانا سے روایت فرمائی کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: القائمؑ میری اولاد میں سے ہیں، وہ میرے ہم نام ہیں، وہ میرے ہم کنیت ہیں، ان کے عادات و خصائص میری طرح کے ہیں، ان کا طریقہ میرا طریقہ ہے۔ وہ لوگوں کو میرے دین و شریعت پر قائم کرے گا اور ان کو خدا کی کتاب کی طرف بلائے گا۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، جس نے ان کے زمانۂ غیبت میں ان کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا، جس نے انھیں جھٹلایا اس نے مجھے جھٹلایا، جس نے ان کی تصدیق کی اس نے میری تصدیق کی اور ان لوگوں کا شکوہ میں خدا سے کروں گا کہ جن لوگوں نے مجھے ان کے بارے میں

جھٹلایا۔ ان کی شان میں میرے فرمان کا انکار کیا اور میری اُمت کو ان کی راہ سے بہکایا اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس (ناری) ٹھکانے میں جارہے ہیں۔ (بحارالانوار: ج۵۱)

⑨ حضرت ابن عباسؓ نے رسولِؐ خدا سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علیؑ ابن ابی طالبؑ میری اُمت کے امام ہیں۔ میرے بعد میری اُمت پر میرے خلیفہ ہیں اور القائم المنتظرؑ ان کی اولاد میں سے ہیں کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کی بشارت دینے والا بنا کر بھیجا۔ ان کی غیبت کے زمانے میں جو لوگ ثابت قدم رہیں گے وہ کبریت و احمر سے بھی کم ہوں گے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری اُٹھ کر رسولؐ کے پاس گئے اور پوچھا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ کے بیٹوں میں سے حضرت قائمؑ کے لیے زمانہ غیبت بھی ہے؟ تو رسولؐ خدا نے فرمایا: جی ہاں، خدا کی قسم! ان کے لیے زمانہ غیبت ہے (تاکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو خالص کردے اور کافروں کو مٹادے)۔

اے جابرؓ! یہ خدا کے اُمور میں سے ایک امر ہے اور اس کے رازوں میں سے راز ہے کہ جو اس کی مخلوق سے پوشیدہ ہے، خدا کے امر میں شک نہ کرنا کیونکہ یہ کفر ہے۔

⑩ حضرت ابوسعید الخدری سے ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹی فاطمہؑ! ہم اہلِ بیتؑ کو سات ایسے فضائل دیے گئے ہیں کہ جو ہم سے پہلے کسی کو نہیں دیے گئے تھے:

① ہمارے نبیؐ سب نبیوںؑ سے بہتر ہیں اور وہ تمھارے پدر بزرگوار ہیں۔

② ہمارے وصی تمام اوصیا سے افضل ہیں اور وہ آپؑ کے شوہر گرامی ہیں۔

③ ہمارے شہید تمام شہدا سے افضل ہیں اور وہ تمھارے بابا کے چچا حضرت حمزہؓ ہیں۔

④ اور ہم میں سے وہ شخص ہے جس کو دو سرخ پَر دیے گئے ہیں اور وہ جنت میں ان پَروں سے پرواز کرتے ہیں اور وہ آپؑ کے چچازاد حضرت جعفر طیارؓ ہیں۔

⑤ اور ⑥ اس اُمت کے دو سبط ہیں اور وہ تمھارے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔
⑦ اور اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہمی میں سے اس اُمت کا مہدیؑ ہے، کہ جس کی اقتدا میں عیسیٰؑ ابن مریمؑ نماز ادا کریں گے، پھر اپنا ہاتھ امام حسینؑ کے کندھے پر مار کر فرمایا کہ اس سے ہے، یعنی کہ آپؐ نے فرمایا کہ اس حسینؑ سے ہے اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔
اور شافی الگنجی کی کتاب (البیان) میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس اُمت کے مہدیؑ اس (حسینؑ) سے ہیں۔

⑪ حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ نازل ہوں گے تو ان کے امیر حضرت امام مہدیؑ فرمائیں گے: آپ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے: یہ شرف صرف اس اُمت کو حاصل ہے کہ خدا نے ان میں سے بعض کو بعض کا امیر بنایا ہے۔ (اربعین، ابونعیم)

⑫ کتاب فرائد السمطین میں حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت ہے، انھوں نے اپنے آباء سے روایت فرمائی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہو کہ وہ میرے دین سے تمسک رکھے اور میرے بعد نجات کی کشتی پر سوار ہو تو اسے چاہیے کہ وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی پیروی کرے۔ ان کے دشمن کو دشمن اور ان کے دوست کو دوست رکھے۔ بے شک وہ میرے وصی اور میری اُمت پر میرے خلیفہ ہیں۔ میری زندگی میں بھی اور میرے بعد بھی۔ وہ ہر مسلمان کے امام ہیں۔ وہ میرے بعد ہر مومن کے امیر ہیں۔ ان کا فرمان میرا فرمان ہے۔ ان کا حکم میرا حکم ہے، ان کا منع کرنا میرا منع کرنا ہے۔ ان کی پیروی کرنے والا میرا پیرو ہے۔ ان کا مددگار میرا مددگار ہے۔ جو ان کو چھوڑ دے گا میں اُسے چھوڑ دوں گا۔
پھر فرمایا: جس نے میرے بعد علیؑ کو چھوڑ دیا، قیامت کے دن میں نہ اسے دیکھوں گا اور نہ وہ مجھے دیکھ سکے گا۔ جس نے علیؑ کی مخالفت کی خدا اس پر جنت حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ قرار دے گا۔ جس نے علیؑ کو چھوڑ دیا، جس دن وہ خدا کے

سامنے پیش ہوگا تو خدا اسے رُسوا کرے گا۔ جو علیؑ کی مدد کرے گا، جس دن اس کی خدا سے ملاقات ہوگی خدا اس کی مدد کرے گا اور جو وہ مانگے گا اُسے عطا کرے گا۔
پھر فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ اپنے بابا کے بعد میری اُمت کے دو امام ہیں۔ جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ اُن کی والدہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔ ان کے والد اوصیاء کے سردار ہیں اور حسینؑ کی اولاد میں سے نو امام ہیں۔ ان کے نویں میرے فرزند القائمؑ (امام مہدیؑ) ہیں۔ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ جو ان کے فضائل کا انکار کرتے ہیں، مَیں خدا کی بارگاہ میں ان کے بارے میں شکایت کروں گا۔ میری عترت اور میری اُمت کے اماموں کی ولایت و نصرت کے لیے اور ان کے حق کا انکار کرنے والوں سے بدلہ لینے کے لیے اللہ ہی کافی ہے اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس ٹھکانے کی طرف جانے والے ہیں۔

۱۳ رسولِؐ خدا نے خطبۂ روزِ غدیر میں ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کی موجودگی میں فرمایا: اے لوگو! خدا کا نُور مجھ میں جاری ہوا، پھر علیؑ میں، پھر ان کی نسل سے مہدی القائمؑ تک چلا۔ وہ مہدیؑ کہ جو لوگوں سے ہمارا اور خدا کا حق لیں گے۔ (الاحتجاج، علامہ طبرسی)

احادیثِ نبویؐ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طرح طرح کی قسمیں کھا کر امام مہدیؑ کے بارے میں بیان فرمایا۔ یہ سب کچھ اس حقیقت کو عین الیقین بنانے کے لیے تھا اور یہ تاکید کی آخری صورت ہے۔

اس فصل میں ایک جملہ گزرا ہے کہ امام مہدیؑ کا رنگ عربی ہوگا اور جسم اسرائیلی۔ تو اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح اسرائیلی ممالک میں رہنے والوں کے جسم لمبے ہوتے ہیں اسی طرح آپؑ بھی طویل القامت ہوں گے کیونکہ اُردن اور فلسطین کے لوگ لمبے قد کے ہوتے ہیں اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں۔

چوتھی فصل

امام مہدیؑ کے متعلق ائمہ طاہرینؑ کی احادیث میں بشارتیں

احادیث کی بڑی کتابوں میں ایسی بہت سی روایات ملتی ہیں کہ جن میں امام مہدیؑ کے بارے میں بشارت دی گئی ہیں اور وہ ائمہ اہلِ بیتؑ سے وارد ہوئی ہیں جو اس موضوع کی اہمیت کو زیادہ واضح کرتی ہیں۔

شیعہ وسُنّی مصادر میں جو روایات امامِ زمانہؑ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ تعداد میں سینکڑوں ہیں۔ اسی طرح مستقبل قریب و بعید، آخری زمانے کے حالات اور اُمویوں اور عباسیوں کی حکومت وغیرہ کے متعلق بھی خبر دی ہے۔

جو کچھ ان احادیث میں فرمایا گیا ہے ہم اس کے قائل ہیں۔ اس طرح کی باتیں ائمہ اہلِ بیتؑ کی احادیث میں بھی وارد ہوئی ہیں۔ احوالِ مستقبل کے بارے میں عموماً اور احوالِ امام مہدیؑ کے بارے میں خصوصاً کیونکہ نبیؐ کے علم کا ماخذ وحیِ الٰہی تھی۔ اسی طرح ائمہ اہلِ بیتؑ کے علوم ان کے نانا اور حضرت جبرئیلؑ کے واسطے سے علمِ الٰہی تھے۔ اس کا مطلب علمِ غیب نہیں کیونکہ وہ تو صرف خدا کے علم میں ہے۔

ہمارے قدیم اور معاصر علما نے علمِ امامؑ کے بارے میں کافی کتابیں تحریر فرمائی ہیں اور ایسی بعض احادیث کو ہم نے اپنی دوسری کتابوں میں نقل کیا ہے۔ خلاصۂ بحث یہ کہ ائمہؑ کے علوم کے مختلف ذرائع تھے۔ کبھی وہ رسولؐ کی احادیث ہوتی تھیں اور کبھی وہ کچھ کہ جو کتابِ علیؑ اور مصحفِ فاطمہؑ میں مذکور ہے اور کبھی وہ کہ جو جفرِ احمر سے مستفاد ہوتا تھا۔ یہ بحث تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت ہے لیکن ہم یہاں اس کو ترک کرتے ہیں اور نہایت مختصر طور پر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

جب ہم احادیث ائمہ کی بڑی بڑی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں ہر امامؑ کی امام مہدیؑ کے متعلق بشارتیں ملتی ہیں اور ہر امامؑ کا اس بارے میں خبر دینے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ موضوع کتنا اہم ہے۔

امیر المومنینؑ اور بشارتِ مہدیؑ

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کہ جو رسولؐ خدا کے علم کا دروازہ ہیں، ائمہ اہلِ بیتؑ کے والد بزرگوار اور عترتِ اہلِ بیتؑ کے سید و سردار ہیں اور آپؑ کا یہ فرمان تمام مسلمانوں میں مشہور ہے کہ رسولؐ خدا نے مجھے علم کے ہزار ابواب تعلیم فرمائے، اور میرے لیے ہر باب سے اور ہزار باب کھل گئے۔ حضرت علیؑ نے بہت سارے حوادث و واقعات کے بارے میں خبر دی ہے۔ آپؑ نے اسلامی ملکوں پر معاویہ کی حکومت کی خبر دی تھی اور کئی بار شہادتِ امام حسینؑ کے بارے میں آگاہ فرمایا تھا، خاص طور پر کہ جب آپؑ واقعۂ کربلا سے بیس سال پہلے کربلا سے گزرے تھے۔ عباسیوں کے حکمرانوں کے بارے میں خبر دی اور ان کی حکومت کے زوال کے بارے میں بھی بتایا، مثلاً: آپؑ نے فرمایا:

الزوراء! تجھے کیا خبر کہ الزوراء کیا ہے؟ وہ ایک سخت قسم کی زمین ہے۔ اس میں دیواریں بنی ہوئی ہیں، اس میں رہنے والے لوگ زیادہ ہوجائیں گے، وہاں پر سہولت کی چیزیں اور خزانے ہوں گے۔ بنی عباس اسے اپنا وطن بنالیں گے اور اپنی آرائش و آسائش کی جگہ سمجھیں گے۔ ان کے پاس لہو و لعب آلات ہوں گے، وہاں ظالم رہتے ہوں گے اور ظلم ہوگا۔ وہاں خوف ہوگا اور خائف ہوں گے۔ بدکار امام ہوں گے، گناہ گار اُمرا ہوں گے، خیانت کار وزیر ہوں گے، فارسی اور رومی ان کی خدمت کریں گے۔ نیکی کو جانتے ہوئے بھی نیکی کا حکم نہیں دیں گے۔ برائی کو سمجھتے ہوئے بھی برائی سے نہیں روکیں گے۔ ان کے مرد آپس میں لڑیں گے اور ان کی عورتیں باہم دست و گریباں ہوں گی۔ اس وقت سب پر غم طاری ہوگا اور رونے کی اُونچی اُونچی آوازیں آئیں گی۔ ترکوں کی سلطنت سے ان زوراء والوں کی بربادی ہوگی۔ ان ترکوں کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ ان کے چہرے سروں

کے خول کی طرح ہوں گے۔ ان کے لباس ریشمی ہوں گے۔

مجھے اس خطبے کی وضاحت کی ضرورت نہیں بالخصوص اس لیے کہ یہ ہمارا ہدفِ اصلی نہیں ہے۔ میں نے اسے یہاں فقط مثال کے طور پر ذکر کیا ہے۔ آپؑ کی یہ باتیں حرف بہ حرف پوری اور سچ ثابت ہوئیں۔

خلاصہ یہ کہ جس طرح حضرت امیرالمومنینؑ نے بعض دیگر حوادث کے بارے میں خبر دی ہے اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ آپؑ کا کچھ کلام ہم گذشتہ آیات کی تفسیر میں پیش کر چکے ہیں اور کچھ اب کرنے لگے ہیں۔

شیخ صدوق رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ امام محمد تقی علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے آباء کے واسطے سے حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت فرمائی ہے کہ ہمارے قائمؑ کے لیے ایک زمانِ غیبت ہوگا، اس کی مدت لمبی ہوگی، گویا میں اپنے شیعوں کے ساتھ ہوں اور اس زمانے میں وہ جانوروں کی طرح پھر رہے ہیں اور کوئی چراگاہ ڈھونڈ رہے ہیں لیکن انھیں وہ چراگاہ مل نہیں رہی۔ آگاہ رہو! ان میں سے جو بھی ثابت قدم رہے گا اور غیبت کی مدت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا انکاری نہ ہوگا وہ بروزِ قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

پھر فرمایا: جب ہمارے قائمؑ قیام فرمائیں گے تو ان کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں ہوگی۔ اسی لیے ان کی ولادت مخفی ہوگی اور وہ خود غیبت میں ہوں گے۔

یہ بھی شیخ صدوق رحمہ اللہ نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اور انھوں نے اپنے آباء کے سلسلہ سے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: آپؑ کا نواں فرزند حق کو قائم کرنے والا، دین کو غالب کرنے والا اور عدل وانصاف کو رائج کرنے والا ہوگا۔ امام حسین علیہ السلام نے حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا: کیا واقعی ایسا ہوگا؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں! اس خدا کی قسم کہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنایا اور تمام مخلوق میں سے ان کو منتخب کیا (ایسا ضرور ہوگا) لیکن ایسا ایک زمانہ غیبت و حیرت کے بعد ہوگا۔ اس وقت دین پر وہی لوگ ثابت قدم ہوں گے کہ جو مخلص اور یقین کی روح سے متصل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جن سے خدا نے ہماری ولایت کے

بارے میں عہد لیا ہوا ہوگا۔ ان کے دلوں میں ایمان کو لکھ دیا ہوگا اور اپنی روح سے ان کی مدد کی۔

کتاب نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

"اپنے نبیؐ کے اہلِ بیتؑ کی طرف دیکھو، اگر وہ کہیں رُکیں تو تم بھی رُک جاؤ۔ اگر وہ مدد مانگیں تو ان کی مدد کرو۔ پھر خداوند عالم تم پر سے اس آزمایش کو ہم اہلِ بیتؑ میں سے ایک فرد کے ذریعے ختم کرے گا۔

میرے ماں باپ ان پر قربان، وہ بہترین ماں کے فرزند ہیں، وہ آٹھ ماہ تک تلوار اپنے کندھے پر اُٹھائے رکھیں گے اور (دشمنانِ دین کو) قتل کریں گے حتیٰ کہ لوگ یہ کہنا شروع کردیں گے کہ اگر یہ فاطمہؑ کے فرزند ہوتے تو ہم پر رحم کرتے۔ خداوند کریم ان کو بنی اُمیہ پر قدرت دے گا اور وہ انھیں خاک میں ملا دیں گے۔ بنی اُمیہ ملعون ہیں وہ جہاں بھی ملیں گے پکڑ کر قتل کر دیے جائیں گے اور یہ خدا کا ویسا ہی طریقہ ہے جیسا گذشتہ اُمتوں میں تھا اور تم خدا کے طریقے میں کسی قسم کی تبدیلی نہ پاؤ گے"۔ (1)

کتاب ینابیع المودۃ میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے نہروان کے امر سے فارغ ہونے کے بعد خطاب فرمایا۔ اس میں کچھ مستقبل کے بارے میں بیان فرمایا اور کہا:

"وہ امر الٰہی ہے، وہ ہونے والا ہے۔ اے بہترین ماں (نیک ماں) کے بیٹے کب آپؑ کی مدد کی جائے گی؟ خوش خبری ہو کہ عنقریب مہربان رب کی طرف سے آپؑ کو مدد و نصرت حاصل ہوگی۔ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان، آپؑ کے مددگار تھوڑی تعداد میں ہوں گے اور زمین میں ان کے نام جانے پہچانے نہ ہوں گے"۔

---

(1) اس سے ظاہر ہے کہ امام منتظرؑ کے مقابل بھی بنی اُمیہ ہی ہوں گے جو امامؑ کے ہاتھوں شکست کھائیں گے۔ (مصحح)

ینابیع المودۃ ہی میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک اور جگہ فرمایا:

''عن قریب خدا ایک ایسی قوم کو لائے گا کہ جو خدا کو پسند ہوگی، اس کے افراد خدا سے محبت کریں گے، ان پر حکومت وہ شخص کریں گے کہ جو ان میں اجنبی ہوں گے، پس وہ مہدیؑ ہیں، ان کا چہرہ سرخ رنگ والا ہوگا اور ان کے بالوں میں بھی سرخی والی چمک ہوگی۔ وہ بغیر کسی مشکل کے زمین کو عدل سے بھر دیں گے، اپنے ماں باپ سے چھوٹی عمر میں جدا ہوجائیں گے اور اپنے والدین کے بارے میں ان پر گرانی ہوگی۔ پس وہ امن کے ساتھ اسلامی ملکوں کی حکومت حاصل کریں گے۔ زمانہ اُن کے ماتحت ہوگا۔ اُن کا کلام سنا جائے گا، بچے اور بوڑھے ان کی اطاعت کریں گے، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ (پہلے) جور و ستم سے بھر چکی ہوگی۔ اس وقت اُن کی امامت مکمل ہوجائے گی اور خلافت مضبوط ہوجائے گی اور خداوندعالم قبروں سے لوگوں کو اُٹھائے گا اور صرف لوگوں کے مساکین نظر آئیں گے اور زمین اپنے مہدیؑ کی بدولت شفاف اور چمک دار ہوجائے گی، اپنی نہروں کو جاری کردے گی، فتنوں اور لڑائیوں کو ختم کردے گی اور خیر و برکت زیادہ ہوجائے گی''۔

کتاب ''منتخب الاثر'' میں کتاب ''تذکرۃ الخواص'' سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے ایک خطبے میں نبی اکرمؐ اور ائمہ اطہارؑ کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں:

''پس ہم اہلِ بیتؑ آسمانوں اور زمین کا نُور ہیں۔ نجات کی کشتیاں ہیں۔ ہمارے پاس چھپی ہوئی چیزوں کا علم ہے۔ تمام اُمور ہماری جانب پلٹتے ہیں، ہمارے مہدیؑ کے ذریعے حجت تمام کی جائے گی۔ وہ سلسلۂ امامت کے آخری امامؑ ہیں، وہ اُمت کو بچانے والے ہیں، وہ منتہائے نُور ہیں، وہ گہرا راز ہیں، اس بندے کو مبارک ہو کہ جو ہمارے دامن کو

پکڑے رکھے اور ہماری محبت پر خدا کی عدالت میں محشور ہو"۔

کتاب "منتخب الاثر" میں "ینابیع المودۃ" سے امیر المومنینؑ کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔

"اُمت محمدیہؐ کا علَم بردار ظہور فرمائے گا اور حکومت احمدیؐ کا حاکم خروج فرمائے گا۔ وہ تلوار کے ذریعے قیام کرے گا، بات کا پکا ہوگا، زمین کو گہوارے کے مانند بنا دے گا اور فرض و سنت کو زندہ فرمائے گا"۔

کتاب "عقد الدرر" میں حضرت علی علیہ السلام کا فرمان موجود ہے:

"جب ایک ندا دینے والا آسمان سے ندا دے گا کہ حق آلِ محمدؐ میں ہے۔ تو اس وقت حضرت امام مہدیؑ ظہور فرمائیں گے، لوگوں کی زبانوں پر آپؑ کے ذکر کا ہی چرچا ہوگا اور وہ کسی اور کا ذکر نہ کریں گے"۔

شیخ صدوقؒ نے کتاب اِکمال الدین وتمام النعمۃ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت فرمائی کہ حضرت امیر المومنین منبر پر جلوہ افروز تھے اور آپؑ نے فرمایا:

"آخری زمانے میں میری اولاد میں ایک مرد خروج فرمائے گا، جس کا رنگ سرخی مائل سفید ہوگا، بطنِ مبارک بارُعب ہوگا، ٹانگیں چوڑی ہوں گی، بڑے بڑے کندھے ہوں گے اور پشت پر دو تل ہوں گے۔ ایک تل بدن کی رنگت کا ہوگا اور دوسرا تل ویسا ہوگا جیسا رسول اللہؐ کا تل تھا۔ ان کے دو نام ہوں گے، ایک نام پوشیدہ ہوگا اور ایک ظاہر، مخفی نام "احمد" ہوگا اور ظاہر نام "محمد" ہوگا۔ جب وہ اپنا پرچم لائیں گے تو مشرق ومغرب میں جو کچھ ہے وہ روشن ہوجائے گا۔ وہ بندوں کے سروں پر ہاتھ رکھیں گے تو کوئی مومن محروم نہ رہے گا مگر یہ کہ اس کا دل لوہے کی تختی سے زیادہ سخت ہوجائے گا اور خدا ایک مومن کو چالیس مردوں کی طاقت عطا فرمائے گا اور (اس پر مستزاد) ہر مردہ مومن کے دل میں سُرور داخل ہوجائے گا حالانکہ وہ اپنی قبر میں ہوگا۔ مومنین اپنی قبروں کے اندر

ایک دوسرے کی زیارت کو جائیں گے اور ایک دوسرے کو امام مہدیؑ کے قیام کی خوشخبری سنائیں گے"۔

(سلیمان) قندوزی نے (حنفی) نے ینابیع المودۃ میں حضرت امیرالمومنینؑ کے چند اشعار نقل کیے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

"اے حسینؑ! جب آپؑ کہیں مسافر بن کر جائیں تو اس شہر میں، چال چلن اور اصول وہی اپنائیں جو اس شہر کے ہوں۔ یہاں تک کہ فرمایا: خدا ہمارے قائمؑ کو بلائے گا حالانکہ لوگ آپؑ کے زیر ہوں گے۔ وہ قائمؑ میرے لیے بدلہ لینے والا بلکہ آپؑ کا (بھی) مددگار ہے۔ تو اے حسینؑ! آپؑ مشکلات پر صبر کیجیے گا"۔

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام کی احادیث بہت زیادہ ہیں اور شاید ہم آنے والی فصلوں میں کچھ نمونے آپؑ کے کلام کے پیش کریں۔ یہاں اس کا اختتام حضرت علی علیہ السلام کے ایک آخری وصیت نامے سے کیا جارہا ہے کہ جو آپؑ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

"اے ابا محمدؑ! آپؑ آگے بڑھ کر میرا جنازہ پڑھانا اور مجھ پر سات تکبیریں پڑھنا اور یاد رہے کہ یہ عمل (سات تکبیریں) صرف میرے لیے جائز ہے یا اس کے لیے جو آخری زمانے میں ظہور وخروج فرمائے گا اس کا نام القائمؑ (المہدیؑ) ہوگا جو تمھارے بھائی حسینؑ کی اولاد سے ہوگا اور حق کو قائم کرے گا"۔

امام حسنؑ اور امام مہدیؑ

امام ابو محمد حسنؑ بن علیؑ، سردارِ جوانانِ جنت، رسول اللہ کے سبطِ اکبر اور بارہ اماموںؑ میں ایک امامؑ ہیں۔ آپؑ نے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بشارت وخوش خبری سنائی ہے۔ تعجب کی بات نہیں کہ آپؑ کی احادیث امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں کم ہیں کیونکہ ایک تو

آپؑ کی مدتِ خلافت دس سال تھی کہ جو طرح طرح کی مشکلات اور اضطرابات کی نظر ہوگئی۔

معاویہ تخمِ جگر خوارہ نے آلِ محمدؐ کے لیے حالات ناسازگار بنا دیئے اور وقت نے اس کا ساتھ دیا۔ اس نے بیت المال کے ذریعے لوگوں کے ضمیروں کا سودا کیا اور احادیث کے راویوں کو خریدا تاکہ وہ معاویہ و بنی اُمیہ کی حمایت میں احادیث گھڑیں اور آلِ نبیؐ شان کو کم کریں۔ ان کی معنویات پر حملہ آور ہوں اور اُن کے تقدّس کو پامال کریں۔ پس اس وقت سے شجرۂ ملعونہ کے لیے احادیث گھڑی گئیں تاکہ وہ معاویہ ایک بزرگ، نیک اور ہادی مہدی خلیفہ ظاہر کریں کیونکہ روپے پیسے کی چمک تو بڑے بڑے دین داروں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ خاص طور پر کہ جب حکومت بھی ایسے اباطیل و اکاذیب کی نشرواشاعت کی حامی ہو۔

پس! شیعہ مذہب اور اس کے پیروؤں کا واسطہ ایسے زمانوں سے پڑا کہ جس میں انھیں مستضعف اور مظالم کا نشانہ بنایا گیا اور ایسے حکامِ وقت سے پالا پڑا کہ جو ان کی مخالف میں طرح طرح کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے تھے۔ پس ایسے عجیب و غریب حالات میں اور مصائب و مظالم سے پُر زمانے میں امام حسنؑ کیسے حقائق کو نشر کرسکتے تھے؟ اور یہ ایسے حقائق تھے کہ جن کو صرف قلوبِ مطمئنہ اور افکارِ سلیمہ ہی قبول کرسکتے تھے۔ یہ عظیم حقائق مضطرب اور مذبذب افکار کے لیے نہ تھیں۔ اور مزید یہ کہ یہ وہ زمانہ تھا کہ جس میں لوگوں کی توجہ حدیث اور اس کو اس کے صحیح منابع سے حاصل کرنے کی طرف نہ تھی اور نہ ہی لوگ علم کو کوئی خاص دلچسپی سے حاصل کرتے تھے۔ ان سارے حالات نے امام حسنؑ کو مہلت نہ دی۔

پس! جب آپؑ کو کوئی موقع میسر آیا تو آپؑ نے فرمایا:

"کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کی گردن میں زمانے کے سرکش کی بیعت ہے۔ مگر ایک ہستی ہے جو القائمؑ ہے کہ جن کی اقتدا میں حضرت روح اللہ عیسیٰؑ ابن مریم نماز پڑھیں گے۔ بے شک خداوندِ عالم ان کی ولادت کو مخفی رکھے گا اور وہ خود غائب ہوں گے تاکہ جب وہ خروج کریں تو ان کی گردن میں کسی کی بیعت کا قلادہ نہ ہو اور وہ میرے بھائی حسینؑ کے نویں بیٹے ہوں گے۔ وہ سب ماؤں کی سردار کے بیٹے

ہوں گے۔ زمانہ غیبت میں ان کی عمر طویل ہوگی۔ پھر خداوند عالم ان کو اپنی قدرت سے چالیس سال کے جوان کی صورت میں ظاہر کرے گا۔ یہ اس لیے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے"۔ (بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۱۳۲)

امام حسینؑ اور بشارتِ امام مہدیؑ

حضرت امام حسین علیہ السلام کو بھی وہی مشکلات درپیش تھیں جن سے امام حسن علیہ السلام دوچار تھے۔ آپؑ کی امامت کا زمانہ دس سال ہے، جو آپؑ نے طرح طرح کے شدائد و مشکلات میں گزارے۔ لیکن حالات کی سختیوں کے باوجود آپؑ نے فرصت کو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور جب موقع ملا امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمایا۔ جیسا کہ آپؑ نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا:

"اگر دنیا کے ختم ہونے سے ایک دن بھی باقی بچ گیا ہو تو خدا اس دن کو اتنا لمبا کردے گا کہ اس دن میں میری اولاد میں ایک شخص خروج فرمائے گا اور زمانے کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ اسی طرح میں نے رسولِ خدا سے سنا ہے"۔ (بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۱۳۳)

آپؑ نے ہمدان کے ایک شخص سے فرمایا:

"اس اُمت کا قائمؑ میرا نواں بیٹا ہوگا۔ وہ پردۂ غیبت میں رہے گا اور ان کی میراث تقسیم کی جائے گی درحالیکہ وہ زندہ ہوں گے"۔

کتاب عقد الدرر میں امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"اگر مہدی لوگوں کے پاس آئیں گے تو لوگ ان کا انکار کریں گے کیونکہ وہ ان کی طرف چالیس سال کے نوجوان ہو کر آئیں گے جب کہ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ مہدیؑ تو بوڑھے ہیں"۔

شیخ صدوقؒ نے اپنی اسناد سے عبدالرحمٰن بن سلیط سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

''ہم میں بارہ مہدیؑ ہیں، ان کے پہلے حضرت علیؑ اور آخری میری اولاد سے نواں بیٹا ہوگا۔ وہ امامِ حق کو قائم کرنے والا ہوگا۔ اس کے ذریعے اللہ زمین کو زندہ کرے گا، اسی کے ذریعے دینِ حق کو تمام ادیانِ عالم پر غالب کرے گا، خواہ مشرکوں کو یہ امر ناگوار ہی گزرے۔ پھر آپؑ کی غیبت کا زمانہ آئے گا اور اس میں لوگ مرتد ہوجائیں گے۔ جو لوگ ثابت قدم رہیں گے تو انھیں کہا جائے گا کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ آگاہ رہو! جو شخص آپؑ کے زمانۂ غیبت میں اذیت سہنے اور جھٹلائے جانے پر صبر کرے گا وہ ایسے ہے کہ جیسے وہ شمشیر رسولؐ کے ہمراہ جہاد کرے''۔ (اکمال الدین)

شیخ صدوقؒ نے ہی عیسیٰ خشاب سے نقل کیا ہے کہ اس نے امام حسین علیہ السلام سے پوچھا: کیا صاحبِ امر آپؑ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں! بلکہ صاحبِ امر وہ ہیں کہ جو لوگوں سے دُور و مستور اور اپنے باپ سے جدا ہوں گے، ان کی کنیت (1) وہی ہوگی جو آپؑ کے چچا کی تھی اور آپؑ آٹھ مہینے تک اپنی تلوار کاندھے پر اٹھائیں گے۔ امام علی نقیؑ تو آپؑ (مہدیؑ) کے دادا ہیں تو چچا کیسے؟

امام زین العابدینؑ اور بشارتِ امام مہدیؑ

امامِ زمانہ علیہ السلام کی خوش خبری سنانے والوں میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بھی ہیں اور جو بات اس موضوع کی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہے وہ یہ کہ کتنے مشکل وقت میں آپؑ نے اس طرف اشارہ فرمایا۔ آپؑ واقعۂ فاجعۂ کربلا کے بعد زندہ رہے۔ روزِ عاشورِ کربلا میں

(1) دسویں امام علی النقی الہادی علیہ السلام کی کنیت ابوجعفر بھی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؑ کی ایک کنیت یہ بھی ہے لیکن مشہور نہیں ہے۔

آپؑ کے والد بزرگوار سمیت آپؑ کے اقربا و انصار کو شہید کر دیا گیا۔ آپؑ پر مصائب کے کوہ ہائے گراں گر پڑے۔ ایک سے بڑھ کر ایک مصیبت تھی۔ ان ملعونوں نے تین مقامات پر آپؑ کو بھی شہید کرنے کا پروگرام بنایا:

اوّل: آپؑ کے والدِ بزرگوار کی شہادت کے بعد کربلا میں۔

دوئم: کوفہ میں ابن زیاد کے دربار میں کہ جب اس نے امامؑ کو شہید کرنے کا حکم دیا۔

سوئم: شام میں کہ جب یزید پلید نے آپؑ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا، حتیٰ کہ اس ملعون نے حکم دیا کہ قبر کھودی جائے تاکہ شہادت کے بعد امامؑ کو دفن کیا جائے، لیکن خداوند متعال نے آپؑ کو بچا لیا۔

انھی دنوں یزید لوگوں کو نماز جمعہ پڑھانے کے لیے دمشق کی جامع مسجد اُموی میں آیا تو اس نے ایک خطیب سے کہا کہ وہ جمعہ کا خطبہ پڑھے کیونکہ وہ دینی ثقافت سے عاری تھا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے قابل نہ تھا لیکن اس نے خطیب کو خطبے کے بارے میں سمجھا دیا کہ کیسے خطبہ دینا ہے۔ اس نے خطیب سے کہا کہ وہ سب سے زیادہ بنی اُمیہ اور معاویہ و یزید کی تعریف کرے اور آلِ رسولؐ کا ذکر توہین و تحقیر کے ساتھ کرے۔ اس خطیب نے ایسا ہی گندگی کا پلندہ خطبہ میں پڑھا اور یہ سب کچھ امامِ سجادؑ کے سامنے ہو رہا تھا۔ آپؑ ان سارے بکواسات اور بے ہودگیوں کو سن رہے تھے۔ آپؑ کھڑے ہو گئے تاکہ خاموشی کا تالا توڑیں اور اس خطیب کو ٹوکیں۔ نیز آپؑ کی آواز سارے نمازی سن لیں۔

آپؑ نے فرمایا: تمھاری بربادی ہو اے خطیب! تم نے بندوں کو راضی کر کے خدا کو ناراض کیا اور اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا۔ پھر آپؑ نے یزید سے اجازت چاہی کہ مَیں خطبہ دوں۔ کافی بسیار کوشش کے باوجود اور حاضرین کی خواہش پر یزید نے مجبوراً امام علیہ السلام کو اجازت دے دی۔ آپؑ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد سامعین کی توجہ حاصل کی اور ان کے دلوں کے مالک بنے اور خطبہ کے دوران فرمایا:

> اے لوگو! ہمیں چھے چیزیں عطا کی گئیں اور سات چیزوں سے فضیلت دی گئی۔ ہمیں علم دیا گیا، حلم دیا گیا، سخاوت دی گئی، شجاعت دی گئی،

امام علی الہادیؑ اور بشارتِ مہدیؑ

آپؑ امام مہدی علیہ السلام کے جد بزرگوار ہیں۔ خدا نے آپؑ کے نصیب میں امام مہدیؑ سے ملاقات نہ لکھی تھی، کیونکہ امام مہدیؑ کی ولادت امام ہادیؑ کی شہادت کے بعد ہوئی تھی لیکن امام علی الہادی النقیؑ ان کے لیے فضا سازگار کرنے اور راہ ہموار کرنے میں سرفہرست رہے۔ اسی کتاب میں آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ امام حسن عسکریؑ اور سیدہ نرجسؑ کی شادی امام علی الہادیؑ کے ہاتھوں طے پائی اور ساتھ یہ بشارت بھی دی گئی کہ عنقریب سیدہ نرجسؑ امام مہدیؑ کو جنم دیں گی۔ اس میں کوئی تعجب نہیں کہ امامؑ لوگوں کے اجتماعات میں کم شریک ہوتے اور عموماً ان کی طرف نہ جاتے تھے۔ وہ یہ کام اس لیے کرتے تھے کہ لوگ آہستہ آہستہ غیبتِ امامؑ کے عادی ہوجائیں اور آپؑ کا یہ طرزِ عمل امام مہدیؑ کی غیبت کے لیے ایک مقدمہ بن جائے۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ امامؑ نے بغداد میں اپنے نائبین اور وکلا مقرر کیے، کہ جو ان کے اور شیعہ عوام کے مابین رابطے کا ذریعہ تھے اور آپؑ اپنے شیعوں کو فقہی مسائل وغیرہ میں ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یہاں مَیں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خدا مجھے توفیق دے کہ میں امام علی الہادیؑ کی حیاتِ مبارکہ پر ایک کتاب لکھ سکوں، بلکہ مَیں خشوع و عاجزی سے بارگاہِ بے نیاز میں دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا صدقہ تمام ائمہؑ اور اہلِ بیتؑ کے بارے میں لکھنے کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین!

ہم اپنے موضوع پر یہاں امام ہادی علیہ السلام کی ہی ایک حدیث پیش کرتے ہیں اور باقی آنے والی فصلوں میں بیان کریں گے۔

شیخ صدوقؒ نے کتاب اکمال الدین میں اپنی اسناد سے ابودلف سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی الہادی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک میرے بعد امام، میرے بیٹے حسنؑ (العسکری) ہیں اور حسنؑ کے بعد ان کے بیٹے القائمؑ ہیں کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے کہ جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

نوحؑ کا طریقہ، حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ، حضرت موسیٰؑ کی سنت، حضرت عیسیٰؑ کی سنت، حضرت ایوبؑ کی سنت اور حضرت محمد ﷺ کی سنت"۔ (یہاں طریقہ وسنت ہم معنی ہیں۔ مصحح)

- سنتِ آدمؑ ونوحؑ سے مراد آپؑ کی عمر کا طویل ہونا ہے۔
- سنتِ ابراہیمؑ سے مراد آپؑ کی ولادت کا پوشیدہ اور لوگوں سے دُور ہونا ہے۔
- سنتِ موسیٰؑ سے مراد خوف اور تقیہ ہے۔
- سنتِ عیسیٰؑ سے مراد لوگوں کا آپؑ کے بارے میں اختلاف کرنا ہے۔
- سنتِ ایوبؑ سے مراد مشکلات کے بعد آسودگی ہے اور سنتِ محمدؐ سے مراد تلوار سے جہاد اور خروج کرنا ہے۔

ہم یہاں انھی احادیث پر اکتفا کرتے ہیں البتہ ہوسکتا ہے کہ بعد میں اس موضوع پر امام سجاد علیہ السلام کی اور بھی روایات ذکر کی جائیں۔

امام محمد باقرؑ اور بشارتِ امام مہدیؑ

کتبِ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا زمانہ اسلامی ثقافت میں انقلاب کا زمانہ تھا۔ لوگوں میں علم حاصل کرنے اور مراکزِ دینیہ کی طرف سفر کرنے کی تڑپ پیدا ہوگئی تھی، خصوصاً فقہ، تفسیر اور حدیث پر کافی توجہ دی گئی۔ لوگ صرف حدیث کو سننے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ پوری تحقیق اور تحلیل وتعلیل سے بحث کے بعد حدیث کو قبول کرتے تھے۔ لوگ مدینہ منورہ کی طرف جاتے تاکہ تابعین کرام سے علومِ دینیہ حاصل کریں کہ جنھوں نے اصحابِ رسولؐ کا زمانہ پایا تھا۔

کتنے ہی ایسے فقہا ہیں کہ جو کوفہ اور اَطراف واَکناف سے مدینہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے تاکہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس جا کر ان کے علم سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنی علمی پیاس بجھائیں۔ امام علیہ السلام کی بارگاہ سے علوم ومعارف کے چشمے پھوٹ رہے تھے اور عقائد سے متعلق مسائل میں ان پر دلائل وبراہین واضح ہوجاتے تھے اور یہ بھی واضح ہے کہ اس ضمن میں امام محمد باقر علیہ السلام کی احادیث بہت زیادہ ہیں جنھیں ان فقہا نے نقل کیا ہے جو آپؑ کے

شاگرد تھے۔ ہم یہاں ان میں سے بعض احادیث ذکر کرتے ہیں۔

① کتاب بحارالانوار میں کتاب الغیبہ سے منقول ہے کہ حضرت ابوحمزہ الثمالیؒ بیان کرتے ہیں: ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس تھا جب آپؑ کے پاس سے لوگ اُٹھ گئے تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوحمزہ! جس امر کو خدا نے حتمی قرار دیا ہے وہ ہمارے قائمؑ کا قیام ہے تو جو میری بات میں شک کرے وہ خدا کے سامنے کافر پیش ہوگا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: میرے ماں باپ اُن پر قربان کہ جو میرے ہم نام اور ہم کنیت ہیں۔ میرے بعد ساتویں (امام حسینؑ کے بیٹے اور امامؑ) ہیں۔ میرے باپ ان پر فدا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔

اے ابوحمزہ! جس نے انھیں پالیا اور ان کے لیے وہ کچھ تسلیم کیا کہ جو اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے لیے تسلیم کیا تو اس پر جنت واجب ہے اور جس نے نہ مانا خدا اس پر جنت حرام کردے گا، اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یہ ظالموں کے لیے بُرا ٹھکانا ہے۔

② شیخ صدوقؒ نے اپنی اسناد سے اُمِ ہانی الثقفیہ سے روایت کی ہے کہ ایک صبح میں امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں تھی۔ میں نے عرض کیا: مولا! قرآنِ مجید میں ایک آیت ہے۔ میں نے اس میں غور کیا تو اس نے مجھے رُلا دیا اور میری نیند اُڑا دی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اُمِ ہانی! بتاؤ وہ کون سی آیت ہے؟

اُمِ ہانی نے عرض کیا: ارشادِ خداوندی ہے:

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ○ (سورۂ تکویر: آیت ۱۵-۱۶)

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے اُمِ ہانی! تم نے اچھا سوال کیا، اس سے مراد ایک مولود ہے کہ جو آخری زمانے میں پیدا ہوگا وہ مہدیؑ عترتِ اہلِ بیتؑ سے ہوگا۔ لوگ حیران ہوں گے اور آپؑ پردۂ غیبت میں ہوں گے۔ اس زمانے میں کچھ لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور کچھ ہدایت یافتہ رہیں گے۔ تمھیں مبارک ہو کہ اگر تم ان کا زمانہ پاسکو اور ہر اس شخص کو مبارک ہو جو ان کا زمانہ پالے۔

③ اسی کتاب میں ابوالجارود نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوالجارود! جب آسمان گھومے گا اور لوگ کہیں گے کہ قائمؑ مر گئے یا ہلاک ہو گئے۔ کہاں چلے گئے اور طالب کہے گا: ان کا ظہور کہاں ہوگا؟ ان کی ہڈیاں بھی گل گئی ہیں تو اس وقت مجھے ان کے ظہور کی اُمید ہے۔ پس جب تم ان کا سنو تو تمھیں ان کی طرف آنا چاہیے خواہ تمھیں برف پر چل کر آنا پڑے۔

امام جعفر صادقؑ اور امام مہدیؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں علم و سیاست کی ترقی کو بیان کرنے کے لیے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ ہم یہاں مختصر ترین خلاصہ ذکر کیے دیتے ہیں۔ اُموی حکومت آپ کے آدھے زمانے کے بعد زوال کا شکار ہوگئی اور عباسیوں کی سلطنت کی بنیاد پڑنا شروع ہوگئی، لیکن تمام اسلامی ممالک میں اس کا اثر و رسوخ پھیلنے سے پہلے امامؑ کو موقع مل گیا کہ وہ علوم و معارف کو نشر کریں۔ نیز آپؑ کو یہ موقع بھی ملا کہ آپؑ اپنے نانا کے منبر پر تشریف فرما ہو کر دین مبین اسلام کی تبلیغ فرمائیں۔

آپؑ سے پہلے بعض لوگ اس منبر پر بندروں کی طرح کودتے رہے تھے۔ آپؑ فقہ، تفسیر اور عقائد وغیرہ کی تعلیم دیتے تھے اور آپؑ کے درس میں چھار ہزار فقیہ، محدث اور مفسر وغیرہ بیٹھتے تھے۔ اور ابوحنیفہ جیسا امام کہا کرتا تھا:

> "اگر وہ دو سال نہ ہوتے جو میں نے امام جعفر صادقؑ کے درس میں گزارے ہیں تو میں ہلاک ہو جاتا"۔

اس حلقۂ درس سے وہ لوگ تیار ہوئے کہ جن پر زمانہ فخر کرتا تھا جیسے اسلام اور عرب میں پہلا علمِ کیمیا کا ماہر حضرت جابر بن حیان اور ہشام بن الحکم وغیرہ۔ یہاں تک کہ ۹۰۰ افراد مسجد کوفہ میں خطبہ دیتے اور کہتے کہ مجھے جعفرؑ بن محمدؑ نے بتایا۔

اس ماحول میں امام علیہ السلام نے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بیان کرنا مناسب سمجھا۔ آپؑ ان کے ہر عقیدت مند و ارادت کیش کو بشارت دیتے تھے اور ان کے بارے میں

ہر حوالے سے گفتگو کرتے تھے۔ کبھی ان کے نام کے بارے میں بات ہوتی تھی، کبھی ان کے نسب کے بارے میں، کبھی اُن کے ظہور کی علامات کے بارے میں اور کبھی ان کی مدتِ حکومت کے بارے میں۔

صحیح بات یہ ہے کہ جتنی احادیث اس موضوع پر آپؑ سے مروی ہیں وہ اور کسی امامؑ سے مروی نہیں اور یہ اس لیے کہ آپؑ کو ایسی فضا میسر آگئی کہ جس میں آپؑ یہ حقائق نشر کر سکتے تھے جب کہ دوسرے ائمہ کو ایسا ماحول نہ مل سکا۔ ہم یہاں آپؑ کی چند احادیث بیان کرتے ہیں اور باقی احادیث آنے والی فصلوں میں جس قدر ہو سکیں بیان کریں گے۔

① بحارالانوار میں کتاب امالی شیخ صدوقؒ سے منقول ہے کہ شیخ امین اپنی استاد سے ابن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر بندے کی ایک دولت ہوتی اور وہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہماری دولت آخری زمانے میں ظاہر ہوگی۔

② کتاب اِکمال الدین میں شیخ صدوقؒ نے اپنی استاد سے صفوان بن مہران سے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص تمام ائمہؑ کا اقرار کرے اور مہدیؑ کا انکار کرے تو وہ ایسے ہے جیسے اس نے تمام انبیاءؑ کا انکار کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی نبوت کا انکار کیا۔

آپؑ سے پوچھا گیا: اے فرزندِ رسولؐ! مہدیؑ کون ہیں؟ کیا آپؑ کی اولاد میں سے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: وہ میرے ساتویں امامؑ بیٹے کے پانچویں فرزند ہیں۔ وہ تم لوگوں سے غائب ہوں گے اور تمھارے لیے ان کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔

③ کتاب اِکمال الدین میں حضرت ابوبصیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: انبیاءؑ کی غیبت کی سنتیں ہم اہلِ بیتؑ کے قائمؑ میں جاری ہوں گی بالکل اسی طرح، بغیر کسی رد و بدل کے۔

حضرت ابوبصیرؓ نے عرض کیا: میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: اے فرزندِ پیغمبرؐ! آپؑ اہلِ بیتؑ میں سے قائمؑ کون ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوبصیرؓ! وہ میرے بیٹے موسیٰ کاظمؑ کے پانچویں بیٹے ہیں۔ آپؑ ماؤں کی سردار کے بیٹے ہیں، وہ غائب ہوں گے اور اُن کی غیبت میں باطل لوگ شک میں پڑ جائیں گے۔ پھر خداوند عالم ان کو ظاہر کرے گا۔ پھر ان کے ہاتھوں پر زمین کے مشرق و مغرب کی فتح دے گا۔ حضرت عیسیٰؑ نازل ہو کر ان کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔ زمین اپنے رب کے نُور سے چمک اُٹھے گی۔ زمین کا کوئی حصّہ ایسا نہ ہوگا کہ جس میں غیر خدا کی عبادت کی جاتی ہوگی اور سارا دین اللہ کا ہوگا، چاہے مشرکوں کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

امام موسیٰ کاظمؑ اور بشارتِ مہدیؑ

آپؑ کا زمانہ آپؑ کے والد بزرگوار کے زمانے سے مختلف تھا۔ آپؑ نے اپنی زندگی کے کئی سال بغداد کے قید خانوں میں گزارے۔ لوگوں سے دُور تھے، عوام کے مجمعوں سے الگ تھے، زندان کی گہرائیوں میں خدا کی عبادت کرتے تھے۔ ان لوگوں نے آپؑ کو ایک دوبار آزاد تو کیا لیکن سخت نگرانی میں پھر قید کر دیا اور زہر دے کر شہید کر دیا۔ اس بنا پر آپؑ کے لیے ایسے مواقع اور آزادی نہ تھی کہ آپ تفصیلاً امام مہدیؑ کے بارے میں بیان کریں، لیکن اس سب کے باوجود بھی احادیث کی کتابوں میں اس موضوع پر آپؑ کی احادیث بھی ملتی ہیں جو ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

① کتاب اکمال الدین میں شیخ صدوقؒ نے اپنی استاد سے محمد بن زیاد ازدی سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے مولا امام موسیٰ بن جعفرؑ سے خدا کے اس قول (وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً) کے بارے میں پوچھا۔

آپؑ نے فرمایا: نعمتِ ظاہری، امام ظاہر ہے اور نعمتِ باطنی امامِ غائب ہے۔

میں نے پوچھا: ائمہؑ میں بھی کوئی ہوگا کہ جو غائب ہوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں وہ خود ہماری آنکھوں سے غائب ہوں گے لیکن مومنوں کے دلوں میں ان کی یاد ختم نہ ہوگی۔ وہ ہم میں سے بارہویں ہیں، خدا ان کے لیے ہر مشکل آسان

کردے گا، ہر سختی کو ان کے لیے ہیچ کردے گا، ان کے لیے زمین کے خزانے ظاہر کردے گا، ہر دور کو ان کے قریب کردے گا۔ ان کے ذریعے ہر جابر و سرکش کو ہلاک کردے گا اور ان کے ہاتھوں شیطان مردود کو ہلاک کردے گا۔

وہ تمام ماؤں کی سردار کے فرزند ہیں، اُن کی ولادت لوگوں سے مخفی رکھی جائے گی اور ظہور تک لوگوں کے لیے ان کا نام لینا جائز نہ ہوگا۔ پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے یوں پُر کردیں گے جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔

◊ کتاب اِکمال الدین ہی میں شیخ صدوقؒ نے اپنی اسناد سے یونس بن عبدالرحمن سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کے پاس گیا تو میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ القائم بالحق ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: میں حق کو قائم کرنے والا ہوں لیکن قائم وہ ہیں جو زمین کو خدا کے دشمنوں سے پاک کردیں گے اور زمین کو عدل سے یوں بھر دیں گے جیسے وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔ وہ میرے پانچویں فرزند ہیں، ان کے لیے خوف کی وجہ سے زمانہ غیبت ہوگا۔ اس زمانے میں کچھ لوگ مرتد ہوجائیں گے اور دوسرے ثابت قدم رہیں گے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ہمارے شیعوں کے لیے خوش خبری ہے کہ جو ہماری رسی کو تھامے ہوئے ہیں، ہمارے ساتھ تولّی اور ہمارے دشمنوں سے تبرا پر ثابت قدم ہیں وہ لوگ ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں۔ وہ ہمیں اپنا امامؑ مان کر راضی ہیں اور ہم ان کو اپنا شیعہ مان کر راضی ہیں۔ ان کے لیے خوش خبری ہے، خدا کی قسم وہ بروزِ قیامت ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہوں گے۔

امام علی رضاؑ اور بشارتِ مہدیؑ

امام علی رضا علیہ السلام کا زمانہ کئی زاویوں سے جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔ اس زمانے کے بارے میں بحث کرنے کے لیے وسیع میدان کی ضرورت ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپؑ کو مکمل آزادی حاصل تھی کہ جو چاہتے کہتے، جو چاہتے کرتے تھے اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ

آپؑ پابند تھے اور ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتے تھے۔ جب ہارون الرشید مرتے وقت اپنا جانشین اپنے بیٹے مامون کو بنا گیا۔ اس نے علویوں سے اور خصوصاً امام علی رضا علیہ السلام سے محبت ظاہر کی۔ سیاست نے مامون کو مجبور کیا کہ وہ امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد مقرر کرے اور درہم و دینار پر ان کے نام کی مہر لگائے اور ان کی تعریف کرنے والے شعرا کو عطیے دے۔ اس فرصت میں امام علیہ السلام نے امام مہدیؑ کے بارے میں بیان فرمایا۔ جیسا کہ دعبل خزاعی شاعر نے اہل بیتؑ کے بارے میں ایک مشہور قصیدہ امامؑ کی خدمت میں انشا کیا اور جب یہ دو اشعار پڑھے:

خروج امام لامحالة خارج ۔۔۔ یقوم علی اسم الله والبرکات

یمیز فینا کل حق و باطل ۔۔۔ ویجزی علی النعماء والنقمات

امام علی رضا علیہ السلام شدید درد کے ساتھ رو پڑے، پھر اپنا سر دعبل کی طرف اُٹھایا اور فرمایا: اے خزاعی! ان دو اشعار میں روح القدس تمھاری زبان پر بولا ہے۔ تم جانتے ہو کہ یہ امامؑ کون ہیں؟ اور کب قیام کریں گے؟ دعبل نے عرض کیا: مولاؑ! نہیں، مگر میں نے سنا ہے کہ آپؑ ایک امامؑ کے خروج کا بیان فرما رہے تھے کہ جو آپؑ سے ہوگا اور زمین کو فساد سے پاک کردے گا اور اس طرح عدل سے بھر دے گا کہ جیسا وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے دعبل! وہ میرے بعد امام ہیں۔ میرے فرزند محمدؑ ہیں، محمدؑ کے بعد ان کے فرزند علیؑ ہیں، ان کے بعد ان کا فرزند حسنؑ اور ان کے بعد ان کے فرزند حجتؑ ہیں۔ وہ قائمؑ ہیں، ان کے زمانِ غیبت میں ان کا انتظار کیا جائے گا، ظہور کے بعد ان کی اطاعت کی جائے گی۔ اگر دنیا ایک ہی دن باقی رہے تو خدا اس دن کو اتنا طویل کرے گا کہ اس میں وہ (مہدیؑ) خروج فرمائے گا اور زمین کو عدل سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ جور سے بھر چکی ہوگی۔

ساتھ ہی آپؑ نے یہ بھی فرمایا: آپؑ کے ظہور کے وقت کے بارے میں کچھ اخبار ہیں جیسے میرے آباء نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ رسولؐ اللہ سے پوچھا گیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کی ذریت میں سے قائمؑ کب خروج کریں گے؟ رسولؐ خدا نے فرمایا: اس

حوالے سے ان کی مثال قیامت کی طرح ہے، وہ وقت سے پہلے خروج نہیں فرمائیں گے۔ یہ آسمانوں اور زمین پر گراں ہے اور یہ اچانک ہوگا۔ (اکمال الدین، فرائد السمطین)

کتاب اکمال الدین میں ابوالصلت الھروی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے پوچھا کہ آپؑ کے قائمؑ کی کیا نشانی ہے کہ جب وہ خروج کریں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نشانی یہ ہے کہ وہ عمر کے لحاظ سے بزرگ اور دیکھنے میں جوان ہوں گے، حتیٰ کہ انھیں دیکھنے والا انھیں چالیس سال یا اس سے کم عمر کا جوان سمجھے گا اور ان کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ دن رات گزرنے کے باوجود وہ بوڑھے نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ان کا مقررہ وقت آجائے گا۔

امام محمد بن علیؑ (التقی الجواد) اور بشارتِ مہدیؑ

حکمتِ الٰہیہ کا یہ تقاضا واضح اور عیاں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں آپؑ سے مروی احادیث کافی تعداد میں موجود ہوں۔ یہ اس لیے کہ آپ کا زمانہ امام مہدیؑ کے زمانے کے قریب تھا۔ آپؑ کے اور امام مہدیؑ کے زمانے میں قریب قریب امام محمد تقیؑ کی شہادت ۲۲۰ ہجری ہے اور امام مہدیؑ کی ولادت ۲۵۵ ہجری ہے۔ ۳۵ سال کا فرق ہے۔ پانچ سے کم سال کا زمانہ تو آپؑ کے دادا امام علی نقیؑ کا ہے جن کی شہادت ۲۵۴ ہجری میں ہوئی۔ اور زمانے کا اتنا قریب ہونا اس بات کا تقاضا کرتا تھا کہ آپؑ کھل کر اس موضوع کو بیان کرتے کہ جس کو قرآن پاک نے اپنے دامن میں جگہ دی اور نبیؐ و اصیائے نبیؐ نے بھی اسے بیان کیا تاکہ غفلت میں پڑے ہوئے بیدار ہوجائیں اور مومنوں کی حوصلہ افزائی ہو اور ان کے دلوں کو سُرور حاصل ہو لیکن دھوکے اور خیانت کا ہاتھ بیچ میں دیوار بن کر حائل ہوگیا اور امامؑ جوانی کی ابتدا میں شہید کردیے گئے۔ بوقتِ شہادت آپؑ کی عمر مبارک چوبیس پچیس سال تھی۔ آپؑ کے زمانے میں بنی عباس کے تین سرکش حکمران گزرے۔ وہ سارے سخت مزاج اور مُبغضِ اہلِ بیتؑ تھے اور قدم قدم پر آپؑ کے لیے مسائل اور اُلجھنیں پیدا کرتے تھے اور لوگوں کو آپؑ کے کلام کو سُننے اور آپؑ کے نُور کو خاموش کرنے کے لیے اقدامات

کرتے رہتے تھے۔ ان مسائل ومشکلات کے باوجود بھی امام جوادؑ سے امام مہدیؑ سے متعلق بشارتیں موجود ہیں، مثلاً:

① کتاب الانوار میں کتاب اکمال سے نقل ہے شیخ صدوقؒ نے اپنی سند سے سیّد عبدالعظیم الحسنیؒ سے نقل کیا ہے کہ سیّد عبدالعظیم فرماتے ہیں کہ میں اپنے مولا محمدؑ بن علی الجوادؑ کے پاس گیا تا کہ پوچھوں کہ مہدیؑ آپؑ ہیں یا کوئی اور؟

امام علیہ السلام نے اپنی بات شروع کی اور مجھ سے فرمایا: اے ابوالقاسمؒ! بے شک القائمؑ ہم میں سے ہیں، وہ مہدیؑ ہیں جن کی غیبت کے زمانے میں ان کا انتظار واجب ہوگا اور ظہور کے وقت ان کی اطاعت کی جائے گی۔ وہ میرے تیسرے بیٹے ہیں۔ اس ذات کی قسم کہ جس نے محمدؐ کو نبی بنا کر بھیجا اور منصب امامت کو ہمارے لیے خاص کیا۔ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہتا ہوگا تو خدا اس دن کو اتنا طویل کرے گا کہ اس میں وہ خروج فرمائیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے کہ جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔ خداوندعالم ان کے امر کو ایک رات میں درست کردے گا کہ جس طرح اس نے حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کے لیے کیا تھا کہ جب وہ اپنے گھروالوں کے لیے آگ لینے گئے تو وہ نبیؑ اور رسولؑ بن کر پلٹے۔ پھر فرمایا کہ ہمارے شیعوں کا افضل عمل اس کشادگی کا انتظار ہے۔

② کتاب بحارالانوار میں سیّد عبدالعظم الحسنی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد بن علی علیہ السلام سے عرض کیا: مولاؑ! مجھے امید ہے کہ آپؑ ہی اہل بیتؑ میں سے وہ قائمؑ ہیں کہ جو زمین کو عدل وانصاف سے یوں بھر دیں گے جیسے وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم میں سے ہر ایک امرِ خدا کو قائم کرنے والا ہے اور دینِ خدا کی طرف ہدایت فرمانے والا ہے لیکن قائمؑ وہ ہے کہ جن کے ذریعے زمین کو کافروں اور منکروں سے پاک کردے گا اور اسے عدل وانصاف سے بھردے گا۔ آپؑ کی ولادت لوگوں سے مخفی ہوگی۔ آپؑ لوگوں سے غائب ہوں گے، لوگوں پر آپؑ کا نام لینا حرام ہوگا۔ آپؑ رسولؐ کے ہم نام وہم کنیت ہیں۔ زمین آپؑ کے لیے سمٹ دی جائے گی اور ہر سختی آپؑ کے لیے ہیچ ہوجائے گی۔

امام علی الہادیؑ اور بشارتِ مہدیؑ

آپؑ امام مہدی علیہ السلام کے جد بزرگوار ہیں۔ خدا نے آپؑ کے نصیب میں امام مہدیؑ سے ملاقات نہ لکھی تھی، کیونکہ امام مہدیؑ کی ولادت امام ہادیؑ کی شہادت کے بعد ہوئی تھی لیکن امام علی الہادی النقیؑ ان کے لیے فضا سازگار کرنے اور راہ ہموار کرنے میں سرفہرست رہے۔ اسی کتاب میں آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ امام حسن عسکریؑ اور سیدہ نرجسؑ کی شادی امام علی الہادیؑ کے ہاتھوں طے پائی اور ساتھ یہ بشارت بھی دی گئی کہ عنقریب سیدہ نرجسؑ امام مہدیؑ کو جنم دیں گی۔ اس میں کوئی تعجب نہیں کہ امامؑ لوگوں کے اجتماعات میں کم شریک ہوتے اور عموماً ان کی طرف نہ جاتے تھے۔ وہ یہ کام اس لیے کرتے تھے کہ لوگ آہستہ آہستہ غیبتِ امامؑ کے عادی ہوجائیں اور آپؑ کا یہ طرزِ عمل امام مہدیؑ کی غیبت کے لیے ایک مقدمہ بن جائے۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ امامؑ نے بغداد میں اپنے نائبین اور وکلا مقرر کیے، کہ جو ان کے اور شیعہ عوام کے مابین رابطے کا ذریعہ تھے اور آپؑ اپنے شیعوں کو فقہی مسائل وغیرہ میں ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یہاں مَیں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خدا مجھے توفیق دے کہ میں امام علی الہادیؑ کی حیاتِ مبارکہ پر ایک کتاب لکھ سکوں، بلکہ مَیں خشوع و عاجزی سے بارگاہِ بے نیاز میں دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے محمدؐ و آلِ محمدؑ کا صدقہ تمام ائمہؑ اور اہلِ بیتؑ کے بارے میں لکھنے کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین!

ہم اپنے موضوع پر یہاں امام ہادی علیہ السلام کی ہی ایک حدیث پیش کرتے ہیں اور باقی آنے والی فصلوں میں بیان کریں گے۔

شیخ صدوقؒ نے کتاب اِکمال الدین میں اپنی اسناد سے ابودلف سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی الہادی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک میرے بعد امام، میرے بیٹے حسنؑ (العسکری) ہیں اور حسنؑ کے بعد ان کے بیٹے القائمؑ ہیں کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے کہ جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔

امام حسن عسکریؑ اور بشارتِ مہدیؑ

امام ابو محمد حسن العسکری علیہ السلام، امام مہدی علیہ السلام کے والد بزرگوار ہیں اور یہ بھی عقل کا تقاضا ہے کہ اس بابت آپؑ کی مرویات سب سے زیادہ ہوں کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام اور آپؑ کا زمانہ متصل ہے اور ان کی ولایت کے سلسلے میں آپؑ کی طرف سے وسیع تعداد میں علائم واخبار ہونے چاہییں تھے لیکن کیا یہ سب ممکن تھا؟

کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ جب ان کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں ہوں؟ ان زمانوں میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا عقیدہ تمام اسلامی ملکوں میں پھیلا ہوا تھا اور لوگوں میں مشہور تھا مہدیؑ نامی ایک شخص ہے کہ جس کے بارے میں رسولؐ خدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام نے خبر دی ہے اور آنے والی فصلوں میں بیان ہوگا کہ بعض وہ لوگ کہ جنھوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا وہ بھی انھی احادیث پر اعتماد کرتے تھے کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور وہ جھوٹ اور دھوکے سے ان احادیث کو اپنے آپ پر منطبق کرتے تھے۔

پس اس زمانے میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا عقیدہ تمام مسلمانوں کے نزدیک اُمورِ قطعیہ میں سے تھا اور بالخصوص اس وجہ سے کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ سرکش اور ظالم و جابر حکمرانوں کو تہِ تیغ کردیں گے اور یہ واضح بات ہے کہ عباسی حکمران اس شخصیت کے پکے دشمن تھے کہ جس کے بارے میں بشارت دی گئی تھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ عنقریب ان کی حکومتیں اس مہدیؑ کے ہاتھوں ختم ہوجائیں گی اور ان کے خون بہائے جائیں گے۔ ان حالات و واقعات کا مشاہدہ کرنے کے بعد، امام حسن عسکری علیہ السلام کیسے علی الاعلان امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا بتاتے؟

دوسرے لفظوں میں یہ کہ اگر امام حسن عسکری علیہ السلام ایسا کرتے تو وقت کے حکمران آسانی سے امام مہدی علیہ السلام تک اپنے ناپاک ہاتھ بڑھا سکتے تھے۔ پھر کیا امام حسن عسکری علیہ السلام خاموش رہتے اور ان کی ولادت کو ہر ایک سے چھپاتے، تو شیعہ حضرات کو کیسے پتا چلتا کہ ان کے امامؑ کی ولادت ہوئی ہے، بالخصوص یہ کہ اس وقت آپؑ کی زندگی بھی خطرے میں تھی اور

علمِ امامت کے ذریعے جانتے تھے کہ عنقریب وہ زہر سے شہید کردیے جائیں گے اور ان کی عمر اٹھائیس سال ہوگی اور اوامرِ الٰہیہ کا یہ تقاضا تھا کہ آپؑ امام مہدی علیہ السلام کا تعارف کرائیں اور اپنے بعد ان کی امامت پر نص فرمائیں اور اُمت کو تباہی اور گمراہی سے بچائیں کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے جو متفق بین المسلمین بھی ہے کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا: جو اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت کے بغیر مرا وہ جہالت کی موت مرا۔ یہ ایک مشکل اَمر ہے کہ ادھر سے حالات مجبور کرتے ہوں کہ کسی کو بھی آگاہ نہ کیا جائے اور ادھر سے امرِ الٰہی ہو کہ لاحق پر نص کردو اور عوام کو ان کے امامؑ کا تعارف کراؤ۔ لہٰذا امام علیہ السلام نے اس بارے میں میانہ روی اختیار کی، یعنی نہ اعلانِ عام کیا اور نہ ہی بالکل حق کو چھپایا۔ پس! ہم یہاں آپؑ کی دو احادیث پیش کرتے ہیں:

① کتاب بحارالانوار میں کتاب الخرائج سے عیسیٰ بن صبیح سے منقول ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام قیدخانے میں آئے۔ میں ان کو جانتا تھا۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: تمھاری عمر پینسٹھ سال ایک مہینہ اور دو دن ہے۔ اس وقت میرے پاس دعا کی ایک کتاب تھی۔ اس پر میری تاریخ پیدائش لکھی ہوئی تھی۔ جب میں نے اس میں دیکھا تو بالکل ویسے ہی تھا جیسے امام علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا خدا نے تجھے کوئی بیٹا دیا ہے؟ میں نے عرض کیا: مولاؑ! نہیں۔ آپؑ نے دُعا فرمائی: اے خداوندا! اسے بیٹا عطا کر کہ جو اس کا بازو بنے، بہترین بازو تو بیٹا ہی ہوتا ہے۔ پھر آپؑ نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

> ''جو صاحبِ اولاد ہو وہ خود پر ہونے والے مظالم پر قابو پالیتا ہے اور وہ شخص ذلیل ہوتا ہے جس کا کوئی بازو نہیں ہوتا''۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ آپؑ کا بھی کوئی بیٹا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! میرا ایک بیٹا ہوگا جو زمین کو انصاف سے بھر دے گا اور ابھی تک تو میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ پھر آپؑ نے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

> ''اُمید ہے کہ ایک دن تو دیکھے گا کہ میرے بچے شیر کی طرح ہوں گے۔
> بے شک تمیم نے بھی ''حصا'' کو حاصل کرنے سے پہلے تنہا وقت گزارا تھا''۔

۲ شیخ صدوقؒ نے اپنی اسناد سے کتاب اکمال میں احمد بن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو محمد الحسن العسکری علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"اس خدا کی حمد کہ جس نے مجھے دنیا سے نہیں اٹھایا اور مجھے میرے وارث کی زیارت کرائی، جو خلقت و اخلاق میں رسولؐ سے دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ ملتا جلتا ہے۔ خدا ان کی غیبت میں ان کی حفاظت کرے گا، پھر انھیں ظاہر کرے گا تو وہ زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے کہ جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی"۔

آسمانی کتابیں اور بشارتِ مہدیؑ

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بہت سی آسمانی کتابوں میں بھی بشارتیں موجود ہیں۔ خبر دینے والوں اور کاہنوں نے بھی اس بارے میں بتایا ہے۔ ایسی کچھ خبریں بحارالانوار، کتاب یوم الخلاص.. مؤلفہ کامل سلیمان اور القس المسیحی کی کتاب انیس الاعلام میں موجود ہیں۔

پانچویں فصل

کیا امام مہدی علیہ السلام کی ولادت ہوئی ہے؟

کتاب کے آغاز سے اب تک ہم ان آیات و احادیث کے بارے میں بیان کر رہے تھے کہ جن میں امام مہدی علیہ السلام اور ان کے ظہور کی بشارت وغیرہ دی گئی ہے اور ان میں سے بعض کو ہم نے گذشتہ فصول میں درج بھی کیا۔ مخفی نہ رہے کہ رسولؐ خدا اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی اس بارے میں احادیث مستقبل کے ایک عظیم واقعہ کی اطلاع پر مبنی ہیں۔

اب ہم بحث یہ کر رہے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام جن کے بارے میں قرآن اور ورثائے قرآن نے بشارت دی ہے، ان کی ولادت ہوئی ہے یا نہیں۔ اس بابت شدید قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے اور حقیقت کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن جب تک ہم مذہب اہل بیتؑ کے پیرو موجود ہیں ہم اَدِلّۂ کافیہ اور براہین قطعیہ سے اس امر کو ثابت کرتے رہیں گے اور اس کے متعلق عقلی دلائل بھی پیش کریں گے اور فیصلہ اپنے انصاف پسند قارئین پر چھوڑ دیں گے اور راہِ ہدایت دکھانے والی ہستی صرف اللہ کی ذات ہے۔

ہر شخص جو رسولؐ اور ائمہ اہل بیتؑ کی امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں صحیح اور متواتر احادیث پر ایمان رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا اعتراف کرے اور اس پر ایمان رکھے، کیونکہ یہ محالِ عقلی ہے کہ اس بابت متواتر اور صحیح روایات ہوں (کہ وہ صُلبِ حسینؑ سے نویں بیٹے ہوں گے) اور امام مہدی علیہ السلام کی ولادت نہ ہوئی ہو۔ تفصیل ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

بے شک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی اس بارے میں احادیث اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ وہ امام حسین علیہ السلام کے نویں بیٹے ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

امام زین العابدین علی بن الحسین علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کے پہلے بیٹے، امام محمد باقر علیہ السلام دوسرے بیٹے، یعنی ان کے بیٹے کی اولاد بھی ان کی اولاد ہوگی...... اسی طرح امام حسن عسکری علیہ السلام آپؑ کے آٹھویں بیٹے اور امام مہدی علیہ السلام آپؑ کے نویں بیٹے ہیں۔

یہ بھی ثابت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام زہر سے شہید کردیے گئے ہیں اور آپؑ کی تشییع جنازہ میں ہزاروں لوگ حاضر تھے اور لوگوں کے سامنے آپؑ کو دفن کیا گیا۔ اب اس انکار کی کوئی گنجائش نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ان کے والد بزرگوار اس دنیا سے چلے جائیں اور وہ موجود نہ ہوں۔ اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ آپؑ اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں ہی پیدا ہوچکے تھے جو کہ صحیح طور پر ثابت ہے یا ابھی بطنِ مادر میں تھے اور اپنے بابا کی وفات کے بعد پیدا ہوئے، کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ بندہ اس دنیا سے چلا جائے اور کئی برسوں کے بعد اس کے صُلب سے بیٹا پیدا ہو۔

اب اس میں کوئی شک نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت ہوچکی ہے، وہ زندہ ہیں۔ وہ ظہور سے پہلے اس دنیا کو نہیں چھوڑیں گے اور ابھی تک تو ان کا ظہور نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ تو ظاہر ہوکر زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جیسا کہ اس کے بارے میں سینکڑوں احادیث نے صراحت کی ہے اور یہ تو واضح ہے کہ زمین میں ظلم و جور پھیل چکا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہے کیونکہ جب ایسا ہوجائے گا تو پھر حتمی طور پر امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔

اس مقدمہ کے بعد ہم کہتے ہیں کہ جو احادیث امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں بتاتی ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کو شمار کرنا بھی مشکل ہے اور یہ احادیث شیعہ سُنّی دونوں کی کتب میں موجود ہیں۔ شیعہ حضرات تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس طرح رسولِ خدا کی ولادت ہوچکی ہے اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کی ولادت بھی ہوچکی ہے۔ اس بارے میں ان کو کسی قسم کا شک نہیں۔ چودہ سو سال سے شیعہ اپنے ملکوں (اور شہروں، محلّوں) میں ۱۵ شعبان المعظم کو محفلیں اور جشن مناتے آرہے ہیں۔ ہزاروں محفلیں مساجد میں منعقد ہوتی رہی ہیں۔ مدارسِ علمیہ اور علماء و عوام گھروں میں بھی پُررونق اجتماعات ہوتے آرہے ہیں۔ لوگوں میں مٹھائیاں

تقسیم کی جاتی ہیں۔ امامؑ کی مناسبت سے قصیدے پڑھے جاتے ہیں اور خطیب حضرات امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں پرجوش خطابات دیتے آرہے ہیں۔

شیعہ احادیث اور دوسری کتابیں، ولادتِ امام مہدی علیہ السلام کو اُمورِ قطعیہ میں سے شمار کرتے آرہے ہیں۔ اس بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کرتے۔ اور اہلِ سنّت کی کتابوں میں بھی امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں کثیر تعداد میں روایات موجود ہیں اور وہ ان کے اکابر علما و محدثین کے نزدیک ثابت ہیں۔ ہم ذیل میں چند بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

علمائے اہلِ سنّت اور اعترافِ ولادتِ مہدیؑ

شیخ نجم الدین عسکری مرحوم نے اپنی کتاب (المہدی الموعود المنتظر) کے پہلے حصے میں ان چالیس علمائے اہلِ سنّت کے نام درج کیے ہیں کہ جنھوں نے امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا اعتراف کیا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہم عصر علامہ لطف اللہ الصافی نے اپنی کتاب "منتخب الاثر" میں ایک اور علمائے اہلِ سنّت کی جماعت کا ذکر کیا ہے جن کی تعداد چھبیس ہے۔ انھوں نے بھی امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا اعتراف کیا ہے۔ ہم ان دونوں کتابوں سے ۲۸ عدد مصادر نقل کرتے ہیں۔ تفصیل کے خواہش مند حضرات ایسی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

① محمد بن طلحہ الحلبی الشافعی، اپنی کتاب (مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول) کے بارھویں باب میں بیان کرتے ہیں کہ بارھواں باب ابوالقاسم محمد بن الحسن، المہدی، الحجہ، الخلف الصالح، المنتظر کے بارے میں ہے۔ آپؑ کی جائے ولادت سامرا ہے۔ ایک جگہ اس طرح لکھا ہے: مہدیؑ ابومحمد حسن العسکریؑ کے فرزند ہیں اور ان کی جائے ولادت سامرہ ہے۔

② محمد بن یوسف الکنجی الشافعی نے اپنی کتاب (البیان فی اخبار صاحب الزمان) کے ص ۳۳۶ پر لکھا ہے کہ بے شک امام مہدیؑ امام حسن عسکریؑ کے فرزند زندہ موجود ہیں

اور وقتِ غیبت سے اب تک باقی ہیں۔

③ محمد بن احمد المالکی المعروف ابن الصباغ نے (فصول المھمتہ) کے ص ۲۷۳ پر بارہویں باب میں لکھا ہے: ابوالقاسم محمد الحجۃ ابن الحسن الخالص، نصف شعبان ۲۵۵ ہجری میں سامرہ میں پیدا ہوئے۔

④ سبط ابن جوزی حنفی اپنی کتاب (تذکرۃ الخواص) ص ۳۶۳ پر امام حسن العسکریؑ کی اولاد کے بارے میں لکھتے ہیں: محمدؑ امام پھر امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ایک فصل قائم کر کے لکھتے ہیں: وہ محمدؑ بن الحسنؑ بن علیؑ ہیں۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ وہ الخلف، الحجہ، صاحب الزمان، القائم، المنتظر اور سلسلۂ امامت کی آخری کڑی ہیں۔

⑤ احمد بن حجر المکی اپنی کتاب (الصواعق المحرقہ) میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں: آپؑ نے ایک بیٹے کے سوا کوئی اولاد پیچھے نہ چھوڑی اور وہ ابوالقاسم محمد الحجہ ہیں۔ آپؑ کے والد بزرگوار کی وفات کے وقت آپؑ کی عمر پانچ سال تھی اور خدا نے آپؑ کو حکمت عطا فرمائی تھی۔

⑥ الشبراوی الشافعی اپنی کتاب (الاتحاف بحب الاشراف) میں لکھتے ہیں: گیارہویں امام الحسن الخالص ہیں۔ آپؑ کا لقب عسکری تھا۔ آپؑ کے شرف کے لیے یہی کافی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام آپؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ آگے لکھتے ہیں کہ امام محمد الحجہ ابن الامام الحسن الخالص سامرہ میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کی ولادت نیمۂ شعبان ۲۵۵ ہجری میں ہوئی۔

⑦ عبدالوہاب الشعرانی کتاب الیواقیت والجواھر میں قیامت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مثلاً امام مہدی علیہ السلام کا خروج، پھر کہا: وہ امام حسن العسکریؑ کی اولاد ہیں۔ آپؑ کی ولادت نصفِ شعبان ۲۵۵ ہجری میں ہوئی۔ آپؑ ابھی تک زندہ سلامت ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے ساتھ یک جا ہوں گے۔

⑧ عبداللہ بن محمد المطیری الشافعی اپنی کتاب (الریاض الزاہرہ) میں ائمہؑ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اور امام حسن العسکریؑ، ان کے فرزند بارہویں امامؑ ہیں، ان کا نام محمد القائم المہدیؑ ہے۔

۹ سراج الدین الرفاعی اپنی کتاب (صحاح الاخبار) میں لکھتے ہیں کہ امام حسن عسکریؑ نے صاحب سرداب، الحجۃ المنتظر، ولی اللہ، امام مہدی علیہ السلام کو پیچھے چھوڑ کر گئے۔

۱۰ الاستاذ بہجت آفندی ''کتاب المحاکمہ'' میں امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں بیان کرتے ہیں: آپؑ ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہوئے۔ آپؑ کی والدہ بزرگوارہ کا نام سیّدہ نرجسؑ تھا۔

۱۱ الحافظ محمد بن محمد حنفی نقشبندی اپنی کتاب ''فصل الخطاب'' میں لکھتے ہیں کہ ابومحمد حسن عسکریؑ کے بیٹے محمدؑ ہیں جو آپؑ کے خاص دوستوں میں مشہور و معروف تھے۔ آگے لکھتے ہیں کہ آپؑ کی ولادت سیّدہ حکیمہ بنت امام جوادؑ کی روایت کے مطابق ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ میں ہوئی۔

۱۲ سلیمان القندوزی الحنفی اپنی کتاب ''ینابیع المودۃ'' میں سیّدہ حکیمہ بنتِ امام جوادؑ سے امامِ مہدیؑ کی ولادت روایت کی ہے کہ جس طرح کتب شیعہ میں بھی سیّدہ حکیمہ بنتِ امام جوادؑ سے مروی ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ وہ خبر جو معتبر اور ثقہ علما کے نزدیک محقق ہے وہ یہ ہے کہ امام مہدی القائمؑ کی ولادت ۱۵ شعبان المعظم ۲۵۵ھ کو ہوئی۔ جائے پیدائش سامرہ ہے۔

۱۳ الشبلنجی الشافعی اپنی کتاب (نورالابصار) کے ص ۱۸۵ پر لکھتے ہیں: امام حسن عسکریؑ کی وفات بروزِ جمعہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو ہوئی۔ آپؑ نے اپنے پیچھے محمد نامی ایک فرزند چھوڑے۔

۱۴ ابن خلکان (وفیات الاعیان) میں لکھتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو ہوئی۔ آپؑ کے والد کی وفات کے وقت آپؑ کی عمر مبارک پانچ سال تھی اور آپؑ کی والدہ کا نام خمط تھا اور ایک قول کے مطابق نرجس تھا۔

۱۵ ابن الخشاب اپنی کتاب تاریخِ موالید الائمۃ میں لکھتے ہیں: الخلف الصالح، امام ابومحمد الحسن العسکریؑ بن علیؑ کی اولاد ہیں۔ وہی صاحب الزمان (امامِ زمانہؑ) اور مہدیؑ ہیں۔

۱۶ عبدالحق دہلوی اپنے رسالۃ فی احوال الائمہ میں لکھتے ہیں کہ ابومحمد حسن العسکریؑ کے بیٹے محمدؑ ہیں اور وہ ان کے خاص و معتبر دوستوں کے درمیان مشہور تھے۔ ایک دوسری جگہ

لکھا ہے کہ خلف صالح میں ابو محمد حسن عسکریؑ کی اولاد ہیں اور وہ صاحب الزمان ہیں۔

⑩ محمد امین بغدادی السویدی اپنی کتاب سبائک الذہب میں لکھتے ہیں: محمد مہدیؑ، آپؑ کی عمر آپؑ کے بابا کی وفات کے وقت پانچ سال تھی۔

⑪ مورخ ابن الوردی اپنی کتاب ''تاریخ'' میں لکھتے ہیں کہ محمد بن الحسن الخالص ۲۵۵ھ کو پیدا ہوئے۔

یہ تھے کچھ غیر شیعہ مصادر کہ جنھوں نے تصریح کی کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو ہوئی اور وہ امام حسن عسکریؑ کے بیٹے تھے۔ اگر اس بارے میں تمام معترفین کے اقوال جمع کیے جائیں تو کتاب ان سے بہت ضخیم ہو جائے گی۔

سیّدہ نرجسؑ کی حیاتِ مبارکہ

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم تھوڑا سا امام مہدی علیہ السلام کی والدہ محترمہ سیدہ نرجسؑ کی حیاتِ مبارکہ کا بھی ذکر کریں۔ ہم نے گذشتہ ابواب میں کچھ کلمات ذکر کیے ہیں کہ جن میں ان کو ''خیرۃ الاماء'' اور ''سیدۃ الاماء'' کے القاب سے ائمہ طاہرین علیہم السلام نے ملقب فرمایا۔

اب ہم سب سے پہلے آپؑ کے اسمائے مبارکہ بیان کرتے ہیں۔ محدثین کرام نے آپؑ کے آٹھ نام ذکر کیے ہیں جو کہ یہ ہیں: نرجس، سوسن، صیقل یا صقیل، حدیثہ، حکیمہ، ملیکہ، ریحانہ اور خمط۔ ان میں مشہور نام نرجس ہے اور کنیت اُمِ محمدؑ ہے۔

ہم نے کتاب کے شروع میں ذکر کیا تھا کہ اسماء کا زیادہ ہونا مسمّٰی کے زیادہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کئی مناسبتوں سے ایک ہی چیز کے کئی نام ہوتے ہیں اور مسئلہ یہاں بھی وہی ہے۔

نرجس: بعض خوش بودار پھولوں کا نام ہے۔ خمط: پیلو کے درخت کی ایک قسم ہے کہ جس کا پھل کھایا جاتا ہے، جیسے خداوند متعال کا ارشاد ہے:

ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ (سورۂ سبا: آیت ۱۶)

سوسن: یہ بھی ایسے پھولوں کی ایک قسم ہے کہ جو خوشبودار ہوتے ہیں اور کھائے جاتے

ہیں۔ طب کی کتابوں میں ان کے فوائد مذکور ہیں اور صیقل بھی صاف کرنے والی ایک چیز کو کہتے ہیں۔ پس! کوئی ممانعت نہیں کہ ایک ہی عورت کو کئی مناسبتوں سے کئی نام دیے جائیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس ضمن میں کچھ سیاسی یا اجتماعی مصلحتیں موجود ہوں، جو ہم سے مخفی ہیں۔

پس! آپؑ کے حسب ونسب کا اختلاف اس موضوع کے لیے ضرر رساں نہیں ہے۔ آپؑ ایک شخصیت ہیں اور آپؑ کے بارے میں اقوال مختلف ہیں۔ ہم یہاں پر اپنے محدثین کرام اور علمائے صالحین کے، اِن کے بارے میں دو قول پیش کرتے ہیں:

بشر بن سلیمان النخاس سے روایت ہے (یہ ابوایوب انصاریؓ کی اولاد میں سے ہیں، امام علی نقی علیہ السلام کے موالی ہیں اور سامرہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے پڑوسی تھے)۔ امام ابوالحسن الہادیؑ نے غلاموں کی خرید وفروخت کا علم سکھایا۔ پس آپؑ کی اجازت کے بغیر نہ کوئی غلام خریدتا تھا اور نہ بیچتا تھا۔ میں اس بارے میں مشتبہ معاملات سے اجتناب کرتا تھا حتیٰ کہ اس بارے میں مکمل طور پر سیکھ گیا اور حلال وحرام کا فرق معلوم ہوگیا۔ ایک رات میں سامرہ میں اپنے گھر پر تھا۔ رات کی ایک ساعت گزرنے کے بعد میرے دروازے پر دستک ہوئی۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو امام علی النقی علیہ السلام کا پیغامبر میرے لیے یہ پیغام لایا کہ امام ابوالحسن علی النقیؑ آپ کو بلا رہے ہیں۔ پس میں تیار ہو کر امام علیہ السلام کے پاس چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اپنے بیٹے امام حسن عسکری علیہ السلام اور پردے کے پیچھے سے ان کی بہن سیدہ حکیمہؓ سے احادیث بیان کر رہے تھے۔ جب میں جا کر بیٹھ گیا تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

اے بشر! تو انصار کی اولاد میں سے ہے۔ ولایت اہل بیتؑ کی یہ محبت تم لوگوں میں شروع سے چلی آرہی ہے۔ بعد میں آنے والے نے یہ سابق سے میراث میں پائی۔ تم ہم اہل بیتؑ کے معتبر لوگ ہو، میں تمھیں ایک فضیلت اور خوبی عطا کرنے والا ہوں کہ جس سے تم سارے شیعوں پر ہمارے ساتھ ولایت ومحبت میں آگے بڑھ جاؤ گے۔ یہ ایک راز ہے جو میں تم کو بتاتا ہوں اور تمھیں ایک کنیز خریدنے کا کہتا ہوں۔

امام علی نقی علیہ السلام نے رومی رسم الخط اور رومی زبان میں ایک خط لکھا اور اس پر اپنی مہر لگادی اور ایک زرد رنگ کی تھیلی نکالی جس میں ۲۲۰ دینار تھے۔ فرمایا: یہ لے لو اور بغداد

کی طرف چلے جاؤ اور اسی روز اور دن کے وقت صراۃ نامی نہر کے پُل پر پہنچ جاؤ۔ جب تم قیدیوں کی کشتیوں کی جانب جاؤ گے تو اس کشتی سے کچھ لڑکیاں نکلیں گی۔ پس تم ان کو ساتھ لے کر بنی عباس کے دلالوں کے پاس چلے جانا جو غلاموں وغیرہ کی خرید وفروخت کرتے ہیں۔ ان میں کچھ عراقی لڑکے بھی ہوں گے۔ تم دُور سے عمر بن یزید النخاس کو سارا دن آواز دیتے رہنا یہاں تک کہ وہ اپنی ایک کنیز کو کہ جس کی یہ یہ خوبیاں ہوں بیچنے کے لیے سامنے لائے۔ وہ (مقدس کنیز) دو خوب صورت ریشمی کپڑے پہنے ہوئے اور اپنے چہرے کا پردہ کیے ہوئے ہوگی اور آنے والے کو مَس نہ کرنے دے گی۔ خریدار اُس کو پردے کی اُوٹ سے دیکھنے کی کوشش کرے گا۔ عمر بن نخاس اسے مارے گا اور وہ رومی آواز میں روئے گی۔ پس جان لو کہ وہ یہ کہے گی کہ تجھ پر اس کا پردہ فاش ہوگیا۔

بعض خریدار کہیں گے کہ اے عمر بن یزید النخاس! یہ کنیز ۳۰۰ دینار میں بیچ دو۔ اس کی پاک دامنی نے خریدنے کی رغبت بڑھا دی ہے تو وہ لڑکی اس سے کہے گی کہ اگر تو حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ کی بادشاہی کے برابر بھی میری قیمت ادا کرے تو بھی مجھ میں تیرے لیے کوئی رغبت یا شوق پیدا نہیں ہوگا، تو اپنا مال سنبھال کر رکھ۔

وہ خریدار کہے گا: اب کیا کروں؟ میں نے تو تمھیں لازماً خریدنا ہے۔ وہ لڑکی کہے گی: جلدی کس چیز کی ہے، میں تو ایسے خریدار کو اختیار کروں گی کہ جس کی وفا اور امانت پر میرا دل مطمئن ہوجائے گا۔ تو اس وقت تم اُٹھ کر عمر بن یزید کی طرف جانا اور اُسے کہنا: میرے پاس اشراف میں سے ایک شخص کا خط ہے، جو رومی زبان اور رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ اس خط میں لکھنے والے نے اپنی وفاداری، بہادری، شان اور سخاوت کا ذکر کیا ہے۔ پس آپ اس کا خط لیں اور صاحب خط کے اَخلاق میں فکر وتامل کریں۔ اگر ان کی طرف آپ کا دل مائل ہو اور آپ راضی ہوں تو آپ سے یہ لڑکی خریدنے میں ان کا وکیل ہوں۔

بشر بن سلیمان النخاس نے کہا: جو حکم امام علیہ السلام نے اس لڑکی کے بارے میں دیا تھا وہ میں نے پورا کر دیا تو اس لڑکی نے امام علیہ السلام کا خط دیکھا اور بڑے درد کے ساتھ روئی۔ پھر عمر بن یزید سے کہا: مجھے اس صاحب خط کے ہاتھوں فروخت کر دو اور قسم کھائی کہ اگر میں

ان کے ہاتھوں فروخت نہ ہوئی تو مر جاؤں گی۔

پس میں اس کی قیمت طے کرتا رہا یہاں تک کہ اسی رقم پر آکر قیمت ٹھہر گئی جو امام علیہ السلام نے مجھے دی تھی۔ پس میں نے اسے ۲۲۰ دینار دیئے اور لڑکی کو لے کر بغداد میں اپنے اس مکان کی طرف چل پڑا جو بغداد میں میری اقامت گاہ تھا۔

اس لڑکی پر بے قراری کی کیفیت طاری تھی۔ اس نے اپنے مولا علی نقی علیہ السلام کا خط نکال کر اسے بوسہ دیا، آنکھوں سے لگایا اور بدن کے ساتھ مَس کیا تو اسے سکون آگیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ ایک ایسے خط کی اتنی قدر کر رہی ہیں کہ جس کے لکھنے والے کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم نہیں۔

لڑکی نے کہا: اے نادان! انبیاءؑ کی اولاد کی عزت و شرف کا کسے علم نہیں۔ میری بات توجہ سے سن۔ میں ملیکہ بنت یشوعا بن قیصر بادشاہِ روم ہوں اور ان حواریوں کی اولاد میں سے ہوں جو حضرت عیسیٰؑ کے وصی حضرت شمعون سے منسوب ہیں۔ میں تمھیں ایک عجیب بات بتاتی ہوں: میرے دادا قیصر میری شادی اپنے بھائی کے بیٹے کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ اس وقت میری عمر تیرہ سال تھی۔ انھوں نے اپنے محل میں قسیسین اور رُھبان میں سے ۳۰۰ حواری جمع کیے اور باقی گھرانوں میں سے ۷۰۰ باعزت افراد بلائے، امرائے لشکر کو دعوت دی اور چار ہزار خاندانوں اور قبائل کے سربراہوں کو مدعو کیا۔ پھر طرح طرح کے موتیوں سے بنے ہوئے اپنے استقبالیہ سے قصر کے صحن میں چالیس سیڑھیاں اُوپر چڑھا۔ پس جب میرے دادا کا بھتیجا اُوپر چڑھا تو صلیبیں ایک دوسرے کے سامنے ہوگئیں۔ ایسا قفہ (نصرانیوں کے مذہبی بزرگ) نیچے بیٹھے تھے اور جب انجیل کی تلاوت کی گئی تو اُوپر سے صلیبیں آپس میں ٹکرائیں اور زمین پر جا گریں۔ ستون بنیادوں سے گر گئے اور بادشاہ تخت سے گر کر بے ہوش ہوگیا۔ اساقفہ کے رنگ اُڑ گئے اور عقل گم ہوگئی۔ ان میں سے بر سقیف نے میرے دادا سے کہا: بادشاہ سلامت! ہمیں ایسی ملاقات سے معاف رکھیں جو دینِ مسیحؑ اور بادشاہی مذہب کے زوال کی خبر دیتی ہے۔

اس سے میرے دادا کو بہت زیادہ شرمندگی ہوئی اور اساقفہ سے عرض کیا: ستونوں کو

قائم کریں، صلیبوں کو بلند کریں اور اس کے عالم و فاضل (دوسرے) بھائی کو بلائیں کہ میں اس سے اس بچی کا نکاح کروں اور اس سعادت مندی سے تمھاری کوفت دُور کروں۔

جب یہ عمل دُہرایا گیا تو پھر وہی حادثہ پیش آیا جو پہلے پیش آچکا تھا۔ لوگ منتشر ہوگئے اور میرے دادا حیران ہوکر اُٹھے اور اپنے قصر میں داخل ہوگئے اور ایک پردہ آرام کے لیے لٹکا دیا۔

اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ، شمعونؑ اور کچھ حواری میرے دادا کے محل میں جمع ہیں۔ ایک منبر لگا ہوا ہے کہ جس کی بلندی آسمان کو چھوتی ہے اور یہ منبر بالکل اسی جگہ پر لگایا گیا ہے کہ جس جگہ میرے دادا نے دن کے وقت لگایا تھا۔ پس میں نے دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لڑکے اور اپنے کچھ بیٹوں کے ساتھ محل میں آگئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بڑھ کر انھیں گلے لگا لیا تو حضرت محمدؐ نے فرمایا: اے عیسیٰؑ روح اللہ! میں آپؑ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپؑ کے وصی حضرت شمعونؑ سے اس لڑکی ملیکہ کا اپنے اس بیٹے کے لیے رشتہ مانگوں اور اپنے ہاتھوں ابومحمدؑ کی طرف اشارہ کیا جو اس خط والے کا بیٹا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے حضرت شمعونؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا: تیرے پاس شرف آیا ہے کہ تو اپنا رشتہ رسولؐ خدا سے جوڑے۔ حضرت شمعونؑ نے فرمایا: میں تو قبول کرچکا ہوں۔ پس حضرت محمدؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، خطبہ پڑھا اور میرا نکاح اپنے بیٹے کے ساتھ کیا۔ حضرت عیسیٰ حضرت محمدؐ کے بیٹے اور حواری، نکاح کے گواہ بنے۔

جب میں بیدار ہوئی تو میں ڈرنے لگی کہ اپنا یہ خواب کس طرح اپنے باپ دادا سے بیان کروں، کہیں وہ مجھے قتل نہ کردیں۔ میرے دل میں ابومحمدؑ کی محبت نے گھر کرلیا، حتیٰ کہ میں نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ میں کمزور و لاغر ہوگئی اور سخت بیماری نے مجھے گھیر لیا۔ مدائن کے ہر طبیب سے میرے دادا نے مجھے دوا لے کر دی لیکن مجھے افاقہ نہ ہوا۔ جب میرے دادا مایوس ہوگئے تو مجھ سے عرض کیا: میرے نورِ چشم! تمھاری کوئی خواہش ہے؟ میں نے عرض کیا: دادا جان! میں دیکھتی ہوں کہ کشادگی کے دروازے مجھ پر بند ہیں۔ اگر آپ مسلمان قیدیوں سے عذاب اُٹھالیں اور ان کی زنجیریں کھول دیں، ان پر کچھ خرچ کریں اور آزاد کرکے

ان پر احسان کریں تو اُمید ہے کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ مجھے شفا دیں۔

پس جب میرے دادا نے یہ کام کیا تو میرے دن پھر گئے اور میرے بدن میں صحت آتی گئی اور میں نے تھوڑا تھوڑا کھانا پینا بھی شروع کر دیا۔ اس سے میرے دادا کو خوشی ہوئی اور انھوں نے قیدیوں پر مہربانی مزید بڑھا دی۔

پھر میں نے چار راتوں تک خواب میں دیکھا کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساءؑ میری زیارت کو آئی ہیں اور ان کے ساتھ حضرت مریمؑ بنت عمران اور جنت کے خدام میں سے ایک ہزار خدام بھی ہیں۔ (میں نے سنا کہ) حضرت مریمؑ مجھے کہتی ہیں کہ یہ سیدۃ النساء العالمینؑ ہیں اور آپؑ کے شوہر ابو محمدؑ کی والدہ ہیں۔ پس میں ان کے ساتھ لپٹ گئی اور رو رو کر شکایت کہ ابو محمدؑ میری ملاقات کو کیوں نہیں آتے؟

سیدۃ النساءؑ نے مجھ سے فرمایا: میرا فرزند تم سے کیسے ملنے آئے کہ تم مشرک ہو اور نصرانیوں کے مذہب پر ہو اور یہ میری بہن مریم تمھارے اس دین سے بری الذمہ ہیں۔ اگر تم چاہتی ہو کہ تم رضائے الٰہی کو پاؤ تو حضرت مریمؑ و مسیحؑ بھی تم سے راضی ہو جائیں اور ابو محمدؑ تمھاری ملاقات کو آئیں تو تم کہو: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ اَبِیْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ!

پس جب میں نے یہ کلمہ پڑھا تو سیدۃ النساءؑ نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور مجھ سے راضی ہو گئیں اور فرمایا: اب اُمید رکھو کہ ابو محمد تم سے ملاقات کو آئیں گے۔ میں ان کو تمھاری طرف بھیج رہی ہوں۔

جب میں بیدار ہوئی تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ ہائے مجھے ابو محمدؑ کی زیارت کا کتنا شوق ہے۔ اگلی رات میرے خواب میں ابو محمدؑ آئے اور میں انھیں دیکھ کر کہنے لگی: میرے حبیبؑ! جب میرا دل آپؑ کی محبت سے بھر گیا تو آپؑ نے مجھ پر جفا کی؟ آپؑ نے فرمایا: میری تاخیر کی وجہ تمھارا شرک تھا اور جب تم اسلام لے آئی تو میں تمھاری زیارت کو آگیا اور جب تک ہم آمنے سامنے نہیں ہو جاتے تب تک میں ہر رات تمھارے خواب میں آتا رہوں گا اور اس کے بعد سے اب تک وہ میری زیارت کو آتے ہیں۔

بشر نے کہا: میں نے ان سے کہا: آپ ان قیدیوں میں کیسے آئیں تو وہ بولیں:

ایک رات ابومحمد امام حسن عسکریؑ نے خبر دی تھی کہ تمھارے دادا فلاں دن مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے لیے ایک لشکر بھیجے گا۔ پھر وہ خود ان کے پیچھے پیچھے جائیں تو تم ایسا کرنا کہ فلاں راستے سے غلاموں کی سی شکل بنا کر لشکروالوں کے ساتھ مل جانا۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ پس مسلمان ہم پر غالب آگئے اور میرے ساتھ وہ ہوا جو تم نے دیکھا اور کوئی مجھے نہ پہچان سکا کہ میں بادشاہِ روم کی بیٹی ہوں اور تم کو بھی میرے بتانے کی وجہ سے میرے بارے میں علم ہوا ہے۔ غنیمت کی شکل میں مَیں جس بزرگ کے حصّے میںؑ آئی اس نے میرا نام پوچھا تو میں نے بتانے سے انکار کردیا اور کہا: نرجس۔ تو وہ بولا کہ یہ تو لڑکیوں والا نام ہے۔

بشر بن سلیمان النخاس بولا: تعجب ہے کہ تم رومی ہو اور زبان تمھاری عربی ہے۔

وہ بولیں: میرے دادا کو یہ بہت زیادہ پسند تھا کہ میں تعلیم حاصل کروں۔ پس ایک عورت صبح و شام ہمارے گھر آیا کرتی تھی اور مجھے عربی سکھاتی تھی یہاں تک کہ عربی میں میری زبان رواں دواں اور مستحکم ہوگئی۔

بشر کا کہنا ہے: جب میں ان کو لے کر سامرہ میں مولا ابوالحسن علی النقیؑ کی خدمت میں پہنچا تو امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: کس طرح خدا نے تمھیں اسلام کی عزت، نصرانیت کی ذلت اور اہلِ بیتِ محمدؐ کا شرف دکھایا؟

وہ بولیں: اے فرزندِ پیغمبرؐ! میں آپؑ کو کیا بتاؤں؟ آپؑ تو مجھ سے بہتر جانتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تم پر کچھ نوازش کرنا چاہتا ہوں، تم کیا پسند کرو گی دس ہزار درہم یا ابدی شرف کی بشارت؟

اس بی بی نے فرمایا: مجھے ابدی شرف کی بشارت چاہیے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تجھے بشارت ہو ایک ایسے بیٹے کی کہ جو دنیا کے مشرق و مغرب کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

بی بی نے پوچھا: کس سے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے کہ جس کے لیے رسولِ خدا نے آپؑ کا رشتہ، فلاں رات، فلاں مہینے اور فلاں رومی سال کو کیا تھا۔

وہ بولیں: حضرت مسیحؑ اور ان کے وصی سے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس ہستی سے کہ جس کے ساتھ حضرت مسیحؑ اور ان کے وصی نے آپؑ کی تزویج فرمائی تھی۔

وہ بولیں: آپؑ کے بیٹے ابومحمدؑ سے؟

امام علیہ السلام نے پوچھا: کیا آپؑ ان کو جانتی ہیں؟

وہ بولیں: کوئی ایسی رات نہیں کہ جس رات مجھے ان کا دیدار نہ ہوا ہو کہ جب سے میں ان کی ماں سیدۃ النساء کے ہاتھ پر ایمان لائی۔

امام ابوالحسن علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: اے کافور! میری بہن حکیمہ کو بلاؤ۔ پس! جب بی بی حکیمہ تشریف لائیں تو امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: یہ ہیں وہ بی بی۔ بی بی حکیمہ نے انھیں گلے لگالیا اور کافی دیر تک لگائے رکھا اور بہت خوش ہوئیں۔

امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: بنتِ رسولؐ! انھیں اپنے مکان کی طرف لے جائیں اور فرائض وسنن کی تعلیم دیں، بے شک یہ ابومحمدؑ کی زوجہ اور القائمؑ کی ماں ہیں۔

ہم اپنے قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ اگر اس حدیث کی تھوڑی بہت تعلیق اور تحقیق وتحلیل کی ضرورت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سچے خواب قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔ اس بحث کو بیان کرنے کے لیے ایک خاص کتاب کی ضرورت ہے۔ جیسے ہمارے شیخ نوری نے اپنی کتاب "دارالسلام" میں لکھا ہے۔ ہم اس کا خلاصہ یوں پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی انبیاءؑ وغیرہ کے خوابوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ سورۂ صافات میں حضرت ابراہیمؑ کے خواب کا ذکر فرمایا ہے۔ سورۂ یوسف میں چار خوابوں کا تذکرہ ملتا ہے اور خارج میں بھی ان کی تاویل یقینی تھی۔ اسی طرح احادیثِ نبویہ میں بھی بہت سے خوابوں کا تذکرہ ہے جیسا کہ رسولؐ خدا کو خواب دکھایا گیا کہ کچھ لوگ آپؐ کے منبر پر بندروں کی طرح ناچ کود رہے ہیں یا جیسے حضرت فاطمہؑ کے آخری دن رسولؐ خدا نے ان کے خواب میں آکر فرمایا: فاطمہؑ! آج رات تم میرے پاس آجاؤ گی۔

اسی طرح امام علی علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت سے پہلے رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا اور رسولؐ خدا نے وقت کے قریب ہونے کی خبر دی حتیٰ کہ دن بھی متعین

کر کے بتایا۔

پس سچے خواب انسان کے لیے حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہیں اور اسے طبیعت سے ہٹ کر باخبر کرتے ہیں جیسے احادیث میں رسولؐ خدا کا یہ فرمان ثابت ہے کہ جس نے مجھے دیکھا، اس نے مجھے دیکھا، بے شک شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔ اور حدیث اس طرح بھی روایت کی گئی ہے:

مَن رَآنَا فَقَدْ رَآنَا

"یعنی جس نے ہمیں دیکھا اس نے حقیقت میں ہمیں ہی دیکھا"۔

سیدہ نرجسؑ کا خواب بھی سچا تھا بلکہ ان کا خواب مکاشفہ کی ایک نوع میں شمار کیا جاتا ہے۔ رسولؐ خدا نے عالمِ خواب میں ان سے خواستگاری فرمائی۔ وہ عالمِ خواب میں ایمان لے آئیں کہ جب بی بی سیدہؑ نے انھیں شہادتیں پڑھائیں۔ بی بی ہر رات امام حسن عسکریؑ کو خواب میں دیکھتی تھیں۔ آخر میں امام علیہ السلام نے خواب میں انھیں بتایا تھا کہ ان کا دادا مسلمانوں سے جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے اُنھیں غلاموں کی سی حالت بنا کر نکلنے کا حکم دیا تھا اور پھر وہ چلتے چلتے امام حسن عسکریؑ تک پہنچ گئیں۔

یہ سب چیزیں اُمورِ ممکنہ میں سے شمار کی جاتی ہیں۔ تاریخ میں ایسی کئی مثالیں گزر چکی ہیں۔ خداوند متعال نے بی بی نرجس خاتونؑ کو اس شرف سے مشرف کیا۔ بعد اس کے کہ ان میں قدرتی صلاحیتیں اور خوبیاں رکھیں، جیسے نفیس و شریف بنایا، شخصی فضائل عطا کیے۔ شرم و حیا، پاک دامنی، ایمان اور اصالت وغیرہ کی نعمتوں سے نوازا۔ آپؑ نے یہ فضائل اور محاسن اس لیے حاصل کیے کہ آپؑ امامِ زمانہؑ کی ماں بن سکیں۔ کیونکہ بچے میں کچھ خوبیاں موروثی ہوتی ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو ایک طرف سے اتنی رکاوٹیں کیوں پیش آئیں اور دوسری طرف راہ ہموار نظر کیوں آئی کہ رسولؐ خدا نے خواب کے عالم میں ان کی خواستگاری فرمائی تھی حالانکہ وہ روم میں تھیں۔

کیا امام حسن عسکریؑ کے لیے اسلامی ممالک میں کوئی مسلمان عورت نہ تھی یا کوئی مسلمان کنیز نہ تھی کہ آپؑ اسے خرید لیتے؟ ان اتنے لمبے مقدمات اور خصوصی شرف میں کوئی تو راز ہے۔

یہ واضح ہے کہ ہم بی بی نرجس سلام اللہ علیہا کی حیاتِ مبارکہ کا تفصیلی طور پر احاطہ نہیں کر سکتے۔ ایک دوسری حدیث جو امام مہدی علیہ السلام کی والدہ کی حیاتِ مبارکہ کو بیان کرتی ہے وہ یہ ہے:

شیخ صدوق رحمہ اللہ نے اپنی اسناد سے کتاب اکمال میں محمد بن عبداللہ المطہری سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد جنابِ حکیمہ بنتِ امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس گیا تاکہ ان سے حجت کے بارے میں پوچھوں۔ لوگوں نے اس بارے میں کافی اختلاف ظاہر کیا ہے۔ حتیٰ کہ انھوں نے یہ سوال کیا: اے آقازادی! کیا امام حسن عسکری علیہ السلام کا کوئی بیٹا تھا؟ آپؑ مسکرائیں اور فرمایا: اگر امام حسن عسکریؑ کا کوئی بیٹا نہیں تو ان کے بعد حجتِ خدا کون ہے؟ یہ تو میں تمھیں پہلے بتا چکی ہوں کہ امام حسنؑ و حسینؑ کے بعد دو بھائی امام نہیں ہو سکتے۔ مَیں نے عرض کیا: اے میری مرشدہ، سیدہ، مجھے میرے مولاؑ کی ولایت اور غیبت کے بارے میں بتایئے۔ اُنھوں نے فرمایا: سنو! میری ایک کنیز تھی اسے نرجس کہا جاتا تھا۔ میرے بھائی کے فرزند (امام حسن عسکریؑ) مجھے ملنے آئے اور وہ اس کی طرف دیکھنے لگے تو میں نے ان سے عرض کیا: مولاؑ! اگر یہ آپؑ کو اچھی لگی ہے میں اسے آپؑ کو دے دوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں پھوپھی جان! مجھے اس پر تعجب ہو رہا ہے؟

میں نے پوچھا: کیسا تعجب؟!

امام علیہ السلام نے فرمایا: عن قریب خدا اسے ایک بیٹا دے گا جو بہت باشرف ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! میں اسے آپؑ کی طرف بھیج دوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بارے میں میرے بابا جانؑ سے اجازت لے لیجیے۔

بی بی حکیمہ فرماتی ہیں: میں نے برقعہ پہنا اور ابوالحسنؑ امام علی نقی علیہ السلام کے مکان پر آئی، امامؑ کو سلام کیا اور بیٹھ گئی۔ امامؑ نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے حکیمہ! آپ نرجسؑ کو میرے بیٹے ابومحمدؑ کی طرف بھیج دو۔ میں نے کہا: میرے مولاؑ! میں بھی اسی

ارادے سے آئی ہوں کہ اس بارے میں آپؑ کی اجازت لوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے بابرکت بی بی! خداوند متعال نے یہ چاہا کہ اس بارے میں آخرت میں آپؑ کو اجر دے اور جزائے خیر میں آپؑ کا حصّہ قرار دے۔

بی بی حکیمہؒ فرماتی ہیں: جب میں واپس آئی تو جلدی سے اسے تیار کیا اور اسے ابومحمدؑ کو تحفے میں دے دیا اور پھر ان دونوں کو اپنے گھر میں اکٹھا کیا۔ پس ابومحمدؑ کچھ دن میرے گھر میں رہے، پھر اپنے والد کے گھر کی طرف چل دیئے اور میں بھی نرجس خاتون کو لے کر ان کے ساتھ چل پڑی۔

اگر غور کیا جائے تو یہ حدیث بی بی نرجسؑ کی حقیقت کے بارے میں کچھ نہیں بتاتی۔ صرف یہ بتاتی ہے کہ وہ جنابِ حکیمہؒ کی ایک کنیز تھیں اور امام حسن عسکریؑ نے انھیں بی بی حکیمہؒ کے پاس دیکھا۔

اس حدیث میں کچھ بیان نہیں کہ کیسے بی بی حکیمہؒ کی طرف پہنچیں اور کہاں سے آئیں۔ بعض معاصرین علماء نے ان دونوں حدیثوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی اور لکھا۔ سابقہ حدیث میں گزرا ہے کہ امام علی الہادی علیہ السلام نے اپنی بہن حکیمہؒ خاتون سے فرمایا: اے رسولؐ خدا کی بیٹی! اسے اپنے گھر لے جاؤ اور فرائض وسُنن کی تعلیم دو۔ یہ ابومحمدؑ کی بیوی اور حضرتِ قائمؑ کی ماں ہیں۔ پس بی بی نرجسؑ جنابِ حکیمہؒ کے پاس تھیں تو جاریۂ حکیمہ کے نام سے مشہور تھیں۔ شاید اس کے بعد امام حسن عسکریؑ نے انھیں اپنی پھوپھی کے گھر میں دیکھا اور وہ ان کی زوجہ بن گئیں۔

مَیں کہتا ہوں کہ مشکل یہ ہے کہ اس بعد والی حدیث کے کلمات اس تاویل کو قبول نہیں کرتے، جیسے سیّدہ حکیمہؒ کا قول کہ میری ایک کنیز تھی اور اسے نرجس کہا جاتا تھا۔ یہ جملہ یہ بتاتا ہے کہ بی بی نرجس سیّدہ حکیمہ کی ملک میں تھی اور اس طرح بی بی حکیمہ کا یہ قول کہ میں نے اسے ابومحمدؑ کو ہبہ کر دیا ہے۔ یہ امام علی النقی علیہ السلام کے سابقہ حدیث میں موجود کلام کے منافی ہے کیونکہ سابقہ حدیث میں ہے کہ یہ ابومحمدؑ کی بیوی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ بی بی حکیمہ نے ابومحمدؑ کو یہ کنیز ہبہ کی تھی۔

اس جمع اور توجیہہ کے ضعف کے بعد ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے لیے کیسے جائز تھا کہ وہ ایک ایسی عورت کو دیکھیں جسے دیکھنا ان کے لیے حلال بھی نہ تھا۔

جواب یہ ہے کہ کسی غیر شخص کا کسی کی کنیز کو اس کے مالک کی اجازت سے دیکھنا جائز ہے اور یہ محال ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام ایک ایسی عورت کو دیکھیں کہ جسے دیکھنا ان کے لیے جائز نہ ہو کیونکہ یہ عمل عصمتِ امامؑ کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں یہ دوسری حدیث محمد بن عبداللہ المطہری یا طہوریؒ سے مروی ہے اور وہ راوی مجہول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خبر ضعیف ہے اور پہلی حدیث پر اعتماد کرنا زیادہ بہتر ہے۔ واللہ العالم بحقیقۃ الحال۔

امام مہدی علیہ السلام کی ولادت

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد سے کتاب اکمال الدین میں بی بی حکیمہ بنت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں: ابو محمد حسنؑ بن علیؑ میرے پاس آئے اور فرمایا: پھوپھی! آج آپ افطار ہمارے گھر کریں اور وہ رات نیمۂ شعبان کی تھی۔ بے شک خدا اس رات میں اپنی حجت کو ظہور عطا فرمائے گا اور وہ زمین پر اس کی حجت ہوں گے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آج رات ایک باشرف بچہ پیدا ہوگا جس کے ذریعے خدا مُردہ زمین کو زندہ کرے گا۔

بی بی حکیمہؑ نے پوچھا: اس بچے کی ماں کون ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: نرجس۔ تو بی بی حکیمہؑ نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ان میں تو ایسے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: (البتہ) وہی کچھ ہوگا جو میں نے تم سے کہا ہے۔

بی بی حکیمہؑ نے فرمایا: جب میں وہاں گئی، سلام کیا اور بیٹھ گئی تو بی بی نرجسؑ آئیں اور آداب وسلام کے بعد مجھ سے کہا: اے میری آقا زادی! آپؑ اور آپؑ کے گھر والے کیسے ہیں؟ میں نے عرض کیا: آپؑ میری سردار ہیں اور میرے گھر والوں کی بھی۔ بی بی نرجسؑ نے تعجب سے پوچھا: پھوپھی جان! یہ کیا بات ہوئی؟

ایک دوسری روایت کے مطابق: بی بی حکیمہؑ فرماتی ہیں: میرے پاس بی بی نرجسؑ

آئیں اور فرمایا: میری مولاۃ (آقازادی) مجھے اپنا موزہ دیں۔ میں نے عرض کیا: آپؑ میری سیدہ و مولاۃ ہیں، بخدا میں آپؑ کو اپنا موزہ نہیں دوں گی کہ آپ میری خدمت کریں، بلکہ میں آپؑ کی خدمت کروں گی اور آپؑ کی خدمت سر آنکھوں پر ہے۔

امام ابو محمدؑ نے یہ سنا تو آپؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! خدا آپؑ کو جزائے خیر دے۔

بی بی حکیمہ فرماتی ہیں: میں نے ان سے کہا: اے بیٹی! آج کی رات خدا آپؑ کو ایسا فرزند عطا کرے گا جو دنیا و آخرت کا سردار ہوگا۔ بی بی نرجسؑ بیٹھ گئیں اور شرمانے لگیں۔

جب میں نمازِ عشاء سے فارغ ہوئی، روزہ افطار کیا اور اپنے بستر پر سونے چلی گئی تو آدھی رات کو میں نمازِ تہجد کے لیے اُٹھی اور نمازِ شب پڑھنے کے بعد دیکھا کہ بی بی نرجسؑ لیٹی ہوئی ہیں اور ان میں ایسے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ پھر میں تعقیبات پڑھنے بیٹھ گئیں، پھر میں لیٹ گئی۔ جب اُٹھی تو دیکھا کہ وہ سوئی ہوئی ہیں۔ پھر وہ اُٹھی اور نماز پڑھنا شروع کی۔ مجھے کچھ شک سا گزرا۔ اُدھر ابو محمدؑ نے اپنے حجرہ سے آواز دی کہ اے پھوپھیؑ جان! جلدی نہ کریں، امرِ الٰہی قریب ہے۔

دوسری روایت کے مطابق: بی بی نرجسؑ (سوسن) گھبرا کر اُٹھیں اور وضو کر کے نمازِ شب پڑھنے لگیں، حتیٰ کہ وتر تک پہنچ گئیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ طلوعِ فجر قریب ہے۔ میں اُٹھی کہ اُسے دیکھوں تو سہی۔ جب میں نے دیکھا تو فجرِ اوّل نمودار ہو چکی تھی۔ مجھے ابو محمدؑ کے وعدے میں شک ہونے لگا تو امامؑ نے اپنے حجرہ سے ندا دی: شک نہ کریں۔ پس میں (دل میں) ابو محمدؑ سے ندامت محسوس کرنے لگی کہ میں شک کیوں کر رہی ہوں۔ میں واپس اپنے کمرے میں آگئی اور شرمندہ تھی۔ پس بی بی نرجسؑ نے نماز مکمل کی اور گھبرا کر باہر آئیں تو میں نے دروازے پر انھیں پالیا اور پوچھا: جو میں نے آپؑ سے کہا، کیا آپؑ اس بارے میں کچھ محسوس کر رہی ہیں؟

بی بی نرجسؑ نے فرمایا: جی ہاں! پھوپھی جان! میں ایک شدید قسم کا امر محسوس کر رہی ہوں۔

بی بی حکیمہ کہتی ہیں: میں نے اُنھیں حوصلہ دیا، خدا کے واسطے اپنے آپ کو سنبھالیں،

اپنے دل پر قابو رکھیں، ان شاء اللہ آپؑ کو کسی قسم کا خدشہ نہیں ہے۔ پس! میں نے ایک تکیہ کمرے کے وسط میں لگا دیا اور انھیں اس پر بٹھایا اور مَیں خود بھی اس طرح بیٹھ گئی جیسے ولادت کے وقت عورت کے پاس دوسری عورت بیٹھتی ہے۔ بی بی نرجسؑ نے میرے ہاتھ کو زور سے پکڑ کر ہلایا۔ پھر زور سے چلائیں اور کلمۂ شہادت پڑھا۔ امام ابومحمدؑ نے اپنے حجرے سے مجھے آواز دے کر فرمایا: ان پر (ایسے ایسے) سورۃ القدر پڑھیں۔ مَیں اُسی طرح سورۂ قدر پڑھنے لگی جس طرح امامؑ نے مجھے حکم دیا تھا۔

پس! جیسے جیسے میں سورۂ قدر پڑھتی تھی ماں کے شکم میں بچہ بھی میرے ساتھ ساتھ یہ سورہ پڑھتا تھا۔ بچے کی آواز سن کر مَیں ڈر گئی۔ ابومحمدؑ نے فرمایا: خوف زدہ نہ ہوں اور خدا کے امر پر تعجب نہ کریں۔ بے شک ہمیں بچپن ہی میں حکمت اور بولنا سکھاتا اور بڑی عمر میں ہمیں اپنی زمین پر حجت بناتا ہے۔ ابھی امامؑ کی اور میری گفتگو جاری تھی کہ بی بی نرجسؑ مجھ سے غائب ہوگئیں اور میں انھیں دیکھ نہ سکی۔ گویا میرے اور بی بیؑ کے درمیان پردہ حائل ہوگیا۔ مَیں روتی ہوئی امام ابومحمدؑ کے پاس چلی گئی۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: پھوپھی جان! آپؑ واپس اپنے کمرے میں چلی جائیں۔ عن قریب آپؑ اُن کو اپنی جگہ پر دیکھیں گی۔ جب مَیں واپس آئی تو ذرا سی دیر نہ گزری تھی کہ ہمارے درمیان سے پردہ ہٹ گیا اور مَیں اور بی بی نرجسؑ یکجا تھیں اور ان پر اتنا نُور تھا کہ میری آنکھیں اُس کی تاب نہ لاسکتی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ ولی اللہ (پسرِ نرجسؑ) زمین پر سجدہ کے عالم میں موجود ہیں اور ان کے داہنے بازو پر لکھا ہوا ہے:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاO

اور (نومولود) امامؑ حالتِ سجدہ میں یہ کہہ رہے تھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ جَدِّىْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ اَبِىْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيُّ اللّٰهِ

پھر امامؑ نے (دیگر) گیارہ ائمہ علیہم السلام کے نام لیے یہاں تک کہ اپنے نام پر آگئے اور دُعا فرمائی:

”خدایا! وہ وعدہ پورا فرما جو تُو نے مجھ سے کیا ہے۔ میرے امر کو مکمل فرما، مجھے ثابت قدمی عطا فرما اور میرے ذریعے سے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے“۔

پھر آپؑ نے اپنا سر سجدے سے اُٹھایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ (سورۂ آلِ عمران: آیت ۱۸)

پھر آپؑ نے چھینک ماری اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ زَعَمَتِ الظَّلَمَةُ اَنَّ حُجَّةَ اللّٰهِ دَاحِضَةٌ

”یعنی تمام تعریفیں عالمین کے پروردگار کے لیے ہیں اور درود ہو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر، ظالموں نے سمجھا کہ خدا کی حجت ختم ہوگئی۔ اگر ہمیں بولنے کی اجازت ہوتی تو شک ختم ہوجاتا“۔

بی بی حکیمہؑ فرماتی ہیں: پھر میں نے انھیں بازوؤں سے پکڑ کر اپنے ساتھ لگالیا اور اپنی جھولی میں بٹھالیا۔ وہ پاک و پاکیزہ تھے۔ تب ابومحمدؑ امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! میرے بیٹے کو میرے پاس لے آئیں۔ پس میں ان کو ابومحمدؑ کی خدمت میں لے گئی اور انھیں امام حسن عسکریؑ کے دائیں بازو پر بٹھایا جب کہ آپ کا بایاں ہاتھ ان کی پشت پر تھا۔ امام حسن عسکریؑ نے اپنی زبان ان کے منہ میں دے دی اور اپنا ہاتھ ان کے سر، آنکھوں، کانوں اور جوڑوں پر پھیرا اور فرمایا: میرے بیٹے بات کرو۔

اے حجتِ خدا، اے بقیۃ الانبیاءؑ، اے خاتم الاوصیاءؑ! بولو اے خلیفۃ الاتقیاء!

امام مہدی علیہ السلام نے شہادتین پڑھیں۔ پھر نبیؐ پر اور ایک ایک کر کے ائمہ علیہم السلام پر درود پڑھا اور اپنے بابا ابومحمدؑ کے نام کے بعد خاموش ہوگئے اور پھر شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگی اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ○ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ○ (سورۂ قصص: آیت ۵-۶)

پھر ابو محمدؑ نے مہدیؑ مجھے دیا اور فرمایا: اے پھوپھی! اسے اس کی ماں کی طرف لے جائیں تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، وہ پریشان نہ ہوں اور جان لیں کہ خدا کا وعدہ حق ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

پس میں انھیں ان کی ماں کے پاس لے گئی اور صبح صادق طلوع ہوگئی تو میں نے فرض نماز ادا کی۔ پھر امام ابو محمدؑ کو وداع کیا اور واپس اپنے گھر آ گئی۔ ہوسکتا ہے کہ یہاں کوئی یہ شبہ پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ یہ غالیوں کی گھڑی ہوئی حدیث ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں کوئی غلو اور بناوٹ نہیں، کیونکہ امام مہدی علیہ السلام پہلے بچے نہیں کہ جنھوں نے شکمِ مادر میں اور ولادت کے فوراً بعد کلام کی، بلکہ قرآن میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ حضرت عیسٰیؑ ابن مریمؑ نے بروزِ ولادت بلکہ ولادت کے وقت بھی کلام کیا۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے مندرجہ ذیل آیات کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حضرت عیسٰیؑ کا کلام ہے:

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ○ وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○ فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ○ (سورۂ مریم: آیت ۲۴ تا ۲۶)

حضرت عیسٰیؑ نے یہ کلام ولادت کے (فوراً) بعد فرمایا۔ جیسا کہ مجاہد، سعید بن جبیر، حسن، وھب بن منبہ، ابن جریر، ابن زید اور جبائی سے مروی ہے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق یہاں ندا دینے والا جبرئیلؑ فرشتہ ہے۔ چلیں یہاں تو منادی کے بارے میں اختلاف ہے لیکن جب حضرت عیسٰیؑ نے یہودیوں سے کلام کیا تھا تو

اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ جب یہودیوں نے کہا کہ ہم کیسے اس بچے سے بات کریں کہ جو ابھی ماں کی گود میں ہے؟!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں خدا کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی، مجھے نبیؑ بنایا۔ مَیں جہاں بھی ہوں مجھے مبارک بنایا اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ معجزہ تھا کہ جسے خدا نے حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے ظاہر کیا تھا۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ معجزہ تھا کہ جسے خدا نے امامِ مہدیؑ کی امامت کو ثابت کرنے کے لیے ظاہر کیا تھا۔ جو نماز میں حضرت عیسیٰؑ کے امام ہیں، تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے کہ جو معجزہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کے لیے ظاہر کیا تھا وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لیے ظاہر کردے۔

اس دلیل کے علاوہ یہ کہ ہم نے اپنی کتاب فَاطِمَة مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللحد میں الدھلوی الحنفی کی کتاب تَجْهِيزُ الجَيْش سے درج کیا ہے کہ جب حضرت خدیجہؑ، حضرت فاطمہؑ کے لیے حاملہ ہوئیں تو بی بی فاطمہؑ ماں کے شکم میں تھیں اور ان سے کلام کرتی تھیں۔
ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے کہ جو کتاب الرَّوْضُ الفَائِق میں شعیب بن سعد المصری سے منقول ہے:

حضرت خدیجہؑ نے فرمایا: ہائے بربادی اس کی کہ جس نے محمدؐ کو جھٹلایا اور وہ تو میرے رب کے پیغمبرؐ ہیں۔ تو بی بی فاطمہؑ نے اپنی ماں کے بطنِ مبارک سے ندا دی: اے مادرِ گرامی! پریشان نہ ہوں اور غم نہ کھائیں، بے شک خدا میرے بابا کے ساتھ ہے۔

اس شبہے کے ازالے کے بعد ہم اپنی گفتگو اصل موضوع کی طرف لے جاتے ہیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت پوشیدگی اور اخفا کے عالم میں ہوئی۔ وہ نیمۂ ماہِ شعبان کی صبح صادق سے پہلے سحری کا وقت تھا اور ان اوقات میں بنی عباس کے جابر و سرکش حکمران اور ان کے چیلے حسبِ عادت گہری نیند میں غرق تھے۔

ان لمحات میں علوی پاک گھرانہ خصوصاً امام حسن عسکریؑ کا گھر، دُعا، مناجات اور

نماز و تلاوتِ قرآن سے معمور تھا اور نیمۂ شعبان کے جمعہ کی رات کی سحر کتنی باشرف تھی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی روایت کے مطابق اس گھڑی میں صرف مومن ہی پیدا ہوسکتا ہے اور اگر وہ شرک کی سرزمین پر پیدا ہوا تو خدا اسے امام مہدی علیہ السلام کی برکت سے خطۂ ایمان کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور امامؑ کی ولادت کے لیے یہ وقت کتنا مناسب تھا کہ اس میں حکمت کے تمام پہلوؤں کا لحاظ رکھا گیا۔

حضرت حکیمہؒ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے وقت موجود تھیں اور رات کے تمام مراحل ملاحظہ فرمائے اور مشہور بھی یہی ہے کہ ولادت خاندان کی عورت کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے۔ دائیاں اس کے ثبوت کے لیے ہوتی ہیں اور سیدہ حکیمہ کہ جو ایک امامؑ کی بیٹی، بہن اور پھوپھی تھیں۔ کیا اُس زمانے میں اُن سے بڑھ کر کوئی سچا، معتبر، پاکیزہ زبان والا اور قابلِ اعتماد ہوسکتا تھا۔ سیدہ حکیمہؒ خود ایک شریف، عبادت گزار اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ تو کیا ان کے کلام کے صحیح ہونے میں کسی طرح کا شک کیا جاسکتا ہے؟!

بعض منحرف اور معاند و متعصب قسم کے لوگ اس بارے میں شک پیدا کرتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کی خبر ایک عورت سے مروی ہے تو اس امر کو صرف ایک عورت کی گواہی سے کیسے ثابت کیا جاسکتا ہے؟

ایک جاہل نے یہاں عقل کے گھوڑے دوڑائے ہیں۔ اس بے وقوف کے خیال میں امام مہدی علیہ السلام کی ولادت مجمع عام میں ہونی چاہیے تھی۔ اس کا یہ ایراد و اشکال اُس کے خبثِ باطنی کا غماز ہے۔ شانِ اہلِ بیتؑ سے بے خبری و جہالت ہے یا پھر اُن سے کینہ و عداوت ہے۔ مزید یہ کہ صرف بی بی حکیمہؒ کی گواہی ہی پہلی اور آخری دلیل نہیں بلکہ امام حسن عسکریؑ نے شیعوں تک اپنے خلفِ صالح اور فرزند کی ولادت کی خبر بڑے اہتمام سے پہنچائی، باوجود اس کے کچھ لوگوں کے دل سخت تھے اور ایسے اقدام کرنے میں کافی رکاوٹیں حائل تھیں۔

حدیث میں یہ جو آیا ہے کہ بی بی نرجسؑ کچھ دیر کے لیے بی بی حکیمہؒ کی آنکھوں سے اوجھل ہوگئیں۔ یہ اس حالت کی طرف اشارہ ہے کہ جو کبھی کبھی بعض افراد کو مخصوص حالات میں درپیش ہوتی ہے۔ ایسی حالت کچھ دیر کے لیے ہوتی ہے اور انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کی

آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے تو وہ اس حالت پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے عقل و شعور کو حاضر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس طرح وہ انسان کہ جس پر نیند کا غلبہ ہو، وہ بعض اوقات کوشش کرتا ہے کہ وہ نہ سوئے۔ یہ ایک ایسی کیفیت ہوتی ہے جس کو قلم بیان نہیں کر سکتا اور اُس وقت انسان (کا دل) اور اس کا خدا ہی اس کیفیت کی حقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں اور ایسا کلام ان لوگوں کی سمجھ میں آتا ہے کہ جن کا تعلق زیادہ عالم ماورائے طبیعت سے ہوتا ہے۔

اس وقت جو حالت بی بی حکیمہؑ کی تھی بالکل وہی کیفیت بی بی نرجسؑ پر بھی طاری تھی۔

اور یہ واضح ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کی گھڑی خوف ناک گھڑی تھی جس میں ہر طرف اسی کی قُدسیت، نُورانیت اور روحانیت کے جلوے تھے اور اُس نور نے سیّدہ نرجس کو اس طرح گھیرا ہوا تھا کہ اس وقت اُنھیں دیکھنا ممکن نہ تھا کیونکہ وہ ایسے نُور سے محیط تھیں جو دنیا کی روشنی کی طرح نہ تھا۔ اسی وجہ سے سیّدہ حکیمہؑ ان کو نہ دیکھ سکیں اور یہ طبیعی بات ہے کہ ایسے حالات میں انسان ڈر جاتا ہے۔ اسی لیے تو جب سیّدہ حکیمہؑ امام ابومحمدؑ کی طرف آئیں تو وہ چلا رہی تھیں۔

اس کیفیت کی وجہ سے کہ جو ان پر بی بی نرجسؑ خاتون کو نہ پانے کی وجہ سے طاری تھی۔

عقیقہ اور دعوتِ طعام

عقیقہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں کہ جو بچے کی ولادت کے بعد کیا جاتا ہے۔ یہ عمل شرعاً مستحب ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا عقیقہ ان کی ولادت کے ساتویں روز دو مینڈھوں سے کیا تھا۔

عقیقہ کو بچے کی طرف سے فدیہ اور اس کی زندگی کی قبولیت کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

اس بارے میں رسولؐ خدا سے مروی ہے کہ ہر شخص اپنے عقیقے کا گروی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہر پیدا ہونے والا اپنے عقیقے کا گروی ہے۔

یہ کتنی خوب صورت تعبیر ہے اور کیا ہی خوب بیان ہے کہ والدین کو جب خدا بیٹا عطا کرتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ زندہ رہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ خدا کی طرف واپس چلا جائے۔

جب بچے کی طرف سے عقیقہ کر دیا جاتا ہے تو بچہ زندہ رہتا ہے کیونکہ عقیقہ کرائے کی طرح ہے۔
بنابریں امام حسن عسکری علیہ السلام نے امام مہدی علیہ السلام کا عقیقہ تین سو کا کیا تھا۔

اس لحاظ سے امام مہدی علیہ السلام تمام اوّلین و آخرین سے ممتاز ہیں کیونکہ تاریخ میں کوئی ایسا مولود ذکر نہیں کہ جس کا عقیقہ تین سو کا ہو سوائے امام مہدی علیہ السلام کے۔

یہاں ایک عظیم راز ہے۔ عقیقہ مولود کی عمر کے طویل ہونے میں موثر ہوتا ہے جو قریباً ساٹھ یا ستر سال ہوتی ہے۔ لیکن وہ مولود کہ جس کی عمر ہزاروں سال ہو اور ساتھ میں اس کے دشمن بھی بے حساب ہوں تو اس کے لیے عقیقے بھی اتنے ہی ہونے چاہییں۔ لیکن اس میں کوئی منافات نہیں کیونکہ خداوند متعال ان برسوں میں امام مہدی علیہ السلام کی حفاظت کرے گا۔ بہرصورت یہ بحث کافی شرح و بسط کی محتاج ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس عمل کو ان اسباب کے لیے انجام دیا۔ امام مہدی علیہ السلام کے طولِ عمر کے لیے، تاکہ شیعوں کو امام مہدی علیہ السلام منتظر کی ولادت کی خبر ہو جائے۔ امام حسن عسکریؑ نے صرف اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنے بہترین صحابی عثمان بن سعید کو حکم دیا کہ وہ دس ہزار رطل عجز کے اور دس ہزار رطل گوشت لے اور اسے امام مہدی علیہ السلام کی خوشی میں بنی ہاشم کے گھروں میں تقسیم کرے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اکثر اپنے بعض اصحاب کی طرف ذبح کی ہوئی بکری بھیجتے اور فرماتے کہ یہ میرے بیٹے محمدؑ کا عقیقہ ہے۔ آپؑ نے اپنے خاص صحابی ابراہیمؒ کی طرف چار مینڈھے بھیجے اور لکھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! ان کو میرے بیٹے محمدؑ کی طرف سے عقیقہ کرو۔ یہ سب تجھے نصیب ہوں، اور جو ہمارے شیعوں میں سے تمھیں ملے اسے بھی کھلاؤ"۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے بعض شیعوں کو امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کی خبر دیتے تھے اور اسے پوشیدہ رکھنے کا حکم بھی دیتے تھے بلکہ آپؑ نے شیخ احمد بن اسحاق القمی کی طرف ایک رسالہ لکھ کر ارسال کیا اور اپنے فرزند امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی۔

کبھی کبھی آپؑ اپنے معتبر صحابیوں کو اپنے بیٹے محمدؑ کی زیارت بھی کراتے تھے، تاکہ حقیقت سب پر واضح ہو جائے۔ درج ذیل احادیث ہمارے اس بیان کی شاہد ہیں۔

شیخ صدوقؒ نے اپنی اسناد سے حسن بن المنذر سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں: ایک دن حمزہ بن ابی الفتح میرے پاس آئے اور کہا: خوشخبری ہو، آج کی رات امام حسن عسکریؑ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے اور امامؑ نے اس خبر کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ حسن بن المنذر نے پوچھا: اس بچے کا نام کیا ہے؟ حمزہ نے فرمایا: محمدؑ نام ہے اور ابوجعفر کنیت ہے۔

اسی کتاب میں احمد بن الحسن بن اسحاق القمی سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

"جب خلفِ صالح (امام مہدی علیہ السلام) پیدا ہوئے تو امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف سے میرے نانا احمد بن اسحاق کی طرف ایک خط آیا، جس میں امام علیہ السلام نے لکھا تھا: ہمارے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے، یہ راز تمھارے پاس مخفی رہنا چاہیے اور لوگوں کو پتا نہ چلنے پائے، بے شک ہم نے اس کا اظہار صرف اپنے قریبیوں اور موالیوں سے کیا ہے۔ ہم نے چاہا کہ ہم آپ کو اس بارے میں آگاہ کر دیں تاکہ خدا آپ کو بھی وہ خوشی نصیب کرے جو اُس نے ہمیں عطا کی ہے۔ والسلام!

کتاب اکمال الدین میں شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسناد سے جعفر فزاری سے، انھوں نے امام حسن عسکریؑ کے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ایک دن ہم ابومحمد امام حسن عسکریؑ کے گھر پر تھے اور انھوں نے ہمیں اپنا بیٹا دکھایا اور ہم چالیس لوگ تھے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرے بعد تمھارا امامؑ ہے اور تم پر میرا خلیفہ ہے۔ اس کی اطاعت کرنا اور میرے بعد اپنے دین میں تفرقہ نہ کرنا۔ اگر تفرقہ ڈالا تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ آگاہ رہو! آج کے بعد تم اسے نہ دیکھ سکو گے۔

وہ صحابہ کہتے ہیں: پھر ہم وہاں سے آ گئے۔ اس کے بعد امام ابومحمدؑ تھوڑے ہی دن زندہ رہے اور پھر دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

چھٹی فصل

غَیبت کی کیفیت

جو بھی احادیث کی بڑی کتابوں کی طرف رجوع کرتا ہے اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اور ان کی غیبت کے سلسلے میں کتنی زیادہ احادیث مروی ہیں۔ یہاں لفظِ غیبت کے دو معنی ہیں:

اوّل: امام زمانہؑ لوگوں میں نہیں رہتے اور نہ ہی لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں کہ لوگ آپؑ سے مل سکیں اور دور و نزدیک کے لوگ آپؑ کو دیکھ سکیں جیسے ایک عام انسان ہوتا ہے۔

دوم: وہ نظروں سے اوجھل ہیں اور موجود ہونے کے باوجود آنکھیں انھیں نہیں دیکھ سکتیں، جس طرح کہ آنکھیں روح، فرشتوں اور جنوں کو نہیں دیکھ سکتیں حالانکہ یہ چیزیں لوگوں میں موجود ہوتی ہیں۔

روحیں بعض لوگوں کے لیے ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ ان لوگوں میں مشہور ہے کہ اَرواح کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور فرشتے بھی انبیاءؑ کے علاوہ لوگوں کے لیے بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ جیسے حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت مریمؑ کے لیے ظاہر ہوئے۔

رسولؐ خدا کے زمانے میں جبرئیلؑ حضرت دحیہؓ الکلبی کی صورت میں ظاہر ہوتے بعض لوگ سمجھتے کہ یہ دحیہؓ کلبی ہے اور جنگِ بدر کے دن مسلمانوں کے لیے فرشتے ظاہر ہوئے۔ شاید کوئی کہنے والا کہے: فرشتوں کے اجسام لطیف ہوتے ہیں اور وہ سوائے خاص حالات کے ان عام آنکھوں سے نظر نہیں آتے اور آدمی تو اس طرح نہیں ہے۔

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں: اس مثال سے ہمارا مقصد اس کائنات کے ساتھ

تشبیہ دیتا ہے کہ جو لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوسکتی ہے اور آنکھوں سے غائب بھی۔

امام مہدی علیہ السلام کے آنکھوں سے غائب ہونے کو بیان کرنے میں مادی ذرائع بے بس ہیں۔ پس یہ مسئلہ ان حقائق سے مربوط ہے کہ جو طبیعت سے ماورا ہے۔ یہ صرف ایک فکر یا نظریہ نہیں بلکہ ثابت شدہ حقیقت ہے اور ہمارے پیش نظر ایک امر واقعی ہے اور بہت سے لوگوں کو امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے اور زمانِ غیبتِ کبریٰ کے شروع ہونے کے بعد ان کی ملاقات عام لوگوں سے ختم ہوگئی۔

یہ صحیح ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ان ملاقاتوں کے بعد امام مہدی علیہ السلام کی اتنی طویل غیبت دلیل ہے کہ آپؑ ہی امام ہیں۔ کیونکہ ایک عام انسان لوگوں کی نظروں سے غائب نہیں ہوسکتا۔ ممکن ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کو معجزہ قرار دیا جائے کیونکہ معجزہ وہ عمل ہوتا ہے کہ جس انجام دینے سے عام انسان عاجز اور بے بس ہوتا ہے۔ معجزہ خارق العادۃ عمل ہے اور طبیعت و مادیت سے ماورا (یعنی مافوق الفطرت) ہے۔ اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کی غیبت بھی ماورائے طبیعت شمار ہوتی ہے۔

یہاں ایک احتمال یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام دیکھنے والوں پر تصرف کرتے ہوں اور لوگ اس وجہ سے آپؑ کو نہ دیکھ سکتے ہوں، اور یہ کام اولیائے الٰہی کی قدرت سے باہر نہیں ہے کہ جن کو کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت حاصل ہے۔ ممکن ہے کہ قرآن کے ذریعے تھوڑی یا زیادہ دیر کے لیے آنکھوں سے غائب ہونا سمجھ سکیں۔ جیسے سورۂ یٰسین میں ہے:

وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ (سورۂ یٰسین: آیت ۹)

"یعنی ہم نے ان کے آگے اور پیچھے دیوار بنا کر ان پر پردہ ڈال دیا۔ پس وہ دیکھ نہیں سکتے"۔

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۴۵ میں ہے:

وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝

''یعنی جب آپؐ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپؐ کے اور بے ایمانوں کے درمیان چھپانے والا پردہ ڈال دیتے ہیں''۔

سورۂ طٰہٰ کی آیت ۹۶ میں خداوند متعال نے سامری کا قول بیان فرمایا ہے:

بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ يَبۡصُرُوۡا بِهٖ فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ

''یعنی میں نے وہ دیکھا کہ جو دوسرے لوگ نہ دیکھ سکے پس میں نے فرشتے کے قدموں کی مٹی کی ایک مٹھی اٹھالی''۔

پہلی آیت کے بارے میں مفسرین نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش رسولِ اکرمؐ کے گھر کے دروازے پر اکٹھے ہوگئے۔ نبی اکرمؐ باہر نکلے اور ان کے سروں پر مٹی ڈال دی اور وہ دیکھ نہیں سکتے تھے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قریش اکٹھے ہوکر کہنے لگے: اگر محمدؐ آئے تو ہم سب ایک ہوکر ان پر ہلہ بول دیں گے۔ پس جب نبی اکرمؐ آئے تو اللہ نے ان کے آگے اور پیچھے دیوار کھڑی کردی اور وہ نبی اکرمؐ کو نہ دیکھ سکے۔ نبی اکرمؐ نے نماز ادا کی اور ان کے پاس آئے۔ ان کے سروں پر مٹی پھینکی اور وہ نبی اکرمؐ کو نہ دیکھ سکے۔ جب نبی اکرمؐ ان کے پاس سے گزر گئے تو انھوں نے مٹی دیکھی اور کہنے لگے: ابی کبشہ کے بیٹے (رسولؐ) نے تم پر جادو کردیا ہے۔

طبری شافعی نے اس آیت کی تفسیر میں عکرمہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ابوجہل نے کہا: اگر میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا تو میں ایسا ویسا کردوں گا تو یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّا جَعَلۡنَا فِيۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا .... فَاَغۡشَيۡنٰهُمۡ فَهُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ ۝

(سورۂ یٰسین: آیت ۸-۹)

عکرمہ کہتا ہے کہ وہ لوگ کہتے تھے کہ دیکھو یہ محمدؐ ہے۔ ابوجہل کہتا تھا: کہاں ہے، کہاں ہے اور اُن کو دیکھ نہ سکتا تھا۔

دوسری آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے اس سے مراد

ابوسفیان، نضر بن الحارث، ابوجہل اور ابولہب کی بیوی اُمِ جمیل ہیں کہ تلاوتِ قرآن کے وقت خدا نے رسولؐ کو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا۔ وہ آپؐ کے پاس سے گزر جاتے اور آپؐ کو دیکھ نہ سکتے۔ اور وہ چیز جو انسان کی توجہ کو بیدار کرتی وہ یہ ہے کہ یہ تو ممکن ہے کہ انسان حجاب کے پیچھے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو، لیکن پردہ تو نظروں سے غائب نہیں ہوتا۔ یہاں تو وہ پردہ بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے کہ جس میں رسولِ اکرمؐ مخفی ہیں۔ توجہ رہے کہ پہلی اور دوسری آیت میں جَعَلْنَا سے مراد قدرتِ الٰہیہ ہے۔ اور تیسری آیت حضرت موسیٰؑ بن عمران اور سامری کے درمیان ہونے والے مکالمے کو بیان کرتی ہے کہ جب موسیٰؑ نے سامری سے اس بچھڑے کے بارے میں پوچھا جو اس نے بنایا تھا تو وہ بولا کہ میں نے وہ دیکھا جو دوسرے لوگ نہ دیکھ سکے۔ پس! میں نے فرشتے کے قدموں کے نشانات سے ایک مٹھی مٹی اُٹھائی اور اسے ڈال دیا۔

مفسرین کرام نے ذکر کیا ہے کہ سامری نے حضرت جبرئیلؑ کو عام انسان کی شکل میں دیکھا تھا یا حضرت جبرئیلؑ کو گھوڑے پر سوار جنّت سے نازل ہوتے دیکھا اور حضرت جبرئیلؑ کے قدموں کی مٹی اُٹھالی اور اسے بچھڑے کے مجسمے میں ڈال دی اور اس میں جان آگئی۔

اس آیت سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے سامری کو اس وقت دیکھا جب دوسرے لوگ نہ دیکھ سکے۔ اور اس آیت سے ہمارا ہدف یہ ثابت کرنا ہے کہ ممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک چیز بعض لوگوں کے لیے غائب ہو اور بعض کے لیے ظاہر ہو۔

یہاں ایک سوال باقی رہ گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ غیبت اتنا طویل کیوں ہے؟ اس کا جواب ملاحظہ کیجیے جیسا کہ احادیث میں صراحت موجود ہے کہ آپؑ کو قتل کرنے کی دھمکی دی گئی تھی اور وقت کے خلفا آپؑ کو قتل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے رہے۔ بالخصوص جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ مہدیؑ ظالموں کی کرسیوں کو گرا دیں گے، اُن کے تختوں کا تختہ اُلٹ دیں گے، ان کے وجود کو ختم کر دیں گے اور عوام اور ممالک سے ان کی حکومت کو ختم کر دیں گے۔

اگر ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام کی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو ہر ایک کے بارے میں

آپ کو یہ ملے گا کہ انھیں اس اُمت کے سرکش لوگوں نے شہید کیا۔ تلوار سے شہید کیا گیا یا زہر سے۔ جب ان کو علم ہو جاتا کہ اب ان فضائل کی مالک ہستی دنیا میں موجود ہے کہ جو فضائل آپؑ سے پہلے کسی امامؑ کے نہ تھے اور تمام دنیا پر ان کی حکومت ہوگی اور آپؑ کی نصرت و حکومت کے لیے تمام اسباب فراہم ہو جائیں گے تو کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ حکامِ وقت ان کے لیے کچھ نہ کرتے کہ جو ان کی حکومت کو بنیادوں سے اُکھاڑ پھینکنے والے تھے۔ اسی کتاب میں گزر چکا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام اس خبر کو عام لوگوں سے مخفی رکھتے تھے تاکہ ان کا بیٹا سرکش و فرعونوں کے شر سے محفوظ رہے۔

عن قریب ہم بیان کریں گے کہ کس طرح حکامِ وقت امام حسن عسکریؑ کے گھر کی تفتیش و تلاشی کے لیے آتے تھے۔ اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں کچھ شبہات کا ذکر کر کے ان کا ردّ بھی پیش کر دیں۔ اس بارے میں ہمیں بہتر معلوم ہوتا ہے تاکہ ہم قصیدے کا ردّ کریں کہ جو علمائے نجف کی طرف بھیجا گیا تھا اور علما نے نظم و نثر میں اس کے جوابات دیے۔ ہم بھی یہاں قصیدے میں موجود اعتراضات کو ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں اور ساتھ ان کا جواب ذکر کرتے ہیں۔

سوال: اے علمائے کرام! میرا آپ سے سوال ہے کہ آپ مجھے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بتائیں کہ وہ پیدا ہو چکے ہیں یا بعد میں ہوں گے؟

جواب: شاعر امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں حیران ہے اور اس کی حیرانگی کا سبب مختلف قسم کے اقوال ہیں، یعنی کچھ علما کہتے ہیں کہ وہ پیدا نہیں ہوئے اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ پیدا ہو چکے ہیں اور ہم نے پچھلی فصول میں ان علماء کے اقوال ذکر کر دیے ہیں جو امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے قائل ہیں۔

سوال: شاعر کہتا ہے کہ میرے نزدیک تو وہ پیدا نہیں ہوئے، اگر ہوتے تو اب ظلم و جَور نہ ہوتا، کیونکہ وہ تو عدل و انصاف کو قائم کرنے والے ہیں۔

جواب: شاعر اپنی عقل کے مطابق فیصلے کرتا جا رہا ہے اور کہتا ہے کہ اگر امامؑ ہوتے تو وہ ظلم و جَور کو ختم کرنے کے لیے ظاہر ہو جاتے۔ شاعر کی اس دلیل کے مطابق امامؑ کو لوگوں

کی خواہشات کا پابند ہونا چاہیے۔ اور خود ان کو علم نہیں کہ ظلم و جور پھیل چکا ہے۔

سوال: اگر یہ کہا جائے کہ وہ سرکش حکمرانوں کے خوف سے چھپے ہوئے ہیں تو یہ درست نہیں کیونکہ ایک تو خدا نے انھیں حضرت عیسیٰؑ کے نزول تک لمبی بشارت دی ہے اور انھوں نے زمین کو عدل کا گہوارہ بنانا ہے اور دوسرا یہ کہ جو ان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اس خدا سے بڑے نہیں کہ جو ان کا محافظ ہے؟

جواب: شاعر کہتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا سرکش حکمرانوں کے خوف سے پوشیدہ ہونا، عقل و نقل دونوں کے برعکس ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا مشرکین مکہ کے خوف سے غارِ ثور میں کیوں گئے؟ حالانکہ رسولؐ خدا جانتے تھے کہ خدا ان کے دین کو تمام ادیانِ عالم پر غالب کرے گا تو پھر مشرکوں سے خوف کس بات کا؟ اور کیوں عام رستے سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار کیا کہ جب مدینہ کی طرف گئے۔

اس سے پہلے کیوں حضرت موسیٰؑ بن عمران نے خوف و ہراس میں صبح کی اور عرض کیا: خداوندا! مجھے ظالموں سے نجات عطا فرما۔ اور یہ کیوں فرمایا کہ میں تمھارے خوف سے یہاں سے بھاگ گیا۔۔۔ خوف کس بات کا تھا؟ حالانکہ آپؑ جانتے تھے آپؑ زندہ رہیں گے اور بنی اسرائیل کو فرعون و آلِ فرعون کے ظلم سے نجات دلائیں گے۔ نیز وہ جانتے تھے کہ عن قریب وہ تمام فراعنہ کے تخت کو گرا دیں گے؟......

جناب شاعر جو جواب آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰؑ بن عمران کے مشرکین سے خوف کا دیں گے، وہی ہم امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کا دیں گے۔

ہماری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام ظہور کے لیے خدا کے حکم اور اجازت کے منتظر ہیں اور وہ جانتے ہیں عن قریب حضرت عیسیٰؑ کے زمین پر نازل ہونے تک زندہ رہیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے لیکن یہ سب کچھ مخصوص حالات و شرائط کی موجودگی میں ہوگا کیونکہ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اور یہ طبیعی ہے کہ اگر امام مہدی علیہ السلام کو ظہور کے لیے سازگار ماحول اور مکمل شرائط حاصل ہو جائیں تو خدا ان کو ظہور کی اجازت عطا فرمائے گا اور آپؑ کے زمانۂ غیبت کا طویل ہونا ان خاص شرائط کی عدم موجودگی ہے۔

سوال: اگر امام مہدی علیہ السلام لوگوں کے ایذا کے خوف سے پوشیدہ ہیں تو یہ ان کا ایک عیب ہے۔ آپؑ کیوں نہیں نکلتے اور مصائب پر صبر کرتے اور اپنے واجب شرعی کو انجام دیتے؟ یہاں ایک دوسرا عیب بھی شاعر نے ذکر کیا ہے اور وہ بزدلی ہے، بلکہ آپؑ تو وہ ہیں کہ جن سے تمام قومیں اور حکومتیں ڈرتی ہیں؟

جواب: ان باطل افکار کا جواب دینے کے لیے ہم کہتے ہیں: کیا رسولؐ خدا نے اس وقت (نعوذ باللہ) بزدلی کا مظاہرہ کیا کہ جب آپؐ مشرکوں کے شر سے بچنے کے لیے غارِ ثور کی طرف گئے اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے تھے؟

کیا اس وقت رسولؐ خدا نے نعوذ باللہ بزدلی دکھائی تھی کہ جب تین سال سے زیادہ عرصہ شعب ابی طالبؑ میں تنگی، بھوک اور خوف کے عالم میں گزارا؟ کیا اس وقت نبی اکرمؐ کو اپنے رب پر بھروسا نہ تھا کہ جب آپؐ پوشیدہ طور پر لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے اور آپؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ دارارقم میں چھپ کر عبادت کرتے تھے یہاں تک کہ وحی آئی:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۂ حجر: آیت ۹۴)

ان مثالوں کے بعد ہم عرض کرتے ہیں کہ حکمت اور چیز ہے اور بزدلی اور چیز ہے۔ لیکن شاعر صاحب ان مفاہیم میں فرق نہیں کرتے۔

سوال: اگلا اعتراض یہ کیا ہے کہ ہندوستان میں ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اسے کسی نے قتل کیا نہ کوئی تکلیف دی، تو اس عقیدے کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: ہندوستان آخری سالوں میں دُہری حکومت کی حامل سرزمین تھی۔ یہاں کی حکومت دینی حکومت نہ تھی۔ اس میں ہر مذہب و ملت کے افراد رہتے تھے اور دینی مسائل میں کوئی ایک دوسرے پر اعتراض نہیں کرتا تھا۔ اگر وہاں ایک کذاب ظاہر ہوا اور اس نے مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کیا اور کسی نے اسے کچھ نہ کیا، لیکن جلد وہ اپنے دعوے سمیت غرق ہو گیا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہو کر ثابت کرتے کہ یہ جھوٹا دعوے دار ہے۔ ہو سکتا ہے کہ استعمار نے اسے اپنا آلۂ کار بنا کر کھڑا کیا ہو۔ اور شاید اگر یہ نبی یا خدا ہونے کا دعویٰ کرتا تو اس بارے میں کوئی زبان ہی نہ کھولتا، کیونکہ ہندوستان کے بعض لوگ گائے کی

پوجا کرتے تھے۔ بعض پتھروں کی اور بعض درختوں کی بلکہ بعض تو مذکر کی عبادت کرتے تھے۔ تو اس میں کون سا مانع تھا کہ وہ جھوٹا مہدی ہونے کا دعوٰی کرے اور ہر قسم کی تکلیف سے بچ جائے۔

روسی استعمار نے ایک اور شخص کو کھڑا کیا تھا۔ اس کا نام علی محمد تھا۔ اس نے پہلے تو امام مہدی علیہ السلام کی طرف پہنچنے کا دروازہ ہونے کا دعوٰی کیا تھا، پھر مہدی بن بیٹھا۔ اور اس کا انجام یہ ہوا کہ اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔ پھر مار پیٹ کر سولی پر چڑھا دیا گیا اور پھر زمین پر پھینک دیا گیا اور کتے اس کا گوشت نوچنے لگ گئے۔ اب ہندی جھوٹے دعوے دار کا استدلال علی محمد کے انجام سے ٹوٹ گیا ہے اور عن قریب ہم اس پر بحث کریں گے۔

ہم رواں صدی میں دیکھتے ہیں کہ استعماری طاقتیں اسلامی ملکوں میں پھیل چکی ہیں اور انھوں نے لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو بھی حق کی بات کرتا ہے اس پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے۔ پھر استعمار اسے ختم کرنے کے لیے اپنے نجس قدم بڑھاتے ہیں۔ اگر ہم یہاں ان شخصیات کا ذکر کریں کہ جو استعمار کے ظلم کا نشانہ بنی ہیں تو یہ کتاب اپنے موضوع سے خارج ہو جائے گی۔ ایران کے کتنے ایسے جلیل القدر علما تھے کہ جنہوں نے استعمار کے قوانین کو قبول نہ کیا تو انھیں پھانسی دے دی گئی، گولیوں پر لٹا یا گیا یا پھر زہر دے کر مار دیا گیا۔

علما کے ایسے ہی سانحے عراق میں بھی پیش آئے۔ آیت اللہ شیخ محمد تقی الشیرازی رہبرِ انقلابِ اسلامی عراق اور سید جمال الدین افغانی کو ترکی میں شہید کیا گیا۔ اسی طرح جزائر اور لیبیا میں کافی تعداد میں مذہب و ملت کے ذمہ دار افراد کو مستعمروں نے قتل کر دیا۔ اگر اس صدی کے اسلامی ممالک کی تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو بے شمار مظالم ملتے ہیں جنھیں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جبکہ یہ بھی ظاہر تھا کہ وہ امام مہدی علیہ السلام ہونے کے دعوے دار نہ تھے بلکہ وہ مسلمانوں کو خیر و خوبی کی طرف دعوت دینے والے تھے اور ان کے ضمیروں کو جنجھوڑنے والے تھے اور یہ بات استعماریوں کو پسند نہیں کہ کوئی اصلاح کی بات کرے۔

خلاصہ یہ کہ کسی جھوٹے دعوے دار کی وجہ سے اصلی اور سچے منصب کے صحیح حق دار کو

نہیں چھوڑا جاسکتا۔

سوال: شاعر کہتا ہے کہ اگر امام مہدی علیہ السلام خدا کے حکم سے غائب ہوئے ہیں اور ظاہر بھی خدا کے حکم سے ہوں گے تو یہ ایک بے وقوفی اور مصیبت ہے۔ کوئی جاہل اور بے وقوف ہی اس نظریے کا قائل ہوسکتا ہے، یعنی اس قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا امام مہدی علیہ السلام کی مدد کرنے سے عاجز ہے اور یہی تو کفر ہے۔

جواب: اس استدلال کے جواب میں ہم کہتے ہیں: کیا خدا اپنے رسولوںؑ کی نصرت وتائید کرنے سے عاجز تھا کہ قرآن میں بارہا ذکر آیا کہ لوگ اپنے رسولوںؑ کو قتل کرتے تھے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا:

اے ابوعبدالرحمٰن! کیا تو اس دنیا کی اس پستی کو نہیں جانتا کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر بنی اسرائیل کے سرکشوں میں سے ایک سرکش کو تحفے میں دیا گیا؟ اور کیا تم نہیں جانتے کہ بنی اسرائیل طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ستر انبیائے کرامؑ کو قتل کرتے تھے، پھر بازاروں میں بیٹھ کر خرید وفروخت شروع کردیتے تھے جیسے انھوں نے کچھ کیا ہی نہ ہو؟

اگر آپ قصص الانبیاءؑ کا مطالعہ کریں تو آپ کو ہزاروں ایسے واقعات ملیں گے کہ جن میں انبیائے کرامؑ کو طرح طرح کی سزائیں دی گئیں، انھیں قتل کیا گیا، سروں سے چمڑا کھینچ لیا گیا اور انھیں زندہ دفن کردیا گیا وغیرہ وغیرہ۔

اب ہم (مذکورہ) شاعر صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خدا ان انبیاءؑ کی مدد کرنے کے بارے میں بے بس اور عاجز تھا؟ جب کہ یہ بھی معلوم ہے کہ خدا نے انبیاءؑ کو اُمتوں کی طرف بھیجا اور انبیاءؑ بشریت کے افضل ترین طبقے میں سے ہیں اور خدا کے مقرب ترین ہیں تو کیوں خداوند متعال نے ان کی مدد نہ کی؟

قبل ازیں ہم ذکر کرچکے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سال سے زیادہ عرصہ شعب ابی طالبؑ میں رہے۔ مشرکوں کے شر سے بچنے کے لیے غار کی طرف گئے اور مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ کیا خدا آپؐ کی مدد کرنے پر قادر نہ تھا حالانکہ آپؐ تمام انبیاءؑ کے بھی سردار تھے (اور ہیں)۔

ماننا پڑے گا کہ ہر کام میں خدا کی کوئی حکمت اور مصلحت ہوتی ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر اور آگاہ ہے۔ وہ دیکھنے والا اور احاطہ کرنے والا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ پس خدا کی حکمت اور چیز ہے اور قدرت اور چیز ہے اور حکمتِ الٰہیہ کے تحت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مناسب وقت اور مناسب حالات میں ہوگا کہ جس کا علم اسی کے پاس ہے۔

آخر میں اس شاعر نے سرداب کا مذاق اڑایا ہے کہ جس کا تفصیلی رد ہم عن قریب سرداب کی بحث میں کریں گے۔

ساتویں فصل

غیبتِ صغریٰ

غیبت کے بیان میں ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ امام علیہ السلام آنکھوں سے غائب ہیں مگر اسی دنیا میں ہیں۔ اب ہم غیبتِ صغریٰ کے بارے میں چند معروضات پیش کرتے ہیں۔

علما و محدثین کے درمیان غیبتِ صغریٰ کی ابتدا کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا یہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے ہی میں آپؑ کی زندگی کے آغاز سے شروع ہوگئی تھی یا امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد؟

صحیح یہ ہے کہ غیبتِ صغریٰ آپؑ کی زندگی کے ابتدائی ایام ہی سے شروع ہوگئی تھی، یعنی آپؑ کی ولادت آپؑ کی غیبت کے ساتھ متصل تھی اور ممکن ہے کہ جو پانچ سال آپؑ نے اپنے بابا کے ساتھ گزارے ہم انھیں بھی غیبت میں شمار کریں۔ جیسا کہ شیخ مفیدؒ وغیرہ نے یہ نظریہ اختیار کیا ہے۔ آپؑ کی غیبتِ صغریٰ، غیبتِ کبریٰ کے لیے ایک مقدمہ اور تمہید تھی اور غیبتِ کبریٰ ظہور کے لیے ایک مقدمہ ہے کہ جس میں شیعوں اور امام علیہ السلام کے درمیان رابطہ ختم ہوگیا تھا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلے زمانے میں لوگوں کے لیے عموماً اور شیعوں کے لیے خصوصاً ممکن تھا کہ وہ جب چاہتے اور جہاں چاہتے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ساتھ ملاقات کر لیتے۔ یہ ملاقاتیں مسجدوں میں، راستوں میں اور حج کے موسموں میں مکہ، عرفات، منیٰ اور ائمہؑ کے گھروں میں ہوتی تھیں۔ امام زمانہؑ تک صورتِ حال اسی طرح رہی لیکن امام مہدی علیہ السلام کے دور میں جابر و سرکش حکمرانوں کی طرف سے بہت سختی کی گئی اور وہ بڑی باریک بینی سے لوگوں پر نظر رکھتے تھے۔

عباسی حکمران اپنی حکومت و سلطنت کے باوجود جانتے تھے کہ یہاں ایک بہت بڑی

اسلامی جماعت ہے جو عباسیوں کی حکومت کو غیر شرعی سمجھتی ہے بلکہ اس جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ خلافت ائمہ اہلِ بیتؑ کا شرعی حق ہے اور غیروں نے اس پر قبضہ کرلیا ہے اور اس حکومت میں وہ غاصبانہ طور پر تصرف کر رہے ہیں۔

یہ حقیقت عباسی حکمرانوں کے نزدیک دو صورتوں سے ثابت تھی۔ پہلی یہ کہ ائمہ اہلِ بیتؑ میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو حکومت کے اہل ہونے کے لیے ضروری ہوتی ہیں جیسے عالی نسب ہونا اور دیگر خصائص جیسے علمِ کامل، تقویٰ، نیکی، اعتدال اور فضائل و مناقب پر مشتمل حیاتِ طیبہ خصوصاً امامت کے خصائص جیسے معجزہ، خدا و رسولؐ کی طرف سے وہ نصوص جو ان کی امامت کو ثابت کرنے کے لیے وارد ہوئی ہیں۔ خلافتِ شرعی، دلوں کا ان کی طرف مائل ہونا، ان کی حقیقت کو تسلیم کرنا اور حق کو ان کے لیے ثابت سمجھنا وغیرہ۔ اور دوسری صورت پہلی سے مختلف ہے اور وہ ایسی زندگی ہے کہ جو اسلام کے مفہوم کے برعکس ہے۔ عباسی حکمرانوں نے باجود اس کے کہ نصف کرۂ ارض پر حکومت حاصل کرلی تھی، اُنھیں دوسری قوموں کے ساتھ کوئی ہمدردی یا لگاؤ نہ تھا۔ اُنھیں مسلمانوں کی بغاوت کا خوف تھا نہ وہ دوسری قوموں کی عباسی سلطنت پر ناراضگی اور اعتراضات کی کوئی پروا کرتے تھے۔

وہ اتنی بڑی حکومت کے مقابلے میں، دُور کی اور کمزور قوموں سے کیونکر ڈرتے؟ وہ کیونکر حرام کاموں سے بچتے، اور بدفعلیاں انجام دینے سے باز آتے؟ وہ کیسے اپنی من مانیوں کو چھوڑ سکتے تھے؟ اور تمام اسباب لہو ولعب کی موجودگی میں کیسے اپنی خواہشات پر قابو رکھ سکتے تھے؟

اس بنا پر انھوں نے خلیفۃ الرسولؐ کے موضوع کو طاغوت اور ظالم و جابر سے بدل لیا اور آسائش پسندی اور محرمات کی کشتی پر سوار ہوگئے۔ پس لہوولعب، رقص وغنا اور شراب خوری کی محفلیں، ہر ہر قدم پر اور ہر رات سجائی جاتی اور بادشاہوں کے محلات میں صبح وشام ایسی محفلیں چلتیں اور ان میں خلیفہ اور ایسے فاسق و فاجر لوگ جمع ہوتے کہ جن کا مقصد صرف خلیفہ کو راضی کرنا تھا۔

کیا اُن علمائے سوء سے نہیں پوچھا جائے گا کہ جنھوں نے خلفا کو ہر حوالے سے مطمئن

کر دیا تھا اور انھیں یہ سبق دیا تھا کہ خلیفہ سے اس کے اعمال کا حساب کتاب نہ لیا جائے۔ اس کی مرضی ہے چاہے نیکی کرے یا برائی۔

ہاں جس نے خلیفہ کے دل کو کبھی کبھی حقیقت کا احساس دلایا اور اس پر لذتوں کو حرام کر دیا وہ ائمہ اہلِ بیتؑ ہیں کہ جنھیں خدا نے عصمت وطہارت کا تاج پہنایا۔عموماً خلیفہ اس تاک میں رہتا کہ کس طرح ان شخصیات کو ختم کیا جائے۔ ان کی معنویات کو مٹایا جائے، ان کے ذکر کو پست کیا جائے اور ان کے اصحاب کی ملاقات کو ان سے روکا جائے۔

امام علی النقی الہادی علیہ السلام اس فضا اور ان حالات میں زندگی گزار رہے تھے۔ کیا حکمت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان پر لازم نہ تھا کہ وہ اپنی زندگی میں ایک خاص روش اختیار کریں اور حکمت کے تمام پہلوؤں کا لحاظ رکھیں۔

اس زمانے میں امام علی نقی علیہ السلام سخت نگرانی میں زندگی گزار رہے تھے کیونکہ اس زمانے میں بادشاہوں کو یہ خوف رہتا تھا کہ ائمہ علیہم السلام کی محبت لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتی ہے۔ اور اس محبت کا رشتہ دنیا کے تمام رشتوں سے زیادہ مضبوط ہے۔

ہاں وہ خود اپنے آپ کو رسولؐ کا خلیفہ سمجھتے تھے۔ تمام اختیارات کا مالک گردانتے تھے۔ پس وہی حاکم تھے۔ انھی کے ہاتھوں میں دین کی باگ ڈور تھی۔ وہ جہاد کا حکم دیتے، زکوٰۃ لیتے اور دیگر اجتماعی اور دینی نظام کے اُمور کو انجام دیتے تھے۔

خدا نے یہ قیادت ائمہ اہلِ بیتؑ کے لیے بنائی لیکن اہلِ بیتؑ کے ساتھ وہ جو ہوا، کرسیٔ خلافت پر نا اہل لوگ جا بیٹھے اور ائمہ اہلِ بیتؑ سے حقِ تصرف چھین لیا۔امام علی علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام تک سب ائمہ علیہم السلام کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا۔

ان صدیوں میں حکمران اپنے آپ کو رسولؐ کا خلیفہ کہلواتے رہے۔ اگر وہ کہتے کہ ہم بادشاہ ہیں یا جمہوریت کے رئیس ہیں تو مسلمان ان کا حکم ماننا چھوڑ دیتے، کیونکہ بادشاہت (اور جمہوریت) اسلامی طرزِ حکومت کے ساتھ نہیں مل سکتی۔

اسی وجہ سے اُمویوں اور عباسیوں وغیرہ نے خلافت کا دعویٰ کیا تاکہ وہ لوگوں پر روحانی سلطنت حاصل کر سکیں اور لوگ یہ سمجھیں کہ وہ خدا کے حکم سے حکم دیتے اور امرِ خداوندی

کو بجا لاتے ہیں۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی کیونکہ خلافتِ اسلامیہ کے مطابق خلیفہ میں پاکیزگی، دیانت، علم اور تقویٰ جیسی خوبیوں کا ہونا ضروری ہے اور یہ صفات ان خلافت کے دعوے داروں میں موجود نہ تھیں۔ تاریخ صحیح ہمارے اس بیان کی تصدیق کرتی ہے اور یہ تمام خوبیاں بدرجۂ اتم ائمہ اہلِ بیتؑ میں موجود تھیں اور تاریخ اس کی بھی شاہد ہے۔

اب پھر ہم اپنی گفتگو کا رُخ امام علی النقی علیہ السلام کے سخت دور کی طرف موڑتے ہیں۔

ان مشکلات سے بچنے کے لیے امام علیہ السلام نے جو طریقے اختیار فرمائے وہ یہ ہیں:

آپؑ نے بغداد میں اپنے بعض معتبر افراد کو معین کیا تاکہ وہ آپؑ کے وکیل ہو سکیں اور شیعوں کے دینی و دنیاوی اُمور کے مرجع بن سکیں۔ پس اموال صدقات و خمس ان وکلا تک پہنچا دیے جاتے اور اپنے مسائل ان کو بتا دیے جاتے اور یہ وکلا، شیعوں اور امامؑ کے درمیان واسطہ بنتے تھے۔

ان وکلا نے اس عظیم منصب کو سنبھالنے کے لیے مختلف پیشے اختیار کر رکھے تھے اور کئی سالوں تک یہی معمول رہا یہاں تک کہ لوگوں کو نائبینِ امامؑ کی طرف رجوع کرنے کی عادت ہو گئی۔ اسی اثنا میں امام علی النقی علیہ السلام کی شہادت ہو گئی اور وکالتِ امامؑ انھی بزرگوں کے پاس رہی اور یہ وکلا شیعوں اور امام حسن عسکریؑ کے درمیان تعارف کا ذریعہ بنے۔

جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہو گئی تو امامِ زمانہؑ نے بھی وکلا کو ان کے منصب پر باقی رکھا۔ ہم آیندہ فصول میں ان وکلا و نائبین اور سفرا کے حالاتِ زندگی بیان کریں گے۔

امام مہدی علیہ السلام، امام حسن عسکریؑ کے دور میں

باوجود اس کے کہ ہم یہ قول اختیار کر چکے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبتِ صغریٰ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے دور سے ہی شروع ہو گئی تھی لیکن یہاں کوئی حرج نہیں کہ ہم تھوڑا سا امامؑ کی زندگی کے ان لمحات کے بارے میں بیان کریں کہ جو حضرت امام مہدی علیہ السلام نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زیرِ سایہ گزارے۔

واضح ہے کہ امام مہدی علیہ السلام سامرہ میں اپنے والد بزرگوار امام حسن عسکری علیہ السلام کے

زیر سایہ زندگی گزار رہے تھے، جو ان کے بابا کی شفقت و پیار پر مشتمل تھی۔ اس وقت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے بعض معتبر شیعوں سے ان کی ملاقات کراتے اور شیعوں کو بتاتے تھے کہ یہ میرے بعد تمھارے بارھویں امام ہیں اور یہی وہ مہدی ہیں، جن کا وعدہ کیا گیا ہے اور جن کا انکار کیا جائے گا۔ اس موضوع کے بارے میں ہم کچھ احادیث آنے والی فصل میں بیان کریں گے۔

بعد اس کے کہ جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو زہر دے دیا گیا اور امام علیہ السلام کی زندگی کے آخری لمحات تھے تو آپؑ کا گھر اُن جاسوسوں سے خالی ہوگیا تھا جو آپؑ کی زندگی کے درپے تھے۔ اس دوران میں امام مہدی علیہ السلام اپنے بابا کے پاس حاضر ہوئے تاکہ انھیں دوا پلائیں اور دوا والا برتن امامؑ کے منہ کے ساتھ لگائیں کیونکہ اس زہر کے اثر سے امامؑ کے ہاتھوں پر رعشہ طاری تھا اور یہ آپؑ کی اور امام حسن عسکریؑ کی آخری ملاقات تھی۔ امام حسن عسکریؑ اپنی اولاد کو خدا کے سہارے پر چھوڑ گئے۔

اب یہاں ہم ایک اور بحث شروع کرنے والے ہیں، اگرچہ اسے کھول کر بیان کرنے کی ضرورت ہے لیکن ہم جتنا ہوسکا اختصار سے کام لیں گے۔

جعفر بن امام علی النقی الہادی علیہ السلام

جعفر، حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور وہ اپنے آبائے کرام کی راہ کو چھوڑ کر خواہشاتِ نفس اور منکرات کی راہ پر لگ گئے۔ ان کا انحراف، فرزندِ نوحؑ کے انحراف سے عجیب نہیں کہ جن کے بارے میں فرمانِ خداوندی ہے: "اے نوحؑ! وہ تیرے اہل سے نہیں، اس کے اعمال نیک نہیں ہیں"۔

ان کا انحراف والد کی تربیت میں کمی کی وجہ سے تھا نہ اس ماحول کی خرابی کی وجہ سے تھا کہ جس میں وہ پل بڑھ رہے تھے۔ ان کا انحراف فاسقوں اور منحرفین کی صحبت کی وجہ سے تھا اور یہ واضح ہے کہ صحبت کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔[1]

---

[1] فرزندِ نوحؑ کسی عزت و احترام کا حق دار نہیں تو پھر جعفر احترام کا کیسے حق دار؟!

ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ کیسے ان کے ساتھ مل گئے کہ جنھوں نے ان کو ذلّت و رُسوائی کے گڑھے میں دھکیلا اور راہِ اہلِ بیتؑ سے دُور کر دیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ امام حسن عسکریؑ جس وقت اپنے خاص شیعوں کو امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں بتاتے، جعفر کو نہ بتایا اور جعفر کو پتا نہ چلا کہ ان کے بھائی کا بھی کوئی بیٹا ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس بات سے آگاہ ہوں اور جان بوجھ کر لاعلمی ظاہر کی ہو۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی شہادت سے پندرہ دن پہلے مدائن میں اپنے بعض شیعوں کی طرف خطوط لکھے اور وہ خطوط اپنے خادم ابوالادیان کو دے کر فرمایا: ان خطوط کو مدائن لے جاؤ، تم پندرہ دن غائب رہو گے اور جب پندرھویں دن تم سامرہ آؤ گے تو تم میرے گھر سے رونے کی آواز سنو گے اور مجھے غسلِ میت کے تختے پر پاؤ گے۔

ابوالادیان نے پوچھا: مولا! جب آپؑ چلے جائیں تو آپؑ کے بعد امام کون ہوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو تم سے میرے خطوط کے جوابات طلب کرے وہ قائمؑ ہے۔

خادم نے عرض کیا: مولا! کوئی اور نشانی بتا دیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو میرا جنازہ پڑھائے گا وہ قائمؑ ہے۔

خادم نے کہا: کچھ اور......؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو تمھیں تھیلے میں موجود چیزوں کے بارے میں بتائے وہ قائمؑ ہے۔ البتہ امامؑ کی ہیبت کے سبب سے میں اور کچھ نہ پوچھ سکا اور خطوط لے کر مدائن کی طرف چل پڑا۔

ان خطوط کے جوابات لے کر جب پندرھویں دن میں سامرہ آیا تو امام علیہ السلام کی اطلاع کے مطابق میں نے ان کے گھر سے رونے کی آوازیں سنیں۔ امام علیہ السلام کو غسل دیا جانے لگا تھا اور امامؑ کے گھر کے دروازے پر میری ملاقات جعفر بن علیؑ سے ہوئی۔ شیعہ ان کو امامت و خلافت کی مبارک باد دے رہے تھے۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: اگر یہ شخص امام ہے تو امامت باطل ہے کیونکہ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ شراب پیتا تھا اور عباسی بادشاہ کے دربار میں جوا کھیلتا تھا اور طنبور

بجاتا تھا۔

سو میں گیا، تعزیت کی اور امامت کی مبارک باد دی تو اس نے مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھا۔ اتنے میں امام حسن عسکریؑ کا خادم آیا اور کہنے لگا: سید و سردار، آپؑ کے بھائی کو کفن پہنایا جا چکا ہے آئیں اور نماز پڑھائیں۔ جعفر اور شیعہ داخل ہو گئے۔ ان کے آگے آگے سمان اور حضرت حسن بن علیؑ تھے۔ جب ہم امام حسن عسکریؑ کی میت کے پاس کھڑے ہو کر حضرت حسن بن علیؑ سے تعزیت کر رہے تھے تو جعفر آگے بڑھے تاکہ اپنے بھائی پر نماز جنازہ پڑھائے۔ وہ ابھی تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ روشن چہرے، خوب صورت بالوں والا اور خوب صورت دانتوں والا ایک بچہ آیا اور اس نے جعفر بن علیؑ کی چادر کو پکڑ کر فرمایا: چچا! پیچھے ہٹیں، اپنے بابا! پر نماز پڑھانے کا میں زیادہ حق دار ہوں۔

پس جعفر پیچھے ہٹا اور ہیبت سے اس کا چہرہ زرد ہو گیا، اور بچے نے آگے بڑھ کر اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھائی اور امامؑ کو ان کے والد کی قبر کے پاس دفن کر دیا گیا۔ پھر اس بچے نے فرمایا: اے بصری! مجھے خطوط کے وہ جوابات دو جو تم اپنے ساتھ لائے ہو۔ میں نے وہ جوابات اس بچے کے حوالے کر دیے اور دل میں کہنے لگا کہ امام علیہ السلام کی بتائی ہوئی دو نشانیاں تو اس بچے میں موجود ہیں (ایک جنازہ پڑھانے والی اور دوسری خطوط کا جواب طلب کرنے والی)۔ اب صرف بیگ والا سوال رہ گیا ہے۔

پھر میں جعفر بن علیؑ کے پاس گیا تو وہ آپے سے باہر تھا۔ حاجز الوشاء نے اس سے پوچھا: اے سردار! یہ بچہ کون ہے؟ تاکہ اس پر حجت قائم ہو جائے۔ جعفر نے کہا: بخدا، نہ میں نے پہلے اسے دیکھا نہ جانتا ہوں۔ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ قم سے ایک جماعت آئی اور اس نے امام حسن عسکریؑ کے بارے میں پوچھا تو انھیں بتایا گیا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔ انھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اب ان کے بعد امام کون ہے؟ لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے جعفر کو سلام کیا، بھائی کی تعزیت کی اور امامت و خلافت کی مبارک باد دی۔

انھوں نے کہا: ہم اپنے ساتھ کچھ خطوط اور مال لے کر آئے ہیں تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کس کس کے خطوط ہیں اور کتنا مال ہے؟

جعفر اپنے کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: تم چاہتے ہو کہ ہمارے پاس غیب کا علم ہو؟!

تب امام مہدی علیہ السلام کا خادم آیا اور اس نے بتایا کہ تمھارے پاس فلاں فلاں کے خطوط ہیں اور ایک بدرقہ (تھیلا) ہے اس میں ہزار دینار ہیں جن میں سے دس دینار سونے کے ہیں۔ پس ان لوگوں نے وہ خطوط اور مال اس خادم کو دے دیے اور کہا: جنھوں نے تمھیں یہ چیزیں لینے کے لیے بھیجا، وہی امامؑ ہیں۔

ہم اس حدیث سے چند چیزیں اخذ کرتے ہیں:

① جعفر نے اپنے آپ کو امامت وخلافت کے منصب کے لیے اس وقت پیش کیا جب وہ بالکل اس منصب کا اہل نہ تھا اور اسے اپنی بری عادتوں کا خوب پتا تھا۔ پس اپنے گناہوں، فسق وفجور اور عیوب کا علم ہونے کے باوجود بھی اپنے آپ کو امامت کے لیے پیش کرنا اس کے عدم تقویٰ کی نشانی ہے کیونکہ اس پر تو لازم تھا کہ وہ لوگوں کی مبارک باد قبول نہ کرتا۔

② شیعوں کے درمیان مشہور تھا کہ امامؑ کا جنازہ امامؑ ہی پڑھا سکتا ہے۔ کیونکہ نمازِ میت، نمازی کی طرف سے میت کے لیے ایک دُعا ہوتی ہے اور امام حسن عسکریؑ کی نماز پڑھانا امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ مختص تھا۔ لہٰذا جب جعفر آگے بڑھا کہ امامؑ کا جنازہ پڑھائے تو اللہ نے چاہا کہ حقیقت لوگوں پر آشکار ہو جائے اور انھیں حقیقی امامؑ کا پتا چل جائے۔ اسی لیے امام مہدی علیہ السلام آئے اور چچا کی عبا کو پکڑ کر فرمایا: تَاَخَّرْ یَا عَمِّ، فَاَنَا اَحَقُّ بِالصَّلَاۃِ عَلٰی اَبِیْ۔ آپؑ نے اسے چچا کہہ کر بتایا کہ آپؑ اس کے بھائی امام حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں۔ اور فَاَنَا اَحَقُّ بِالصَّلَاۃِ عَلٰی اَبِیْ کے جملے سے اپنی اُولویت ثابت کی اور عَلٰی اَبِیْ سے اپنا نسب اور امامت ثابت کی کہ امامؑ کا جنازہ امامؑ ہی پڑھا سکتا ہے کیونکہ وہ میت کا ولی ہوتا ہے اور سب لوگوں سے زیادہ اس کی میراث کا حق دار ہوتا ہے۔ اس بنا پر جعفر نہ امام ہیں اور نہ ہی وارثِ امام اور امام مہدی علیہ السلام امام حسن عسکریؑ کے حقیقی وارث اور جانشین ہیں۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ جعفر فوراً پیچھے ہٹ گیا اور اس بچے سے کچھ نہ کہہ سکا تو اس وقت اس کی قدرت و طاقت کہاں گئی تھی اور اس وقت وہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکا اور اس شخص کو ایک بچے کا کیا خوف کہ جس کو لوگوں کے ہجوم نے خلیفہ اور امام بنا رکھا ہو۔ ہاں یہ ہیبت و قوت امام مہدی علیہ السلام میں تھی کہ جو جعفر جیسوں میں نہ تھی اور کیوں جعفر کا (امامؑ کی ہیبت سے) رنگ زرد ہو گیا اور اس کا چہرہ بگڑ گیا اور ایک طرف تو لوگوں سے مبارک باد وصول کی جبکہ دوسری طرف اس بچے کے کہنے پر پیچھے ہٹ گیا کہ آپ سے زیادہ میں حق دار ہوں اور اپنے آپ کو جھٹلایا۔

اور جب بصرہ کے شیعوں نے اس سے پوچھا: یہ بچہ کون ہے؟ سائل نے بچے کے بارے میں اس لیے سوال کیا تاکہ جعفر، امام مہدی علیہ السلام کو امامؑ مان لے، بعد اس کے کہ اس نے خود کو امام کہلوایا تھا۔ لیکن اس نے حلف اُٹھا کر کہا: بخدا! میں نے اسے پہلے کبھی نہ دیکھا۔ تعجب اس بات پر ہے کہ احمد بن اسحاق اشعری تو جانتا ہے کہ یہ بچہ امام مہدی علیہ السلام ہے لیکن گھر کا فرد اپنے بھتیجے کو نہیں جانتا، اور بہت سے شیعوں نے امام حسن عسکریؑ کے زمانے میں تو انھیں دیکھا لیکن جعفر نے نہ دیکھا۔

کاش! جعفر اسی موقف پر اکتفا کرتا، کاش وہ دعوائے امامت بعد میں چھوڑ دیتا۔ اے کاش! حاضرین حق و باطل کو جان لیتے! لیکن کیا کیا جائے اس جہالت کا؟!

اے کاش! جب قم سے وفد آیا تھا تو وہ جعفر کو امام نہ بتلاتے تاکہ جعفر کو مزید ذلت و رُسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ لیکن ان قم سے آنے والے افراد نے اپنے ساتھ سامان اور خطوط کے بارے میں پوچھا تاکہ حقیقت آشکار ہو جائے تو جعفر کپڑے جھاڑتا ہوا اُٹھا اور کہنے لگا کہ مجھے غیب کی خبر نہیں ہے۔ اس نے ایسا ردِعمل پیش کیا جو ایک شخص تہمت سے بری ہونے کے لیے پیش کرتا ہے اور کاش وہ جان لیتا کہ علمِ امام اور ہوتا ہے اور علمِ غیب اور۔ اے کاش! وہ ان اخبار و احادیث کو یاد کرتا جو رسولِ اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ سے وارد ہوئیں اور مستقبل کے احوال کو بیان کرتی ہیں۔

کاش! وہ امیر المومنینؑ کے اس خطبے پر غور کرتا کہ جب آپؑ سے بصرہ کے بارے

میں خبریں سن کر حاضرین نے کہا: اے امیرالمومنینؑ! آپؑ کو تو علمِ غیب دیا گیا ہے؟

امام علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ علمِ غیب نہیں، بلکہ ایک صاحبِ علم سے سیکھی ہوئی باتیں ہیں۔ غیب کا علم قیامت کے بارے میں علم ہے اور وہ علمِ غیب کہ جو خدا نے اس آیۂ مجیدہ میں ذکر کیا ہے:

"بے شک خدا کے پاس غیب کا علم ہے، وہ بارش نازل کرتا ہے، اسے جانتا ہے کہ جو رحموں میں ہے اور بندے کو تو خبر نہیں کہ کل کیا کرے گا اور کس زمین پر مرے گا، بلاشبہ خدا جاننے والا ہے، باخبر ہے"۔ (سورۂ لقمان، آیت ۳۴)

خداوند متعال رحموں میں موجود چیزوں کے بارے میں جانتا ہے کہ یہ مذکر ہے یا مؤنث، اچھا ہے یا بدصورت، بدبخت ہے یا نیک بخت، کون جہنم کا ایندھن بنے گا اور کون جنت میں جائے گا۔ یہ علمِ غیب ہے کہ جس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور اس کے علاوہ جو علم ہے وہ خدا نے اپنے نبیؐ کو سکھایا اور نبیؐ نے مجھے سکھایا اور میرے لیے دُعا کی کہ میرا سینہ اور میری پسلیاں اسے سنبھال سکیں۔

جعفر ابنِ علی، دشمنی اور گمراہی پر قائم رہا اور معتمد عباسی کو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں خبر دینے کے لیے چلا گیا، گویا کہ وہ اہلِ بیتؑ کے خلاف معتمد عباسی کا جاسوس ہو۔ پھر معتمد عباسی نے جناب سیدہ نرجسؑ کو گرفتار کرنے کا حکم صادر کیا۔ اس کے لوگ آئے اور انھوں نے بی بی نرجسؑ کو گرفتار کیا اور ان سے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ لیکن بی بیؑ نے تقیہ کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ لیکن خلیفہ نے ان کے انکار کی پروا نہ کی اور ان کا معاملہ سامرہ کے قاضی ابن ابی الشوارب کے سپرد کر دیا، تاکہ وہ انھیں سخت نگرانی میں رکھے۔ لیکن خدا نے جلد ہی انھیں ان ظالموں کے چنگل سے نجات دی۔

خدا لعنت کرے ایسی حکومت پر کہ جس کی خاطر گناہ گار لوگ اپنا شرف، اپنا ضمیر اور دین و ایمان تک ہر چیز قربان کر دیتے ہیں اور ہلاکت ہو ہر اس کے لیے جو اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے چلتا ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کہتا

قُم سے ایک اور جماعت کی آمد

آپ غور کریں کہ جعفر کس طرح اپنی باطل پرستی پر ڈٹا ہوا ہے اور نئے نئے واقعات اس کی ذلت ورُسوائی میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔

پھر قُم سے ایک اور وفد سامرہ میں آیا جیسا کہ علی بن سنان الموصلی کی روایت میں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے میرے بابا نے بیان کیا: جب ہمارے مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کا وصال ہوا تو قُم سے ایک جماعت آئی۔ اُن کے اُونٹوں پر مال لدا ہوا تھا، لیکن اُنھیں امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔ جب وہ سامرہ آئے اور امام حسن بن علی العسکر کے بارے پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ وفات پاگئے ہیں۔ اُنھوں نے پوچھا کہ اُن کا وارث کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ان کا بھائی جعفر بن علیؑ۔ آنے والوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا: وہ گھوڑے پر سوار ہوکر دریائے دجلہ کی طرف شراب پینے گیا ہے اور گانے بجانے والے بھی اس کے ساتھ ہیں۔

ان لوگوں نے آپس میں مشاورت کی اور کہنے لگے کہ یہ تو امام کی صفت نہیں ہے اور ان میں سے بعض کہنے لگے کہ چلو واپس چل کر یہ اموال ان لوگوں کو واپس کر دیں کہ جن طرف سے ہم امامؑ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لائے ہیں۔ اس وقت ابوعباس، محمد بن جعفر الحمیری القمی نے کہا: ٹھہرو، اسے واپس آنے دو تا کہ ہم اس بات کی حقیقت جان سکیں۔

جب جعفر واپس آیا تو وہ لوگ اس کے پاس گئے اور دُعا و سلام کے بعد عرض کیا: اے سردار! ہم قُم سے آئے ہیں اور ہمارے ساتھ شیعوں کی ایک جماعت بھی ہے۔ ہم اپنے امام ابومحمد حسن عسکریؑ کی خدمت میں اموال لائے ہیں۔

جعفر نے پوچھا: کہاں ہیں وہ اموال؟ لوگوں نے کہا: ہمارے ساتھ۔ جعفر نے کہا: انھیں یہاں لے آؤ۔ وہ بولے: نہیں، اِن اموال کے بارے میں ایک پیچیدہ بات ہے۔ جعفر نے کہا: وہ کون سی؟ وہ بولے کہ یہ اموال اکٹھے ہیں جنھیں شیعہ ایک ایک، دو دو دینار کر کے اکٹھا کرتے رہتے ہیں، پھر ان کو ایک تھیلی میں ڈالتے ہیں اور مہر لگا دیتے ہیں۔

جب ہم اس طرح کے اموال لے کر امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پہنچتے تھے تو امامؑ فرماتے تھے: سارا مال اتنے دینار ہے، فلاں کی طرف سے اتنے دینار اور فلاں کی طرف سے اتنے دینار۔ یہاں تک کہ آپؑ سب لوگوں کے نام لیتے اور آخر میں وہ مُہروں والے نقش بھی بتا دیتے۔

یہ سن کر جعفر نے کہا: تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔ تم میرے بھائی کے بارے میں وہ کچھ کہتے ہو کہ جو انھوں نے نہیں کیا۔ یہ غیب کی باتیں ہیں اور غیب کی باتیں صرف خدا جانتا ہے۔

جب لوگوں نے جعفر کی باتیں سنیں تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

جعفر کہنے لگا: لاؤ یہ مال اِدھر دو۔ وہ لوگ بولے: اس بارے میں ہم اُجرت پر لوگوں کا مال امامؑ کی خدمت میں پہنچانے آئے ہیں۔ ہم صاحبانِ مال کی طرف سے وکیل ہیں۔ ہم ان علامات کے بغیر مال تمھارے حوالے نہیں کریں گے۔ جو ہم امام حسن عسکریؑ کے بارے میں جانتے ہیں۔ اگر تم امام ہو تو ہم پر ثابت کرو ورنہ ہم یہ مال، صاحبانِ مال کی خدمت میں واپس لے جائیں گے اور وہ اپنی رائے سے جو چاہیں گے کریں گے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ باتیں سن کر جعفر معتمد عباسی کے پاس گیا اور ان کے بارے میں شکایت کی۔ اس وقت وہ سرمن رائے (سامرہ) میں تھا۔ جب ان لوگوں کو اس کے دربار میں حاضر کیا گیا تو معتمد نے کہا: یہ مال جعفر کو دے دو۔ تو وہ کہنے لگے: اس کے بارے میں ہمیں کوئی ذاتی اختیار حاصل نہیں، ہم تو ان اُموال پر ان کے مالکوں کی طرف سے وکیل ہیں۔ یہ ایک گروہ کی امانت ہے۔ انھوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم یہ اموال کسی بندے میں یہ علامات اور نشانی دیکھ کر اس کے سپرد کریں اور ہمارا امام حسن عسکریؑ کے ساتھ بھی یہی طرزِ عمل تھا۔

حاکم نے کہا: تم ابو محمدؑ کے پاس کون سی نشانی دیکھتے تھے؟

لوگوں نے بتایا: امام علیہ السلام ہمیں دیناروں کے بارے میں بتا دیتے اور یہ بھی بتاتے کہ کس کس نے بھیجے ہیں اور کتنے۔ پس جب وہ ایسا کرتے تو ہم یہ اموال ان کے حوالے کر دیتے۔ ہم کئی بار ان کی خدمت میں آئے اور ان کی یہی نشانی دیکھی۔ اب وہ وفات پا چکے ہیں۔ اگر یہ شخص صاحبِ امر (امامؑ) ہے تو اسے چاہیے کہ اس طرح بتائے جس طرح اس کے بھائی بتاتے تھے وگرنہ ہم یہ اموال، ان کے مالکوں کی طرف واپس لے جائیں گے۔

جعفر کہنے لگا: اے امیر المومنین! یہ لوگ جھوٹے ہیں، میرے بھائی پر بہتان باندھ رہے ہیں اور یہ تو علمِ غیب ہے۔ تب معتمد عباسی نے کہا: یہ لوگ نمائندے ہیں (خود مالک نہیں) اور ان کا کام تو صاف صاف بیان کر دینا ہے اور بس!

راوی کہتا ہے کہ اس پر جعفر ہکا بکا رہ گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ پھر ان لوگوں نے معتمد عباسی سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کوئی محافظ بھیجو، تاکہ ہم شہر سے بہ آسانی نکل جائیں۔ اس نے ان کی بات مان لی اور اُن کی حفاظت کے لیے حکم صادر کر دیا۔

جب وہ شہر سے نکلنے لگے تو ان کی طرف ایک خوب صورت لڑکا آیا گویا کہ وہ خادم تھا اور اس نے آواز دی: اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں! اپنے مولاؑ کا حکم سنو۔ انھوں نے پوچھا: اے لڑکے تو ہمارا مولاؑ ہے؟ اس نے کہا: خدا کی پناہ۔ میں تمھارے مولاؑ کا خادم ہوں۔ آؤ ان کی طرف چلیں۔

راوی کہتا ہے کہ ہم اس بچے کے ساتھ گئے اور امام حسن عسکریؑ کے گھر پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کا (حسین و جمیل) بیٹا کرسی پر بیٹھا ہوا تھا گویا چاند کا ٹکڑا تھا۔ اس نے سبز لباس پہنا ہوا تھا۔ ہم نے اُسے سلام کیا اور اس نے جواب دیا۔ پھر فرمایا: سارا مال اتنے دینار ہے، فلاں اتنے اُٹھا کر لایا، فلاں اتنے۔ وہ اس طرح بتاتا رہا یہاں تک کہ سب کچھ بتا دیا۔

پھر اس نے ہمارے کپڑوں، ہمارے سفر اور مویشیوں کے بارے میں بتایا تو ہم نے انھیں پا کر خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا اور ان کے سامنے کی زمین کا بوسا لیا۔ ہم نے اپنی مرضی کے مطابق ان سے پوچھا اور انھوں نے جواب دیا تو ہم نے اموال ان کے سپرد کیے اور گزارش کی کہ ہم آیندہ سامرہ میں اموال لے کر نہیں آئیں گے۔ آپؑ بغداد میں اپنا کوئی نائب بنا دیں کہ جس تک ہم اموال پہنچا دیں اور جس سے توقیعات صادر ہوتی رہیں۔

جب ہم واپس آنے لگے تو امام علیہ السلام نے ابو عباس محمد بن جعفر الحمیری کی طرف سے حنوط کا کچھ سامان اور کفن بھجوایا اور دُعا فرمائی: خدا تمھیں اجرِ عظیم عطا کرے۔

راوی کہتا ہے: ابو عباس محمد بن جعفر الحمیری ابھی عقبۂ ہمدان کے پاس بھی نہ پہنچا تھا کہ وفات پا گیا۔ اس کے بعد اموال، بغداد میں موجود نائبوں کے حوالے کر دیتے اور

توقیعات ان سے صادر ہوتی رہتی۔

شیخ صدوقؒ اپنی کتاب إکمال الدین میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہ خبر دلالت کرتی ہے کہ خلیفہ بھی امرِ امامت کو مانتا تھا کہ وہ کس طرح ہوتا ہے؟ کہاں ہوتا ہے؟ اور کن کن مقامات پر ہوتا ہے، اسی لیے اس نے اموال ان لوگوں کے پاس رہنے دیا۔ جعفر کو ان سے دُور کیا اور انھیں یہ اموال جعفر کے حوالے کرنے کا حکم نہ دیا۔

مگر یہ کہ وہ پسند کرتا تھا کہ یہ امر مخفی رہے اور پھیلے نہیں، تاکہ لوگ اس امامِ برحق کو پہچان نہ لیں۔ جعفر نے خلیفہ کو بیس ہزار دینار دیے۔ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ہوئی تو اس نے خلیفہ معتمد عباسی سے کہا: اے امیرالمومنین! میرے لیے میرے بھائی حسن عسکریؑ کا منصب قرار دے دیجیے۔ خلیفہ نے کہا: جان لو کہ تمھارے بھائی کو وہ عزت و منصب ہم نے نہیں دیا تھا بلکہ خدا نے دیا تھا۔ ہم نے تو پوری کوشش کی کہ ان کی شان کم کریں، لیکن خدا نے ہر روز ان کی شان میں اضافہ کیا۔ آپؑ دین وتقویٰ اور علم وعبادت کا مرقع تھے۔ اگر تم شیعوں کے نزدیک اپنے بھائی کا جانشین ہو سکتے ہو تو تمھیں ہماری ضرورت نہیں اور اگر شیعہ تمھیں اس قابل نہیں سمجھتے تو ہم اس بارے میں تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

اس حدیث سے ہم یہ نتائج اخذ کرتے ہیں:

۱۔ ایک جماعت نے چاہا کہ وہ جعفر کو امام مقرر کرے لیکن یہاں پر کئی سوالات اُٹھتے ہیں، مثلاً: اس جماعت نے جعفر کو کیوں امام بنانے کی کوشش کی، جب کہ جعفر میں بہت سی ایسی بری عادات تھیں جو اسے امامت کے لیے نااہل قرار دیتی تھیں۔ اس کے باوجود کہ وہ ہر بات اور ہر خاصیت میں نااہل تھا تو اس نے کے لیے امامت کا منصب مقرر کرنے کی کیا وجہ تھی؟!

۲۔ شیعوں نے جب جعفر کو امامؑ کی نشانی بتائی کہ وہ ہمیں بتا دیتے تھے کہ کُل مال کتنا ہے؟ فلاں کی طرف سے کتنا ہے اور فلاں کی طرف سے کتنا ہے تو جعفر نے شیعوں کو جھٹلایا۔ اگر جعفر میں امامؑ کی خوبیاں موجود نہ تھیں اور امامؑ کے بارے میں بھی ان خوبیوں سے جاہل تھا، تو اس نے امام حسن عسکریؑ سے ان خصائص کی نفی کیوں کی

اور شیعوں کو جھوٹا کیوں کہا؟ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ وہ یہ کہتا کہ مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے اور ایک امرِ واقعی اور ثابت شدہ حقیقت کا انکار نہ کرتا؟!

۳ قمیوں سے اس کا مال طلب کرنا ظلم اور جھوٹ پر مبنی تھا اور وہ جانتا تھا کہ وہ ان اموال کا مستحق نہیں۔ یہ بات شاہد ہے کہ اس میں خوفِ خدا موجود نہیں تھا۔ اور اگر وہ یہ اموال ان سے لے لیتا تو وہ ان کو اپنے کارہائے فسق و فجور میں خرچ کرتا۔

۴ جعفر کا ظالم حکومت سے شیعوں کے خلاف مدد طلب کرنا تو بہت ہی عجیب ہے۔ جب عباسی حکمران نے ان لوگوں کو اموال جعفر کے حوالے کرنے کو کہا، کیا اس کا یہ حکم جعفر سے محبت کی وجہ سے تھا؟ یا وہ بھی جعفر کو امام جانتا تھا، تاکہ اس عمل سے وہ امامت کو بدنام کرے اور شیعوں کے نزدیک امامت کے مفہوم میں تبدیلی پیدا کرے۔

کاش! یہ رُسوائی یہاں تک ہی محدود رہتی۔ کاش! جعفر اسی پر اکتفا کرتا لیکن اس نے اپنی امامت منوانے کے لیے حاکمِ وقت کو بیس ہزار دینار دیے۔

دیکھیے! اس جاہل نے کیسے کیسے گورکھ دھندے استعمال کیے تاکہ اپنی ساکھ بنا سکے۔ کس طرح گمراہوں کو اپنا مددگار بنایا اور کیسے حق کے خلاف باطل سے مدد لی۔ جعفر پر ہی کیا تعجب، اس جیسے اس زمانے میں بھی سینکڑوں ہیں کہ جو وقت کے حکمران کے ہاتھوں بک جاتے ہیں۔

۵ خوش قسمتی سے عباسی حکمران جعفر کو یہ جواب دیتا ہے کہ میں اس بارے میں تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتا کیونکہ شیعوں کے نزدیک عقیدۂ امامت ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں۔

آپ غور کریں کہ وہ کس طرح اپنی پہلی سوچ سے نیچے آتا ہے اور قمیوں کی جماعت سے کہتا ہے: یہ لوگ قاصد ہیں اور ان کا کام صرف صاف صاف بتا دینا ہے۔ اس کے اس کلام سے جعفر کی خواہشوں کی تکمیل کے سارے دروازے بند ہو گئے۔ پھر قمی وفد نے جعفر کے شر سے بچنے کے لیے ایک مددگار طلب کیا تاکہ وہ انھیں شہر سے باہر تک حفاظت کے ساتھ چھوڑ آئے اور حاکم نے بھی ان کی درخواست قبول کر لی اور کچھ محافظ ان کے ہمراہ دیے۔ یہ جماعت

حیران تھی کہ یہ کیسا شخص امام حسن عسکریؑ کا قائم مقام بنا ہوا ہے اور ان کی حیرت کا یہ عالم تھا کہ وہ امامِ برحق کی معرفت حاصل کیے بغیر اپنے علاقوں میں واپس جانے کو تیار ہو گئے۔ تب لطفِ خداوندِ متعال ان کے شاملِ حال ہوا اور انھیں اس حیرت سے نجات مل گئی کہ جب امام مہدی علیہ السلام کے غلام نے ان کو نام لے لے کر بلایا اور انھیں امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں لے گیا۔ یوں انھوں نے امام علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان کی مشکل حل ہو گئی۔

اس سب کے باوجود بھی جعفر نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا وارث ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے بھائی کی نسل کا انکار کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا کلام ان کے بارے میں برحق ثابت ہوا کہ جب آپؑ نے ہمدان کے ایک شخص سے فرمایا: ''اس اُمت کا قائمؑ میرا نواں بیٹا ہوگا، وہ صاحبِ غیبت ہوگا۔ اس کی میراث تقسیم کی جائے گی اور وہ زندہ ہوگا''۔

جعفر بن علی النقیؑ کا انجام

جعفر کے انجام کے بارے میں محدثین کرام کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ٹیڑھے پن سے راہِ راست کی طرف عدول کر لیا تھا، اپنی حالت درست کر لی تھی، اس کی خامیاں اس پر آشکار ہو گئی تھیں اور اس نے توبہ کر لی تھی اور وہ صراطِ مستقیم پر آ گیا تھا۔ یہ نظریہ رکھنے والے علما کے پاس ایک دلیل ہے اور وہ ایک توقیع ہے جو امامِ زمانہؑ نے اسحاق بن یعقوب کے سوالات کے جواب میں ارسال کی تھی۔ اس توقیع میں امامِ زمانہؑ ارشاد فرماتے ہیں: ''میرے چچا اور ان کے بیٹوں کی راہ، حضرت یوسفؑ کے بھائیوں والی راہ ہے''۔

اس حدیث میں امامِ زمانہؑ نے جعفر اور ان کی اولاد کو حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ جنھوں نے حضرت یوسفؑ پر حد درجہ ظلم و زیادتی کی تھی اور بعد میں اپنے اس عمل سے توبہ کر لی تھی جیسا کہ سورۂ یوسف کی آیت ۹۷-۹۸ سے مستفاد ہوتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ شباہت غیر واضح ہے اور حقیقتِ حال خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

آٹھویں فصل

نوابِ اربعہ

نیابتِ خاصہ

نیابتِ خاصہ بڑے بڑے مناصب ومراتب میں سے ہے اور اس بلند مقام کے قابل صرف وہی بندہ ہوتا ہے جس میں ایسے تمام تر اوصاف موجود ہوں جیسے امانت کاملہ، تقویٰ، خوفِ خدا، ان اُمور کو پوشیدہ رکھنا جن کو ظاہر نہیں کرنا چاہیے شخصی رائے سے مخصوص معاملات میں تصرف نہ کرنا اور امامؑ کی طرف سے صادر ہونے والے احکام کو نافذ کرنا وغیرہ۔

واضح رہے کہ نیابتِ خاصہ، نیابتِ عامہ سے زیادہ اہم اور اعلیٰ منصب ہے کیونکہ نیابتِ عامہ سے مراد تو درج ذیل صفات کی موجودگی میں اجتہاد کرنا ہے جیسے عدالت، خواہشاتِ نفس کی مخالف اور دین کے احکام کی سختی سے پابندی وغیرہ۔

ہم اس بحث میں زیادہ گہرائی میں نہیں جاتے بلکہ نوابِ اربعہ اور حیاتِ مبارکہ کے بارے میں چند معروضات حوالۂ قرطاس کرتے ہیں۔

نائبِ اوّل

ان کا نام عثمان بن سعید، کنیت ابوعمرو اور القاب العمری، السّمان، الزیات، الاسدی اور العسکری ہیں۔ آپؒ کو سمان اور زیات اس لیے کہا جاتا تھا کیونکہ آپ اپنے اس بلند مقام کی حفاظت کے لیے اور تقیہ اختیار کرتے ہوئے چنبیلی اور زیتون کی تجارت کرتے تھے۔

شیعہ حضرات اپنے اموال اور خطوط لے کر امامؑ کے اس نائب کے پاس آتے تھے اور وہ انھیں اس بیگ میں رکھ لیتے تھے کہ جس میں انھوں نے چنبیلی رکھی ہوئی تھی تاکہ کسی کو

پتا نہ چلے اور وہ انھیں بآسانی امامؑ کی خدمت میں پہنچا سکیں۔

ہمیں یہاں ان کے لقب العمری اور بنی اسد کی طرف اُن کی نسبت کی تحقیق نہیں کرتے اور مختصراً چند معلومات پیش کرتے ہیں۔ اُنھوں نے گیارہ سال کی عمر میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ کتنے ذہین، سلیم الفکر، عادل، امین اور معتبر تھے اور یہ خدا کا فضلِ خاص ہے کہ جو اس شخص ہی کے شاملِ حال ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں وہ چاہتا ہے۔

احمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے امام علی النقی الہادی علیہ السلام سے پوچھا: میں کس کے ساتھ معاملاتِ دینی اُستوار کروں؟ کس سے دین لوں اور کس کا قول قبول کروں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: (عثمان بن سعید) العمری میرا معتبر نمائندہ ہے وہ جو کچھ میری طرف سے پہنچائے میری طرف ہی سے ہے۔ وہ جو میری طرف سے تمھارے لیے بیان کرے وہ میرا ہی قول ہے۔ پس! اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، بے شک وہ میرا معتبر اور امین نمائندہ ہے۔

امام علی النقی علیہ السلام کی وفات کے بعد خدا نے امام حسن عسکریؑ کا نائب ہونے کا بھی شرف بخشا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان کے بارے میں احمد بن اسحاق سے فرمایا: (عثمان بن سعید) العمری اور اس کا بیٹا دونوں معتبر ہیں۔ پس! جو یہ دونوں میری طرف سے بیان کریں، وہ میری ہی طرف سے ہے اور جو میری طرف سے بتائیں وہ میرا قول ہے۔ ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ یہ دونوں ہمارے معتبر اور امین نمائندے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسحاق بن اسماعیل کی طرف ایک تفصیلی خط لکھا۔ ہم اس میں سے جو حصّہ ہمارے موضوع سے متعلق ہے یہاں نقل کر رہے ہیں:

"تم عثمان بن سعید سے ملے بغیر (نیشاپور) شہر سے نہ نکلنا۔ خدا ان سے راضی ہو کیونکہ میں ان سے راضی ہوں۔ تم ایک دوسرے کو اپنا تعارف

کراتا کیونکہ وہ نیک ہے، امین ہے، پاک دامن ہے اور ہمارے زیادہ قریب ہے"۔

محمد بن اسماعیل اور علی بن عبداللہ الجستانی دونوں روایت کرتے ہیں کہ ہم سامرہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ کے پاس آپؑ کے شیعوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ آپؑ کا خادم بدر آیا اور اس نے عرض کیا: اے مولاؑ! دروازے پر کچھ لوگ ہیں جن کے چہرے گرد آلود ہیں۔ امامؑ نے حاضرین محفل کو بتایا کہ وہ یمن سے آئے ہیں اور ہمارے شیعہ ہیں اور آپؑ نے اپنے خادم بدر کو حکم دیا کہ جاؤ اور عثمان بن سعید عمری کو بلا کر لاؤ۔

راوی کہتے ہیں کہ تھوڑی ہی دیر میں عثمان بن سعید آگئے تو ان سے امام ابومحمدؑ نے فرمایا: جاؤ عثمان تم وکیل ہو، خدا کے مال کو وصول کرنے کے لیے معتبر اور امین ہو۔ ان یمنی لوگوں سے جو مال لائے ہیں وصول کرلو۔

پھر ہم دونوں نے کہا: اے مولاؑ! بخدا! عثمان آپؑ کے بہترین شیعوں میں سے ہیں اور آپؑ نے عثمان کا مقام بتا کر ہماری معرفت میں اضافہ کیا اور بے شک وہ آپؑ کے نائب اور مالِ خدا وصول کرنے میں معتبر ترین انسان ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں اور گواہ رہو کہ عثمان بن سعید العمری میرا وکیل ہے اور اس کا بیٹا محمد، میرے بیٹے اور تمھارے مہدیؑ کا وکیل ہوگا۔

شیعوں کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ جن میں علی بن بلال، احمد بن ہلال اور حسن بن ایوب وغیرہ شامل ہیں۔ ایک طویل خبر (حدیث) میں وہ سب فرماتے ہیں:

ہم امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر پر جمع تھے تاکہ ان سے ان کے بعد حجتِ خدا کے بارے میں سوال کریں اور اس وقت وہاں چالیس افراد تھے۔ حضرت عثمان بن سعید نے کھڑے ہو کر امام علیہ السلام سے پوچھا: اے فرزند پیغمبرؐ! میں ایک ایسے امر کے بارے میں آپؑ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو آپؑ مجھ سے بہتر جانتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا جس بات کے لیے تم آئے ہو میں اس کے بارے میں تمھیں بتاؤں؟

لوگوں نے کہا: جی فرزند پیغمبرؐ!
امام علیہ السلام نے فرمایا: تم میرے بعد حجت کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟
وہ بولے: جی ہاں۔ اتنے میں ایک لڑکا آیا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ وہ امام حسن عسکریؑ کا ہم شکل تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے بعد یہ تمھارا امامؑ ہے اور تم پر میرا خلیفہ ہے۔ اس کی اطاعت کرنا اور میرے بعد گروہوں میں نہ بٹ جانا ورنہ تم اپنے ادیان میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ آگاہ رہو! اور تم آج کے بعد اسے نہ دیکھ سکو گے یہاں تک کہ اس کا وقت پورا ہو جائے۔ پس! عثمان کا قول قبول کرو، اس کا حکم مانو اور اس کی بات تسلیم کرو۔
یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے بعد حضرت عثمان بن سعید العمری کو حکم دیا کہ وہ ہزاروں ارطال گوشت اور روٹی لے اور انھیں فقیروں میں تقسیم کرے اور بہت سے گوسفندوں سے امام مہدی علیہ السلام کا عقیقہ کرے۔
حضرت عثمان بن سعید العمری بغداد میں رہتے تھے اور اکثر سامرہ کی جانب سفر کرتے تھے تاکہ دونوں اماموں، امام علی النقیؑ اور امام حسن عسکریؑ سے ملاقات کر سکیں۔
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عمری، امام حسن عسکریؑ کے غسل، حنوط، کفن اور دفن کے وقت موجود تھے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ کام انھوں نے بذاتِ خود کیے، کیونکہ امامؑ کو غسل امامؑ ہی دے سکتے ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ تاریخ میں امام مہدی علیہ السلام کا امام حسن عسکریؑ کو غسل دینا مذکور نہیں۔ امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد امام مہدی علیہ السلام نے انھیں وکالت کے منصب پر باقی رکھا۔ اس لحاظ سے حضرت عثمان بن سعید عمری امام مہدی علیہ السلام کے پہلے نائب شمار ہوتے ہیں۔ یوں یہ شیعوں اور امام مہدی علیہ السلام کے مابین رابطے کا ذریعہ تھے۔

اور خدا ہی جانتا ہے کہ آپ نے ہر روز یا ہر ہفتے یا ہر مہینے کتنی مرتبہ امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان ملاقاتوں کی کیفیت کو بھی خدا ہی خوب جانتا ہے جب کہ لاکھوں شیعہ اس شرف سے محروم تھے۔ اور امانت اور مصلحت کا یہی تقاضا تھا کہ حضرت عثمان بن سعید اس ملاقات والے راز کو دوسروں پر آشکار نہیں کرتے تھے تاکہ راز راز رہے

اور رازدان کے ساتھ دفن ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے ان کے ساتھ ملاقات کی اور ان سے اس طرح قسم دے کر پوچھا: میں تمھیں خدا اور ان دونوں اماموں کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جنھوں نے تمھیں امین و معتبر بتایا ہے، کیا تم نے ابو محمدؑ کے بیٹے صاحب الزمانؑ کو دیکھا ہے؟

عمری اس بات سے رو پڑے اور عبداللہ بن جعفر پر شرط عائد کی کہ وہ اس بارے میں کسی کو نہیں بتائے گا، جب تک میں زندہ ہوں اور فرمایا: میں نے انھیں دیکھا ہے۔

مختصر یہ کہ عمری نابغۂ روزگار متفکر اور دانش ور تھے۔ ان خوبیوں کے ساتھ تقویٰ اور امانت وغیرہ نے ان کی شخصیت کو چار چاند لگا دیے۔ پس سعادت میں گھرے ہوئے تھے۔ بچپن سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک ائمہؑ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔

یہ واضح ہے کہ تین ائمہؑ (امام جوادؑ، امام ہادیؑ اور امام حسن عسکریؑ) نے عثمان بن سعید میں ایسی عظیم صفتیں دیکھتے ہوئے انھیں اس منصب پر فائز کیا۔ امام مہدی علیہ السلام نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے بعد اپنے بیٹے کو اس منصب پر فائز کریں تاکہ اپنے والد کی وفات کے بعد وہ ان اُمور کی باگ ڈور سنبھالے۔

دوسرے نائب

ان کا اسمِ گرامی محمد بن عثمان، کنیت ابو جعفر اور القاب عمری، عسکری اور زیات ہیں۔

حضرت عثمان بن سعید پر یہ خدا کا فضل تھا کہ خدا نے انھیں ایک ایسا فرزند عطا کیا جو تمام خصائص میں اپنے والد کے مشابہ تھا اور اپنے باپ کے مشابہ ہونا غلط بھی نہیں، اور امام حسن عسکریؑ کا یہ فرمان گزر چکا ہے کہ عمری اور ان کا بیٹا دونوں معتبر ہیں...... اور یہ بھی فرمایا: عثمان بن سعید عمری کا بیٹا محمد، میرے بیٹے اور تمھارے (امام) مہدیؑ کا وکیل ہے۔

پس! امام مہدی علیہ السلام نے انھیں، ان کے باپ کے عہدے پر فائز کیا، تاکہ وہ ان کے اُمور کو سنبھالیں۔ امام مہدی علیہ السلام نے بہت سے بزرگ شیعوں کو متعدد خطوط بھیجے اور انھیں

آگاہ کیا کہ میں نے محمد بن عثمان کو اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ انھی خطوط میں سے ایک خط محمد بن ابراہیم بن مھزیار الاہوازی کی طرف ارسال کیا۔ اس کا کچھ حصّہ ہم ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

(محمد بن عثمان) فرزند، اپنے والد (عثمان بن سعید) کی زندگی میں معتبر رہا ہے۔ ہمارے نزدیک وہ اپنے باپ کا قائم مقام ہے اور اسی عہدے پر فائز ہے اور وہ (عثمان بن سعید کا) بیٹا، ہمارے امر کی تلقین کرتا ہے اور اسی پر عمل کرتا ہے۔ خدا اسے دوست رکھے۔

خدا نے محمد بن عثمان کے شرف میں اضافہ کیا کہ ان کے پاس امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے ایک خط آیا کہ جس میں امام مہدی علیہ السلام نے ان کے والد کی وفات پر تعزیت کی ہے۔

امام علیہ السلام لکھتے ہیں:

"ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں، اس کے فیصلے پر راضی ہیں۔ تمھارے والد نے نیک زندگی گزاری اور قابلِ ستائش وفات پائی۔ خدا ان پر رحمت نازل کرے اور ان کو اپنے دوستوں کے ساتھ ملا دے۔ وہ لوگوں کے اُمورِ دینیہ میں کوشاں رہے۔ ہر وہ کام کیا کہ جس سے وہ ان کے ساتھ نزدیکی اور خدا کا قرب حاصل کریں۔ خدا ان کے چہرے کو روشن کرے اور ان کی خطاؤں کو معاف کرے۔ (اے محمد بن عثمان) خدا تمھیں اس مصیبت (اُٹھانے) پر اجرِ عظیم عطا کرے اور تمھارے اس غم کو نیکی شمار کرے۔ اس کا صدمہ تمھیں بھی ہے اور ہمیں بھی ہے اور ان کی جدائی ہمارے اور تمھارے لیے دردناک ہے۔ پس خدا انھیں اپنے اس مقام پر خوش رکھے۔ یہ ان کی نیک بختی کی انتہا تھی کہ خدا نے انھیں تم سا فرزند عطا کیا، تم ان کے خلفِ صالح ہو، ان کے قائم مقام ہو اور ان کے لیے طلبِ رحم کرنے والے ہو اور میں کہتا ہوں: الحمدللہ۔

پاک نفوس تمھارے گھر میں ہیں اور خدا نے انھیں تم میں اور تمھارے پاس قرار دیا ہے۔ خدا تمھاری مدد کرے، قوت دے، زورِ بازو دے، توفیق بخشے، تیرا مددگار اور محافظ ہو، تیرے مقام کی رعایت کرنے والا ہو، کفایت کرنے والا اور تائید کرنے والا ہو۔

میرے قلم میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ القاب اور اس خط کے اجزا بیان کرو جو امام مہدی علیہ السلام نے ان دونوں باپ بیٹے کے بارے میں بیان کیے ہیں۔ یہاں ایک ایک لفظ ان کی عظمت وشان کا گواہ ہے۔ اگر کسی اور شخص کے لیے ان میں سے صرف ایک لفظ ہی استعمال کیا جاتا تو وہ اپنے آپ پر فخر کرتا اور کہتا: میرے جیسا کون؟

امام علیہ السلام نے کتنے خوبصورت الفاظ میں عثمان بن سعید اور ان کے بیٹے کا تعارف کرایا ہے۔ ان دونوں کو دنیا اور آخرت کا شرف مبارک ہو۔ اس زمانے میں محمد بن عثمان اپنے باپ کی طرح امام علیہ السلام اور تمام شیعوں کے مابین سفیر تھے۔ خواہ وہ عراق میں ہوں یا قم میں یا دیگر اسلامی ریاستوں میں۔ آپ بغداد میں رہتے تھے۔ آپ حالتِ تقیہ میں اپنے شرعی فریضہ کو ادا کرتے تھے اور دوسرے لوگوں سے چھپا کر شیعوں کے اَموال امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچاتے تھے۔

الغرض ان کی امام مہدی علیہ السلام کے پاس جانے کی کیفیت انتہائی پوشیدہ تھی۔ جناب محمد بن عثمان نے کئی بار بتایا کہ میرے قائم مقام حسین بن روح ہیں۔

تیسرے نائب

آپ کا نام حسین بن روح، کنیت ابوالقاسم اور نوبختی لقب تھا۔ حسین بن روح شیعوں کے نزدیک مشہور و معروف شخصیت تھے۔ امام زمانہؑ کی نیابتِ خاصہ سے پہلے، حضرت محمد بن عثمان کے نائب رہے۔ آپ ان کے اور دیگر شیعوں کے درمیان واسطے کا کام کرتے تھے۔ پوشیدہ احکام اور تعلیمات ان تک پہنچاتے تھے۔ اس بات نے انھیں شیعوں کے نزدیک مزید معتبر

بتا دیا کہ جب انھوں نے دیکھا کہ امامِ زمانہؑ کے دوسرے نائبِ خاص ان پر اعتماد کرتے ہیں، ان کے دین و دیانت کی گواہی دیتے ہیں اور انھیں وکالت کے منصب کا اہل سمجھتے ہیں۔ ویسے بھی حضرت حسین بن روح اپنی عقل و دانش کی وجہ سے مشہور تھے۔ موافق و مخالف سبھی ان کی دانش مندی کے معترف تھے یہاں تک کہ اہلِ سنت حضرات بھی ان کی عزت اور احترام کرتے تھے۔ ان سب اُمور کی وجہ سے ان کی مقبولیت عام ہوگئی اور لوگوں میں بلند مقام حاصل کرلیا۔

دوسرے نائب کی وفات سے پہلے، امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے ان کو حکم ملا کہ نیابتِ خاصہ میں حسین بن روح کو اپنا قائم مقام بنائیں۔ پس دوسرے نائب نے امام مہدی علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کی اور اعلان کر دیا کہ تیسرے نائب ان کا قائم مقام ہیں اور وہ حسین بن روح ہیں۔ انھوں نے شیعہ بزرگ شخصیات کو اکٹھا کیا اور ان سے فرمایا: اگر مجھے موت آجائے تو امر کی بجاآوری کی ذمہ داری ابوالقاسم حسین بن روح النوبختی پر ہے۔ مجھے حکم ملا ہے کہ میں اپنے بعد انھیں اپنی جگہ قرار دوں۔ پس! تم ان کی طرف رجوع کرو اور اپنے اُمور میں ان پر اعتماد کرو۔

دوسرے نائب کی وفات سے کچھ دیر پہلے، اُن کے پاس بہت سے شیعہ ذمہ دار افراد موجود تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: یہ ابوالقاسم الحسین بن روح بن ابی بحر النوبختی، میرے قائم مقام ہیں۔ تمھارے اور امامِ زمانہؑ کے مابین سفیر اور ان کے وکیل نیز معتبر اور امین ہیں۔ اپنے اُمور میں ان کی طرف رجوع کرو، اپنی مشکلوں میں ان کا سہارا لو۔ اس بات کو پہنچانے کا مجھے حکم دیا گیا تھا اور میں نے پہنچا دیا۔

دوسرے نائبِ خاص محمد بن عثمان کا ایک بہت ہی گہرا دوست تھا، جس کا نام جعفر بن احمد بن متیل تھا۔ ان کا اس کے ساتھ کافی اُٹھنا بیٹھنا تھا، حتیٰ کہ دوسرے نائبِ خاص اپنی زندگی کے آخری ایام صرف وہی کھانا کھاتے تھے جو ان کے دوست جعفر کے گھر پر تیار ہوتا تھا۔ بہت سے شیعوں کو یہ اُمید تھی کہ تیسرا نائبِ خاص جعفر ہوگا لیکن امام مہدی علیہ السلام نے حسین بن روح کو منتخب کیا اور یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حسین بن روح کے انتخاب کے بعد جعفر نے حسین بن روح کے ساتھ اپنے رویے میں کوئی تبدیلی نہ کی اور

دوسرے نائب کی طرح ان کا بھی وفادار دوست رہا ہے اور ان کی ہر مجلس میں حاضر ہوتا تھا اور ان کی ذمہ داریوں اور فرائض کو ادا کرنے میں ان کی مدد کرتا تھا۔ حتیٰ کہ حسین بن روح ۳۲۶ھ کو وفات پا گئے۔ آپ کی سفارت و نیابت کا زمانہ ۲۱ یا ۲۲ سال تھا۔

چوتھے نائب

آپؒ کا اسم گرامی علی بن محمد، کنیت ابوالحسن اور لقب السمری تھا۔ امام مہدی علیہ السلام نے آپ کو اپنے سفیر کی حیثیت سے منتخب کیا۔ امام مہدی علیہ السلام نے تیسرے نائب خاص حسین بن روحؒ کو حکم دیا کہ وہ علی بن محمد السمریؒ کو اپنا قائم مقام بنائیں اور حسین بن روحؒ نے امامؑ کے حکم کی تعمیل کی۔

علی بن محمد السمریؒ کی شخصیت سورج سے بھی زیادہ روشن ہے اور ان کی وثاقت مشہور ہے۔ آپ کی کرامات میں سے تھا کہ آپ نے شیخ صدوقؒ کے والد محترم کی وفات کی خبر دی جب کہ آپ خود بغداد میں تھے اور وہ ''رے'' شہر میں تھے۔ آپ کے پاس شیعوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ انھوں نے وقت، مہینہ اور دن نوٹ کرلیا اور سترہ دنوں کے بعد خبر آئی تو ان کی وفات کا بالکل وہی وقت، دن اور تاریخ تھی۔

ابوالحسن علی بن محمد السمری کی وفات کے ساتھ یہ سفارت منقطع ہوگئی۔ غیبتِ صغریٰ ختم ہوگئی اور غیبتِ کبریٰ کا دور شروع ہوگیا جو آج تک ہے اور عن قریب امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے ختم ہو جائے گا۔

السمری کی وفات سے چھے دن پہلے امامِ زمانہؑ کی طرف سے ایک توقیع صادر ہوئی۔ اس میں آیا ہے: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بے پناہ رحم کرنے والا ہے۔ اے علی بن محمد السمری! خدا تمھارے بارے میں، تمھارے بھائیوں کو اجر عظیم عطا کرے۔ چھے دن کے اندر تمھاری وفات ہو جائے گی۔ پس! اپنا امر سمیٹ لو اور اپنے بعد کسی کو اپنا قائم مقام نہ بنانا۔ پس! اب غیبتِ تامہ (ثانیہ، کبریٰ) شروع ہوگئی ہے۔ اب ظہور اس وقت ہی ہوگا کہ جب خدا کی مرضی ہوگی۔ اور ظہور کافی مدت، دلوں کی سختی اور زمین کے ظلم و جور سے

بھر جانے کے بعد ہوگا"۔

سمری نے یہ توقیع لوگوں کو پیش کی تو انھوں نے اسے لکھ لیا اور جب چھٹا دن آیا اور وہ سمری کے گھر پر آئے تو انھوں نے دیکھا کہ وہ حالتِ سکرات میں ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کا وصی کون ہے؟ جناب سمری نے فرمایا: یہ امر خدا کے حوالے ہے اور وہ اپنے امر میں پہنچا ہوا ہے۔

یہ آخری بات تھی جو ان سے سنی گئی اور وہ وفات پا گئے۔ ان کا سالِ وفات ۳۲۹ ہجری تھا۔

امام مہدی علیہ السلام کے وکلا

شیعہ حضرات اپنے فقہی، مالی، حتیٰ کہ ذاتی مسائل بھی امام مہدی علیہ السلام سے دریافت کرتے تھے اور یہ سب کچھ ان چار نائبوں کے ذریعے سے ہوتا تھا اور کچھ دیر بعد ان کے سوالات کے جواب آجاتے تھے۔ ان چار نائبوں نے دوسرے اسلامی ملکوں میں اپنے اپنے وکلا بنائے ہوئے تھے جو ان سفرا کے فرائض کی انجام دہی میں ان کی مدد کرتے تھے۔ یہ وکلا اپنی راہ میں قابلِ ستائش، اپنے عقیدے کے پکے، نیز زہد و تقویٰ اور درست روی کے پیکر تھے۔ انھوں نے زندگی کے آخری سانس تک اس راہ سے ہٹ کر ایک لمحہ بھی نہیں گزارا۔ یہ وکلا بعض سوالوں کے جوابات ان چار نائبوں کے واسطے سے امام مہدی علیہ السلام سے معلوم کرتے تھے اور بعض اوقات براہِ راست امام مہدی علیہ السلام سے ان سوالات کے جوابات معلوم کرتے تھے۔

ذیل میں ہم بعض وکلا کے نام پیش کر رہے ہیں اور اختصار کی وجہ سے ان کے حالاتِ زندگی یہاں بیان کرنے سے گریزاں ہیں:

① حاجز بن یزید، ملقب الوشاء
② ابراہیم بن مہزیار
③ محمد بن ابراہیم بن مہزیار
④ احمد بن اسحاق اشعری القمی
⑤ محمد بن جعفر اسدی
⑥ قاسم بن العلاء
⑦ حسن بن قاسم بن العلاء
⑧ محمد بن شاذان

یہاں اور بھی بزرگان کے اسما موجود ہیں لیکن ان کی وکالت ثابت نہیں ہے یا مشہور نہیں ہیں۔

سفارت و وکالت کے جھوٹے دعوے دار

زمانے نے وہ عجیب دن بھی دیکھے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کی صحبت میں بیٹھنے والے لوگوں نے اپنی عاقبت برباد کرڈالی اور راہِ راست سے منحرف ہوگئے۔ باوجود اس کے کہ ان میں سے اکثر ان دونوں اماموںؑ کے بہت قریب رہنے والے تھے اور اپنے ہاتھوں سے ان ائمہ کی احادیث لکھتے تھے۔ اس انحراف کا سبب اموال کا لالچ اور حکومت کی محبت تھی۔

انجام ان کا یہ ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام نے ان پر لعنت فرمائی اور اس لعنت نے ان کے تمام اعمال کو بے کار کر دیا۔ اور یہ جھوٹے دعوے دار شیعہ معاشرے میں عقائد کے حوالے سے اور اجتماعی طور پر مشکلات کھڑی کرنے لگ گئے اور لوگوں کو حقیقی نائبوں سے دُور کرنے لگے۔ کیونکہ جو شخص جھوٹ میں نائب امام ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ امامؑ کی راہ سے ہٹ جائے گا اور حقیقی نائب کے لیے مشکلات کھڑی کرے گا۔

اس بات پر خاموش رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس خرابی کا تدارک کرنا ضروری ہے تاکہ حقیقت آشکار ہو جائے اور جھوٹا دعوے دار رُسوا ہو جائے۔ اس کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔

① ابو محمد الحسن الشریعی

یہ امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے صحابیوں میں سے تھا اور اس نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ وہ امامِ زمانہؑ کا نائب ہے حالانکہ وہ اس منصب کا اہل نہ تھا۔ خدا پر جھوٹ بولا اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف ایسی اشیاء کی نسبت دی کہ جو ان کے شایانِ شان نہیں اور وہ اس سے بیزار ہیں۔ پھر اس کا کفر و الحاد آشکار ہو گیا اور تیسرے نائب کے پاس، امامِ زمانہؑ کی طرف سے اس پر لعنت اور تبرا کی توقیع صادر ہوئی۔ پھر شیعوں نے بھی اس پر لعنت کی اور اس سے بیزاری اختیار کی۔

⑦ محمد بن نصیر النمیری

یہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا۔ اس نے بھی امام مہدی علیہ السلام کا نائب ہونے کا دعویٰ کیا لیکن خدا نے اسے ذلیل و رُسوا کر دیا۔ جب اس کے کفر کا عقیدہ ظاہر ہوا تو دوسرے نائب محمد بن عثمان نے اس سے برأت کر لی۔ اور یہ لعین، امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کو رب مانتا تھا اور یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ امام علی نقی علیہ السلام کا رسول ہے۔

وہ تناسخِ اَرواح کا قائل تھا یعنی یہ کہتا تھا ایک شخص کے مرنے کے بعد اس کی روح دوسرے کے بدن میں داخل ہو جاتی ہے۔ وہ محارم سے نکاح اور لواط کو مباح قرار دیتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ لواط تو فاعل کے لیے ایک قسم کی لذت اور خواہش ہوتی ہے، اور مفعول میں اس عمل سے عاجزی آجاتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ ایک لڑکا اس کی پشت پر سوار تھا اور اس کی اس قبیح فعل پر مذمت کی گئی تو اس نے کہا: یہ تو انسانی خواہشات میں سے ایک خواہش ہے۔ عاجزی کی ایک قسم ہے اور اس سے انسان کی اکڑ پھوں ختم ہوتی ہے۔ ہم اس خبیث کے بارے میں اتنے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

⑧ احمد بن ہلال العبرتائی

اس کا تعلق (عبرتا) نامی گاؤں سے تھا۔ ایک قول کے مطابق وہ امام علی نقی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا اور دوسرے قول کے مطابق وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا۔ بہرکیف یہ شخص لعنت وغلو میں مشہور تھا۔ شروع شروع میں امام حسن عسکریؑ کے خواص اور معتبر اصحاب میں سے تھا۔

مزید یہ کہ وہ ائمہ کی احادیث روایت کرتا تھا اور اُس نے چوّن حج کیے ہوئے تھے جن میں سے بیس حج پیدل کیے تھے لیکن وہ منحرف ہو گیا اور اس کا انحراف اس حد تک پہنچ گیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس کی مذمت ان الفاظ میں کی:

"اس بناوٹی صوفی سے بچو"۔ ہمیں یہ صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ مندرجہ بالا فرمان امام حسن عسکری علیہ السلام کا ہے یا امام مہدی علیہ السلام کا۔

یہ دوسرے نائب محمد بن عثمان کے زمانے تک زندہ رہا۔ یہ ان کو نائب امام نہیں مانتا تھا۔ امام زمانہؑ کی طرف سے اس پر لعنت اور اس سے بیزاری کی توقیع صادر ہوئی۔ اس کے پیش نظر وہ پکا ناصبی اور دشمن بن گیا اور شیعوں نے بھی اس پر لعنت کی اور اس سے برأت کا اظہار کیا۔ اس عبرتائی کے مرنے کے بعد ایک اور توقیع امام زمانہؑ کی طرف سے صادر ہوئی جس میں امام علیہ السلام نے اس کی اور زیادہ مذمت کی اور اس سے برأت فرمائی۔

دوسری بار اس کی مذمت کی توقیع اس لیے آئی کیونکہ بعض لوگوں نے عبرتائی کی اس مذمت کا انکار کیا تھا اور امام مہدی علیہ السلام کے وکیل قاسم بن علا کے ذریعے سے امام مہدی علیہ السلام سے اس بات کی تصدیق چاہی تھی تاکہ انھیں اطمینانِ قلب حاصل ہو۔

امامِ زمانہ علیہ السلام کی طرف سے یہ جواب آیا: ''اس بناؤٹی کے بارے میں ہمارا امر تمھارے پاس آچکا ہے جسے تم جانتے ہو۔ وہ ہماری مرضی اور اجازت کے بغیر ہمارے کام میں مداخلت کرتا تھا۔ وہ اپنی رائے کے مطابق عمل کرتا تھا۔ ہمارا صرف وہی امر بجالاتا تھا جو اسے اچھا لگتا تھا۔ خدا اسے جہنم کی آگ میں داخل کرے۔ ہم نے اس پر صبر کیا یہاں تک کہ خدا نے ہماری دُعا سے اس کی زندگی ختم کردی۔ ہم نے اس کی زندگی کے ایام میں اپنے موالیوں کو اس کے بارے میں بتایا اور اس خبر کو صرف خاص افراد میں محدود رکھا تھا اور اب ہم ابن ہلال اور ہر اس سے کہ جو اس سے برأت کا اظہار نہ کرے، بیزار ہیں''۔

احمد بن اسحاق اور اس کے گھر والوں کو اس فاجر کے حال سے باخبر کردو اور ہر اس شخص کو بتادو جو تم سے اس بارے میں سوال کرے، خواہ وہ اپنے شہر کا ہو یا دوسرے شہر کا۔ اور جو جو اہل ہے اُسے بھی بتادو۔ اور جو ہمارے معتبر راوی بیان کریں اس میں ہمارے موالیوں کے لیے شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم نے انھیں نوابِ اربعہ کو اپنے اسرار سپرد کیے ہیں۔ وہی اس راز کو اُٹھا سکتے ہیں اور جو کچھ اس سے ان شاء اللہ ہوگا ہم جانتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک تیسری توقیع بھی امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے عبرتائی کی مذمت میں وارد ہوئی ہے۔

④ محمد بن علی بن بلال

ابوطاہر محمد بن علی بن بلال شروع شروع میں امام حسن عسکری علیہ السلام کا معتبر صحابی تھا لیکن بعد میں منحرف ہوگیا اور یہ دعویٰ کرنے لگا کہ وہ امام زمانہؑ کا وکیل ہے۔ وہ دوسرے نائب خاص محمد بن عثمان کی نیابت امامؑ کا انکاری ہوا اور اموالِ امامؑ میں خیانت کا بھی مرتکب ہوا۔ باوجود اس کے کہ اس کے لیے نائب ثانی کے ذریعے امام زمانہؑ سے ملاقات میں کوئی مشکل نہ تھی اور امام علیہ السلام نے اسے حکم دیا تھا کہ مال میرے نائب کے حوالے کر دو۔ مگر وہ اپنی دشمنی اور انحراف پر قائم رہا۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے اس پر لعنت اور اس سے برأت کی توقیع صادر ہوئی۔ اس توقیع میں چند اور لوگوں کا بھی ذکر تھا جن پر امام علیہ السلام نے لعنت کی تھی۔ ان میں الحلاج اور شلمغانی وغیرہ شامل تھے۔ ہم برے انجام سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

⑤ حسین بن منصور الحلاج

شیطان سے بڑھ کر شیطان؟ دس صدیوں سے اُمت، اس کے برے اثرات سے متاثر ہے اور آج تک اس کی رسی ڈھیلی ہے باوجود اس کے کہ اس کا کفر و انحراف ظاہر ہو چکا ہے لیکن بعض لوگ اس پر خوش ہیں اور اس کے فاسد عقائد کو مانتے ہیں اور جو جس جیسا ہے وہ اسی میں سے ہے۔ مورخین نے اس کی اصل اور اس کے وطن کے بارے میں اختلاف ظاہر کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اہلِ نیشاپور میں سے تھا، اور ایک قول کے مطابق وہ مرو، طالقان یا ری کا رہنے والا تھا۔

تاریخ دانوں اور محدثین کرام نے اس کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ دجال، جھوٹا اور جادوگر تھا۔ صوفیت ظاہر کرتا تھا اور ہر علم کو جاننے کا دعوے دار تھا حالانکہ وہ جاہل تھا اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا تھا۔ وہ شیعوں کے پاس شیعیت ظاہر کرتا تھا اور اہلِ سنت کے پاس اپنا مذہب اہلِ سنت ظاہر کرتا تھا۔ امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے اس پر لعنت اور اس سے برأت کی توقیع صادر ہوئی۔

یہ سب اس وجہ سے تھا کہ بعض شیعہ حضرات اس کے بارے میں علم نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تعریف میں حد سے آگے نہ نکل جائیں اور اس کی بداعمالیوں اور انحرافات سے غافل ہو جائیں اور اس سے بھی غافل ہو جائیں کہ جو اس کی مذمت اور لعنت و ملامت، توقیع امامؑ میں وارد ہوئی ہے۔ اس کے انحرافات میں سے یہ بھی تھا کہ وہ حلولیت کا قائل تھا یعنی کہ یہ دعویٰ کرتا تھا کہ خدا اس میں حلول کر گیا ہے اور اسی وجہ سے وہ اُلوہیت و ربوبیت کا دعوے دار تھا۔

ایک دفعہ وہ ایران کے شہر قُم گیا اور دعویٰ کیا کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کا نائب اور وکیل ہے۔ لوگوں نے اس کی ٹھکائی کی مگر پھر چھوڑ دیا۔

شیخ بہائی نے کشکول میں ذکر کیا ہے کہ اہلِ بغداد نے حسین بن منصور الحلاج کے خون کو مباح قرار دینے پر اجماع کر لیا تھا۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے ایک تختی تیار کی اور اس پر اپنی گواہیاں ثبت کیں۔

وہ کہا کرتا تھا: اللہ میرے خون میں ہے اور اسے بہانا حرام ہے۔ وہ ان کلمات کو دُہراتا رہا اور دوسرے لوگ اپنی گواہیاں ضبط کرتے رہے۔ پھر اسے گرفتار کر کے جیل لے جایا گیا۔ مقتدر عباسی نے اسے جیل کے داروغہ کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ اسے ہزار کوڑے مارو۔ اگر مر جائے تو ٹھیک ورنہ ہزار کوڑے اور مارو تاکہ مر جائے۔ پھر بھی اگر نہ مرے تو اسے (کسی طرح) مار ہی دو۔ پس! اسے باب الطاق کے پاس لایا گیا۔ اس وقت کافی لوگ اس کی گلوخلاصی کے لیے جمع ہو گئے۔ اسے ہزار کوڑے مارے گئے، پھر اس کے اعضا کو کاٹا گیا، سر تن سے جدا کیا گیا، اس کے بدن کو جلایا گیا اور اس کا سر پُل پر رکھ دیا گیا اور یہ ۳۰۹ ہجری کا واقعہ ہے۔

۶ محمد بن علی الشلمغانی

ابوجعفر محمد بن علی الشلمغانی المعروف ابن العزاقر، شلمغان سے تعلق رکھتا تھا اور شلمغان عراق کے وسطی علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے۔ اس کا شمار محدثین کی فہرست میں

ہوتا تھا۔ اس کی بہت ساری کتابیں ہیں، جن میں اس نے ائمہ اہلِ بیتؑ کی احادیث جمع کی ہیں، لیکن جب وہ منحرف ہوا اور اپنے عقائد بدل لیے تو احادیثِ ائمہ میں کمی بیشی کرنے لگا۔

امام زمانہؑ کی ایک توقیع شیخ حسین بن روح کے نام آئی کہ جس میں امام علیہ السلام نے شلمغانی سے اظہارِ برأت فرمایا، اس کی مذمت کی اور اس پر لعنت کی ہے۔ امام علیہ السلام اس توقیع میں ارشاد فرماتے ہیں:

> بتا دو! (خدا تمھاری عمر دراز کرے)، تجھے ہر خیر کی معرفت دے اور خیر پر تیرا خاتمہ کرے) ہمارے بھائیوں، دوستوں کو جو بھی اس کے دین پر اعتماد کرتا اور اس کی نیت سے مطمئن ہے۔ محمد بن علی المعروف شلمغانی (خدا جلد اسے عذاب میں مبتلا کرے اور مہلت نہ دے) اسلام سے مرتد ہو چکا ہے، اسے چھوڑ چکا ہے۔ دینِ خدا میں الحاد کیا ہے اور ایسی چیز کا دعویٰ کیا ہے کہ جس کی موجودگی میں وہ خدا کا منکر کہلاتا ہے۔ اس نے جھوٹ بولا، افتراء کیا، بہتان باندھا اور بہت بڑا گناہ کیا۔ خدا سے پھرنے والوں نے جھوٹ بولا، اندھی گمراہی میں پڑ گئے اور کھلم کھلا خسارہ اُٹھایا۔ ہم خدا اور رسولؐ کی طرح اس سے بیزار ہیں۔ ہم نے اس پر لعنت کی، اس پر خدا کی بے شمار لعنت ہو۔ ہم ظاہر اور باطن، پوشیدہ اور علانیہ ہر وقت اور ہر حالت میں اس پر، اس کے پیروؤں پر، اس کی جماعت پر اور جو ہمارا یہ فرمان سننے کے بعد اس کی محبت پر قائم ہو اس پر لعنت کرتے ہیں۔
>
> لوگوں کو بتا دو! (خدا تمھیں سلامت رکھے) ہم اس سے دُور ہیں جیسا کہ ہم نے اس جیسے دوسروں مثلاً شریعی، نمیری، ہلالی اور بلالی وغیرہ سے دُوری اختیار کی تھی۔
>
> خدا کا یہ طریقۂ کار ہے اور ہم اسے پسند کرتے ہیں اسی پر ہم بھروسا رکھتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں وہ ہمارے تمام معاملات میں کافی

ہے اور بہترین مددگار ہے"۔

یہ توقیع اس وقت صادر ہوئی کہ جب شیخ حسین بن روح مقتدر عباسی کے گھر میں قید تھے اور اس قید کے باوجود انھوں نے یہ توقیع اپنی کسی دوست کے ذریعے سے تمام شیعوں تک پہنچا دی اور ان سب نے اس پر لعنت کی اور اس سے بے زاری پر اتفاق کرلیا اور اس سے دُوری اختیار کرلی۔

وہ حلول کا قائل تھا اور دعوٰی کرتا تھا کہ خدا اس میں حلول کر گیا ہے اور تناسخ کا بھی قائل تھا اور کہتا تھا کہ حضرت محمدؐ کی روح، محمد بن عثمان دوسرے نائبِ خاص میں داخل ہوگئی ہے اور جناب فاطمہؑ بنت محمدؐ کی روح دوسرے نائب کی بیٹی اُم کلثوم میں سما گئی ہے اور اپنے دوستوں سے کہتا تھا کہ یہ ایک عظیم راز ہے اور اسے پوشیدہ ہی رہنا چاہیے۔

کفروالحاد میں شلمغانی، حلاج کی طرح ہے۔ ہمیں صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اس نے یہ منحرف عقیدہ کیوں کر اختیار کیا۔ شیخ حسین بن روح نے شلمغانی کو بنی بسطام کے نزدیک معتبر قرار دیا تھا اور وہ اس سے محبت کرتے تھے اور اس کی بات سنتے تھے، لیکن جب یہ ملعون منحرف ہوگیا تو ہر کفر اور جھوٹ کی نسبت شیخ حسین بن روح کی طرف دینے لگا اور بنی بسطام کے لوگ اس کی باتوں کو قبول کرنے لگے۔

جب حضرت حسین بن روح کو اس بارے میں علم ہوا تو اُنھوں نے شلمغانی کی ان خرافات کی تردید کی اور بنی بسطام کو اس کی بات سننے سے روک دیا۔ نیز اس پر لعنت کی اور اس سے بے زاری کا حکم دیا لیکن وہ لوگ باز نہ آئے اور اس کی دوستی پر قائم رہے۔ جب شلمغانی کو پتا چلا کہ حسین بن روح نے اس پر لعنت اور اس سے بے زاری کا حکم دیا ہے تو لوگوں کو دھوکا دینا شروع کردیا اور اس لعنت کی تاویل میں لگ گیا تاکہ اس سے دامن بچا سکے۔

شیخ حسین بن روح نے اس ملعون کی حقیقت آشکار کرنے کے لیے بڑی محنت کی اور ہر ایک کو اس پر لعنت کرنے کے لیے لکھا۔ اس طرح یہ خبر ان کے دوستوں سے ہوتی ہوئی تمام لوگوں میں پھیل گئی اور محفل کی بات ہوگئی۔ یہ امر شلمغانی پر گراں گزرا۔ وہ اس رُسوائی سے بچنا چاہتا تھا، لہٰذا اس نے شیعوں کی ایک جماعت سے کہا: میری اور حسین بن روح کی

ملاقات کراؤ۔ وہ میرا ہاتھ پکڑیں اور میں ان کا ہاتھ پکڑوں تو اگر آسمان سے آگ گر کر انھیں جلا نہ ڈالے تو جو کچھ اُنھوں نے میرے بارے میں کہا ہے وہ سچ ہے۔

جب شلمغانی کے انحراف وضلالت کی خبر عباسی حکمران راضی کے پاس پہنچی تو اس نے اسے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ شلمغانی ڈر گیا اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوگیا۔ بادشاہ کا وزیر اسے ڈھونڈتا رہا، اس کا نام ابن مُقلہ تھا۔

آخرکار شلمغانی ابن مُقلہ وزیر کی گرفت میں آگیا۔ اس کے پاس سے کچھ خطوط بھی برآمد ہوئے جو اس کے پیروؤں نے اس کی طرف بھیجے تھے اور ان پر وہ باتیں درج تھیں کہ جو صرف خدا ہی کے شایانِ شان ہیں جیسے یَا الٰھی ورازق وغیرہ۔

آخرکار اسے فقیہوں، قاضیوں اور لشکر کے سالاروں کے مجمعے کی طرف لے جایا گیا اور کافی بحث وتمحیص کے بعد وہ اس کے قتل پر متفق ہوگئے۔ اسے کوڑے مارے گئے اور جان سے مار دیا گیا۔ اس کے بدن کو جلا دیا گیا اور اس جلی ہوئی راکھ کو دجلہ کی نہر میں بہا دیا گیا۔

◇ ابودلف الکاتب

ابودلف محمد بن مظفر الکاتب ازدی نے بھی سفیرِ امامؑ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے بارے میں جعفر بن قولویہ نے فرمایا: ہم ابودلف کو ملحد جانتے تھے۔ اس نے غلو ظاہر کیا پھر پاگل ہوگیا اور اسے زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ آخر وہ مفوضہ میں سے ہوگیا۔ وہ جہاں کہیں بھی آتا تھا اس کی توہین کی جاتی تھی اور شیعوں نے تھوڑے ہی وقت میں اسے جان لیا اور جماعت نے اس سے اور اس کے ماننے والوں سے بے زاری اختیار کرلی۔

اس کے انحرافات میں سے ہے کہ وہ مخمسہ میں سے تھا۔ مخمسہ غالیوں کی ایک جماعت ہے جن کا عقیدہ ہے کہ اپنے ان پانچ بندوں (سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، عمارؓ اور عمرو ابن امیہ الضمیری) کو خدا نے کائنات کے مصالح کے لیے مقرر کیا ہوا ہے۔ ایک اور رائے کے مطابق مخمسہ غالیوں کا ایک گروہ ہے کہ جو اصحابِ کساء کی الوہیت کا قائل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت محمدؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ ایک نور ہیں، ان میں ایک ہی

روح ہے کوئی بھی ایک دوسرے سے افضل نہیں ہے۔

ابولف ہر صورت میں حلول کا قائل تھا۔ کافر تھا، نجس تھا، گمراہ تھا، گمراہ کرنے والا تھا اور مشہور ہے کہ اُس کے ان خرافات کا سبب اس کا پاگل پن عقل کا زائل ہو جانا تھا۔

۸ محمد بن احمد بغدادی

ابوبکر محمد بن احمد بن عثمان بن سعید المعروف بغدادی، تعجب خیز بات ہے کہ یہ دوسرے نائب خاص کا بھتیجا تھا اور اس نے بھی جھوٹ میں نائب امامؑ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے پاس علم بہت کم تھا، عقل کمزور تھی اور اس کی جہالت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ابولف کا پیرو تھا اور اس کے اباطیل اور کفریات پر ایمان رکھتا تھا۔

ایک دفعہ دوسرے نائب خاص ایک مجلس میں اہلِ بیتؑ سے وارد شدہ احادیث بیان کر رہے تھے اور لوگ بھی ان سے بیان کر رہے تھے تو محمد بن عثمان نے حاضرین سے کہا: خاموش ہو جاؤ کہ وہ (محمد بن احمد بغدادی) آنے والا ہے اور وہ تمھارے دوستوں میں سے نہیں ہے۔

یہ منافق ہر روز رنگ بدلتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے دعویٰ کیا وہ بصرہ میں یزیدی کا وکیل ہے اور اس نے بہت سا سامان اکٹھا کر لیا مگر اسے پکڑ لیا گیا اور اس کے سر پر ضرب لگائی گئی تو اس کی دونوں آنکھوں میں پانی اُتر آیا اور وہ اندھا ہو کر مر گیا۔

سویں فصل

امام مہدی علیہ السلام کی غیبتِ صغریٰ میں زیارت کرنے والے

ہم سابقاً بیان کر چکے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کی غیبتِ صغریٰ ان کی ولادت ہی سے شروع ہو چکی تھی۔ اب ہم ان حضرات کا ذکر کرتے ہیں کہ جنھوں نے امام علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ بعض کا ذکر ہم اجمالاً کریں گے اور بعض کا تفصیل سے بیان کریں گے اور یہ ذکر دو قسموں میں کیا جائے گا:

1. وہ حضرات کہ جنھوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی میں امامؑ کی زیارت کی۔
2. وہ کہ جنھوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد زیارت کی۔

پہلی قسم

اس میں درج ذیل افراد شامل ہیں:

1. سیدہ حکیمہ بنت امام علی نقیؑ، جو کہ امام حسن عسکریؑ کی پھوپھی تھیں۔ یہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے وقت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر پر حاضر تھیں اور ان کا تفصیلی ذکر پہلے ہو چکا ہے۔
2. نسیم، امام حسن عسکریؑ کی کنیز۔ یہ فرماتی ہیں کہ میں امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے بعد، بروایتِ دیگر دس دن بعد، امام مہدی علیہ السلام کے پاس گئی اور مجھے چھینک آئی تو انھوں نے مجھ سے فرمایا: تم پر خدا رحم کرے۔ نسیم کہتی ہے: مجھے اس سے خوشی ہوئی۔ امام مہدی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمھیں چھینک کے بارے میں ایک خوش خبری نہ سناؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں مولاؑ! امامؑ نے فرمایا: یہ تین دن کے لیے

موت سے امان ہے۔

۳ امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب کی ایک جماعت نے امام مہدی علیہ السلام کو دیکھا۔ ابو غانم الخادم سے روایت ہے: ابو محمد امام حسن عسکریؑ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ آپؑ نے اس کا نام محمد رکھا اور تیسرے دن اپنے اصحاب کو اس کی زیارت کرائی اور فرمایا: میرے بعد یہ تمہارا صاحب الامر ہے، تم پر میرا خلیفہ ہے اور یہی وہ قائمؑ ہے کہ جس کے انتظار میں گردنیں لمبی ہو جائیں گی (یعنی غیبت میں طوالت ہوگی)۔ پس! جب زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی تو وہ خروج فرمائے گا اور اسے عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

۴ قریباً چالیس لوگوں نے اس وقت ان کی زیارت کی۔ جب امام حسن عسکریؑ ان کے لیے امامؑ کو باہر لے کر آئے اور ان سے فرمایا: میرے بعد یہ تمہارا امامؑ ہے اور تم میں میرا خلیفہ ہے۔ اس حدیث کو تفصیلاً ہم نائب اول حضرت عثمان بن سعید العمری کے احوال میں نقل کر چکے ہیں۔ (فراجع)

۵ ابو الادیان نے زیارت کی۔ ان کا بیان امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بیان میں ہو چکا ہے۔

۶ الشیخ الجلیل احمد بن اسحاق قمی اشعری نے حضرتؑ کی زیارت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں امام ابو محمد حسن عسکریؑ کے پاس ان کے بعد ان کے خلیفہ کے بارے میں پوچھنے گیا تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! خدا زمین کو حضرت آدمؑ سے لے کر قیامِ قیامت تک اپنی حجت سے خالی نہیں رکھے گا۔ اس کے ذریعے خدا زمین والوں سے بلائیں دُور کرے گا، بارش نازل فرمائے گا اور اسی کے ذریعے زمین اپنی برکات نکالے گی۔

شیخ نے سوال کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ کے بعد خلیفہ اور امام کون ہے؟ امامؑ جلدی سے اپنے گھر گئے اور اپنے کندھے پر ایک بچہ اُٹھا کر لائے۔ اس کا چہرہ چاند کی طرح تھا اور وہ تین سال کا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اگر تم خدا اور اس کی حجج کے نزدیک قابلِ احترام نہ ہوتے تو میں اپنے اس بچے کو تمھارے سامنے نہ لاتا۔ یہ رسولِؐ خدا کا ہم نام اور ہم کنیت ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق! ان کی مثال اس اُمت میں حضرت خضرؑ کی سی ہے۔ نیز ان کی مثال حضرت ذوالقرنینؑ کی سی ہے۔ بخدا وہ غائب ہوں گے اور ان کے زمانِ غیبت میں ہلاکت سے وہی نجات پائے گا جسے خدا امامت مہدیؑ کے عقیدے پر ثابت قدم رکھے گا اور اس زمانے میں اس بندے کو وہ ان کے جلد ظہور کے لیے دعا کرنے کی توفیق دے گا۔

احمد بن اسحاق نے عرض کیا: اے مولاؑ! کیا کوئی ایسی علامت ہے کہ جس سے دل کو اطمینان مل سکتا ہے؟ وہ بچہ فصیح عربی میں بولا: "مَیں خدا کی زمین میں اس کا بقیہ ہوں، اور اس کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں۔ پس! آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اور کوئی نشانی تلاش نہ کرو"۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں خوشی خوشی واپس آیا۔ جب دوسرا دن آیا تو میں امامؑ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! میں آپؑ کی اس مہربانی کی وجہ سے بہت خوش ہوں۔ اچھا یہ تو بتائیں کہ ان میں خضرؑ اور ذوالقرنینؑ کی کون سی سنت جاری ہوگی؟

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: اے احمد! ان کی غیبت کا زمانہ طولانی ہوگا۔ میں نے پوچھا: اے فرزند رسولؐ! ان کا زمانۂ غیبت طولانی ہوگا؟ امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! خدا کی قسم! ایسا ہی ہوگا، یہاں تک کہ اس عقیدے کے اکثر قائلین اپنے عقیدے سے رجوع کرلیں گے (یعنی منحرف ہوجائیں گے) اور اس امر پر وہی ثابت قدم رہے گا کہ جس سے خدا نے ہماری ولایت کا عہد لیا ہے۔ اس کے دل میں ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی روح (روح القدس) سے اس کی مدد کی ہے۔

روح القدس مدد مری کرتا ہے آج بھی
میں انتظارِ سیدِ کون و مکاں میں ہوں
(مظہر عباس)

اے احمد بن اسحاق! یہ خدا کے اُن اُمور میں سے ایک امر ہے۔ خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور خدا کے غیبوں میں سے ایک غائب (نشانی) ہے۔ پس! جو میں نے بتایا ہے اسے لے لو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔ اس کے بدلے کل تم علیین میں ہمارے ساتھ ہو گے۔

۷ یعقوب بن منقوش: انھوں نے امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کی ہے، فرماتے ہیں: میں ایک دن امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں گیا۔ آپؑ اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے اور آپؑ کے دائیں طرف ایک پردہ لٹکا ہوا تھا۔ میں نے ان سے عرض کیا: اے مولا! آپ کے بعد صاحب امر کا صاحب کون ہے؟ امامؑ نے فرمایا: پردہ اُٹھاؤ؟ پس میں نے پردے کو اُٹھایا تو ایک پانچ بالشت لمبا بچہ ہماری طرف آیا۔ اس کی عمر تین یا چار سال تھی۔ اس کی پیشانی چوڑی، چہرہ سفید تھا، چمک دار آنکھیں تھیں، ہتھیلیاں بھاری تھیں، ان کے گھٹنے سامنے کی طرف تھے۔ ان کے دائیں رخسار پر تل تھا اور ان کے سر پر چوٹی تھی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ تمھارا صاحب ہے۔ پھر امام مہدی علیہ السلام اُٹھ کر چلے گئے تو امام حسن عسکریؑ نے ان سے فرمایا: اے بیٹا! مقررہ وقت پر آ جانا۔ پس امام مہدی علیہ السلام گھر چلے گئے اور میں دیکھ رہا تھا۔ پھر امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: اے یعقوب! دیکھو گھر میں کون ہے؟ میں اندر گیا مگر کسی کو نہ پایا۔

دوسری قسم

جن لوگوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کی ان کی تعداد حساب سے باہر ہے۔ ان میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں:

① ابوالادیان: ان کا بیان سابقاً امام حسن عسکریؑ کی وفات کے موضوع میں گزر چکا ہے۔

② حاجز بن یزید الوشاء: انھوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کا جنازہ پڑھاتے وقت امامِ زمانہؑ کو دیکھا اور بعد میں وکلائے امامؑ میں شامل ہوئے۔

③ جعفر بن علیؑ: امام مہدی علیہ السلام کے چچا نے بھی امام مہدی علیہ السلام کو امام حسن عسکریؑ کی وفات کے بعد دیکھا کہ جب وہ امامؑ کا جنازہ پڑھانے لگا تو امام مہدی علیہ السلام اس کے پاس آئے اور اس کی عبا کو پکڑ کر فرمایا: چچا! ہٹ جاؤ میں اپنے بابا کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق دار ہوں۔ دوسری بار جعفر نے تب امام مہدی علیہ السلام کو دیکھا کہ جب اس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد اُن کی میراث میں نزاع کیا تو امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ ایک ایسی جگہ سے جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: اے جعفر! تو کیوں میرے حقوق میں دخل اندازی کرتا ہے؟ پھر آپؑ غائب ہو گئے۔ اور تیسری بار جعفر نے تب امامِ زمانہؑ کو دیکھا کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ وفات پا گئیں اور انھوں نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے اس گھر میں دفن کرنا جس گھر میں دو امام علی النقیؑ اور امام حسن عسکریؑ دفن ہیں۔ جعفر نے ان سے جھگڑا کیا کہ یہ میرا گھر ہے وہ اس میں دفن نہیں ہو سکتیں۔ اس وقت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا: جعفر! کیا تمھارا گھر یہ ہے؟ پھر غائب ہو گئے۔ اس کے بعد جعفر نے انھیں کبھی نہ دیکھا۔

④ ان لوگوں نے دیکھا کہ جو امام حسن عسکریؑ کے جنازے پر موجود تھے اور سب نے دیکھا کہ جب آپؑ اپنے باباؑ کا جنازہ پڑھانے کے لیے آگے آئے۔

⑤ قمیوں کے دوسرے گروہ نے امامؑ کی زیارت کی۔ سامرہ میں اس کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

سیماء: یہ جعفر کا نوکر تھا یا معتمد عباسی کا سپاہی تھا کہ جو امام حسن عسکریؑ کے گھر کا دروازہ توڑ کر اندر آیا تو امام مہدی علیہ السلام اس کی طرف گئے اور آپؑ کے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا تھا۔ آپؑ نے اس سے فرمایا: تو میرے گھر میں کیا کر رہا ہے؟ سیماء نے کہا:

جعفر کا خیال تھا کہ آپؑ کے والد وفات پا گئے ہیں اور اُن کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ اگر یہ آپؑ کا گھر ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ گھر سے نکل گیا۔

⑦ ابراہیم بن ادریس: یہ امام علی النقی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور فرماتے ہیں: میں نے انھیں قریباً بیس سال کی عمر میں ان کے بابا کی وفات کے بعد دیکھا اور میں نے ان کے سر اور ہاتھوں کا بوسہ لیا۔

⑧ علی بن مہزیار: انھوں نے طائف کے پہاڑ کی وادی میں حضرتؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور کچھ دن آپؑ کے پاس گزارے۔ ان کی حدیث بہت تفصیلی ہے جیسے شیخ صدوق نے اکمال میں ذکر کیا ہے۔

⑨ دوسرے نائب خاص محمد بن عثمان نے بھی امام علیہ السلام کی زیارت کی۔ ان سے پوچھا گیا: کیا آپ نے صاحب الامرؑ کو دیکھا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں، اور میری آخری ملاقات ان سے خانۂ کعبہ کے پاس ہوئی تھی اور وہ فرما رہے تھے: خدایا! میرے وعدے کو پورا فرما۔

عبداللہ بن جعفر الحمیری سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن عثمان کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے امام مہدی علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ وہ باب کعبہ کے سامنے والی دیوار کے غلاف کو پکڑ کر فرما رہے تھے: خدایا! میرے دشمنوں سے میرا بدلہ لے۔

ہم یہاں انھی اسماء پر اکتفا کرتے ہیں کہ جنھوں نے غیبت صغریٰ میں امامؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کو شہید کرنے کی کوشش

حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے والد کی وفات کے بعد کچھ عرصہ سامرہ شہر میں رہے۔ ہمیں صحیح طور پر معلوم نہیں کہ کتنا عرصہ رہے مگر بہت سے لوگوں نے آپؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اپنے اموال آپؑ کے سپرد کیے۔ اس وقت کے بادشاہ امام مہدی علیہ السلام کے وجود کو خطرہ سمجھتے تھے اور اس سے ذرا غفلت نہ کرتے تھے اور نہ ان شیعوں سے غافل تھے

کہ جو عباسی حکمرانوں کی حکومت تسلیم نہ کرتے تھے۔

اسی لیے امام مہدی علیہ السلام کے نائبینِ خاص اور سفراء ایک خاص طریقے سے اپنے شرعی فرائض انجام دیتے تھے تاکہ کوئی ان پر شک کر کے انھیں حکمرانوں کے سپرد نہ کردے۔

بادشاہانِ وقت نے کئی بار امام مہدی علیہ السلام کو گرفتار کرنے اور مار دینے کی کوشش کی لیکن سب کوششیں بے کار گئیں۔

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ بادشاہِ وقت نے جنابِ سیدہ نرجس کو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ انیس سال بعد عباسیوں کا دارالحکومت سامرہ سے بغداد کی طرف منتقل ہوگیا اور اس وقت خلافت کا دعویدار معتضد عباسی تھا اور اسی کے پاس ہی حکومت و طاقت تھی۔ اس نے امام مہدی علیہ السلام کو قتل کرنے کی ٹھان لی اور اپنے تین قریبی درباریوں کو سامرہ پر خروج کرنے کا حکم دیا کہ وہ الگ الگ ہو کر جائیں اور اپنے ساتھ کسی قسم کا تھوڑا یا زیادہ سامان نہ لے جائیں۔ اس بادشاہ نے انھیں سامرہ کے اس محلے اور گھر کے بارے میں مکمل طور پر سمجھا دیا اور کہا کہ جب تم اس گھر کے پاس پہنچ جاؤ گے تو تمھیں دروازے پر ایک سیاہ فام نوکر نظر آئے گا۔ اسے اندر دھکیل کر گھر میں گھس جانا اور جس کو بھی گھر میں پاؤ اس کا سر تن سے جدا کر کے میرے پاس لے آنا۔

اب ہم ان تین اشخاص ہی میں سے ایک رشیق نامی شخص کی زبانی بیان کرتے ہیں۔
وہ کہتا ہے کہ ہم سامرہ پہنچے تو اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ہم اس گھر کے پاس پہنچ گئے۔
ہم نے ایک سیاہ رنگ کا خادم اس کے دروازے پر دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پتلون تھی وہ اسے بُن رہا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ گھر میں کون ہے؟ اس نے بتایا گھر کا مالک ہے۔

پس! خدا کی قسم! وہ ہماری طرف متوجہ نہ تھا۔ ہم نے اسے حکم کے مطابق اندر کی طرف دھکیلا مگر ہم نے گھر کو خالی پایا۔ گھر کے سامنے ایک پردہ تھا۔ میں نے اس سے بڑھ کر نفیس پردہ نہ دیکھا تھا، گویا کہ اس وقت ہاتھ اس سے اُٹھ گئے اور گھر میں کوئی نہیں تھا۔
جب ہم نے پردہ اُٹھایا تو ایک بہت بڑا گھر نظر آیا۔ گویا اس میں پانی کا ایک سمندر تھا۔
اس گھر کے اُوپر ایک چٹائی تھی اور ہمارے علم کے مطابق وہ چٹائی پانی تھی۔ اس ایک

بہت ہی خوب صورت شخص تھا جو نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے ہماری طرف دھیان نہ دیا اور نہ ہی ہمارے ہتھیاروں کی طرف دیکھا۔

پس! ہم تین میں سے ایک احمد بن عبداللہ آگے بڑھا تاکہ اس گھر میں داخل ہو، تو وہ پانی میں ڈوب گیا۔ میں اسے ڈھونڈتا رہا حتیٰ کہ میرا ہاتھ اس تک پہنچ گیا اور میں نے اسے باہر نکالا، وہ بے ہوش تھا اور ایک گھنٹے تک بے ہوش ہی رہا۔ میرے دوسرے ساتھی نے بھی جب قدم آگے بڑھایا تو اس کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو پہلے کے ساتھ ہوا تھا۔ میں حیران کھڑا تھا۔ میں نے صاحب خانہ سے عرض کیا: میں آپؑ سے اور آپؑ کے خدا سے معافی مانگتا ہوں۔ بخدا میں اس بات کی حقیقت نہ سمجھ سکا اور مجھے نہیں پتا کہ مجھے کس کے پاس لایا گیا ہے اور میں خدا کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

پس! انھوں نے نہ ہماری بات کی طرف دھیان دیا اور نہ ہی اپنے کام کو چھوڑا۔ ہم ڈر کر واپس آ گئے۔ بادشاہ (معتضد) ہمارا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے اپنے نگہبانوں سے کہہ رکھا تھا کہ جب بھی وہ آئیں اُنھیں میرے پاس لے آنا۔ رات کا کچھ حصّہ گزر چکا تھا۔ ہم اس کے پاس گئے تو اس نے ہم سے رپورٹ طلب کی۔ ہم نے جو کچھ دیکھا اس سے بیان کر دیا۔ اس نے کہا: تمھاری حالت قابلِ رحم ہے! کیا مجھ سے پہلے بھی کوئی تم سے ملا ہے؟ اور کسی اور سے بھی تمھاری ملاقات ہوئی ہے۔

ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: میں اپنے باپ کی اولاد نہیں۔ نیز سخت قسم کھائی کہ اگر یہ خبر لوگوں تک پہنچ گئی تو میں تمھاری گردنیں اُڑا دوں گا، لہٰذا اس کی زندگی میں ہم نے یہ خبر کسی کو نہ بتائی۔

اس خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام جس گھر میں رہتے تھے وہ کڑی نگرانی میں تھا اور خبریں برابر معتضد کے پاس پہنچتی رہتی تھیں۔ اسی لیے معتضد جانتا تھا کہ اس گھر کے دروازے پر ایک سیاہ رنگ کا غلام مقرر ہے۔ اسی لیے اس نے اپنے تین مخصوص کارندوں کو منتخب کیا اور انھیں بغداد سے سامرہ کی طرف ایک خاص حالت میں سفر کرنے کا حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ کوئی چیز اُٹھا کر نہیں لے جائیں گے۔ پھر انھیں محلے کے بارے میں مکمل طور پر

بتایا یعنی الف سے یا تک انھیں سب کچھ بتا دیا اور گھر میں موجود شخص کو قتل کرنے کے بارے میں حکم صادر کیا البتہ یہ نہ بتایا کہ وہ شخص کون ہے؟ اور اس کا گناہ کیا ہے؟

یہ تینوں اس کے حکم پر سامرہ پہنچ گئے۔ اس کی بتائی گئی نشانیوں کے مطابق، ایک سیاہ غلام کو دروازے پر دیکھا جو ایک کپڑا بُن رہا تھا۔ اس غلام نے ان کی پرواہ نہ کی اور ایسے سمجھا کہ جیسے کوئی کیڑے مکوڑے گھر میں آگئے ہوں اور جب وہ اس سے سوال کرنے لگے کہ گھر میں کون ہے تو اس نے بالکل مختصر سا جواب دیا اور کہا کہ گھر کا مالک ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ اس نے آنے والوں کو ایک مکھی کے برابر بھی اہمیت نہ دی۔

ان لوگوں نے دروازے پر ایک بہت نفیس پردہ دیکھا اور جب وہ گھر کے اندر داخل ہوئے تو ایک حجرہ دیکھا کہ جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ گویا کہ وہ پانی کا ایک سمندر تھا۔ انھوں نے اس حجرے کے اُوپر ایک چٹائی دیکھی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ پانی پر تھی اور اس پر ایک خوبصورت انسان حالتِ نماز میں بیٹھا تھا۔ اس شخص نے ان تینوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔

یہ واضح ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نے معجزے کے ذریعے ان لوگوں کو اپنے آپؑ سے دُور کیا لیکن ایک نے تیر کر امام تک پہنچنا چاہا تو وہ ڈوب گیا اور اس کے دوست رشیق نے اسے پانی سے نکالا اور دوسرے نے بھی جب ایسا کیا تو اس کا حشر بھی پہلے والے کا سا ہوا۔

افسوس ہے اس ناتواں انسان پر جو سرکشی کرتا ہے اور خدا کی قدرت سے ٹکر لیتا ہے۔

اب میں یہاں معجزے کی وضاحت ضروری نہیں سمجھتا۔ کیونکہ یہ ایک خارقِ عادت فعل ہوتا ہے اور عقل کسی مادی زاویے سے اس کی تفسیر نہیں کرسکتی اور یہی کافی ہے کہ جو رشیق نے دیکھا ہم اسے معجزہ سمجھیں اور معجزہ کی تو نہ کوئی حد ہوتی ہے اور نہ وہ صرف نبیؐ کے ساتھ خاص ہوتا ہے بلکہ یہ نبیؐ کے شرعی اور حقیقی جانشین یعنی ائمہ طاہرینؑ سے بھی صادر ہوتا ہے۔

پس! یہ معجزہ ایسی کیفیت میں منفرد تھا کہ جو عقل اور عادت سے بالکل ہٹ کر تھی۔ رشیق متوجہ ہوگیا کہ وہ ایک معجزے کا سامنا کر رہا ہے، گویا کہ وہ اس مادی عالم سے ہٹ کر کسی دوسرے عالم میں موجود ہے۔ اسی وجہ سے اس نے اپنا موقف تبدیل کرلیا اور بجائے حملہ کرنے کے معافی مانگنے لگا۔ پس! اس نے خدا سے اور اس نمازی سے معافی مانگی اور یہ

دعویٰ کیا کہ مجھے نہ اس گھر کے بارے میں کچھ خبر ہے اور نہ یہ پتا ہے کہ معتضد نے اسے قتل کرنے کا کیوں حکم دیا ہے؟

امام علیہ السلام نے اس کی معافی کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اپنی نماز میں مصروف رہے۔ تو یہ لوگ ڈرتے ہوئے بغداد واپس پلٹ گئے۔

معتضد انگارے سے بھی زیادہ گرم تھا اور ان تینوں کے واپس آنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ وہ اس کو تمام کارروائی کے بارے میں اطلاع فراہم کریں۔ اس نے بھی نگہبانوں سے کہا کہ وہ آتے جائیں تو ان کو میرے پاس لے آؤ، خواہ وہ دن کو آئیں یا رات کو۔

جب وہ معتضد کے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو اس نے ان سے پوچھا کہ کیا کسی اور سے بھی تمھاری ملاقات ہوئی ہے؟ یعنی تم نے کسی اور کو تو یہ بات نہیں بتائی؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ اس نے انھیں سخت حلف دے کر کہا کہ اگر تم نے کسی اور کو یہ بات بتائی اور پھر زندہ بچ گئے تو میں اپنے باپ کے نطفے سے نہیں ہوں (یعنی میں تمھیں ضرور قتل کروں گا)۔

امام مہدی علیہ السلام کو قتل کرنے کی دوسری کوشش

جب معتضد نے دیکھا کہ ہماری پہلی کاوش بالکل ہی ناکام ہوگئی ہے تو اس نے وسیع پیمانے پر کام شروع کیا۔ اس بے وقوف کی عقل پر رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ جب اسے معلوم تھا کہ امر خدا کا ہے اور وہی امامؑ کا حافظ و ناصر ہے اور امامؑ معجزہ کا اسلحہ ساتھ لیے ہوئے ہیں۔ پھر بھی وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آیا اور ہوش و حواس بالکل ہی گم کر بیٹھا اور خدا کے ارادے پر غالب آنے کی ٹھان لی۔

اس واقعہ کو بھی رشیق ہی بیان کرتا ہے اور لگتا ہے کہ وہ خود اس دفعہ بھی موجود تھا۔ وہ کہتا ہے کہ معتضد نے ایک فوجی دستہ بھیجا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو انھیں سرداب (تہ خانہ) سے تلاوتِ قرآن کی آواز آئی تو وہ اس سرداب کے دروازے پر اکٹھے ہوگئے اور اسے گھیرے میں لے لیا تاکہ نہ امامؑ اُوپر چڑھ سکیں اور نہ باہر نکل سکیں۔ لشکر کا سالار انتظار کر رہا تھا کہ سارا لشکر اکٹھا ہو جائے۔

اِدھر امامؑ نکلے اور ان کے پاس سے گزر کر غائب ہو گئے۔ جب امامؑ غائب ہو گئے تو امیر لشکر نے کہا: اندر سرداب میں جاؤ۔ تو وہ بولے: کیا وہ ابھی تمھارے پاس سے نہیں گزرے؟

وہ بولا: میں نے تو نہیں دیکھا اور تم نے کیوں انھیں چھوڑ دیا؟

وہ بولے: ہم نے سمجھا کہ تم نے ان کو دیکھا ہوا ہے۔

اس واقعہ میں غور کرنے سے درج ذیل چیزیں سامنے آتی ہیں کہ معتضد نے ایک بڑا لشکر امام مہدی علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے بھیجا اور جب وہ گھر میں داخل ہوا تو سالار باقی سپاہیوں کے آنے کے انتظار میں رُک گیا اور صرف ایک انسان کو پکڑنے کے لیے لمبی تدبیروں اور سوچوں میں پڑ گیا۔

یہ سب ارادۂ الٰہی کے تحت ہو رہا تھا اور ذلت و رُسوائی ان (دشمنانِ خدا) کا مقدر ٹھہری۔ انھی لمحوں میں امام سرداب سے نکلے اور لشکر کے پاس سے گزر کر غائب ہو گئے۔

لشکر کا سالار حیران و سرگردان رہ گیا۔ خدا نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ امامؑ کو دیکھ ہی نہ سکا جب کہ دوسرے لوگ دیکھ رہے تھے۔ جب لشکر والوں نے دیکھا کہ امیر انھیں کوئی حکم نہیں دے رہا اور انھوں نے سمجھا تھا کہ امیر بھی امام مہدی علیہ السلام کو سرداب سے نکلتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔ یوں خدا نے انھیں ایسے عظیم خطروں سے بچایا اور ان شاء اللہ ظہور تک یوں ہی ان کی حفاظت فرمائے گا۔

سرداب کا بیان

اب ہم یہاں تھوڑی سی سرداب کی وضاحت کرتے ہیں:

عراق کے اکثر علاقوں میں گھروں میں گرمی سے بچنے کے لیے تہ خانے بنے ہوتے ہیں جنھیں سرداب کہتے ہیں۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کا گھر سامرہ میں تھا اور اس میں بھی ایک سرداب تھا اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رشیق جو مذکورہ حملے کا عینی شاہد ہے وہ بتاتا ہے کہ امام علیہ السلام سرداب سے باہر نکلے اور لشکر کے پاس سے ہوتے ہوئے غائب ہو گئے اور وہ سرداب امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے مزاروں کے پاس موجود ہے۔ بعد میں

آنے والے سالوں میں اس کی بناوٹ جدید کی گئی ہے لیکن جگہ وہی ہے اور زائرین اس کا احترام کرتے ہیں کیونکہ وہ تین اماموں کی رہائش کی جگہ تھی اور یہی نبی معظمؐ اور ائمہؑ کے گھروں کی شان ہے کہ بہ اذنِ خدا ان کی تعظیم کی جائے اور ان گھروں میں خداوند متعال کا نام لیا جائے۔ اس لیے شیعہ مسلمان وہاں نماز پڑھتے ہیں اور اس جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔ کوئی شیعہ یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ امام علیہ السلام یہاں رہتے ہیں یا یہاں سے ظہور فرمائیں گے۔ پس سرداب باقی جگہوں کی طرح ایک جگہ ہے مگر یہ کہ اسے ائمہ کا مسکن اور گھر کا حصہ ہونے کا شرف حاصل ہے اور شیعہ تو شاعر کے اس قول کی طرح اس کا احترام کرتے ہیں:

وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ

وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

"یعنی گھروں کی محبت نے میرے دل کو نہیں کھینچا بلکہ گھر میں رہنے والوں کی محبت نے میرے دل کو کھینچا ہے"۔

یہ تھا سرداب کا خلاصہ ـــــ لیکن کچھ جہلاء اور کذاب ہمیشہ شیعوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا امام غار میں چھپا ہوا ہے حالانکہ کوئی شیعہ نہ ایسا ہے اور نہ ہی ہوگا کہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ امامؑ سرداب میں غائب ہوئے تھے یا اس میں رہتے ہیں۔ یہ منحرف اور پھکوباز لوگ بلاخوفِ خدا جو دل میں آتا ہے کہتے ہیں اور لکھتے رہتے ہیں۔

غیبتِ صغریٰ میں امام علیہ السلام کی سرگرمیاں

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد امامت وخلافت امام مہدی علیہ السلام کو منتقل ہوگئی۔ اس وقت امام مہدی علیہ السلام عام لوگوں سے مخفی ومستور رہتے تھے مگر خاص شیعوں سے مخفی نہ تھے۔ آپ شیعوں کے ساتھ آنے والے احوال سے آگاہ تھے۔ قیادتِ اُمت کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے تھے اور ان کے سوالوں کے جوابات اور مشکلات کو حل کرتے تھے۔

آپؑ امر بالمعروف کرتے، نہی عن المنکر کرتے، کسی کو معزول کرتے، کسی کو منصب پر فائز کرتے، کسی کو دُور کرتے، کسی کو قریب کرتے اور ایسا تھا کہ آپؑ ان لوگوں کے درمیان

موجود تھے اور ان سے غائب نہ تھے۔ آپؑ کا اپنے نائبین اور وکلا کے ساتھ مکمل رابطہ تھا۔ انھیں اوامر اور تعلیماتِ لازمہ کی تلقین کرتے تھے۔ انھیں ان کے شرعی واجبات کی طرف رہنمائی فرماتے تھے اور وقت و حالت کے مطابق تدبیر اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

یہ پہلے گزر چکا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نے قمیوں کی دوسری جماعت کو اپنے نائب عثمان بن سعید العمری کی طرف بغداد میں رجوع کرنے کا حکم دیا تھا۔ اسی لیے شیعہ حضرات، امام مہدی علیہ السلام کے اس عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے فقہی، مالی اور اجتماعی مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ وہ بصیرت پر قائم تھے۔ وہ اس نائب کی وثاقت، دیانت اور امانت میں شک نہیں کرتے تھے اور وہ کبھی فقہی مسائل، قضایا شخصیہ یا جو مسائل لوگوں کے مالی حقوق سے متعلق ہوتے تھے وہ لکھ کر انھیں نائبِ امامؑ کے حوالے کرتے تھے اور امامؑ کے جوابی خط میں ان کا جواب آجاتا اور کبھی وہ نائبِ امامؑ کو گزارش کرتے کہ وہ ان کے مسائل اور حاجات امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیں تو وہ نائبِ امامؑ انھیں لکھ لیتے اور بعد میں انھیں امام علیہ السلام کی طرف سے آنے والے جواب سے باخبر کر دیتے تھے یا انھیں ایک تفصیلی خط دکھاتے کہ جس میں بہت سے سوالات کے جوابات ہوتے تھے اور کبھی امامؑ کسی حکمت کے پیشِ نظر جواب نہ دیتے تھے اور کبھی شیعہ عقائد کے مسائل میں نزاع کرتے تو نائبِ امام کی طرف رجوع کرنے سے ان کا اختلاف دُور ہو جاتا تھا اور نزاع ختم ہو جاتا تھا۔ یا اسی طرح انھیں کوئی مشکل درپیش ہوتی تو اس کا جو جواب امامؑ کی طرف سے آتا اس بارے میں وہی حرفِ آخر ہوتا تھا۔ ہم ذیل میں اس کے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں:

1. شیعوں میں اختلاف ہو گیا کہ کیا خدا نے خلق و رزق کے اُمور ائمہؑ کے حوالے کیے ہیں یا نہیں؟ کچھ لوگ کہنے لگے کہ یہ محال ہے اور یہ بات خدا کے لیے روا نہیں ہے کیونکہ جسموں کو خلق کرنا صرف اللہ کی قدرت میں ہے۔ اور کچھ لوگوں نے نظریہ اپنایا کہ خدا نے ائمہؑ کو خلق و رزق پر قدرت دی اور یہ کام ان کے سپرد کر دیا ہے۔ پس انھوں نے خلق کیا اور رزق دیا۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم اس بارے

میں ابوجعفر محمد بن عثمان العمری کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے اور ان سے کیوں نہیں پوچھتے، تاکہ وہ حقیقت تم پر آشکار کر دیں کیونکہ امام زمانہ تک پہنچنے کا وہی ایک وسیلہ ہیں۔

پس! وہ لوگ اس بات پر راضی ہو گئے۔ انھوں نے اپنا مسئلہ لکھا اور ان کی طرف بھیج دیا۔ امام علیہ السلام کی طرف سے، ان کے مسئلے کا جواب اس طرح آیا: بے شک وہی خدا ہے کہ جس نے جسموں کو خلق کیا اور رزقوں کو تقسیم کیا کیونکہ نہ تو وہ جسم (رکھتا) ہے اور نہ ہی جسم میں حلول کرتا ہے۔ اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور ائمہ علیہم السلام (کی شان یہ ہے کہ) خدا سے سوال کرتے ہیں تو خدا خلق کر دیتا ہے اور یہ سوال کرتے ہیں تو خدا، رزق دیتا ہے۔ ان کے سوال کو سنتے ہوئے اور ان کے حق کی رعایت کرتے ہوئے۔

۲ شیعوں کے درمیان اس بات میں اختلاف شروع ہو گیا کہ امام حسن عسکریؑ کے بعد کوئی خلیفہ ہے یا نہیں۔ ایک گروہ نے کہا: امام حسن عسکری علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور انھوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ دوسرا گروہ کہنے لگا: امام حسن عسکری علیہ السلام اپنا نائب مقرر کر کے اس دنیا سے گئے ہیں۔ اس نزاع کو ختم کرنے کے لیے انھوں نے امام مہدی علیہ السلام کو ایک خط لکھا تو امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے اس کا یہ جواب صادر ہوا:

"شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ خدا تمھیں اور ہمیں گمراہی اور فتنوں سے بچائے۔ ہمیں اور تمھیں روحِ یقین عطا فرمائے اور ہمیں اور تمھیں برے ٹھکانے (جہنم) سے بچائے۔ مجھے تم میں سے ایک جماعت کے دین کے بارے میں شک کی خبر ملی ہے اور وہ جو والیانِ امر کے بارے میں شک و حیرت میں مبتلا ہیں۔ اس چیز نے مجھے اپنے بارے میں نہیں بلکہ ان کے بارے میں غمگین کر دیا ہے اور اس بات نے مجھے تمھارے بارے میں پریشان کر دیا ہے نہ کہ اپنے بارے میں، کیونکہ ہمارے ساتھ ہمارا خدا ہے۔ ہم اس کے علاوہ کسی کے محتاج نہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے۔ تو جو ہمیں چھوڑ دے وہ ہمیں وحشت زدہ نہیں کر سکتا۔

اے لوگو! تم کیوں شک میں پڑے ہو اور کیوں حیران ہوتے ہو۔ کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔

کیا تم نے ان آثار میں غور نہیں کیا کہ جو تمھارے گذشتہ اور آنے والے ائمہؑ کے بارے میں ہیں؟ یا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح خدا نے اپنی طرف رہنمائی کے لیے نشانیاں بنائی ہیں؟ حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک، جب بھی ایک نشانی ختم ہوئی تو دوسری ظاہر ہوگئی اور ایک ستارہ ڈوب گیا تو دوسرا ستارہ طلوع ہوگیا؟!

اور اب جب کہ خدا نے امام حسن عسکریؑ کو اپنے پاس بلا لیا ہے اور تم یہ سمجھنے لگے ہو کہ خدا نے اپنے دین کو باطل کر دیا ہے اور اپنے اور مخلوق کے مابین رابطہ ختم کر دیا ہے؟ ہرگز ایسا نہیں ہے اور نہ ہی قیامت تک ہوگا اور خدا اپنے امر کو غالب کرے گا اور مشرک کو یہ غلبہ ناگوار گزرے گا اور بے شک گزرنے والے (امام حسن عسکریؑ) نیک بخت تھے اور اپنے آبائے طاہرینؑ کی راہ اپنا کر گزارے۔ اور ہم میں ان کی وصیت اور علم ہے اور وہ ان کا خلیفہ اور قائم مقام ہے۔ اس بارے میں ہم سے صرف ظالم و گنہگار ہی نزاع کرے گا اور ہمارے علاوہ کوئی منکر اور کافر ہی اس منصب کا دعویٰ کرے گا۔ اگر خدا کا امر یوں نہ ہوتا تو تمھارے لیے ہمارا حق آشکار ہو جاتا اور تمھارا شک ختم ہو جاتا لیکن وہ ہوا جو خدا نے چاہا، ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے، پس تم خدا سے ڈرو اور اسے ہمارے لیے تسلیم کرو اور معاملہ ہمارے سپرد کر دو۔ جس طرح امر ہماری طرف لوٹتا ہے اسی طرح ہم سے شروع ہوتا ہے، جس چیز کو تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے اس سے پردہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو۔ اصحاب الیمین سے پھر کر اصحاب الشمال (جہنمیوں) کی راہ پر نہ پڑو، تم ہم سے سنت واضحہ کی بنا پر مودت کا ارادہ رکھو۔ پس! میں نے تمھارے بارے میں خیر خواہی سے کام لیا اور خدا تم پر اور ہم پر گواہ ہے۔

اگر ہم تمھاری بہتری کے خواہش مند نہ ہوتے اور تم پر شفقت نہ کرتے تو ہم تمھارے

بلانے پر توجہ نہ کرتے اور ان معاملات کو طے کرتے جو ہمیں ظالموں، درشت خو لوگوں، گمراہوں، ہوائے نفس کے پیروؤں، خدا سے تکبر کرلینے والوں، خدا کے فرض اور اطاعت کو چھوڑنے والوں، غیر مستحق دعوے داروں اور ظالموں اور غاصبوں کے ساتھ درپیش تھے۔ اور رسولؐ کی بیٹی (حضرت فاطمہؑ) میرے لیے بہترین نمونہ ہے۔ عنقریب جاہل کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اور کافر عنقریب یہ جان لے گا کہ آخرت کا گھر کس کے لیے ہے۔

خدا ہمیں اور تمھیں مہالک، آفات، برائیوں اور ہر قسم کی بلاؤں سے اپنی رحمت میں محفوظ رکھے۔ بے شک یہ اسی کے اختیار میں ہے، جو چاہے اس پر قادر ہے اور ہمارا اور تمھارا کارساز اور محافظ ہے اور سلامتی ہو تمام اوصیا، اولیا اور مومنین پر اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ان سب پر۔ اور خدا کا درود و سلام ہو حضرت محمدؐ اور ان کی آلؑ پر۔

③ ایک شخص کو خدا نے ایک فرزند عطا کیا اور آٹھویں دن وہ بچہ مرگیا تو اس نے خط لکھ کر امام علیہ السلام کو اطلاع دی تو امامؑ کی طرف سے یہ جواب آیا: عنقریب خدا تجھے دو بیٹے دے گا۔ ایک کا نام احمد رکھنا اور دوسرے کا نام جعفر رکھنا۔ امامؑ نے اسے جیسا بتایا تھا ویسا ہی ہوا اور اس نے امامؑ کے حکم کی تعمیل کی اور اپنے بیٹوں کے وہی نام رکھے کہ جو امامؑ نے فرمائے تھے۔

④ تیسرے نائب خاص حضرت حسین بن روح کے زمانے میں شیخ علی بن الحسین بن بابویہ نے شیخ حسین بن روح سے درخواست کی کہ امامؑ سے عرض کریں کہ وہ میرے لیے ایک بیٹے کی دُعا کریں۔

امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے تین دن بعد یہ جواب آیا۔ میں (امامؑ) نے شیخ علی بن حسین کے لیے دُعا فرمائی ہے اور عنقریب ان کے گھر بابرکت بیٹا پیدا ہوگا اور اس بیٹے کے بعد بھی ان کی اولاد ہوئی۔

تو اسی سال شیخ محمد بن علی بن حسین بن بابویہ المعروف شیخ صدوق پیدا ہوئے اور اس

کے بعد بھی اولاد پیدا کی۔
شیخ صدوق جلیل القدر عالم، احادیث کے حافظ اور احوال رجال کو جاننے والے تھے۔ حافظے اور کثرتِ علم میں قمیوں میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا اور قریباً ان کی تین سو تالیفات ہیں۔
ایک اور دوسری روایت کے مطابق شیخ صدوق کے والد (علی بن حسین) نے شیخ حسین بن روح کو خط لکھا کہ آپ امام مہدی علیہ السلام سے سوال کریں کہ وہ خدا سے دُعا کریں کہ وہ انھیں فقیہہ اولاد عطا کرے۔
امام علیہ السلام کی طرف سے جواب آیا: تمھیں اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ملے گی، عنقریب تم دیلم کی ایک کنیز کے مالک بنو گے اور اس سے تمھیں دو فقیہہ بیٹے ملیں گے۔
شیخ صدوق اور ان کے بھائی حسین دونوں فقیہہ تھے اور ان دونوں نے اتنی احادیث محفوظ کیں کہ جتنی قُم کے کسی اور فرد نے نہیں کیں۔

⑤ ایک شخص کہ جس کا نام مسرور تھا، وہ بچپن میں گونگا تھا، بول نہ سکتا تھا اور اس کی عمر ۱۳ یا ۱۴ سال ہو چکی تھی۔ اس کا باپ اسے لے کر شیخ حسین بن روح کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ امام مہدی علیہ السلام سے درخواست کریں کہ وہ دُعا کریں کہ خدا اس کی زبان کھول دے۔ شیخ حسین بن روح نے اس سے فرمایا: تمھیں (اس بچے کو ساتھ لے کر) امام حسینؑ کے روضہ پر جانے کا حکم ہے۔ اس شخص کا باپ اور چچا اسے کربلائے مقدسہ میں لے گئے اور امام علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کے بعد، اس کے باپ اور چچا نے اُونچی آواز میں اسے بلایا: اے مسرور! تو اس نے فصیح الفاظ میں جواب دیا: لبیک تو اس کے باپ نے کہا: تم پر خدا کی رحمت ہو۔ تم بول پڑے؟! مسرور نے کہا: جی ہاں۔

⑥ ایک شخص نے اپنی بیوی سے اختلاف کیا اور بات بگڑ گئی اور اختلاف زیادہ ہو گیا تو اس شخص نے اس بارے میں امامؑ سے مشکل کا حل دریافت کیا۔ امامؑ کی طرف سے جواب آیا اور یہ جواب اس خط میں تھا کہ جس میں دوسرے لوگوں کے سوالات کے

جوابات تھے۔ خدا، میاں اور بیوی کے مابین صلح کرا دے۔ اس کی بیوی اس کے پاس لوٹ گئی، اس سے معذرت کی اور اچھے طریقے سے اس کے ساتھ رہنے لگی۔

⑦ ایک شخص قم سے بغداد کی طرف آیا اور اپنے ساتھ قم کے لوگوں کی طرف سے بہت سے تحفے اور مال لایا اور جب اس نے اموال محمد بن عثمان کے حوالے کیے تو محمد بن عثمان نے فرمایا: ایک چیز رہ گئی ہے کہ جو تمھیں دے کر بھیجی گئی ہے، وہ کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: جناب کوئی چیز باقی نہیں بچی، سب چیزیں میں نے آپ کو دے دی ہیں!

محمد بن عثمان نے کہا: نہیں ایک چیز باقی رہ گئی ہے۔ تم ذرا اس کو تلاش کرو تو وہ شخص گیا اور اپنے سامان میں بڑے غور کے ساتھ تلاش کرنے لگا لیکن کوئی چیز اس کے ذہن میں نہ آئی۔ وہ واپس محمد بن عثمان کی طرف آیا اور ان سے کہا: میرے پاس اور کوئی چیز نہیں۔

محمد بن عثمان نے فرمایا: تم سے کہا گیا تھا دو سوڈانی کپڑے جو فلاں بن فلاں نے تمھیں دیے تھے وہ کہاں ہیں؟

اس شخص کو یاد گیا اور اس نے کہا: بالکل مَیں وہ بھول گیا تھا اور نہیں معلوم کہ میں نے کہاں رکھے ہیں۔

پھر وہ شخص گیا اور ان دو کپڑوں کو ڈھونڈنے لگا لیکن اسے نہ ملے۔ وہ محمد بن عثمان کے پاس آیا اور انھیں بتایا کہ وہ دو کپڑے نہیں ملے، محمد بن عثمان نے اس سے کہا: تم فلاں بن فلاں قطان کے پاس جاؤ کہ جس کی طرف تم نے دو تھیلے بھیجے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک تھیلے کو کھولو، تمھیں اس کے ایک طرف وہ کپڑے مل جائیں گے۔ پس وہ شخص حیران ہو کر چل پڑا اور اس نے ایک تھیلا کھولا اور دونوں کپڑے لے کر محمد بن عثمان کی خدمت میں پہنچ گیا۔

دسویں فصل

غیبتِ کبریٰ

چوتھے نائب خاص علی بن محمد السمری کی وفات کے ساتھ غیبت صغریٰ کا دور ختم ہوگیا اور غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوگیا اور امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ سابقہ طریقے والا اتصال نہ رہا۔ ایک طرف تو یہ شیعہ حضرات کے لیے بہت بڑی مصیبت اور ہلا دینے والا سانحہ تھا، جب کہ دوسری طرف یہ دینی قیادت کے ارتقاء کا وقت تھا اور نیابت امامؑ ان فقہائے کرامؒ کو منتقل ہوگئی کہ جن میں فتویٰ دینے کے تمام شرائط موجود ہوں۔

امام مہدی علیہ السلام نے دوسرے نائب خاص محمد بن عثمان کے واسطے سے شیعوں کی ایک بزرگ ہستی اسحاق بن یعقوب کے نام ایک توقیع صادر فرمائی۔ اس میں یہ حکم آیا ہے:

> ''پیش آنے والے مسائل میں تم ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرو کہ بے شک وہ تم پر میری طرف سے حجت ہیں اور میں خدا کی طرف سے ان پر حجت ہوں''۔

اس زمانے میں بہت سے محدثین کرام موجود تھے کہ جو امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب و شاگرد تھے اور ان میں بعض نے بہت ساری کتابیں بھی تالیف کی تھیں کہ جن میں انھوں نے احکامِ شرعیہ اور دیگر موضوعات پر احادیث اکٹھی کی تھیں۔ شیعوں کے گھروں میں وہ کتابیں موجود تھیں اور وہ ضرورت کے وقت ان کتابوں کی طرف رجوع کرتے تھے۔

نیز کافی تعداد میں امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں نے بھی کتابیں تحریر کی تھیں جن کی تعداد چار سو سے زیادہ تھیں اور انھیں الاصول الاربعمائۃ کہا

جاتا تھا۔ اور ان میں سے اکثر کتابیں اس زمانے میں بھی موجود اور رائج تھیں اور ان پر اعتماد کر کے عمل کیا جاتا تھا۔ بہرحال وہ جدید مسائل کہ جن کے بارے میں انھیں حدیث نہ ملتی تھی تو امام علی نقی علیہ السلام نے اس بارے میں انھیں حکم دیا تھا کہ وہ ان محدثین کرام کی طرف رجوع کریں کہ جو دلائل کے ساتھ احکام ثابت کرنے میں ماہر ہیں اور وہ اصول و قواعد احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتے ہیں۔

ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے امام مہدی علیہ السلام نے شیعوں کو ایک نئی راہ پر لگایا کہ وہ ائمہ اہلِ بیتؑ کی احادیث کے راویوں کی قیادت میں اپنے فقہی معاملات اُستوار کریں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام اسلامی معاشرے سے بالکل الگ تھلگ ہیں اور کٹ کر رہ گئے ہیں یا وہ مرکز قیادت اور کائنات میں تصرف کرنے سے معزول ہو گئے ہیں یا وہ اس سے بالکل علاحدہ ہیں کہ جو لوگوں کے ساتھ اور آبادیوں میں پیش آتا ہے یا اُمت کا نظام ہی ختم ہو گیا ہے۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں بلکہ اُمت کا نظام تو کائنات کے ختم ہونے تک ہے۔ کیونکہ یہ الٰہی نظام ہے اور اسے زوال نہیں ہے۔ خواہ یہ نظام سارے معاشرے پر اور اسلامی دنیا پر حاکم ہو یا اس کا ظہور بھی نہ ہو سکے اور غاصب اور ظالم حکومتوں کے زیرسایہ رہے۔

اب یہاں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ امام علیہ السلام کے وجود کا کیا فائدہ؟ کہ جب وہ غائب ہیں اور لوگ ان سے کیسے فیض یاب ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب ان شاء اللہ آنے والی فصل میں آئے گا۔

امامِ غائبؑ کے وجود کا فائدہ

اس بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ امامِ غائبؑ کے وجود کا کیا فائدہ ہے؟ ذیل میں ہم کچھ احادیث پیش کر رہے ہیں:

1. حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا شیعہ (دوستانِ اہلِ بیتؑ) حضرت قائمؑ کی غیبت کے دور میں بھی ان سے کوئی فائدہ حاصل کریں گے؟ رسولِ خدا نے فرمایا: ہاں، اس ذات کی قسم! جس نے مجھے نبی بنایا، وہ ان سے فائدہ لیں گے اور زمانِ غیبت میں ان کی ولایت کے نُور سے

اسی طرح فیض یاب ہوں گے کہ جس طرح لوگ سورج سے فیض یاب ہوتے ہیں کہ جب وہ بادلوں کے پیچھے ہوتا ہے۔

۲ سلیمان بن اعمش سے روایت ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے جب سے آدمؑ کو خلق فرمایا تب سے زمین حجتِ خدا سے خالی نہیں ہوئی ہے۔ یا حجتِ خدا ظاہر اور مشہور ہوتی ہے اور یا غائب اور پوشیدہ اور قیامت تک یہ زمین حجتِ خدا سے خالی نہ ہوگی اور اگر حجتِ خدا نہ ہو تو خدا کی عبادت نہیں ہوگی۔

سلیمان کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: لوگ کس طرح غائب اور پوشیدہ حجتِ خدا سے فائدہ حاصل کرتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: سورج کی طرح کہ جب اسے بادل چھپا لیتا ہے۔

۳ بالکل ایسا ہی کلام امام زین العابدین حضرت علیؑ ابن الحسینؑ سے مروی ہے۔

۴ امام مہدی علیہ السلام کی جو توقیع حضرت اسحاق بن یعقوب کی طرف آئی اس میں مرقوم تھا: میری غیبت کے دور میں لوگ مجھ سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج سے فائدہ لیتے ہیں کہ جب وہ آنکھوں سے اوجھل اور بادلوں کے پیچھے ہوتا ہے یا جب بادل اسے آنکھوں سے غائب کر دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ امام علیہ السلام کی تشبیہ کتنی عمیق، خوب صورت اور کمال کی تشبیہ ہے۔ اور ماضی میں لوگ سورج کے بارے میں صرف اتنا جانتے تھے کہ یہ ایک آسمانی جسم ہے، زمین اس کی وجہ سے روشن ہو جاتی ہے۔ دن اس کے نکلنے سے شروع ہوتا ہے اور اس کے ڈوبنے سے ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ترچیزوں کو خشک کرتا ہے، پانی کو بخارات بناتا ہے اور ماحول میں گرمی پیدا کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور آج کے اس جدید دور میں اس حدیث نے سورج کے بہت سے فوائد آشکار کیے ہیں جو بہت ہی اہم ہیں۔

یہ موضوع تھوڑا تفصیل طلب ہے، پس! ہم عرض کرتے ہیں کہ وہ احادیث کہ جو ابھی گزری ہیں وہ رسولؐ اور اہلِ بیتؑ میں سے تین اماموںؑ سے مروی ہیں اور وہ سب ایک

حقیقت اور ایک ہی مضمون کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ گویا وہ ایک ہی چشمے سے نکلی ہیں۔

آپ یہ جان چکے ہیں کہ نبی معظمؐ اور ائمہؑ نے امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کو سورج کے بادلوں میں چھپ جانے سے تعبیر کیا ہے۔

اور ہم سوال کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے انھیں چھپے ہوئے چاند سے کیوں نہ تشبیہ دی، باوجود اس کے کہ چاند کے زمین پر بہت زیادہ اثرات ہوتے ہیں جیسا کہ سمندروں میں مدوجزر وغیرہ۔ جواب یہ ہے: سورج درج ذیل وجوہات کی بنا پر چاند سے ممتاز ہے:

1. سورج کا نور ذاتی ہے جب کہ چاند سورج کی روشنی سے روشنی حاصل کرتا ہے۔
2. سورج کی شعاعوں میں بہت زیادہ فائدے ہوتے ہیں جو چاند کی شعاعوں میں نہیں ہوتے۔
3. مجموعۂ شمسی میں سورج کی گردش، قیادتی اور رئیسانہ گردش ہے جب کہ چاند دوسرے ستاروں کی طرح ایک سیارہ جو اس مجموعہ میں گردش کرتے ہیں۔

یہاں اور بھی فرق ہیں سورج و چاند کے مابین، لیکن ان کو بیان کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم پھر اپنے اس سوال کی طرف پلٹتے ہیں کہ ان بزرگواروں نے امامِ غائبؑ کو سورج کے ساتھ کیوں تشبیہ دی؟

تو اس کا جواب تھوڑا وضاحت طلب ہے۔ پہلے ہم اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ سورج کیا ہے اور اس کا زمین کے ساتھ کیا تعلق ہے اور اس کے زمین پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، اگرچہ اس موضوع کا ہماری کتاب کے ساتھ (براہِ راست) کوئی تعلق نہیں۔

اسی لیے ہم مختصراً امام مہدی علیہ السلام اور سورج کے درمیان شباہت کی وجہ کو بیان کرتے ہیں اور بعد میں امامِ غائبؑ اور بادلوں میں موجود سورج کے مابین شباہت کی وجہ بیان کریں گے۔

اس فضا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں شمسی مجموعے موجود ہیں کہ جو اس وسیع فضا میں گردش کررہے ہیں۔ ان شمسی مجموعوں میں سے ہر ایک شمسی مجموعے کا ایک مرکز ہے اور ستارے اس مجموعہ میں، اپنے اپنے مداروں میں اس مرکز کے گرد تیزی سے اور مقررہ مقدار

گردش کرتے ہیں اور اسی وقت ہر ستارہ اپنے مرکز سے ایک معینہ مقام پر دُور چلا جاتا ہے۔ اور ہمارا شمسی مجموعہ جو لاکھوں مجموعوں میں سے ایک ہے اس کا بھی ایک مرکز ہے اور وہ سورج ہے اور ستارے اس کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اوساطِ علمیہ میں مشہور ہے کہ ہمارے نظامِ شمسی میں نو سیارے ہیں اور وہ یہ ہیں: عطارد، زُہرہ، زمین، مریخ، مُشتری، زُحل، یورینس، نیپچون اور پلوٹو۔

ان مجموعاتِ شمسی میں ایک عجیب نظام موجود ہے کہ جو ان کی بقا کا ضامن ہے اور وہ مرکز میں جاذبیت اور کشش کی قوت ہے۔ پس مرکز اپنے گرد گھومنے والے ستاروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور ستارے اپنی پوری قوت کے ساتھ مرکز سے دُور ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لیے ان موجودات کی بقا، انتظام اور حرکت بڑی حیرت انگیز ہے۔ اور یہ سب سورج میں موجود قوتِ جاذبیت کی وجہ سے ہے۔ اگر وہ قوتِ جاذبیت نہ ہوتی تو نظام خراب ہو جاتا، مجموعہ مضطرب ہو جاتا، ستارے بکھر جاتے، آپس میں ٹکرا جاتے، اس فضا میں اُتر آتے، یہ کائنات برباد ہو جاتی اور وجود عدم اور فنا میں بدل جاتا۔ پاک ہے وہ خدا جس نے اپنی قدرت سے آسمانوں اور زمین کو زوال سے روکا ہوا ہے۔

خداوند متعال نے سورج میں جاذبیت کی قوت خلق کی ہے اور مجموعۂ شمسی کے ستاروں میں دافعیت اور قوتِ مانعہ خلق کی ہے۔ پس ہر ستارہ سورج سے دُور ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک ایسی قوت کے ذریعے کہ جو تصور سے بالاتر ہے۔ لیکن سورج کی قوتِ جاذبیت انھیں مقررہ مدار سے دُور ہونے سے روکتی ہے اور ستاروں کی قوتِ دافعہ انھیں سورج کے قریب نہیں ہونے دیتی تا کہ وہ سورج کے قریب ہو کر جل نہ جائیں، نظام خراب نہ ہو جائے اور زندگی ہمیشہ کے لیے ختم نہ ہو جائے۔ پس! سورج تمام مجموعۂ شمسی کو زوال سے بچاتا ہے۔

یہ تھی تھوڑی سی وضاحت سورج کے ان ستاروں پر اثر کی، جو سورج کے گرد گھومتے ہیں اور ان میں سے ایک یہ زمین اور وہ ہیں جو اس پر رہتے ہیں۔ اس چمک دار جسم کی کتنی اہمیت ہے کہ جو ایک بہت بڑے شعلے کی شکل میں طلوع ہوتا ہے، اپنی شعاعیں زمین پر بھیجتا ہے اور انسانوں، حیوانوں، پودوں، ہوا، پانی، مٹی اور جمادات میں مختلف کام سرانجام دیتا ہے۔

یہ واضح ہے کہ بادل صرف سورج کے نظر آنے میں رکاوٹ بنتے ہیں، سورج کی تاثیر میں نہیں۔ اور یہ ایک طبیعی امر ہے کہ بادل سورج کی روشنی ہی کی وجہ سے بنتے ہیں اور بارش بادلوں سے برستی ہے۔ تو اگر سورج نہ ہو تو نہ بادل ہوں گے، نہ بارش، نہ فصلیں ہوں گی اور نہ ہی جانور۔ اور زندگی کے گنے چنے دن رہ جائیں گے۔ پس! امام مہدی علیہ السلام جن کو رسولؐ خدا، امام سجادؑ اور امام جعفر صادقؑ نے بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سورج کی طرح قرار دیا۔ انھی کے وجود سے انسان نعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے۔ اس کی زندگی کا انتظام ہوتا ہے اور یہ سب خداوند متعال کا اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلِ پاکؑ پر فضل ہے۔

انھی کی بدولت خیر و برکت اور لطفِ خداوندی کی بارش لوگوں پر برستی ہے۔ آپؑ خدا کے حکم سے اس کائنات میں پردۂ غیبت میں ہیں۔ کائنات میں آپؑ کا تصرف جاری و ساری ہے۔ آپؑ ان تمام خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک ہیں کہ جو خدا نے انھیں بخشی ہیں اور ان کی زندگی ایک ضعیف اور ناتواں شخص کی طرح نہیں ہے کہ جس کے پاس کسی قسم کی طاقت اور قدرت نہیں ہوتی۔ وہ صرف نماز روزے پر گزارا کرتا ہو، صحراؤں اور جنگلات میں رہتا ہو، لوگوں سے کٹا ہوا اور اسے شہر اور لوگوں کے بارے میں کچھ خبر نہ ہو۔ ہرگز ایسا نہیں، ہرگز ہرگز۔

امام مہدی علیہ السلام غائب ہونے کے باوجود جس چیز پر غلبہ چاہتے ہیں خدا انھیں عطا کر دیتا ہے اور ان کے لیے وسائل دستیاب ہو جاتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ امام علیہ السلام کے تمام تصرفات، حکمت اور مصلحت کے مطابق ہوتے ہیں نہ کہ ہوائے نفس کے مطابق۔

پس وہ کسی کو عطا کرتے ہیں اور کسی سے ہاتھ روک لیتے ہیں، کسی کی مدد کرتے ہیں اور کسی کو رُسوا کرتے ہیں، کوئی کام کرتے ہیں اور کوئی نہیں کرتے۔ کسی کے لیے خدا سے دُعا کرتے ہیں۔ گمراہ کو ہدایت دیتے ہیں، مریض کو شفا دیتے ہیں، گونگے کو بولنے والا بناتے ہیں، کسی کے لیے ظاہر ہوتے ہیں، کبھی عراق تو کبھی ایران میں، کبھی حج کے راستے میں اور کبھی مکہ، مدینہ، منیٰ اور عرفات میں۔ بعض اوقات خود کو بحرین کے لوگوں کے لیے ظاہر کیا اور بعض اوقات دیگر کائنات کے گوشوں میں رہنے والے لوگوں کے لیے خود کو خدا کے حکم و قدرت سے ظاہر کیا۔

اب ہمارے محترم قارئین پر ان احادیث کے معنی ظاہر ہو چکے ہوں گے جن میں امام مہدی علیہ السلام کو بادلوں میں چھپے ہوئے سورج کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ ہاں! یہ ہیں وہ امام کہ جن کو خدا نے امام بنایا نہ کہ لوگوں نے۔

یہی امام رسولؐ خدا کے برحق خلیفہ ہیں نہ کہ ہر دعویدار خلیفہ ہے۔ یہ ہیں وہ امامؑ کہ جنھیں خدا نے اس منصب پر فائز کیا نہ کہ وہ شخص امام ہے جسے لوگ امام کہتے ہیں اور نہ ہی وہ شخص جو ریاست و قیادت کو پالے۔ بلکہ امام وہ ہوتا ہے کہ جس میں امام بننے کے تمام شرائط کامل طور پر موجود ہوں۔ اس میں وہ سب قابلیتیں اور صلاحیتیں ہوتی ہیں کہ جن کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے بلکہ وہ سب خصوصیات جو زندگی اور ساری کائنات کی ضرورت ہوتی ہیں۔

ان اوصاف سے متصف امام اہلِ زمین کے لیے باعثِ امان اور زمین اور زمین والوں کی بقا کا سبب ہوتا ہے (اسی کے صدقے میں مخلوق کو روزی ملتی ہے اور اسی کے وجود کی برکت، زمین و آسمان اپنی جگہ قائم ہیں)۔ ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھیں کہ یہ خواہ مخواہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں غلو ہے لیکن جب اس بارے میں دسیوں احادیث ملاحظہ کی جائیں تو شک ختم ہو جاتا ہے اور مزید یہ کہ وہ احادیث متعدد طرق سے وارد ہیں اور تمام اسلامی فرقوں کے مابین متفق علیہ ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

① ایاس بن سلمہ سے روایت ہے اُنھوں نے اپنے بابا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ پاک نے فرمایا: ''ستارے آسمان والوں کے لیے امان (کا سبب) ہیں اور میرے اہلِ بیتؑ زمین والوں کے لیے امان (کا باعث) ہیں''۔

② حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ اسلام نے فرمایا: ''ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں تو جب ستارے غائب ہو جائیں گے تو ان کے پاس وہ آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے اہلِ بیتؑ زمین والوں کے لیے امان ہیں تو جب میرے اہلِ بیتؑ چلے جائیں گے تو ان کے پاس وہ آجائے گا جس کا وعدہ کیا ہوا ہے''۔

③ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے اہلِ بیتؑ زمین والوں کے لیے امان ہیں تو جب میرے اہلِ بیتؑ مار دیے جائیں گے تو زمین والوں کے پاس وہ نشانیاں آجائیں گی جن کا اِن سے وعدہ کیا گیا ہے''۔

④ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ''ستارے آسمان والوں کے لیے باعثِ امان ہیں تو جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے بھی ختم ہو جائیں گے اور میرے اہلِ بیتؑ زمین والوں کے لیے باعثِ امان ہیں تو جب میرے اہلِ بیتؑ ختم ہو جائیں گے تو زمین والے بھی ختم ہو جائیں گے''۔

⑤ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''خدا نے ستاروں کو آسمان والوں کے لیے امان بنایا اور میرے اہلِ بیتؑ کو زمین والوں کے لیے امان بنایا ہے''۔ یہاں کچھ اور روایات بھی ہیں کہ جو ائمہ اہلِ بیتؑ سے وارد ہیں اور وہ اسی معنی کی زیادہ وضاحت کرتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

① امام مہدی علیہ السلام نے اسحاق بن یعقوب کی طرف خط میں لکھا: ''میں زمین والوں کے لیے اسی طرح امان کا باعث ہوں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لیے باعثِ امان ہیں''۔

② امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: ''ہم مسلمانوں کے امام ہیں، عالمین پر خدا کی حجت ہیں اور مومنوں کے سردار ہیں۔ ہم زمین والوں کے لیے اس طرح باعثِ امان ہیں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لیے باعثِ امان ہیں۔ ہماری ہی وجہ سے خدا نے آسمان کو زمین پر گرنے سے بچایا ہوا ہے مگر جب تک وہ چاہے۔ ہماری ہی وجہ سے خدا نے زمین کو اس پر رہنے والوں کے سمیت غرق ہونے سے بچایا ہوا ہے۔ ہماری ہی وجہ سے بارش نازل ہوتی ہے، رحمت نازل ہوتی ہے اور زمین کی برکتیں باہر آتی ہیں اور اگر زمین پر ہم اہلِ بیتؑ میں سے کوئی فرد نہ ہو تو زمین، زمین والوں سمیت دھنس جائے۔

③ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہم ہدایت دینے والے امام ہیں۔ ہماری ہی وجہ سے

خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے اور لوگ بارش سے سیراب ہوتے ہیں۔ ہماری ہی وجہ سے تم سے عذاب اُٹھ جاتا ہے تو جو ہماری معرفت حاصل کرلے، ہمارے حق کی معرفت حاصل کرلے اور ہمارے حکم کو مانے وہ ہم میں سے ہے اور اسے ہماری طرف ہی آنا ہے۔

④ محمد بن ابراہیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک خط لکھا اس میں یہ درج کیا: ہمیں اہل بیتؑ کی فضیلت بتائیں؟

امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ستاروں کو آسمان والوں کی خاطر باعثِ امان قرار دیا گیا ہے تو جب ستارے غائب ہوجائیں گے تو آسمان والوں کے پاس وہ آجائے گا کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور رسولؐ اسلام نے فرمایا: میرے اہل بیتؑ کو میری اُمت کے لیے باعثِ امان قرار دیا گیا ہے۔ جب میرے اہل بیتؑ چلے جائیں گے تو زمین والوں کے پاس وہ (زلزلۂ قیامت) آجائے گا کہ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

⑤ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ہم مخلوق میں خدا کی حجتیں ہیں۔ ہماری ہی وجہ سے خدا نے زمین و آسمان کو زوال سے بچایا ہوا ہے۔ ہماری ہی وجہ سے بارش نازل ہوتی ہے، رحمت پھیلتی ہے اور زمین ہم میں سے کسی قائمؑ سے خالی نہیں رہتی، خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔ اور اگر زمین ایک دن بھی حجت سے خالی رہ گئی تو یہ اپنے اہل سمیت اس طرح ٹھاٹھیں مارے گی جس طرح سمندر اپنے اہل سمیت ٹھاٹھیں مارتا ہے۔

⑥ سلیمان جعفری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے پوچھا: کیا زمین حجتِ خدا سے خالی رہ سکتی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر پلک جھپکنے کی دیر کے لیے بھی زمین حجتِ خدا سے خالی ہو تو یہ زمین اہل زمین سمیت دھنس جائے گی۔

⑦ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر زمین ایک دن بھی اس حالت میں گزارے کہ اس میں اہل بیتؑ میں سے کوئی امامؑ موجود نہ ہو تو زمین اپنے رہنے والوں سمیت دھنس

جائے گی اور خدا انھیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ بے شک خداوند عالم بزرگ و برتر نے ہمیں اپنی زمین پر حجت بنایا ہے اور زمین اور زمین والوں کے لیے امان بنایا گیا ہے۔ جب تک ہم ان کے درمیان موجود ہیں وہ زمین کے دھنس جانے سے امان میں رہیں گے۔ پس! خدا چاہے گا کہ ان لوگوں کو ہلاک کرے پھر چھوڑ دے اور انھیں (اعمال کا انجام) دکھا دے۔ تو وہ ہم اہلِ بیتؑ کو ان کے درمیان سے اپنی طرف لے جائے گا اور پھر جو وہ چاہے گا اور جو اسے پسند ہوگا وہ کرے گا۔

⑧ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر زمین پر حجج خدا میں سے کوئی حجت نہ ہو تو زمین زلزلے کی زد میں آجائے گی اور جو کچھ اس میں ہے باہر نکال دے گی اور زمین ایک ساعت بھی حجتِ خدا سے خالی نہیں ہوگی۔

⑨ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایک ساعت کے لیے زمین سے امامؑ کو اُٹھا لیا جائے تو یہ اپنے اہل سمیت سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارے گی۔

⑩ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا: نبیؐ اور امامؑ کی کیا ضرورت ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کائنات کی بقا اور دُرستی کے لیے اور خدا اہلِ زمین سے عذاب اُٹھالیتا ہے کہ جب ان میں نبیؐ یا امامؑ موجود ہوتا ہے۔ خداوند کریم نے ارشاد فرمایا: (وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ - سورۂ انفال: آیت ۳۳) یعنی جب آپؐ لوگوں میں موجود ہیں تو خدا ان کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ستارے آسمان والوں کے لیے باعثِ امان ہیں اور میرے اہلِ بیتؑ زمین والوں کے لیے امان ہیں۔ پس جب ستارے غائب ہوجائیں گے تو آسمان والوں کے پاس وہ آجائے گا جو وہ نہیں چاہتے۔ اور جب میرے اہلِ بیتؑ زمین والوں سے اُٹھ جائیں گے تو ان کے پاس وہ آجائے گا جو وہ ناپسند کرتے ہوں گے۔ اہلِ بیتِ رسولؐ سے مراد وہ ائمہ علیہم السلام ہیں جن کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت کے ساتھ ملایا ہے۔ اور فرمایا: (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ - سورۂ نساء: آیت ۵۹) یہ وہ معصوم ومطہر ہستیاں

ہیں جو گناہ اور معصیت کے کاموں کے قریب بھی نہیں جاتیں، انھیں خدا کی طرف سے مدد و نصرت، توفیق اور درستگی حاصل ہے۔ انھی کی وجہ سے خدا لوگوں کو رزق دیتا ہے۔ شہروں کو آباد کرتا ہے، آسمان سے بارش برساتا ہے، زمین کی برکتیں نکلتی ہیں، انھی کی وجہ سے خدا گناہگاروں کو مہلت دیتا ہے اور انھیں جلدی عذاب نہیں دیتا۔ روح القدس ائمہؑ سے دُور نہیں ہوتا اور ائمہؑ بھی روح القدس سے جدا نہیں ہوتے، اور قرآن ان کو نہیں چھوڑتا اور وہ قرآن سے جدا نہیں ہوتے۔ ان پر خدا کا درود و سلام ہو۔

ہم اس موضوع پر انھی احادیث پر اکتفا کرتے ہیں اور اپنی اصل بحث غیبتِ کبریٰ اور مرجعیت کی ابتدا کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

قیادتِ مرجعیت

ہمارے علم کے مطابق قیادتِ مرجعیت کی ابتدا غیبتِ کبریٰ میں شیخ حسن بن علی بن ابی عقیل العمانی کے ہاتھوں ہوئی۔ سید محمد مہدی بحرالعلومؒ فرماتے ہیں: وہ (شیخ حسن بن علی بن ابی عقیل) پہلے عالم ہیں جنھوں نے فقہ کو منظم کیا، اپنی نظم و فکر کو استعمال کیا اور غیبتِ کبریٰ کی ابتدا میں اصول و فروع سے بحث شروع کی۔ سید مہدی بحرالعلومؒ نے یہ بھی فرمایا: اس عالمِ دین کی ثقاہت، علم و فضل اور عقائد و فقہ میں حیثیت، کسی وضاحت کی محتاج نہیں اور فقہائے کرام کا ان کے اَقوال نقل کرنا اور فتاویٰ کو محفوظ کرنا بھی محتاجِ بیان نہیں، خصوصاً علامہ حلیؒ اور محقق حلیؒ نے ان کے فتاویٰ کو محفوظ کیا اور ان کے بعد آنے والے فقہا نے بھی۔ (الفوائد الرجالیہ، سید مہدی بحرالعلوم)

فقیہِ عمانی، ہمارے فقہا کے نزدیک بڑی اہمیت کے حامل تھے اور ہمارے بزرگ اور قدما علما جیسے شیخ مفیدؒ اور شیخ طوسیؒ نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

شیخ حسن بن علی بن ابی عقیل العمانی کی امامت کے موضوع پر ایک کتاب الکرُّ والفرُّ تھی اور فقہ میں آپ کی کتاب التمسک بحبلِ آلِ الرسولؐ نام کی تھی۔ یہ کتاب بہت ہی عمدہ اور ضخیم تھی اور اس زمانے میں مشہور تھی لیکن اب موجود نہیں اور حوادثِ زمانہ کی نذر ہو چکی ہے۔

تراجم کی کتابوں میں آپ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات نہیں ملتیں، لیکن آپ شیخ مفیدؒ سے کئی سال پہلے گزرے ہیں کیونکہ آپؒ کا زمانہ ابن جنید کے زمانے سے پہلے کا ہے اور ابن جنید شیخ مفیدؒ کے اساتذہ میں سے تھے۔

قریباً یہ درست ہے کہ ہم یہ کہیں کہ آپ کا زمانہ چوتھے نائب خاص کی وفات کے بعد اور شیخ مفیدؒ کے مشہور ہونے سے پہلے کا زمانہ ہے۔ بالضبط تو معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ چوتھے نائب کی وفات ۳۲۹ ہجری میں ہوئی تھی اور شیخ مفیدؒ کی ولادت ۳۳۶ یا ۳۳۸ ہجری میں ہوئی تھی۔

بہرحال قیادتِ مرجعیت نے ایک خاص طریقہ اختیار کیا اور بغداد میں حلقاتِ تدریس شروع ہوگئے اور کئی سال گزرتے گئے تو بغداد میں شیخ مفیدؒ نامی ایک ستارہ چمکا اور ایک حوزہ علمیہ کی بنیاد رکھی اور آپ کی مجلسِ درس میں دسیوں فضلا حاضر ہوتے تھے جن میں سرفہرست سیّد شریف رضیؒ اور سیّد مرتضیٰ علم الہدیٰؒ تھے اور یہ ایک دوسرے سے بڑھ کر عالم سمجھے جاتے تھے۔

شیخ مفیدؒ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، کائنات کی نایاب چیزوں میں سے ایک نایاب گوہر، نابغۂ روزگار، استاذ الاساتذہ اور فقہا کے بزرگ تھے۔ آپ میں نیک صفات اکٹھی تھیں۔ ریاستِ عامہ آپ پر ختم تھی۔ سب لوگ آپ کے علم و فقہ، فضیلت و تقویٰ اور زُہد و عدالت و جلالت پر متفق تھے۔ اور اس میں کوئی تعجب نہیں بلکہ قسمت اور توفیق کی بات ہے کہ اُن کی زندگی کے آخری برسوں میں امامِ زمانہؑ نے ان کی طرف چند خطوط بھی لکھے اور ہر سال ان کی طرف لکھتے تھے۔

ہم کو کتب تراجم میں صرف دو خطوط ملتے ہیں لیکن کچھ نصوص سے پتا چلتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نے دوسرا خط دو خطوط کے مضمون کے برابر لکھا جو عن قریب قارئین جان لیں گے۔ اور ان خطوط میں سے ہر ایک خط شیخ مفیدؒ کے سینے کے لیے نشانِ امتیاز اور ان کے سر کے لیے عزت و شرف کا تاج بنا اور یہ خدا کا خصوصی فضل و کرم ہے جو ہر کسی کے مقدر کی بات نہیں اور خدا جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے خاص کر لیتا ہے۔

اب ہم آپ کے سامنے پہلا خط پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو ماہ صفر ۴۱۰ ہجری میں ان کے پاس آیا۔ اس کے بعد ہم بعض نکات کی تشریح بھی پیش کریں گے۔

لِلْاَخِ السَّدِیْدِ وَالْوَلِیِّ الرَّشِیْدِ، الشَّیْخِ الْمُفِیْدِ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ محمد بن محمد بن النعمان، أدام اللّٰهُ إعْزَازَهُ

''یعنی سچے بھائی اور نیک دوست، شیخ مفید ابوعبداللہ محمد بن النعمان (خدا ان کے اعزاز کو ہمیشہ قائم رکھے)''۔

مِنْ مُسْتَوْدَعِ الْعَهْدِ الْمَاخُوْذِ عَلَى الْعِبَادِ

''اس ہستی کی جانب سے کہ جو بندوں سے لیے ہوئے وعدے کی امین ہے''۔

بسم اللّٰه الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَمَّا بَعْدُ! سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمُخْلِصُ فِي الدِّيْنِ الْمَخْصُوْصِ فِيْنَا بِالْيَقِيْنِ فَاِنَّا نَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَنَسْئَلُهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ ۔ وَنُعْلِمُكَ۔ أَدَامَ اللّٰهُ تَوْفِيْقَكَ لِنُصْرَةِ الْحَقِّ اجزل مثوبتك على نُطْقِكَ عَنَّا بِالصِّدْقِ۔ اِنَّهُ قَدْ اُذِنَ لَنَا فِيْ تَشْرِيْفِكَ بِالْمُكَاتَبَةِ وَتَكْلِيْفِ مَا تُؤَدِّيْهِ عَنَّا اِلٰى مَوَالِيْنَا قبلك: اَعَزَّهُمُ اللّٰهُ بِطَاعَتِهِ وَكَفَاهُمُ الْمُهِمَّ بِرِعَايَتِهِ لَهُمْ وَحِرَاسَتِهِ۔

فَقِفْ: اَمَدَّكَ اللّٰهُ بِعَوْنِهِ عَلٰى اَعْدَائِهِ الْمَارِقِيْنَ مِنْ دِيْنِهِ عَلٰى مَا تَذْكُرُهُ وَاعْمَلْ فِيْ تَأْدِيَةِ اِلٰى مَنْ تَسْكُنُ اِلَيْهِ بِمَا نَرْسُمُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ نَحْنُ وَاِنْ كُنَّا ثَاوِيْنَ بِمَكَانِنَا النَّائِيْ عَنْ مَسَاكِنِ الظَّالِمِيْنَ حَسَبَ الَّذِيْ اَرَانَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَنَا مِنَ الصَّلَاحِ وَ لِشِيْعَتِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ مَا دَامَتْ دَوْلَةُ الدُّنْيَا لِلْفَاسِقِيْنَ۔

فَاِنَّا نُحِيْطُ عِلْمًا بِاَنْبَائِكُمْ وَلَا يَعْزُبُ عَنَّا شَيْءٌ مِنْ اَخْبَارِكُمْ وَمَعْرِفَتِنَا بِالذُّلِّ الَّذِيْ اَصَابَكُمْ مُذْ جَنَحَ كَثِيْرٌ مِنْكُمْ اِلٰى مَا كَانَ

السَّلف الصَّالِحُ عَنهُ شَاسِعًا -وَنَبَذُوا العَهدَ المَاخُوذَ وَرآءَ
ظُهورِهِمْ كَانَّهُم لَا يَعْلَمُوْنَ۔

اِنَّا غَيرُ مُهْمِلِينَ لِمُرَاعَاتِكُم وَلَا نَاسِينَ لِذِكْرِكُم وَلَولَا ذٰلِكَ لَنزَلَ
بِكُم اللاوَاءُ وَاصطَلَمَكُم الاَعداءُ فَاتَّقُوا اللهَ جَلَّ جَلَالُه وَظَاهِرُونَا
عَلٰى اِنْتِيَاشِكُمْ مِنْ فِتْنَةٍ قَدْ اَنَافَتْ عَلَيكُم يَهلِكُ فِيهَا مَنْ حُمَّ اَجَلُه
وَ يُحمٰى عَنهَا مَن اَدرَكَ اَمَلَه وَهِيَ اَمَارَةٌ لِاُزُوفِ حَرَكَتِنَا
وَمُبَاثَّتِكُم بِاَمْرِنَا وَنَهْيِنَا وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ وَلَوْ كَرِهَ المُشْرِكُوْنَ۔

اِعْتَصِمُوا بِالتَّقِيَّةِ مِنْ شَبِّ نَارِ الجَاهِلِيَّةِ تُحَشِّشُهَا عُصَبٌ اُمَوِيَّةٌ
يَهُولُ بِهَا فِرْقَةٌ مَهْدِيَّةٌ۔

اَنَا زَعِيمٌ بِنجَاةِ مَن لَم يَرُمْ فِيهَا المَوَاطِنَ الفِتْنَةِ وَسَلَكَ فِي الطَّعنِ
مِنْهَا السُّبُلَ المَرضِيَةِ - اِذَا حَلَّ جَمَادَى الاُولٰى - مِن سَنَتِكُم
هٰذِهِ: فَاعْتَبِرُوا بِمَا يَحْدُثُ فِيهِ وَاسْتَيقِظُوا مِن رَقدَتِكُم لِمَا يَكُونُ
فِي الَّذِي يَلِيهِ۔

سَتَظْهَرُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةٌ جَلِيلَةٌ وَ مِن الاَرضِ مِثْلُهَا بِالسَّوِيَّةِ
وَيَحْدُثُ فِي اَرْضِ المَشْرِقِ مَا يُحزِنُ وَيُقْلِقُ وَيَغْلِبُ - مِنْ بَعدِ: عَلٰى
العِرَاقِ طَوَائِفُ عَنِ الاِسلَامِ مُرَّاقٌ، تَضِيقُ: بِسُوْءِ فِعَالِهِمْ - عَلٰى
اَهْلِهِ الاَرْزَاقُ، ثُمَّ تَنفَرِجُ الغُمَّةُ - مِنْ بَعدِ: بِبَوَارِ طَاغُوتٍ مِنَ
الاَشْرَارِ ثُمَّ يُسَرُّ بِهَلَاكَتِهِ المُتَّقُونَ الاَخْيَارُ۔

وَيَتَّفِقُ لِمُرِيدِي الحَجِّ مِنَ الآفَاقِ مَا يَامُلُونَه مِنهُ عَلٰى تَوفِيرِ عَلَيهِ
مِنهُم وَاِتِّفَاقٍ، وَلَنَا فِي تَيسِيرِ حَجِّهِم عَلٰى الاِختِيَارِ مِنهُمْ وَالوِفَاقِ:
شَانٌ يَظْهَرُ عَلٰى نِظَامٍ وَاِتِّسَاقٍ: فَلْيَعْمَلْ كُلُّ امْرِئٍ مِنكُم بِمَا
يُقَرِّبُه مِن مُحَبَّتِنَا وَيَتَجَنَّبْ مَا يُدْنِيهِ مِن كَرَاهَتِنَا وَ سَخَطِنَا۔
فَاِنَّ اَمرَنَا بَغْتَةٌ فَجَاةٌ حِينَ لَا تَنفَعُه تَوبَةٌ وَلَا يُنْجِيهِ مِنْ عِقَابِنَا

نَدَمٌ عَلٰی حَوْبَتِهٖ: وَاللّٰهُ يُلْهِمُكُمُ الرُّشْدَ وَيَلْطُفُ لَكُمْ فِي التَّوْفِيقِ۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بعد از نامِ خدا! تم پر میری طرف سے سلام ہو، اے دین میں مخلص اور وہ کہ جو ہمارے بارے میں یقین کے ساتھ خاص ہے۔ پس ہم تیری جانب اس خدا کی تعریف بجا لاتے ہیں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے ہمارے آقا و مولا اور ہمارے نبی حضرت محمدؐ پر اور ان کی آلِ پاک پر۔

ہم تمھیں بتاتے ہیں (خدا حق کی نصرت کے لیے تمھیں ہمیشہ توفیق دے اور ہماری طرف سے سچ بیان کرنے میں تمھارے ثواب کو بڑھا دے) ہمیں اجازت دی گئی کہ ہم تمھیں خط و کتابت کا شرف بخشیں اور تمھیں ایک حکم دیں کہ جو تم ہماری طرف سے ہمارے موالیوں تک، جو تمھارے آس پاس (موجود) ہیں پہنچا دو۔ (خدا ان کو اس حکم کی اطاعت سے عزت بخشے اور اس حکم کی رعایت اور حفاظت کی وجہ سے ان کی مشکلات میں کفایت فرمائے)۔

اس پر توجہ کرو (خدا تمھیں، اس کے دین سے نکلنے والے دشمنوں کے خلاف نصرت و مدد عطا کرے) کہ جو میں تم سے بیان کرتا ہوں اور اس کی ادائیگی میں عمل کرو اس (دارالآخرۃ) کی خاطر کہ جس میں تم سکون پذیر ہوگے اور اس طریقے کے مطابق کہ جو ہم تمھیں بتائیں، اگر خدا نے چاہا تو اور ہم اگرچہ اپنی جگہ پر ہیں اور ظالموں سے دُور ہیں۔ اس مصلحت کے تحت کہ جو خدا نے ہمیں ہماری اور ہمارے شیعوں کی بہتری کے لیے سمجھائی ہے، یہ اُس وقت تک ہے کہ جب تک دنیا کی حکومت فاسقوں کے قبضے میں ہے۔ ہمیں تمھاری خبروں کا علم ہے، تمھاری باتوں میں سے کوئی بات ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور تمھیں پیش آنے والی

مشکلات ہمارے علم میں ہیں۔ جب سے تم میں سے بہت سے لوگوں نے سلف صالح کے طریقے سے انحراف کیا اور کیے ہوئے وعدے کو اس طرح پسِ پشت ڈالا گویا وہ جانتے نہیں۔

ہم تمھاری مجبوریوں سے بے پروا ہیں اور نہ تمھیں فراموش کر بیٹھے ہیں۔ اگر (تم پر) ہماری نظر کرم نہ ہو تو تم پر مصیبتیں نازل ہوتیں اور دشمن تم کو بنیادوں سے ہلا دیتے، پس تم خدا سے ڈرو اور فتنے کے ان گوناگوں حالات میں ہماری مدد کرو۔ یہ فتنہ تم پر چھا چکا ہے کہ جس میں وہ ہلاک ہوجائے گا جس کا وقت پورا ہوچکا ہوگا مگر جو اپنی اُمید کو پالے گا وہ اس فتنہ سے بچا لیا جائے گا اور یہ ہمارے قریب ہونے اور تمھارے ہمارے امر ونہی پر ثابت قدم رہنے کی نشانی ہے اور خدا اپنے نُور کو تمام کرنے والا ہے، خواہ مشرکوں کو یہ ناگوار ہی گزرے۔

جاہلیت کے تاریک راستے میں تقیہ کا سہارا لو، یہ آگ اُموی بھڑکا رہے ہیں تاکہ اس کے ذریعے مہدیؑ کے فرقہ کو خوف زدہ کرسکیں۔ اور میں اس آگ سے ہر اس کی نجات کا ضامن ہوں جو پوشیدہ مقامات پر اپنی مرضی نہ کرے اور خدا کی مرضی کے راستوں کو چھوڑ نہ دے اور جب اس سال کا جمادی الاولیٰ کا چاند ظاہر ہوگا تو اس میں رُونما ہونے والے واقعات سے عبرت حاصل کرنا اور درج ذیل وجوہات کی بنا پر غفلت سے بیدار رہنا۔

جلد ہی آسمان پر تمھارے لیے ایک بڑی نشانی ظاہر ہوگی اور اسی طرح کی ایک نشانی زمین پر بھی ہوگی۔

زمین کے مشرق میں ایک واقعہ رُونما ہوگا کہ جو غم واندوہ کی کیفیت پیدا کرے گا اور اس کے بعد عراق پر وہ لوگ غلبہ حاصل کرلیں گے جو اسلام سے خارج ہیں۔ اور عراق ان کے بُرے افعال کی وجہ سے اپنے

رہنے والوں کے لیے تنگ پڑ جائے گا۔ اس کے بعد اشرارِ طاغوت کی ہلاکت سے ظلم کے بادل چھٹ جائیں گے، پھر ان کی ہلاکت سے نیک لوگ اور متقی افراد خوش ہو جائیں گے اور دنیا بھر سے حج پر جانے والوں کے لیے وہ ہو جائے گا کہ جس کی وہ خواہش کرتے ہوں گے۔ تعداد میں زیادہ ہونے اور اتفاق کی صورت میں ان کے لیے حج کی آسانی اور ہمارے حق میں بہتر ثابت ہوگا۔ پس اتم میں سے ہر ایک کو وہ کام کرنا چاہیے جو اسے ہماری محبت سے قریب کرے اور اس سے بچے کہ جو ہماری ناراضگی اور ناپسندیدگی کے قریب کرے۔ تو بے شک ہمارا امر (ظہور) اچانک ہوگا جب توبہ کرنے والے کو توبہ فائدہ نہ دے گی اور نہ گناہوں پر شرمندگی اسے عذاب سے بچا سکے گی۔ خدا تمھیں بھلائی عطا کرے اور اپنی رحمت سے تمھیں (نیکی کی) توفیق دے"۔

امام مہدی علیہ السلام کے دستِ مبارک سے صادر شدہ توقیع کا نسخہ

هٰذَا كِتَابُنَا اِلَيْكَ اَيُّهَا الاَخُ الوَلِيُّ وَالمُخْلِصُ فِي وُدِّنَا الصَّفِيُّ وَالنَّاصِرُ لَنَا الوَفِيُّ حَرَسَكَ اللهُ بِعَيْنِهِ الَّتِي لَا تَنَامُ فَاحْتَفِظْ بِهِ وَلَا تُظْهِرْ عَلَىٰ خَطِّنَا، اَلَّذِي سَطَّرْنَاهُ بِمَا لَهُ ضَمَّنَّاهُ، اَحَدًا وَاَدِّ مَا فِيْهِ اِلَىٰ مَنْ تَسْكُنُ اِلَيْهِ وَاَوْصِ جَمَاعَتَهُمْ بِالعَمَلِ عَلَيْهِ اِنْ شَاءَ اللهُ وَصَلَّى اللهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ

"یہ ہمارا خط آپ کی طرف ہے، اے ہمارے اچھے دوست، ہماری مودت میں مخلص اور ہمارے باوفا مددگار (خدا آپ کی حفاظت اپنی اس آنکھ سے کرے کہ جو کبھی نہیں سوتی) اس خط کو حفاظت کے ساتھ رکھنا اور اس کے مضمون کو سوائے قابلِ اعتماد لوگوں کے کسی پہ ظاہر نہ کرنا، اور انھیں اس پہ عمل کرنے کی بھی تلقین کرنا (انشاء اللہ) اور (آخر میں) خدا

کا درود ہو حضرت محمد ﷺ اور ان کی پاکیزہ آلؑ پر۔

اب ہم اس خط کے کچھ کلمات کی تشریح کرتے ہیں:

خطوط لکھنے میں طریقہ کار یہ تھا کہ پہلے خط لکھنے والے کا نام ہوتا تھا اور بعد میں اس کا نام ہوتا تھا جس کی طرف خط بھیجا جاتا تھا۔ یعنی اس طرح لکھا جاتا تھا: منجانب فلاں بن فلاں...... اور کبھی احترام و اکرام وغیرہ کی غرض سے مرسل الیہ (جس کو خط لکھا جاتا تھا) کا نام، خط بھیجنے والے کے نام سے پہلے لکھا جاتا تھا اور اس خط میں بھی امامِ زمانہؑ نے شیخ مفیدؒ کا نام پہلے لکھا ہے تاکہ اس سے ان کی قدر و منزلت ظاہر ہو۔

امام علیہ السلام نے لکھا: (للاخ السدید والوالی الرشید الشیخ المفید)۔ خط کی یوں ابتدا اور یہ القاب شیخ مفیدؒ کے تقویٰ اور دیانت پر شاہد عدل ہیں۔

جس طرح امام علیہ السلام نے اُنھیں (الاخ) بھائی سے تعبیر کیا اور یہ اتنا بلند مرتبہ ہے کہ جس کا تصور ہی ناممکن ہے، انسان کتنے بلند مرتبے پر پہنچ جاتا ہے کہ امام اُسے بھائی کہہ کر مخاطب فرماتے ہیں اور امام مہدی علیہ السلام نے یہ تعبیر شیخ مفیدؒ کے علاوہ کسی دوسرے وکیل یا نائبینِ اربعہ تک کے لیے بھی استعمال نہیں فرمائی۔

پھر امام علیہ السلام نے انھیں سداد یعنی دُرست گوئی کی صفت سے متصف فرمایا۔ اس سے مراد قول و فعل میں دُرستی ہے۔ پس سدید وہ ہوتا ہے جس کے قول و فعل میں غلطی نہ ہو۔

اگلی صفت امام علیہ السلام نے ان کی "ولا" کی بیان فرمائی ہے اور اس کے متعدد معانی ہیں لیکن یہاں زیادہ مناسب نصرت و معاونت والا معنیٰ ہے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے انھیں (رشید) کی صفت سے متصف کیا ہے۔ اس سے مراد وہ دانا شخص ہوتا ہے جو کسی مشیر کے مشورے کے بغیر اپنی عقل و سمجھ سے اُمور کی تدبیر کرتا ہے۔ اور امام مہدی علیہ السلام خود کو (مُسْتَوْدَعُ الْعَهْدِ الْمَاخُوذِ عَلَى الْعِبَادِ) پس مستودع سے مراد، حفاظت اور سپرد کرنے کی جگہ ہے۔ اور لیے گئے عہد (العهد الماخوذ) سے دو معانی مراد ہو گئے۔

(۱) اس سے مراد عہد عقلی ہے اور مطلب یہ ہے کہ عقلِ سلیم انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ

انبیاء و مرسلین کی تصدیق کرے۔ اس تصدیق کا لازمہ امام مہدی علیہ السلام کے وجود کا ایمان و اعتراف ہے جس کے بارے میں رسولِ خدا نے خبر دی۔

۲ اس سے مراد وہ عہد ہے جو خدا نے عالمِ ذر میں مخلوق سے لیا۔ سورۂ اعراف کی اس آیت (وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا) کے بارے میں ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام سے احادیث وارد ہیں کہ یہ آیت عالمِ ذر سے تعلق رکھتی ہے اور یہ کہ جس طرح خدا نے بندوں سے اپنی ربوبیت کے اقرار کا عہد لیا۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اور بارہ اماموںؑ (جن میں آخری امام مہدی علیہ السلام ہیں) کی امامت کا۔

اور عالمِ ذر کے بارے میں ہم نے اپنی کتاب فاطمة من المهد الی اللحد میں وضاحت کی ہے۔ بہر حال امام مہدی علیہ السلام اس صفت سے اپنی ذات مراد لے رہے تھے۔

خط کا متن

امام علیہ السلام آگے فرماتے ہیں:

وَنُعْلِمُكَ اَدَامَ اللّٰهُ تَوْفِيْقَكَ لِنُصْرَةِ الْحَقِّ اجزل مثوبتك على نُطْقِك عَنَّا بِالصِّدْقِ

ہم تمہیں آگاہ کرتے ہیں (خدا ہمیشہ آپ کو حق کی نصرت کی توفیق اور ہمارے بارے میں حق گوئی کا بہترین اجر عطا کرے)

شرحِ متن

یہاں امام مہدی علیہ السلام شیخ مفیدؒ کے حق میں ہمیشہ حق کی مدد کرنے کی دُعا فرمائی ہے۔

پس! بہت سے علما اسلامی معاشرے کے لیے جانے والے اعمال کی کامیابی اور نتائج پر اظہارِ مسرت کی بجائے اس کو پوشیدہ رکھنے میں بہتری محسوس کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوتا ہے کہ جب ان میں اہلیت ہو، اور نا اہلیت کی صفت توفیق الٰہی نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ توفیق الٰہی ہی اعمال کے درست ہونے کا اصلی ذریعہ ہے۔

رہی یہ بات کہ کیسے خدا نے امام مہدی علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ شیخ مفیدؒ کو خط لکھیں۔ پس اس کیفیت کو صرف خدا اور امام مہدی علیہ السلام ہی جانتے ہیں اور اس بارے میں تمام احتمالات شخصی رائے سمجھے جائیں گے نہ کہ قطعی حقائق۔ پس خداوند متعال اپنے اولیا کو بعض اُمور کی انجام دہی کا حکم عطا فرماتا ہے اور اس کی کیفیت ہم سے پوشیدہ ہوتی ہے اور یہ ہمارے بس سے باہر ہے کہ ہم یہ جانیں کہ کس طرح خدا اور اس کے اولیا کے درمیان رابطہ قائم ہوتا ہے اور وہ انھیں احکام دیتا ہے۔ اور اس بارے میں ہم فقط یہی کہنا کافی سمجھیں گے کہ خدا کے اذن سے امامؑ نے شیخ مفید کو خط لکھ کر شرف بخشا اور یہ خدا کا خاص فضل وکرم ہے، جو اسی کو عطا ہوتا ہے جسے خدا چاہتا ہے۔

خط کا متن

اِنَّه قَدْ اُذِنَ لَنَا فِی تَشْرِیفِكَ بِالْمُكَاتَبَةِ وَتَكْلِیفِ مَا تُؤَدِّیهِ عَنَّا اِلٰی مُوَالِینَا قبلك ،اَعَزَّهُمُ اللّٰهُ بِطَاعَتِه وَكَفَاهُمُ الْمُهِمَّ بِرِعَایَتِه لَهُم وَحِرَاسَتِه

''ہمیں اجازت ملی ہے کہ ہم آپ کو خط وکتابت کا شرف بخشیں اور آپ کو ایک حکم دیں تاکہ آپ اسے ہمارے ان موالیوں تک پہنچادیں کہ جو آپ کے آس پاس موجود ہیں (خدا انھیں اس حکم کی اطاعت کے اعزاز سے نوازے اور اس حکم کی پاسداری کے سبب ان کی مشکلات میں مدد و کفایت فرمائے)''۔

شرح متن

خدا نے امامِ زمانہ علیہ السلام کو اجازت دی کہ وہ شیخ مفیدؒ کو اپنے اور شیعوں کے مابین رابطے کا ذریعہ بنائیں تاکہ وہ امامؑ کے عمومی اور خصوصی احکام ان شیعوں اور ماننے والوں تک پہنچائیں۔ اور امام علیہ السلام نے اپنے شیعوں کے حق میں یوں دُعا فرمائی (خدا انھیں اپنی اطاعت کے اعزاز سے نوازے اور اس اطاعت کی بدولت ان کی مشکلات میں مدد کرے)۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تم خاندان والوں کے بغیر عزت چاہتے ہو اور بادشاہی کے بغیر رعب و ہیبت چاہتے ہو تو خدا کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اس کی اطاعت کی عزت کی طرف آجاؤ۔

اس کا مطلب یہ کہ خدا کی اطاعت، اطاعت گزار کو دنیا میں عزت اور آخرت میں سعادت عطا کرتی ہے اور گناہ انسان کو دنیا میں ذلت و پستی اور آخرت میں رُسوائی اور عذاب سے دوچار کرتا ہے اور امام مہدی علیہ السلام نے شیعوں کو اطاعت کی عزت کی دُعا دی کہ خدا ان کو اطاعت کی توفیق دے اور وہ اس اطاعت سے عزت حاصل کریں اور اسی اطاعت کی بدولت ان کی مشکلات حل کرے اور ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

خط کا متن

فَقِفْ أَمَدَّكَ اللّٰهُ بِعَوْنِهِ عَلٰى أَعْدَائِهِ الْمَارِقِيْنَ مِنْ دِيْنِهِ عَلٰى مَا نَذْكُرُهُ

"تو جو حکم ہم دینے لگے ہیں اس پہ توجہ کریں (خدا اپنے دین سے نکلنے والوں کے خلاف اپنی تائید و نصرت آپ کے شاملِ حال کرے)"۔

شرح متن

واضح ہے کہ یہاں پر توجہ، فہم و تعقل کے معنی میں ہے۔ یعنی جو بات ہم بعد میں بیان کرنے والے ہیں، اس کو سمجھنا اور یہاں امامؑ نے ایک اور دُعا ذکر فرمائی ہے جو جملہ معترضہ کے طور پر موجود ہے اور یہ ہے کہ خدا دین سے نکل جانے والوں کے خلاف تمہاری مدد و نصرت کرے۔ ہمارے علم کے مطابق ان دین سے نکل جانے والوں سے امام مہدی علیہ السلام کی مراد یہود و نصاریٰ یا مشرکین نہ تھے بلکہ اس سے مراد وہ لوگ تھے کہ جو اسلام کے اندر رہ کر اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے تھے اور یہ (منافق) اسلام اور مسلمانوں کے لیے مشرکوں سے بھی زیادہ نقصان دہ تھے۔

خط کا متن

وَاعْمَلْ فِيْ تَأْدِيَةِ إِلٰى مَنْ تَسْكُنُ إِلَيْهِ بِمَا نَرْسُمُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

"اور جس جس شخص پر اعتماد ہو (کہ وہ راز فاش نہیں کرے گا) اس تک یہ حکم اس طرح پہنچا دیں کہ جیسے ہم بیان کرنے لگے ہیں"۔

شرحِ متن

یعنی قابلِ اطمینان اور سنجیدہ قسم کے شیعوں تک ہمارے ان اوامر و نواہی کو پہنچا دو کہ جو اس خط میں بیان ہونے والے ہیں۔

خط کا متن

نَحنُ وَاِنْ كُنَّا ثَاوِيْنَ بِمَكَانِنَا النَّائِي عَنْ مَسَاكِنِ الظَّالِمِيْنَ

"ہم ظالموں کے ٹھکانوں سے دور اپنی (ایک خاص) جگہ رہ رہے ہیں"۔

شرحِ متن

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم ظالموں کی سلطنت اور پہنچ سے دُور ہیں اور یہ سب خدا کی ایک مصلحت ہے کیونکہ واضح ہے کہ اگر امام مہدی علیہ السلام لوگوں میں ظاہری طور پر ہوتے تو منحرف قسم کے حکمران انھیں گرفتار کر کے شہید کر ڈالتے، اور یہ پہلے اسی کتاب میں بیان ہو چکا ہے کہ معتضد عباسی نے ایک فوج کا مسلح دستہ امام علیہ السلام کے گھر بھیجا تا کہ انھیں گرفتار کر کے قتل کر دے۔

خط کا متن

حَسَبَ الَّذِي اَرَانَاهُ اللهُ تَعَالٰى لَنَا مِنَ الصَّلَاحِ وَلِشِيْعَتِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ فِي ذٰلِكَ مَا دَامَتْ دَوْلَةُ الدُّنْيَا لِلْفَاسِقِيْنَ

"یہ سب اس مصلحت کے مطابق ہے کہ جو خدا نے ہمیں اس بارے میں دکھلائی ہے اور ہمارے شیعوں کی بہتری بھی اس (غیبتِ امام علیہ السلام اور ان سے ظاہری دُوری) میں ہے کہ جب تک دنیا کی حکومت فاسقوں کے قبضے میں ہے"۔

شرح متن

امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس دور میں ہماری غیبت ہمارے شیعوں کے حق میں بھی بہتر ہے۔ کیونکہ قیامت سے پہلے امامؑ کا لوگوں کے سامنے ظہور شیعوں کو امامؑ کے قریب اور ان کے پاس جمع کرتا ہے یعنی اگر امام علیہ السلام ظاہر ہو جاتے تو شیعہ ان کے گرد جمع ہو جاتے اور اس طرح انھیں منحرف حکومتوں کی طرف سے خطرے اور آزمائشیں گھیر لیتیں اور ظالموں کے لیے ان شیعوں کے وجود کو ختم کرنا آسان ہو جاتا۔

ہماری اس بحث سے یہ قطعاً مراد نہیں کہ امام علیہ السلام کا معاشرے سے کوئی تعلق نہیں، وہ نہ کہیں حاضر ہو سکتے ہیں اور نہ ہی کسی سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امامؑ کا مسکن اور رہائش ظالموں کی پہنچ سے دُور ہے اور جب وہ شہروں اور لوگ کے درمیان ہوتے ہیں تو وہ اپنا تعارف کسی پر ظاہر نہیں کرتے، اور نہ ہی کسی خاص شکل وصورت میں ظاہر ہوتے ہیں کہ کوئی ان کو پہچان سکے۔ ہاں جس کے لیے چاہتے ہیں اسے اپنی معرفت کراتے ہیں اور اپنے محبوں کے علاوہ کسی کے لیے وہ خود کو ظاہر نہیں فرماتے۔ اور جن لوگوں نے امامؑ کی زیارت کی ہے آپؑ نے ان کے لیے واضح کیا ہے کہ وہ ہر شب جمعہ اپنے جد امام حسینؑ کی قبر اطہر پر حاضر ہوتے ہیں اسی لیے وہ فرماتے ہیں:

خط کا متن

فَاِنَّا نُحِيطُ عِلْمًا بِاَنْبَآئِكُم وَلَا يَعزِبُ عَنَّا شَئٌ مِنْ اَخْبَارِكُم وَمَعرِفَتِنَا بِالذُّلِ الَّذِی اَصَابَكُم

"ہم تمہارے حالات سے باخبر ہیں، تمہاری کوئی بات ہم سے پوشیدہ نہیں اور ہمیں تمہاری مشکلات کا بھی اچھی طرح علم ہے"۔

شرح متن

یہ جملہ سابقہ بیان سے مربوط ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ہم مکان کے اعتبار سے تم سے دُور ہیں لیکن ہم تمہارے احوال سے باخبر ہیں اور تمہاری کوئی بات ہم سے

ڈھکی چھپی نہیں۔

اور یہ واضح ہے کہ جب خدا نے انھیں مخلوق سے لیے ہوئے عہد کا مستودع اور امین بنایا تو ضروری ہے کہ خدا انھیں اس کائنات میں ہونے والے واقعات کے بارے میں آگاہی کے وسائل فراہم کرے۔

ہم بالضبط تو نہیں بتا سکتے کہ نوعیت کے اعتبار سے یہ وسائل کس قسم کے تھے۔ پس ممکن ہے کہ ان وسائل میں فرشتے، جن اور انسان وغیرہ ہوں اور یہ بھی ممکن ہے وہ خصائص امامت پر اکتفا کریں اور ان کے لیے پردے ہٹ جائیں۔ مخفیات اور نیتیں خدا کے اذن سے آشکار ہو جائیں اور وہ جو کچھ ہو چکا ہے اور ہونے والا ہے۔ اس پر اطلاع حاصل کرلیں۔ ہم آج کل کے دور میں دیکھتے ہیں کہ حکومتیں معلومات لینے کے لیے مختلف وسائل استعمال کرتی ہیں جیسے ٹیلی ویژن، وائرلیس، ٹیلیکس اور رڈار وغیرہ کہ جو خبر رساں اداروں سے متعلق ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ بہت سے افراد ہوتے ہیں کہ جو مختلف شہروں، ملکوں اور عوام کے اجتماعات میں پھیل جاتے ہیں تاکہ وہ خبریں اکٹھی کر کے انھیں فراہم کریں۔

تو اس کی کیا شان ہوگی کہ جس کو خدا نے امامؑ، اپنی زمین پر امین اور لوگوں پر اپنی حجت بنایا ہے۔ کیا اس کے لیے تمام مادی اور غیر مادی وسائل اکٹھے نہ ہوں گے اور کیا خدا نے اسے لازم معنوی پہلوؤں پر احاطے کی قدرت نہ دی ہوگی تاکہ اسے جو کچھ ہو رہا ہے اس کی خبر ہو۔

خط کا متن

مُذ جَنَحَ کثیرٌ منکم اِلٰی مَا کانَ السّلف الصّالِحُ عَنہُ شَاسِعًا

”(کہ جو اس وقت پیدا ہوئیں) کہ جب سے تم میں سے بہت سوں نے سلف صالح کے طریقہ کو چھوڑ دیا“۔

شرح متن

یہ جملہ تھوڑا غیر واضح اور مبہم سا ہے۔ پس اس ذلت سے کیا مراد ہے؟ کہ جب بہت

سے لوگوں نے ان اعمال کا ارتکاب کیا جو شیعہ بزرگان کے طریقے سے ہٹ کر تھے۔ البتہ جو کچھ پیش آیا امام علیہ السلام نے اس سے پردہ نہیں اُٹھایا اور اختصار و اجمال سے کام لیا کیونکہ جنھیں خط لکھا جا رہا ہے وہ شیخ مفیدؒ ہیں اور وہ امام علیہ السلام کا مطلب خوب سمجھتے ہیں۔

لیکن امام علیہ السلام کے کلام کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دن بعض لوگ صراطِ مستقیم سے منحرف ہو گئے تھے۔ اب یہ علم نہیں کہ آیا ان کا انحراف عقائدی تھا یا سلوکی؟ پس انھیں ذلت اُٹھانا پڑی اور وہ اپنی عزت و استقلال کھو بیٹھے۔

خط کا متن

وَنَبَذُوا الْعَهْدَ الْمَاْخُوْذَ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

"اور کیے ہوئے وعدے کو یوں پسِ پشت ڈال دیا کہ گویا وہ جانتے ہی نہیں!"۔

شرحِ متن

ہم ٹھیک طریقے سے یہ نہیں بتا سکتے کہ اس سے لیے ہوئے وعدے سے کیا مراد ہے؟ شاید اس کا مطلب یہ ہو کہ غیبتِ کبریٰ کے وقوع کے بعد، شیعوں اور امام مہدی علیہ السلام کے مابین رابطے کے ختم ہونے کے بعد کچھ لوگ امام مہدی علیہ السلام کے وجود میں شک کرنے لگے اور جب انھیں آزمائشیں اور مشکلات درپیش ہوتیں اور ظالم حکومتوں کا سامنا ہوتا تو وہ یہ سوچنے لگ جاتے کہ اگر امام علیہ السلام موجود ہوتے تو ان کو ان تکالیف کا سامنا نہ ہوتا۔ لیکن امام علیہ السلام اس ذلت کا سبب ان کے انحراف اور وعدہ خلافی کو قرار دے رہے ہیں۔ پس انھیں ان کے کیے کی بدولت مصیبتوں نے گھیر رکھا ہے۔ وگرنہ امام علیہ السلام تو اپنے شیعوں کو اپنی دعاؤں اور لطف و کرم میں فراموش نہیں کرتے۔ اسی لیے امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا:

خط کا متن

اِنَّا غَيْرُ مُهْمِلِيْنَ لِمُرَاعَاتِكُمْ وَلَا نَاسِيْنَ لِذِكْرِكُمْ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَنَزَلَ بِكُمُ اللَّاْوَاءُ وَاصْطَلَمَكُمُ الْاَعْدَاءُ

"نہ ہم نے تمہارا لحاظ رکھنا چھوڑا ہے اور نہ ہی تمہاری یاد کو فراموش کیا ہے، اگر ایسا ہوتا (یعنی ہم تمہیں فراموش کر دیتے) تو آزمائشیں تم پہ ٹوٹ پڑتیں اور دشمن تمہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکتے۔

شرح متن

"اگر امام علیہ السلام کی رعایت اور دُعا نہ ہوتی تو شیعوں پر زمین تنگ پڑ جاتی اور آزمائشیں بڑھ جاتیں"۔

اُموی، عباسی اور عثمانی دورِ حکومت میں، حکامِ وقت شیعوں سے جنگ و جدال اور ان کی جلاوطنی کو اپنے اُوپر ایک فرض سمجھتے تھے اور انھوں نے یہ ٹھان لی تھی کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے۔

اگر امام مہدی علیہ السلام کی نگاہِ کرم اور دُعا نہ ہوتی تو یہ ظالم حکمران شیعوں کا وجود ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے۔

ہماری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اپنے شیعوں کے دفاع اور حمایت کے لیے مختلف وسائل سے مدد لیتے ہیں۔ کبھی مادی وسائل اختیار فرماتے ہیں اور کبھی روحانی و ماورا مادیت۔

اس بارے میں شیخ نصیرالدین طوسیؒ نے فرمایا: امام علیہ السلام کا وجود ہم پر ایک لطفِ خداوندی ہے اور ان کے تصرف کرنا اور ہم سے غائب ہونا ایک دوسرا لطف ہے۔

ہم آیندہ فصل میں امام مہدی علیہ السلام کی شیعوں پر عنایات کے بعض واقعات پیش کریں گے۔ یہ واضح رہے کہ امام شیعوں کی اس وقت تک حمایت فرماتے ہیں کہ جب تک وہ اپنے عقائد و معاملات میں منحرف نہ ہوں اور جب وہ منحرف ہو جائیں تو صورتِ حال مختلف ہو جاتی ہے۔

پس! امام علیہ السلام شرابیوں، جواریوں، جوابازوں اور فاسقوں کی حمایت نہیں فرماتے۔ آپ منحرفوں سے بے پروا ہیں اور ان کی بھی کوئی پروا نہیں کرتے کہ جو مخالفِ اسلام ہیں کیونکہ وہ امامؑ کی راہ پر نہیں اور نہ ہی وہ شیعہ ہیں۔

خط کا متن

فَاتَّقُوا اللّٰهَ جَلَّ جَلَالُه وَظَاهِرُونَا عَلٰى اِنْتِيَاشِكُمْ مِنْ فِتْنَةٍ قَدْ اَنَافَتْ عَلَيْكُمْ

"پس تم خداوندِ بزرگ و برتر سے ڈرو اور اس فتنے سے بچ کر ہماری مدد کرو کہ جو تم پہ اٹھ چکا ہے"۔

شرحِ متن

امام مہدی علیہ السلام اپنے شیعوں کو تقویٰ الٰہی اور گناہوں سے دُور رہنے کا حکم دے رہے ہیں کیونکہ گناہوں میں کئی فتنے چھپے ہوتے ہیں۔ بے شک امام مہدی علیہ السلام کہ جو مجسم اسلام ہیں اور اپنے نانا، صاحبِ شریعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے آبائے کرام ائمہ اطہارؑ کی راہ پر ہیں۔ وہ ان لوگوں کو کوئی حکم نہیں دیتے جو اسلامی اصولوں اور دینی احکام کا لحاظ نہیں کرتے۔ اگر آپ ملاحظہ کریں تو ان میں سے کچھ لوگ شک میں مبتلا ہیں، کچھ لہو ولعب میں، کچھ شراب خوار، کچھ مخلوط نظامِ تعلیم کے قائل ہیں، کچھ سودی معاملات انجام دیتے ہیں، کچھ ظالموں کے ہم کار ہیں اور حلال وحرام کی پرواہ کیے بغیر ان کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور کچھ کو نجاست وطہارت کا علم نہیں اور نہ ہی اپنے اُوپر عائد واجبات کا پتا ہے۔ بس وہ تو نام کے شیعہ ہیں، نہ ان کا کوئی صحیح عمل ہے، نہ کوئی صحیح عقیدہ۔ ایسا شیعہ کسی عزت کا حق دار نہیں کہ جو اسلامی احکام کو ہلکا سمجھتا ہو اور محرمات کو انجام دیتا ہو گویا کہ اس کا اس اُمت اور اس دین سے کوئی تعلق نہیں۔

گذشتہ فصل میں گزر چکا ہے کہ امامِ زمانہؑ نے بعض منحرفوں سے برأت کا اظہار فرمایا بلکہ ان پر لعنت کی اور اپنے شیعوں کو ان سے بے زاری اختیار کرنے کا حکم دیا۔ یہ سب ان کے غلط افعال اور انحرافات کی وجہ سے تھا۔ پھر امامؑ نے اپنے شیعوں کو پیش آنے والے فتنوں سے آگاہ فرمایا کہ جو اسلامی معاشرے اور بالخصوص بغداد والوں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھے اور انھیں حکم دیا کہ وہ اس سلسلے میں عملی تعاون کریں تاکہ انھیں اس

فتنے سے بچایا جائے۔

تعاونِ عملی سے مراد وہی تعاون ہے کہ جو امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عثمان بن حنیف کے نام خط میں بیان فرمایا...... لیکن تم میری مدد کرو، تقویٰ سے، جدوجہد سے، پاک دامنی سے اور درست روی سے۔

امام مہدی علیہ السلام کی دُعا اور شیعوں کے تقویٰ کی بدولت شیعہ آزمائشوں اور فتنوں سے آزادی حاصل کرلیں گے اور امام علیہ السلام اس فتنے کو اس بادل کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہیں جو ایک شہر پر چھائے اور فضا اسے ایک اُفق سے دوسرے اُفق کی طرف لے جائے۔

خط کا متن

یَهلِكُ فِيهَا مَنْ حُمَّ اَجَلُه وَيُحلى عَنْهَا مَنْ اَدرَكَ اَمَلَه

"جس شخص کی مدتِ حیات پوری ہو چکی ہوگی وہ اس فتنے میں ہلاک ہو جائے گا اور جو اپنی امید (نجات) کو پالے گا وہ اس فتنے سے بچا لیا جائے گا"۔

شرحِ متن

اس فتنے میں ہر وہ شخص ہلاک ہوجائے گا کہ جس کی قسمت میں موت آجائے گی اور اس کی زندگی کی سانسیں ختم ہوجائیں گی اور اس فتنہ کے شر سے وہی بچے گا جس کی قسمت میں باقی رہنا ہوگا۔

خط کا متن

وَهِىَ اَمَارَةٌ لِاَزُوفِ حَرَكَتِنَا وَ مُبَاثَتِكُم بِاَمْرِنَا وَنَهْيِنَا وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

"اور اس فتنے کا ظہور ہماری اس مقام سے (کسی اور مقام کی طرف) حرکت کے قریب ہونے کی نشانی ہے، پس اس وقت تم آپس میں ہمارے

اوامر ونواہی کو بیان کرو گے، اور خدا تو اپنے نور کو تمام کرنے والا ہی ہے خواہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار ہی گزرے"۔

شرح متن

یعنی یہ فتنے ہماری حرکت کے قریب ہونے کی علامت ہیں۔ یہاں حرکت سے مراد ظہور نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔ کیونکہ جو شخص یہ خط لے کر شیخ مفیدؒ کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں یہ خط حجاز کی طرف سے لے کر آرہا ہوں۔ شاید اس فتنہ کے آغاز سے امام علیہ السلام کی حجاز سے کسی اور علاقے کی طرف حرکت مراد ہو۔

اور اس وقت تم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کو ہمارے اوامر ونواہی کے بارے میں بتائے گا اور شاید اس سے مراد یہ ہو کہ اس فتنے کے حالات میں امام علیہ السلام اپنی تازہ تعلیمات وہدایات ان کو بھیجیں گے۔

خط کا متن

اِعْتَصِمُوا بِالتَّقِيَّةِ مِنْ شَبِّ نَارِ الجَاهِلِيَّةِ تُحَشِّشُهَا عُصَبُ اُمَوِيَّةٍ يَهُولُ بِهَا فِرْقَةٌ مَهْدِيَّةٌ

"جاہلیت کے فتنے کی اُس آگ سے بچنے کے لیے تقیے کا سہارا لو کہ جسے اموی بھڑکا رہے ہیں تاکہ اس کے ذریعے فرقہ حضرت امام مہدی علیہ السلام (شیعوں) کو خوف زدہ کریں"۔

شرح متن

تقیہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اس عقیدے کو ظاہر نہ کرے کہ جو لوگوں کے ساتھ نہ ملتا جلتا ہو اور ظاہر میں لوگوں کا خلافِ حق طرزِ عمل اپنائے۔ یہ بعض مخصوص حالات میں واجب ہوجاتا ہے کہ جس کی تفصیل فقہی کتابوں میں موجود ہے۔

امام مہدی علیہ السلام نے پیش آمدہ فتنوں میں اپنے شیعوں کو تقیہ اختیار کرنے کا حکم دیا اور

شاید یہاں تقیہ سے مراد، فتنے کے مقامات سے دُور رہنا ہے اور ایسے طریقے سے زندگی گزارنی ہے تاکہ مخالفین اور دشمنوں کو ان پر شبہ نہ ہو۔

اس بات پر ہمیں بڑا افسوس ہے کہ ہم صحیح طور پر ان کلمات سے امام علیہ السلام کی مراد نہیں جان سکتے مگر بعید نہیں کہ حکومت عباسیہ نے شیعوں کو ختم کرنے کے لیے ان دنوں کچھ اقدام کیے ہوں کہ یہ شیعہ امام مہدی علیہ السلام کی محبت رکھتے ہیں۔ ان کے مقام کی حفاظت کرتے ہیں، اپنے آپ پر ہی انحصار کرتے ہیں اور غیر شرعی حکومتوں کو چیلنج کرتے ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو پس پردہ ہونے والی سازشوں اور چالوں سے آگاہ فرمایا۔ انھیں ان باتوں سے بچنے کی تلقین کی کہ جو ان کے لیے موجب خطرہ ہیں اور انھیں تقیہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔

یہ آگ اُموی بھڑکا رہے ہیں کہ جو ایک جنگ کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ اس وقت شیعوں میں غیرت وحمیت کی روح بدل سکتی ہے اور ارادے ٹوٹ جائیں گے اور وہ اس افراتفری کے عالم میں پڑ جائیں گے۔ پھر وہ اس فتنے کا شکار ہو جائیں گے۔

خط کا متن

أَنَا زَعِيمٌ بِنَجَاةِ مَنْ لَمْ يَرُمْ فِيهَا الْمَوَاطِنَ الْخَفِيَّةَ وَسَلَكَ فِي الطَّعْنِ مِنْهَا السُّبُلَ الْمَرْضِيَّةَ، إِذَا حَلَّ جُمَادَى الْأُولَى، مِنْ سَنَتِكُمْ هٰذِهِ، فَاعْتَبِرُوا بِمَا يَحْدُثُ فِيهِ وَاسْتَيْقِظُوا مِنْ رَقْدَتِكُمْ لِمَا يَكُونُ فِي الَّذِي يَلِيهِ، سَتَظْهَرُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةٌ جَلِيلَةٌ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلُهَا بِالسَّوِيَّةِ وَيَحْدُثُ فِي أَرْضِ الْمَشْرِقِ مَا يُحْزِنُ وَيُقْلِقُ وَيَغْلِبُ

"اور میں اس آگ سے ہر اس کی نجات کا ضامن کہ جو پوشیدہ مقامات پر اپنی مرضی نہ کرے (یعنی دشمنوں کو دوست نہ بنائے) اور خدا کی مرضی کے راستوں کو نہ چھوڑے۔ اور جب اس سال جمادی الاولیٰ کا چاند ظاہر ہوگا تو اس میں رونما ہونے والے واقعات سے عبرت حاصل کرنا اور اس

کے بعد جو حالات رونما ہوں گے ان میں خوابِ غفلت سے بیدار رہنا
عنقریب تمھارے لیے ایک نشانی آسمان پہ ظاہر ہوگی اور اسی طرح کی
ایک نشانی زمین پر بھی، زمین کے مشرق میں ایک واقعہ رُونما ہوگا جو غم و
اندوہ کی کیفیت پیدا کردے گا"۔

شرحِ متن

یعنی جو جو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے گا اور حکومتوں کی طرف میلان ظاہر نہیں کرے گا تو امامؑ اس کی نجات کے ضامن ہیں۔ پھر امام مہدی علیہ السلام عبرت و نصیحت کے انداز میں شیعوں کو آئندہ حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار کر رہے ہیں۔ انھیں سُستی اور غفلت سے بچنے کی تلقین کر رہے ہیں اور ان کے شعور کو بیدار کر رہے ہیں۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: اس سال کے ماہِ جمادی الاوّل میں زمین و آسمان پر ایک بڑی نشانی ظاہر ہوگی۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تاریخ نے ان واقعات کو اپنے دامن میں جگہ نہیں دی۔

ہمیں تاریخ میں کچھ واقعات ملتے ہیں جو اس خط کے زمانے کے بعد واقع ہوئے ہیں اور ان پر امام علیہ السلام کا فرمان منطبق نہیں ہو سکتا۔ مثلاً آسمان کی ایک بڑی نشانی سے مراد ایک بڑے ستارے کا ٹوٹنا ہے کہ جس کی وجہ سے زمین جل گئی اور اس کی بہت اُونچی آواز سنی گئی لیکن یہ واقعہ ۴۱۷ ہجری کا ہے اور اسی طرح کا ایک واقعہ ۴۰۱ ہجری میں بھی وقوع پذیر ہوا اور سیلاب کی وجہ سے دریائے دجلہ کا پانی اکیس ہاتھ بلند ہو گیا اور بغداد اور عراق کی بہت سی زمینیں زیرِ آب آ گئیں۔

یہ بعید ہے کہ امام مہدی علیہ السلام انھیں اس سال ان واقعات کے بارے میں خبر دیں اور یہ کئی سال بعد واقع ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ واقعات اس سال ہوئے تھے لیکن تاریخ نے انھیں ذکر نہیں کیا یا وقت گزرنے کی وجہ سے ان کی خبر ہم تک نہیں پہنچ سکی۔

خط کا متن

من بعد: عَلَى العِرَاقِ طَوَائِفٌ عَنِ الاِسلامِ مُرَّاقٌ، تَضِيقُ بِسُوءِ فِعَالِهِمْ ، عَلَى أَهْلِهِ الأَرْزَاقُ، ثُمَّ تَنْفَرِجُ الغُمَّةُ: مِنْ بَعدِ بِبَوارِ طَاغُوتٍ مِنَ الاَشرَارِ ثُمَّ يَسُرُّ بِهَلاَكِهِ المُتَّقُونَ الاَخيَارُ

"اس کے بعد عراق پہ وہ لوگ قبضہ حاصل کرلیں گے جو اسلام سے خارج ہوں گے اور ان کی بد اعمالیوں کے سبب زمین والوں پہ روزیاں تنگ پڑ جائے گی، پھر سرکش طاغوت نابود ہو جائے گا اور اس کی ہلاکت سے غم و پریشانی کے سیاہ بادل چھٹ جائیں گے اور پرہیزگاروں و نیکوکاروں کو اس سے راحت ملے گی"۔

شرح متن

امام مہدی علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ عراق پر وہ لوگ غلبہ حاصل کرلیں گے جو اسلام سے خارج ہوں گے یا اسلامی تعلیمات سے خارج ہوں گے۔ کہا جاتا ہے کہ مسلسل جنگوں کے بعد "طغرل بک" نے عراق پر حکومت حاصل کرلی۔ یہ سلاجقہ کا پہلا بادشاہ تھا اور لوگ اور آبادیاں اس کے شر سے متاثر ہوگئیں۔ ۴۴۸ ہجری میں اس نے اپنا لشکر بغداد میں داخل کیا اور لوگوں پر رہائش اور روزیاں تنگ ہوگئیں۔ کھانے پینے کی اشیا میں قحط کی صورت پیدا ہوگئی۔ قیمتیں حد سے بہت بڑھ گئیں۔ کافی تعداد میں لوگ مرنے لگے۔ ایک گندی وبا پھیل گئی اور حالت اتنی خراب ہوگئی کہ لوگ مُردوں کو دفنا بھی نہ سکے۔

شاید دین سے نکل جانے والی جماعت سے مراد طغرل بک اور اس کا لشکر ہوں کہ جنھوں نے عراق کی سرزمین پر فساد برپا کیا، طاقت وروں کو کمزور کیا، کھیتی اور نسلِ انسانیت کو ہلاک کیا، خون بہائے، حرمتوں کو پامال کیا، بڑے بڑے گناہوں اور سرکشیوں کا ارتکاب کیا اور اقتصادی زندگی میں طرح طرح کے بگاڑ پیدا کیے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد طغرل بک مرگیا اور ظلم کی سیاہ رات ختم ہوگئی۔ لوگوں کی مشکلیں حل ہوگئیں، متقی لوگ اس حالت سے خوش

ہو گئے، نفرتیں ختم ہو گئیں اور زندگی بہترین راہ پر آگئی۔

مشرقِ وسطیٰ کے بعض علاقوں میں اضطرابات اور پریشانیوں کی لہر دوڑی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک حج کرنے والوں کے لیے راستے کی مشکلات تھیں۔ حاجیوں کے لیے راستے محفوظ نہ تھے، حتیٰ کہ مکہ میں بھی حاجیوں کو امن نصیب نہ تھا۔ یہ صورتِ حال اس خط کے لکھے جانے سے پہلے شروع تھی اور کئی سال تک صورتِ حال جوں کی توں ہی رہی لیکن بعد میں پانی اپنی راہ پر آگیا اور شہروں میں امن وسکون ہوگیا اور لوگ اطمنان سے زندگی بسر کرنے لگے۔ یہ سب امام مہدی علیہ السلام کی برکت سے تھا جیسا کہ اس خط میں وضاحت موجود ہے۔

امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان کی حج میں آسانی سے ہماری شان وحیثیت ظاہر ہوگی تو امام مہدی علیہ السلام اس کائنات میں کئی طریقوں سے تصرف فرماتے ہیں۔ طبری نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن سبکتگین نے حجاج کرام کی سلامتی کے لیے اقدامات کیے اور کیا معلوم کہ کس نے اسے یہ کرنے پر مجبور کیا اور اس راہ میں اپنا زور صرف کرنے کی ہدایت کی۔ مقصودِ حقیقی کو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

خط کا متن

وَيَتَّفِقُ لِمُرِيْدِي الْحَجِّ مِنَ الْآفَاقِ مَا يَأْمُلُوْنَهُ مِنْهُ عَلَى تَوْفِيْرٍ عَلَيْهِ مِنْهُمْ وَاتِّفَاقٍ، وَلَنَا فِي تَيْسِيْرِ حَجِّهِمْ عَلَى الْاِخْتِيَارِ مِنْهُمْ وَالْوِفَاقِ، شَأْنٌ يَظْهَرُ عَلَى نِظَامٍ وَاتِّسَاقٍ

"اور دنیا بھر سے آنے والے عازمینِ حج کی (سفری) مشکلات آسان ہوجائیں گی اور وہ (قوت و) تعداد میں ان (قافلے لوٹنے والے چوروں و ڈاکوؤں) سے زیادہ اور آپس میں متفق ہوں گے، اور جب وہ اتنی سہولت کے ساتھ حج ادا کرسکیں گے تو یہ ہمارے حق میں بہتر ثابت ہوگا"۔

شرحِ متن

یہ واضح ہے کہ جو اعمال خداوند متعال کے قرب کا وسیلہ ہیں، وہی اہلِ بیتؑ کی محبت اور قرب کا ذریعہ ہیں اور بالکل اسی طرح جو اعمال خدا کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں بعینہٖ وہی اعمال اہلِ بیتؑ کی ناراضگی کا باعث بھی ہیں کیونکہ وہ خدا کے حکم کو پسند کرتے ہیں اور جس سے خدا نے روکا ہے اسے ناپسند کرتے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ حکم صرف اس زمانے کے شیعوں کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک ہر آنے والے شیعہ کے لیے یہی حکم ہے۔

آگے امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارا ظہور اچانک ہوگا، تو جو ظہور کی حتمی علامتیں ہیں وہ بھی ظہور کا دن معین نہیں کر سکتیں۔ پس امام مہدی علیہ السلام کا ظہور اچانک اور یک لخت ہوگا، خصوصاً ان لوگوں کے لیے کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں لاپرواہی برتتے ہیں یا ان کا امام مہدی علیہ السلام پر اور ان کے ظہور پر عقیدہ کمزور ہے۔ تب انسان کو گناہوں پر شرمندگی اور توبہ کچھ فائدہ نہ دے گی کیونکہ انسان جب زمانِ غیبت میں کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور اس پر حد واجب ہوجاتی ہے اور وہ توبہ کرلیتا ہے تو گواہی ثابت ہونے سے پہلے اس کا گناہ معاف کر دیتا ہے اور حد اس سے ساقط ہوجاتی ہے۔ لیکن امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد اس کی توبہ سے حد ساقط نہیں ہوگی اور گناہ پر شرمندگی، اسے عذاب سے خلاصی نہیں ہوگی، مثلاً ایک چور اگر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے توبہ کرلیتا ہے تو اس کی توبہ قبول ہوجائے گی کیونکہ اس کی توبہ خالصتاً خدا کے لیے ہوگی۔

امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوجائے گا تو توبہ سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ امام علیہ السلام چور کا ہاتھ کٹوائیں گے جس پر حد ہوگی اس پر حد جاری کریں گے اور جسے رجم کرنا ہوگا اسے رجم کریں گے جیسا کہ قرآنِ مجید میں آیا ہے:

إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا۟ عَلَيْهِمْ فَٱعْلَمُوٓا۟

اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (سورۂ مائدہ: آیت ۳۳-۳۴)

"بے شک وہ لوگ جو خدا اور رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے کہ انھیں قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکایا جائے یا ان کے مخالف ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں یا ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں ان کے لیے یہ اس دنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں دردناک عذاب تیار ہے۔ مگر جن لوگوں نے ان پر تمھاری قدرت آنے سے پہلے توبہ کرلی تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا ہے، مہربان ہے"۔

شیخ طبرسیؒ اپنی تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: جو اس عذاب سے مستثنیٰ قرار دیے گئے ہیں ان میں وہ بھی شامل ہے کہ جو اپنے اُوپر غلبہ و قدرت آنے سے پہلے توبہ کرلے۔ کیونکہ اگر وہ امامؑ کے سامنے توبہ کرے تو یہ اسے کچھ فائدہ نہیں دے گی بلکہ اس پر حد واجب ہوجائے گی۔

ہمارے قارئین کو عن قریب معلوم ہوگا کہ امام مہدی علیہ السلام لوگوں کے ساتھ ہونے والے واقعات کی نسبت اپنے علم و اطلاع کے مطابق عمل کریں گے اور کسی کی گواہی یا دلیل قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے بلکہ اس کے مطابق عمل کریں گے کہ جو اس بارے میں خدا انھیں دکھائے گا اور حقیقت سے پردہ اُٹھائے گا۔ اور اس وقت امام مہدی علیہ السلام کی سزا کے خوف سے توبہ ہوگی نہ کہ خدا کے خوف سے ہوگی اور اسی لیے یہ توبہ مفید نہیں ہوگی۔

خط کا متن

فَلْیَعْمَلْ کُلُّ امْرِئٍ مِنْکُم بِمَا یَقْرِبُہٗ مِنْ مُحَبَّتِنَا وَیَتَجَنَّبْ مَا یُدْنِیْہِ مِنْ کِرَاھَتِنَا وَسَخَطِنَا ، فَاِنَّ اَمْرَنَا بَغْتَۃٌ فَجَاۃٌ حِیْنَ لَا تَنْفَعُہٗ تَوْبَۃٌ وَلَا یُنْجِیْہِ مِنْ عِقَابِنَا نَدَمٌ عَلٰی حُوْبَۃٍ

"پس تم میں سے ہر ایک کو وہ کام کرنا چاہیے کہ جو اسے ہماری محبت سے

قریب کرے اور ہر اس چیز سے اجتناب کرنا چاہیے جو اسے ہمارے غضب و ناراضگی کے قریب کرے، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ہمارا ظہور اچانک و یکبارگی میں ہوگا تب انسان کو نہ توبہ کوئی فائدہ دے گی اور نہ ہی گناہ پہ ندامت اسے ہمارے عذاب سے بچا سکے گی"۔

شرح متن

یہاں امام مہدی علیہ السلام نے خط کے اختتام پر شیعوں کے لیے دُعا فرمائی ہے کہ خدا اُنھیں بھلائی، استقامت اور دُرستی کی دولت عطا فرمائے اور تمھیں توفیق کے اسباب فراہم کرے کیونکہ کبھی انسان اعمالِ صالحہ بجالاتا ہے لیکن اس کے ساتھ اسے کافی مشقت و مشکل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے لیکن جب اسے اسباب فراہم ہوجاتے ہیں اور وہ یہی اعمال بالکل آسانی سے بجالاتا ہے۔

یہاں تک خط امام علیہ السلام نے کاتب کو املا کرایا تھا۔ اب ذیل میں چند جملے آپؑ نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمائے ہیں:

خط کا متن

هٰذَا كِتَابُنَا إِلَيْكَ أَيُّهَا الْأَخُ الْوَلِيُّ وَالْمُخْلِصُ فِي وُدِّنَا الصَّفِيُّ وَالنَّاصِرُ لَنَا الْوَفِيُّ، حَرَسَكَ اللّٰهُ بِعَيْنِهِ الَّتِي لَا تَنَامُ، فَاحْتَفِظْ بِهِ، وَلَا تُظْهِرْ عَلَى خَطِّنَا، الَّذِي سَطَّرْنَاهُ بِمَا لَهُ ضَمَّنَّاهُ، أَحَدًا، وَأَدِّ مَا فِيهِ إِلَى مَنْ تَسْكُنُ إِلَيْهِ، وَأَوْصِ جَمَاعَتَهُمْ بِالْعَمَلِ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ

"یہ ہمارا خط آپ کی طرف ہے، اے ہمارے اچھے دوست، ہماری مودت میں مخلص اور ہمارے باوفا مددگار (خدا آپ کی حفاظت اپنی اس آنکھ سے کرے کہ جو کبھی نہیں سوتی) اس خط کو حفاظت کے ساتھ رکھنا اور اس کے مضمون کو سوائے قابلِ اعتماد لوگوں کے کسی پہ ظاہر نہ کرنا، اور

انہیں اس پہ عمل کرنے کی بھی تلقین کرنا (ان شاء اللہ) اور (آخر میں)
خدا کا درود ہو حضرت محمد ﷺ اور ان کی پاکیزہ آلؑ پر۔

شرح متن

امام مہدی علیہ السلام نے ان کے لیے ہر قسم کے شر سے حفاظت کے لیے دُعا فرمائی ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اس خط کے بارے میں کسی کو نہ بتائیں اور خط کے آخر میں امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس لیے تحریر فرمایا تاکہ اس کے ذریعے سے معتبر شیعوں کو سمجھانے میں شیخ مفیدؒ کو آسانی رہے اور اس مکتوب امامؑ اور مکتوب کاتب کو پوشیدہ رکھنے میں کچھ اَسرار ہیں جو ہماری دسترس علمی سے باہر ہیں۔

امامِ زمانہؑ کا دوسرا خط بنامِ شیخ مفیدؒ

امامِ زمانہ علیہ السلام کی طرف سے ایک دوسرا خط شیخ مفیدؒ کی طرف بروز جمعرات ۲۳ ذی الحج ۴۱۲ ہجری کو آیا اور وہ یہ ہے:

مِنْ عَبْدِ اللهِ الْمُرَابِطِ فِي سَبِيلِهِ إِلَى مُلْهَمِ الْحَقِّ وَدَلِيلِهِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَلَامُ اللهِ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّاصِرُ لِلْحَقِّ الدَّاعِي إِلَيْهِ بِكَلِمَةِ الصِّدْقِ فَإِنَّا نَحْمَدُ اللهَ إِلَيْكَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِلٰهُنَا وَإِلٰهُ آبَائِنَا الْأَوَّلِيْنَ، وَنَسْئَلُهُ الصَّلَاةَ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ

وَبَعْدُ.... فَقَدْ كُنَّا نَظَرْنَا مُنَاجَاتَكَ عَصَمَكَ اللهُ بِالسَّبَبِ الَّذِي وَهَبَهُ اللهُ لَكَ مِنْ أَوْلِيَائِهِ وَحَرَسَكَ بِهِ مِنْ كَيْدِ أَعْدَائِهِ وَشَفَعْنَا ذٰلِكَ:

أَلْآنَ مِنْ مُسْتَقَرٍّ لَنَا يُنْصَبُ فِي شِمْرَاخٍ مِنْ بَهْمَاءَ صِرْنَا إِلَيْهِ آنِفًا مِنْ غَمَالِيلِ أَلْجَأَنَا إِلَيْهِ السَّبَارِيتُ مِنَ الْإِيمَانِ وَيُوشِكُ أَنْ

يَكُوْنَ هُبُوطُنَا إِلَى صَحْصَحٍ مِنْ غَيْرِ بُعْدٍ مِنَ الدَّهْرِ وَلَا تَطَاوُلٍ مِنَ الزَّمَانِ۔

وَيَاْتِيْكَ نَبَأٌ مِنَّا بِمَا يَتَجَدَّدُ لَنَا مِنْ حَالٍ فَتَعْرِفُ بِذٰلِكَ مَا تَعْتَمِدُهُ مِنَ الزُّلْفَةِ إِلَيْنَا بِالْاَعْمَالِ وَاللّٰهُ مُوَفِّقُكَ لِذٰلِكَ بِرَحْمَتِهِ، فَلْتَكُنْ ﴿حَرَسَكَ اللّٰهُ بِعَيْنِهِ الَّتِي لَا تَنَامُ﴾ اَنْ تُقَابِلَ لِذٰلِكَ فِتْنَةً تُبْسِلُ نُفُوْسَ قَوْمٍ حَرَثَتْ بَاطِلًا لِاسْتِرْهَابِ الْمُبْطِلِيْنَ يَبْتَهِجُ لِدَمَارِهَا الْمُؤْمِنُوْنَ وَيَحْزَنُ لِذٰلِكَ الْمُجْرِمُوْنَ۔

وَآيَةُ حَرَكَتِنَا مِنْ هٰذِهِ اللَّوْثَةِ حَادِثَةٌ بِالْحَرَمِ الْمُعَظَّمِ مِنْ رِجْسٍ مُنَافِقٍ مُذَمَّمٍ مُسْتَحِلٍّ لِلدَّمِ الْمُحَرَّمِ يَعْمِدُ بِكَيْدِهِ اَهْلَ الْاِيْمَانِ وَلَا يَبْلُغُ بِذٰلِكَ غَرَضَهُ مِنَ الظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ لِاَنَّنَا مِنْ وَرَاءِ حِفْظِهِمْ بِالدُّعَاءِ الَّذِي لَا يَحْجُبُ عَنْ مَلِكِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ فَلْتَطْمَئِنَّ بِذٰلِكَ مِنْ اَوْلِيَائِنَا الْقُلُوْبُ، وَلْيَثِقُوْا بِالْكِفَايَةِ مِنْهُ وَاِنْ رَاعَتْهُمْ بِهِمُ الْخُطُوْبُ، وَالْعَاقِبَةُ بِجَمِيْلِ صُنْعِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ تَكُوْنُ حَمِيْدَةً لَهُمْ مَا اجْتَنَبُوا الْمَنْهِيَّ عَنْهُ مِنَ الذُّنُوْبِ۔

وَنَحْنُ نَعْهَدُ إِلَيْكَ، اَيُّهَا الْوَلِيُّ الْمُخْلِصُ الْمُجَاهِدُ فِيْنَا الظَّالِمِيْنَ اَيَّدَكَ اللّٰهُ بِنَصْرِهِ الَّذِي اَيَّدَ بِهِ السَّلَفَ مِنْ اَوْلِيَائِنَا الصَّالِحِيْنَ﴾ اِنَّهُ مَنِ اتَّقَى رَبَّهُ مِنْ اِخْوَانِكَ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجَ مِمَّا عَلَيْهِ اِلَى مُسْتَحِقِّيْهِ كَانَ آمِنًا مِنَ الْفِتْنَةِ الْمُبْطِلَةِ وَمِحَنِهَا الْمُظْلِمَةِ الْمُضِلَّةِ وَمَنْ بَخِلَ مِنْهُمْ بِمَا اَعَارَهُ اللّٰهُ مِنْ نِعْمَتِهِ عَلَى مَنْ اَمَرَهُ بِصِلَتِهِ فَاِنَّهُ يَكُوْنُ خَاسِرًا بِذٰلِكَ لِاُوْلَاهُ وَآخِرَتِهِ ﴿وَاُخْرَاهُ﴾۔

وَلَوْ اَنَّ اَشْيَاعَنَا وَفَّقَهُمُ اللّٰهُ لِطَاعَتِهِ عَلَى اجْتِمَاعٍ مِنَ الْقُلُوْبِ فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ عَلَيْهِمْ، لَمَا تَاَخَّرَ عَنْهُمُ الْيُمْنُ بِلِقَائِنَا وَلَتَعَجَّلَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ بِمُشَاهَدَتِنَا عَلَى حَقِّ الْمَعْرِفَةِ وَصِدْقِهَا مِنْهُمْ بِنَا فَمَا

يَحْبِسُنَا عَنْهُم اِلَّامَا يَتَّصِلُ بِنَا مِمَّا نَكْرَهُهُ وَلَا نُؤثِرُهُ مِنْهُمْ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ وَهُوَ حَسْبُنَا وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَصَلَاتُهُ عَلَى سَيِّدِنَا الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَسَلَّمَ۔

"تم پر سلام ہو اے حق کی مدد کرنے والے اور کلمۂ صداقت سے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والے۔ ہم تیری طرف اس خدا کی حمد کرتے ہیں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمارا اور ہمارے آبائے کرام کا معبود ہے اور ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے پاکیزہ اہل بیتؑ پر۔
اس کے بعد ہم نے تمھاری مناجات کو دیکھا، خدا تمھاری اس سبب کے ذریعے حفاظت کرے جو اس نے اپنے اولیاء کی طرف سے تجھے عطا کیا ہے۔ اسی سے تم کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور وہ سبب ہم سے ملا دے۔ اب ہم ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں جہاں ہم پوشیدہ ہیں اور ہمیں مشکلات درپیش ہیں۔ ہم ابھی ابھی غمائیل سے یہاں منتقل ہوئے ہیں۔
یہاں پر ہمیں تھوڑی مشکل درپیش ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تھوڑی مدت کے بعد ہم صحیح پہنچ جائیں۔ پھر ہم تمھیں اپنے احوال کے بارے میں لکھیں گے اور تم جان لو گے کہ تم کس طرح اعمال کے ذریعے ہمارا قرب حاصل کرسکتے ہو۔ خدا اپنی رحمت سے اس کی توفیق دے۔
(خدا تمھاری حفاظت اپنی اس آنکھ سے کرے جو کبھی نہیں سوتی)۔ اس کے لیے تمھیں ایک آزمائش کا سامنا کرنا ہوگا۔ تم باطل پرستوں کو ڈرانے کے لیے ان لوگوں کو مارو گے کہ جنھوں نے باطل پرستی کا بیج بویا، ان کی ہلاکت سے مومن خوش ہوجائیں گے اور گناہ گار پریشان۔
ہمارے یہاں سے خروج کی نشانی بیت اللہ (کعبہ، مسجد الحرام) میں رُونما ہونے والا ایک واقعہ ہے کہ جو ایک مذموم منافق کے ہاتھوں ہوگا جو اس

خون کو بہانا جائز قرار دے گا جس کا بہانا حرام ہے۔ وہ اپنی چالوں سے اہلِ ایمان کو غضب ناک کرے گا، لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنی مراد نہ پاسکے گا جو کہ ظلم وزیادتی ہے کیوکہ ہم ان (مومنین) کی حفاظت کے لیے پسِ پردہ اس طرح دُعاگو ہیں کہ وہ دُعا زمین وآسمان کے مالک سے پوشیدہ نہیں ہے۔

آپ اس کے ذریعے سے ہمارے دوستوں اور ماننے والوں کے دلوں کو تسلی دیں، تاکہ وہ اس (خدا) کی طرف سے مدد و کفایت پر بھروسا رکھیں اگرچہ انھیں بڑی بڑی مشکلات خوف زدہ کریں اور خدا کی بہترین قدرت کے مطابق ان کا انجام بخیر ہی ہوگا کہ جب تک وہ منع کیے گئے گناہوں سے بچتے رہیں گے۔

ہم تمھیں وصیت کرتے ہیں (اے ہمارے مخلص دوست اور ہماری خاطر ظالموں سے لڑنے والے، خدا اپنی اس نصرت کو تمھارے شاملِ حال کرے کہ جو اس نے ہمارے پہلے والے نیک دوستوں کے شاملِ حال کی تھی) جو بھی تمھارے دینی بھائیوں میں سے تقویٰ اختیار کرے گا اور جو اس پر (دینا) واجب ہے اسے مستحق لوگوں تک پہنچائے گا، وہ باطل فتنے اور اس کی تاریک اور گمراہ کردینے والی مصیبتوں سے محفوظ رہے گا اور جو اس بارے میں بخل کرے گا کہ جو اسے خدا نے عطا کیا ہے اس سے کہ جس کے ساتھ اس نے صلہ اور ملانے کا حکم دیا ہے تو وہ اس وجہ سے اپنی دنیا وآخرت دونوں میں نقصان اُٹھائے گا اور اگر ہمارے شیعہ (خدا انھیں اطاعت کی توفیق دے) دلوں سے اپنے وعدے کو پورا کرتے تو ان کو ہماری ملاقات کا شرف حاصل ہونے میں تاخیر یا دیر نہ ہوتی اور وہ جلد ہی حق معرفت پالیتے اور ہمارے لیے اپنی طرف سے اس معرفت کے سچے ہونے کی وجہ سے ہماری زیارت کا شرف حاصل کر لیتے۔

تو ہمیں ان سے دُور وہی (اعمال) کرتے کہ جو ہم تک پہنچتے ہیں اور وہ ہمیں ناگوار گزرتے ہیں اور ہم ایسے کام ان کی طرف سے ناپسند کرتے ہیں اور خدا ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، وہ ہمارے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے اور درود و سلام ہو ہمارے آقا بشیر و نذیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آلؑ پر"۔

یہ خط ماہِ شوال کے شروع میں ۴۱۲ ہجری میں لکھا گیا۔

توقیع کا نسخہ امام مہدی علیہ السلام کے دستِ مبارک سے

هٰذَا كِتٰبُنَا اِلَيْكَ اَيُّهَا الْوَلِيُّ الْمُلْهَمُ لِلْحَقِّ الْعَلِيِّ بِاِمْلَائِنَا وَخَطِّ ثِقَتِنَا، فَاَخْفِهِ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ، وَاطْوِهٖ وَاجْعَلْ لَهٗ نُسْخَةً تَطَّلِعُ عَلَيْهَا مَنْ تَسْكُنُ اِلٰى اَمَانَتِهٖ مِنْ اَوْلِيَائِنَا شَمَلَهُمُ اللّٰهُ بِبَرَكَتِنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ

"ہمارا یہ خط تمھاری طرف ہے اے میرے وہ دوست کہ جسے بلند پایہ حق الہام کیا گیا ہے۔ یہ خط ہمارے املا سے لکھا گیا ہے۔ اسے ہر ایک سے مخفی رکھنا، قبضے میں رکھنا اور اس کا ایک نسخہ تیار کر کے ہمارے ان دوستوں کو بتانا جن کی طرف سے (راز کی) امانت داری پر تمھیں اطمینان ہو۔ خدا کرے کہ ہماری برکت ان کے شاملِ حال ہو، تمام تعریف خدا کے لیے اور درود ہو ہمارے سیّد و سردار حضرت محمد نبیؐ خدا پر اور ان کی پاکیزہ آلؑ پر"۔

یہ خط بھی سابقہ خط کی طرح بہت سے رُموز و اشارات پر مشتمل ہے جو صرف شیخ مفیدؒ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس میں مستقبل میں واقع ہونے والے حوادث کے بارے میں خبر دی گئی ہے اور اس کے علاوہ یہ ایسے کلمات پر مبنی و مشتمل ہے جو عام طور پر رائج نہیں ہیں اور غیر مالوفۃ الاستعمال ہیں اور یہ واضح رہے کہ مفاہیم میں ہر قسم کی گہرائی یا اشارہ یا رُموز کا استعمال ایک

حکمت اور خاص عنایت کے تحت ہے۔ (یعنی خط کے اس اسلوب میں ایک خاص رمز ہے جو ہر کسی پر عیاں نہیں ہے)۔

خط کا متن

سَلَامُ اللهِ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّاصِرُ لِلْحَقِّ الدَّاعِي اِلَيْهِ بِكَلِمَةِ الصِّدْقِ فَاِنَّا نَحْمَدُ اللهَ اِلَيْكَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلٰهُنَا وَاِلٰهُ آبَائِنَا الْاَوَّلِيْنَ، وَنَسْئَلُه الصَّلَاةَ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ

"آپ پہ خدا کا سلام ہو، اے حق کے مددگار اور کلمۂ صداقت کے ساتھ لوگوں کو اس کی طرف بلانے والے، ہم آپ (جیسی نعمت) پر اس خدا کی حمد بجالاتے ہیں کہ جس کے سوا کوئی بھی بندگی کے لائق نہیں، وہ ہمارا اور ہمارے آباؤ کرام کا معبود ہے اور ہم اس کے حضور سوال کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آلؑ پر"۔

شرح

الہام سے مراد عقل میں کوئی چیز داخل کر دینا ہے اور دلیل کے دو معانی ہیں:

① جس کے ذریعے کسی چیز پر استدلال لایا جاتا ہے۔

② جو کسی چیز پر دلالت کرتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں کبھی یہ اسم فاعل کے معنوں میں ہوتی ہے اور کبھی اسم مفعول کے معنوں میں۔ بہر صورت امام مہدی علیہ السلام شیخ مفیدؒ کو دلیل حق کا لقب دیتے ہیں اور یہ وہ حق ہے جو خدا نے انھیں الہام کیا ہے۔

خط کا متن

سَلَامُ اللهِ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّاصِرُ لِلْحَقِّ الدَّاعِي اِلَيْهِ بِكَلِمَةِ الصِّدْقِ

فَاِنَّا نَحْمَدُ اللهَ اِلَيْكَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُ آبَائِنَا الْاَوَّلِيْنَ،
وَ نَسْئَلُهُ الصَّلَاةَ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى
اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ
وَبَعْدُ..... فَقَدْ كُنَّا نَظَرْنَا مُنَاجَاتَكَ عَصَمَكَ اللهُ بِالسَّبَبِ الَّذِي وَهَبَهُ
اللهُ لَكَ مِنْ اَوْلِيَائِهِ وَ حَرَسَكَ بِهِ مِنْ كَيْدِ اَعْدَائِهِ وَ شَفَعْنَا ذٰلِكَ

"آپ پہ خدا کا سلام ہو، اے حق کے مددگار اور کلمہ صداقت کے ساتھ لوگوں کو اس کی طرف بلانے والے، ہم آپ (جیسی نعمت) پر اس خدا کی حمد بجالاتے ہیں کہ جس کے سوا کوئی بھی بندگی کے لائق نہیں، وہ ہمارا اور ہمارے آباو کرام کا معبود ہے اور ہم اس کے حضور سوال کرتے ہیں کہ وہ درود بھیجے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آلؑ پر۔

اس کے بعد عرض یہ ہے کہ ہم نے آپ کی مناجات (اور ہماری ذات سے توسل واستغاثہ) کو سنا، (خدا اس سبب کی وجہ سے آپ کی حفاظت کرے کہ جو اس نے اپنے اولیاء کی جانب سے آپ کو عطاء کیا ہے اور اسی کے طفیل آپ کو دشمنوں کی چالوں سے بچائے رکھے) اور اس سلسلے میں خدا کی بارگاہ میں سفارش بھی کی ہے"۔

شرح

شاید شیخ مفیدؒ نے امام علیہ السلام سے مناجات کیں اور کچھ اُمور میں ان سے مدد لی تھی تو امام مہدی علیہ السلام کی طرف سے جواب آیا کہ ہم نے تمھاری دُعا سن لی اور مطلب سمجھ گئے۔ پھر امام علیہ السلام نے ان کے لیے حفظ و امان کی دُعا فرمائی اور شاید یہاں سبب سے مراد وہ بلند مقام و مرتبہ ہو کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے نزدیک شیخ مفیدؒ کو حاصل تھا۔ اور خدا نے اس دُعا کو ہمارے حق میں قبول فرمایا۔

خط کا متن

اَلآنَ مِنْ مُسْتَقَرٍّ لَنَا يُنْصَبُ فِي شِمْرَاخٍ مِنْ بَهْمَاءَ صِرْنَا إِلَيْهِ آنِفاً مِنْ غَمَالِيلَ أَلْجَأَنَا إِلَيْهِ السَّبَارِيتُ مِنَ الإِيمَانِ وَيُوشِكُ أَنْ يَكُونَ هُبُوطُنَا إِلَى صَحْصَحٍ مِنْ غَيْرِ بُعْدٍ مِنَ الدَّهْرِ وَلَا تَطَاوُلٍ مِنَ الزَّمَانِ ، وَيَأْتِيكَ نَبَأٌ مِنَّا بِمَا يَتَجَدَّدُ لَنَا مِنْ حَالٍ فَتَعْرِفُ بِذَلِكَ مَا تَعْتَمِدُهُ مِنَ الزُّلْفَةِ إِلَيْنَا بِالأَعْمَالِ وَاللهُ مُوَفِّقُكَ لِذَلِكَ بِرَحْمَتِهِ

"اب ہم ایک ایسی جگہ سے آپ کو خط لکھ رہے ہیں جو پہاڑ کی چوٹی پر ہمارے لیے بنائی گئی ہے اور یہ مقام بالکل ہی غیر معروف ہے،ہم ابھی ابھی غمالیل (گھنے جنگلات کی ایک وادی) سے یہاں آئے ہیں کیونکہ وہاں کی زمین بنجر تھی اور وہاں زندگی گذارنا کافی مشکل تھا۔ہم کچھ عرصہ یہاں رہیں گے پھر ایسے ہموار اور میدانی علاقے کی طرف چلے جائیں گے کہ جہاں وسائل زندگانی (پانی وخوراک) بآسانی مہیا ہوں گے، وہاں پہنچ کر ہم آپ کو اپنے احوال کے بارے میں آگاہ کریں گے۔اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہماری نظر میں آپ کا مقام کتنا بلند ہے اور خدا نے اپنی رحمت آپ کو اس کی توفیق دی"۔

شرح

جب امام مہدی علیہ السلام نے شیخ مفیدؒ کو یہ خط لکھا اس وقت آپؑ کسی پہاڑ کی چوٹی پر موجود گھر یا خیمے میں موجود تھے۔ عام طور پر اس جگہ کوئی آبادی نہ تھی۔آپؑ اس جگہ ابھی ابھی منتقل ہوئے تھے۔اس سے پہلے آپؑ غمالیل میں تھے۔یہ غابہ کی طرح گھنے جنگلات پر مشتمل جگہ تھی۔آپ وہاں سے اس لیے ہجرت فرما گئے تھے کیونکہ وہاں رہنا کافی مشکل کام تھا اور وہاں پانی اور زراعت بھی نہیں تھی۔

امام مہدی علیہ السلام نے ان دور دراز علاقوں میں رہنا، اپنے والد بزرگوار امام حسن عسکریؑ

کی وصیت کی بنا پر اختیار کیا۔ جیسا کہ امام مہدی علیہ السلام نے اس کی تفصیل ابن مہزیار کو یہ بتاتے ہوئے بیان فرمائی ہے:

میرے بابا پر خدا کا درود ہو، انھوں نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں زمین کے بعید ترین اور مخفی ترین مقامات پر رہوں تاکہ میرا امر پوشیدہ رہے اور میرا مقام گمراہوں اور بھٹکے ہوئے گروہوں کے نافرمان لوگوں سے محفوظ رہے۔

عن قریب ہم یہاں سے ایسی جگہ چلے جائیں گے جو عام ہموار زمین ہوگی اور ہم تمھیں اپنے حال احوال کے بارے میں آگاہ کرتے رہیں گے اور یہ سب اس لیے ہے کہ تم نے نیک اعمال کر کے ہمارے نزدیک بہت بلند مقام حاصل کرلیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نے ان دو خطوط کے علاوہ بھی شیخ مفیدؒ کو مکتوبات لکھے تھے۔

خط کا متن

فَلْتَكُنْ ﴿حَرَسَكَ اللهُ بِعَيْنِهِ الَّتِي لَاتَنَامُ﴾ اَنْ تُقَابِلَ لِذٰلِكَ فِتْنَةً تُبْسِلُ نُفُوْسَ قَوْمٍ حَرَثَتْ بَاطِلاً لِاسْتِرْهَابِ الْمُبْطِلِيْنَ يَبْتَهِجُ لِدَمَارِهَا الْمُؤْمِنُوْنَ وَيَحْزَنُ لِذٰلِكَ الْمُجْرِمُوْنَ

”(خدا آپ کی حفاظت اپنی اس آنکھ سے کرے کہ جو کبھی نہیں سوتی) تو آپ کو اس بلند مرتبے پہ فائز ہونے کی وجہ سے ایک فتنے کا مقابلہ کرنا ہوگا، جس میں آپ ان لوگوں کو ہلاکت کا مزہ چکھائیں گے کہ جنھوں باطل پرستی اور فساد کا بیج بویا، تو ان (فسادی) لوگوں کی نابودی سے مومنین کو راحت و آسودگی ملے گی اور مجرم و گناہ گار پریشان ہو جائیں گے“۔

شرح

امام مہدی علیہ السلام نے شیخ مفیدؒ کے حق میں دُعا فرمائی کہ خدا ان کو تکالیف و مشکلات سے بچائے۔ یہ دُعا ان کے ارادے کو مضبوط کرنے کے لیے ایک تمہیدی مقدمہ تھی اور ان کو اس

فتنے کے مقابلے میں ثابت قدمی دکھانے کے لیے ایک قسم کی تسلی اور ہدایت تھی اور اس فتنے میں ان لوگوں سے مقابلہ تھا کہ جنھوں نے خالی ذہنوں میں باطل کا بیج بویا اور معاشرے میں اپنے اباطیل اور اکاذیب کو پھیلایا۔

امام مہدی علیہ السلام نے انھیں اس فتنے کی سرکوبی اور اہلِ باطل کو ڈرانے کے لیے کھڑا کیا تا کہ وہ جان لیں کہ میدان خالی نہیں اور کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ان کی شیطانی چالوں کو ناکام بناتے ہیں۔

اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے باطل پرستوں کو ان جیسوں سے ہی ڈرایا جائے اور ان کے مابین ہونے والی قبائلی لڑائیاں چلتی رہتی تھیں۔ تاریخ نے اس کا صحیح طور پر ذکر نہیں کیا اس لیے ہم ان جنگوں کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔

بہر صورت امام مہدی علیہ السلام نے شیخ مفیدؒ میں وہ قابلیت دیکھی کہ انھیں اس فتنے کے مقابل کھڑا کیا تا کہ وہ ہر تدبیر کے ذریعے اور استقامت کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں۔ اور آخرکار یہ فتنہ، خود ان فتنہ پردازوں کو لے ڈوبا اور فتنہ پرور لوگ ہلاک ہو گئے تو مومنوں کو سکون ملا اور گناہگار اپنی ناکامیوں پر نادم و پریشان ہو گئے۔

خط کا متن

وَآيَةُ حَرَكَتِنَا مِنْ هٰذِهِ اللَّوْثَةِ حَادِثَةٌ بِالْحَرَمِ الْمُعَظَّمِ مِنْ رِجْسِ مُنَافِقٍ مُذَمَّمٍ مُسْتَحِلٍّ لِلدَّمِ الْمُحَرَّمِ يَعْمَدُ بِكَيْدِهِ اَهْلَ الْاِيْمَانِ وَلَا يَبْلُغُ بِذٰلِكَ غَرَضَهُ مِنَ الظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ لِاَنَّنَا مِنْ وَّرَاءِ حِفْظِهِمْ بِالدُّعَاءِ الَّذِى لَا يَحْجُبُ عَنْ مِلْكِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ

ہماری اس مقام (لوث) سے حرکت کی نشانی حرمِ معظم (مسجدالحرام) میں رونما ہونے والا ایک حادثہ ہے کہ جو ایک مذموم منافق ہاتھوں ہوگا، وہ اس خون کو بہانا جائز قرار دے گا کہ جس کا بہانا حرام ہوگا اور اپنی چالوں سے اہلِ ایمان کو غضب ناک کرے گا مگر اس سب کے باوجود

بھی وہ ظلم و زیادتی میں اپنی حسرت پوری نہ کر سکے گا کیونکہ ہم مومنین کے لیے ایسی دعا کر رہے ہیں کہ جو زمین و آسمان کے بادشاہ سے پوشیدہ نہیں ہے"۔

شرح

"گوشہ" سے مراد گھر میں ہی بند رہنا ہے۔ اور اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس جگہ سے اس وقت نکلیں گے کہ جب مسجد الحرام میں حوادث رُونما ہوں گے اور ان حوادث کے پیچھے اس منافق کا ہاتھ ہوگا جو ایمان ظاہر کرے گا، کفر دل میں رکھے گا اور وہ قابلِ مذمت ہوگا یعنی لوگ اسے شر اور بے گناہ قتل کی وجہ سے یاد کرتے ہوں گے۔ وہ نیک لوگوں کا خون، دیدہ دلیری سے بہائے گا، وہ مومنوں کو اپنے مظالم کا نشانہ بنائے گا اور ان کے مخالفوں کو حکومت دے گا لیکن اس کی ساری کوششیں ناکام ہو جائیں گی، اس کا ہدف اسے حاصل نہیں ہوگا اور ظلم و زیادتی کرنے کی اس کی دلی حسرت پوری نہ ہوگی۔

یہ بھی ایک تاریخی مشکل ہے، ہم معین نہیں کر سکتے کہ اس سے کون سا واقعہ مراد ہے کیونکہ مسجد الحرام میں ایسے حوادث تو بہت ہوئے ہیں لیکن اتنا یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس سے وہ واقعہ مراد ہے جو شیخ مفیدؒ کے زمانے میں واقع ہوا۔ اسی لیے امام مہدی علیہ السلام نے انھیں اس کافرانہ حکومت اور ان شیطانی چالوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا تھا اور امام مہدی علیہ السلام نے اس بارے میں اپنے شیعوں کے حق میں دُعا فرمائی اور ان کی دُعا اس سے نہیں چھپ سکتی کہ جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، محیط ہے اور ہر چیز کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے تو وہ خدا امام مہدی علیہ السلام کی دُعا کی وجہ سے شیعوں سے آزمائشیں اور فتنے دُور کرتا ہے۔ پس امام مہدی علیہ السلام اپنی دُعا کے ذریعے شیعوں کی حفاظت فرماتے ہیں اور اگر ان کی دُعا نہ ہوتی تو زندگی کا وجود ہی ختم ہو گیا ہوتا۔

امام مہدی علیہ السلام کی دُعا صرف نیک شیعوں کے لیے ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی شیعہ واجبات انجام نہ دے اور برائیوں سے نہ بچے تو خدا کی طرف سے اس پر بلائیں اور مصیبتیں

نازل ہوتی رہتی ہیں۔

خط کا متن

فَلْتَطْمَئِنْ بِذٰلِكَ مِنْ اَوْلِيَائِنَا الْقُلُوْبُ، وَلْيَثِقُوْا بِالْكِفَايَةِ مِنْهُ وَاِنْ رَاعَتْهُمْ بِهِمُ الْخُطُوْبُ، وَالْعَاقِبَةُ بِجَمِيْلِ صُنْعِ اللهِ سُبْحَانَهُ تَكُوْنُ حَمِيْدَةً لَهُمْ مَا اجْتَنَبُوا الْمَنْهِيَّ عَنْهُ مِنَ الذُّنُوْبِ۔ وَنَحْنُ نَعْهَدُ اِلَيْكَ، اَيُّهَا الْوَلِيُّ الْمُخْلِصُ الْمُجَاهِدُ فِيْنَا الظَّالِمِيْنَ اَيَّدَكَ اللهُ بِنَصْرِهِ الَّذِيْ اَيَّدَ بِهِ السَّلَفَ مِنْ اَوْلِيَائِنَا الصَّالِحِيْنَ﴿اِنَّهُ مَنِ اتَّقٰى رَبَّهُ مِنْ اِخْوَانِكَ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجَ مِمَّا عَلَيْهِ اِلٰى مُسْتَحِقِّيْهِ كَانَ آمِنًا مِنَ الْفِتْنَةِ الْمُبْطِلَةِ وَمِحَنِهَا الْمُظْلِمَةِ الْمُضِلَّةِ: وَمَنْ بَخِلَ مِنْهُمْ بِمَا اَعَارَهُ اللهُ مِنْ نِعْمَتِهِ عَلٰى مَنْ اَمَرَهُ بِصِلَتِهِ فَاِنَّهُ يَكُوْنُ خَاسِرًا بِذٰلِكَ لِاُوْلَاهُ وَآخِرَتِه﴿وَاُخْرَاهُ﴾۔ وَلَوْ اَنَّ اَشْيَاعَنَا وَفَّقَهُمُ اللهُ لِطَاعَتِهِ عَلٰى اِجْتِمَاعٍ مِنَ الْقُلُوْبِ فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ عَلَيْهِم، لَمَا تَاَخَّرَ عَنْهُمُ الْيُمْنُ بِلِقَائِنَا وَلَتَعَجَّلَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ بِمُشَاهَدَتِنَا عَلٰى حَقِّ الْمَعْرِفَةِ وَصِدْقِهَا مِنْهُمْ بِنَا فَمَا يَحْبِسُنَا عَنْهُمْ اِلَّا مَا يَتَّصِلُ بِنَا مِمَّا نَكْرَهُهُ وَلَا نُؤْثِرُهُ مِنْهُمْ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَصَلَاتُهُ عَلٰى سَيِّدِنَا الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَسَلَّمَ۔

"آپ اس دُعا کے ذریعے سے ہمارے شیعوں کے دلوں کو تسلی دیں تا کہ انھیں خدا کی مدد پر پختہ یقین ہو۔ اگرچہ پریشانیاں انھیں غم زدہ کیے رکھیں اور خدا کے حُسنِ قدرت کے مطابق انجامِ کار اچھا ہوگا۔ جب تک ہمارے شیعہ گناہوں سے بچتے رہیں گے، اے ہمارے مخلص دوست اور ہماری راہ میں ظالموں سے لڑنے والے (خدا اپنی مدد یوں

تمھارے شاملِ حال کرے جس طرح اس نے ہمارے پہلے ماننے والوں کی مدد کی تھی)۔

ہم تمھیں بتاتے ہیں کہ جو بھی اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرے گا اور اپنے مال میں سے جو اس پر واجب ہے، مستحق لوگوں تک پہنچائے گا تو وہ اس باطل فتنہ اور اس کے شر سے محفوظ رہے گا اور جو خدا کے دیے ہوئے مال میں سے مخلوقِ خدا کے مستحق لوگوں پر خرچ کرنے میں بخل کرے گا تو وہ دنیا و آخرت دونوں میں نقصان اُٹھائے گا۔ اگر ہمارے شیعہ (خدا انھیں اطاعت کی توفیق دے) دلوں سے اپنا وعدہ پورا کرتے تو انھیں ہمارے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل ہونے میں دیر نہ لگتی اور جلد وہ ہمیں کامل اور سچی معرفت کے ساتھ دیکھ لیتے۔ ہمیں ان سے دُور کرنے والے تمھارے وہ اعمال ہیں جو ہم تک پہنچتے ہیں اور ہم ان کو ناپسند کرتے ہیں"۔ یہ خط یکم شوال ۱۲ ہجری کو لکھا گیا۔

شرح

امام مہدی علیہ السلام اس طرح دُعا کی برکت سے شیعوں تک اپنا فیض پہنچاتے ہیں تاکہ انھیں خدا کی مدد پر یقین رہے۔ اگرچہ مشکلات اور پریشانیاں انھیں گھیرے رہیں۔

امام مہدی علیہ السلام شیعوں کو یہ بشارت دیتے ہیں کہ جب تک وہ برائیوں اور گناہوں سے دُور رہیں گے ان کا انجام بخیر ہوگا۔ پھر امام علیہ السلام شیخ مفیدؒ کو خالص الولا اور ان کی راہ میں جہاد کرنے والے کے اوصاف سے متصف فرماتے ہیں۔

اخلاص سے مراد صرف خدا کی رضا کے لیے اور ہر قسم کی لالچ کے بغیر کوئی کام کرنا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ شیخ مفیدؒ نے اہلِ باطل کے شبہات دُور کرنے کے لیے، ان کے فاسد خیالات کو دُور کرنے کے لیے، شیعوں کے قواعد ثابت کرنے کے لیے اور منحرفین کے جواب میں بہت زور صرف کیا اور خلوص کے ساتھ امام علیہ السلام کی راہ میں جو اصل میں خدا کی

راہ ہے، کام کیا۔

امام مہدی علیہ السلام نے ان کی مزید صفت، راہِ امامؑ میں جہاد کرنے والا بیان کی ہے۔
پھر امام علیہ السلام نے ان کے حق میں یہ دُعا فرمائی کہ جو ایک نایاب نعمت ہے اور کوئی چیز اس کی قیمت ادا کر ہی نہیں سکتی۔

أَيَّدَكَ اللهُ بِنَصْرِهِ الَّذِي أَيَّدَ بِهِ السَّلَفَ مِنْ أَوْلِيَائِهِ الصَّالِحِينَ

"خدا اپنی وہ نصرت تمھارے شامل حال کرے کہ جس سے اس نے اپنے سابقہ نیک دوستوں کی مدد و تائید فرمائی تھی"۔

شاید امام مہدی علیہ السلام نے اس دُعا سے (وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ) والی آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہو۔

ہو سکتا ہے کہ اس قول (بِنَصْرِهِ الَّذِي أَيَّدَ بِهِ السَّلَفَ) سے مراد، روح اور نفس کا روح القدس کے ذریعے مضبوط ہوتا ہے، جس طرح روح القدس بعض لوگوں پر موکل ہوتا ہے، انھیں کلام الہام کرتا ہے، انھیں معانی بتاتا ہے اور ان کی زبانوں پر حقائق جاری کرتا ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا تھا۔ جب تک تم ہماری مدد کرتے رہو گے روح القدس تمھاری تائید کرتا رہے گا (تمھاری زبان پر بولتا رہے گا)۔ اور جس طرح امام رضا علیہ السلام نے دعبل خزاعی سے فرمایا تھا:

"اے خزاعی! تمھاری زبان پر روح القدس بولا ہے"۔

یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ گزشتہ فصل امام رضاؑ اور بشارت امام مہدی علیہ السلام میں گزر چکا ہے۔

امام مہدی علیہ السلام شیخ مفیدؒ کے دوسرے دینی بھائیوں کے بارے میں فرماتے ہیں:
اہلِ تقویٰ میں سے جو بھی اپنے مال میں واجب شرعی حقوق (زکوٰۃ و خمس) مستحق افراد تک پہنچائے گا تو اس کا یہ عمل اسے باطل فتنے کی پیچیدگیوں اور سخت آزمائشوں سے بچائے گا اور جو اس معاملے میں بخل اور کنجوسی سے کام لے گا وہ مصیبتوں، آزمائشوں اور مشکلات میں گھر جائے گا۔ اور ساتھ یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ مال خدا نے تمھیں عاریۃً دیا ہے۔ عاریہ وہ چیز ہے جو کسی کو اس شرط پر دی جاتی ہے کہ وہ اسے واپس لوٹائے گا۔ پس عاریہ والی چیز ہمیشہ کسی کے

پاس نہیں رہتی، بلکہ اس کے ہاتھوں سے نکل جاتی ہے۔ تو جو بھی مالی حقوق مستحق لوگوں تک پہنچانے میں بخل کرے گا، عنقریب وہ اسی دنیا میں مالی نقصان اُٹھائے گا۔ اس کے اموال چوری ہوجائیں گے یا جل جائیں گے یا غرق ہوجائیں گے، یعنی اس کے کام کے نہیں رہیں گے۔ اور آخرت میں بھی اسے انفاق فی سبیل اللہ کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس واجب شرعی کو چھوڑنے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوگا۔

آخر میں امام مہدی علیہ السلام نے درد بھرے انداز میں ایک عظیم خسارے کی طرف متوجہ فرمایا اور وہ امام مہدی علیہ السلام سے غیبت کبریٰ میں ملاقات اور زیارت کے شرف سے محروم ہونا ہے اور اس کی وجہ اس اہلیت کا نہ ہونا ہے جو ملاقاتِ امامؑ کے لیے ہونی چاہیے اور وہ شیعوں کے دلوں کا وعدہ پورا کرنے پر اکٹھا ہونا ہے۔

ہم صحیح طور پر اس کلمہ (الوفا بالعهد) کے بارے میں نہیں بتا سکتے لیکن اس بابت بہت سے احتمالات ہیں، البتہ اس وعدے کے ایفا سے جو مراد ثابت ہے وہ خط اسلام پر بغیر کسی انحراف کے چلنا اور قائم رہنا ہے۔

گویا شیعہ معاشرہ اگر اس روش پر قائم رہتا اور خط اسلام سے ذرا بھر بھی انحراف نہ کرتا تو وہ صاف صاف امامؑ کے ساتھ ملاقات کرتے اور وقت ملاقات غافل نہ ہوتے کیونکہ غیبتِ کبریٰ کے زمانے میں بعض لوگوں کی امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ ملاقات تو ہوئی لیکن اس وقت وہ نہ سمجھ سکے اور بعد میں پتا چلا کہ ان کی ملاقات امام مہدی علیہ السلام سے ہوئی ہے۔

اگر تمام شیعہ اس حالت میں ہوتے جو امام مہدی علیہ السلام کو پسند ہے تو سب کو امامؑ کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوتا اور وہ موردِ توجہ میں رہتے، نہ کہ موردِ عدم توجہ میں۔

بہت سی احادیث اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ ہفتے میں دو بار، جمعرات اور پیر کو لوگوں کے اعمال، ائمہ اہلبیتؑ میں سے ہر امامؑ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ لازمی بات ہے کہ امامؑ کو یہ ہرگز پسند نہیں ہوگا کہ ان کے شیعہ کسی غلطی میں ملوث ہوں، نہ امامؑ ان کے ایسے اعمال سے راضی ہوں گے کیونکہ گناہوں میں پڑنے سے انسان امام مہدی علیہ السلام کی ملاقات کے شرف سے محروم ہوجاتا ہے۔

خط کا متن (نسخۂ توقیع، امامِ زمانہؑ کے دست مبارک سے)

هٰذَا كِتٰبُنَا اِلَيْكَ اَيُّهَا الْوَلِيُّ الْمُلْهَمُ لِلْحَقِّ الْعَلِيِّ بِاِمْلَائِنَا وَخَطِّ ثِقَتِنَا، فَاَخْفِهِ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ، وَاطْوِهِ وَاجْعَلْ لَهُ نُسْخَةً تَطَّلِعُ عَلَيْهَا مَنْ تَسْكُنُ اِلٰى اَمَانَتِهِ مِنْ اَوْلِيَائِنَا شَمَلَهُمُ اللّٰهُ بِبَرَكَتِنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

"یہ ہمارا خط آپ کی طرف ہے، اے میرے وہ دوست، کہ جنھیں بلند پایہ حق الہام کیا گیا ہے۔ یہ خط ہماری املاء اور ہمارے معتبر کاتب کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے اسے ہر ایک سے مخفی رکھنا، اس کو نقل کر کے اس کا ایک اور نسخہ تیار کر لینا اور ہمارے ماننے والوں میں سے جس جس پہ اعتماد ہو اس اس تک پہنچا دینا" ان شاء اللہ "عالم اپنی برکت ان شامل حال کرے گا"۔

شرح

امام مہدی علیہ السلام نے شیخ مفیدؒ کو حکم دیا کہ وہ یہ خط سب لوگوں سے مخفی رکھیں اور کسی کو بھی امام علیہ السلام کے خط اور کاتب کے خط کے بارے میں نہ بتائیں اور فرمایا کہ اس خط سے ایک اور نسخہ تیار کریں اور جن شیعوں پر رازداری کے حوالے سے اطمینان ہو، ان تک پہنچا دیں۔ شاید امامؑ اس امر کو غیر شیعہ اور اس وقت کے حکمرانوں سے چھپانا چاہتے تھے۔

گیارہویں فصل

امام مہدیؑ کی زیارت جن لوگوں نے غیبتِ کبریٰ میں کی

غیبت کبریٰ کے زمانے میں امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور ان کو شمار کرنا ممکن نہیں۔ جس طرح ان اسما کو شمار کرنا مشکل ہے جو اس بارے میں تاریخ وحدیث کی کتابوں میں درج ہیں۔

علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار کی جلد ۵۲ میں ایک جماعت کا ذکر کیا ہے کہ جنھوں نے غیبت کبریٰ میں امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جیسا کہ شیخ نوری نے اپنی کتاب "النجم الثاقب" میں سو واقعات ان لوگوں کے بارے میں درج کیے ہیں کہ جنھوں نے امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ پھر ان میں سے ۵۸ واقعات اور حکایات منتخب کر کے انھیں اپنی کتاب جنۃ الماویٰ میں ذکر کیا۔

ہمارے گذشتہ اور موجودہ علما نے امام مہدی علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے والے کے بارے میں مستقل کتابیں تحریر کی ہیں، مثلاً سید ہاشم بحرانی نے تبصرۃ الولی فیمن رأی القائم المہدی، شیخ محمود المیثمی العراقی نے تذکرۃ الطالب فی من رأی الامام الغائب اور دار السلام فی من فاز بسلام الامام، سید جمال الدین محمد بن حسین الیزدی الطباطبائی نے بدائع الکلام فیمن اجتمع بالامام، مرزا محمد تقی الالماسی الاصفہانی نے البہجۃ فی من فاز بلقاء الحجۃ اور شیخ علی اکبر النہاوندی نے العبقری الحسان فی تواریخ صاحب الزمان تحریر کیں۔ ہمارے زمانے کے امام مہدی علیہ السلام کی ملاقات کے واقعات بھی بہت زیادہ ہیں کہ جنھیں محدثین و مؤلفین نے ابھی تک اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا۔

یہ واقعات اور حکایات تعلیم و تربیت میں کافی کارآمد ہوتے ہیں اسی لیے ہم اس فصل میں دس واقعات درج کرتے ہیں۔ یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں کو یہ عظیم سعادت نصیب تو ہوئی لیکن انھوں نے جھوٹ اور فریب کی تہمت سے بچنے کے لیے یا حکامِ وقت سے تقیہ کے طور پر اس ملاقات کو راز میں رکھا اور اس بارے میں کسی کو خبر نہ کی۔

جن لوگوں کے بارے میں اس ملاقات کی خبریں ہم تک پہنچی ہیں یا انھوں نے خود بتایا تو شاید یہ ضرورت کا تقاضا تھا یا تکلیفِ شرعی کے طور پر ان پر فرض تھا تاکہ حقیقت ثابت ہوجائے اور لوگوں کے عقائد مضبوط ہوجائیں۔ ہم اختصار کی رعایت رکھتے ہوئے ذیل میں منتخب کیے ہوئے قصے درج کرتے ہیں:

بحرین میں رُمّانہ کا قصہ (انار کا قصہ)

بحرین میں شیعہ آباد تھے (اور ہمیشہ آباد رہیں گے ان شاء اللہ) ساتویں صدی ہجری میں بحران کا والی پکا ناصبی اور شیعوں کا دشمن تھا اور اس کا وزیر اس سے بھی بڑھ کر خبیث تھا۔
ایک دن وزیر، والیِ بحرین کے پاس ایک انار لے کر آیا اور اس پر یہ عبارت تحریر تھی:

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ابوبکر و عمر و عثمان و علی خلفاء رسول اللہ

بادشاہ نے اس انار پر تحریر دیکھی تو گمان کیا کہ شاید قدرت کے قلم سے یہ کلمات لکھے گئے ہیں اور یہ انسان کی پہنچ سے بالاتر کام ہے۔

وزیر نے کہا: یہ واضح نشانی ہے اور رافضیوں (شیعوں) کے مذہب کی ردّ میں ایک مضبوط دلیل ہے۔

وزیر نے تجویز دی کہ آپ شیعہ علما اور زُعما کو اکٹھا کریں اور انھیں یہ انار دکھائیں۔ اگر وہ شیعہ مذہب چھوڑ دیں اور مذہب اہلِ سنت قبول کرلیں تو انھیں معاف کردیں اور اگر وہ اپنے مذہب کو نہ چھوڑیں تو ان کو تین چیزوں میں سے ایک چیز کا اختیار دیں:

① وہ غیر مسلمان یہود و نصاریٰ اور مجوس کی طرح جزیہ دیں۔
② وہ انار پر لکھی ہوئی تحریر کا ردّ پیش کریں۔
③ بادشاہ ان کے مردوں کو قتل کردے، ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالے اور ان کے اَموال مالِ غنیمت کے طور پر قبضے میں لے لے۔

بادشاہ نے شیعہ بزرگ شخصیات کی طرف پیغام بھیجا۔ انھیں اکٹھا کر کے انار دکھایا اور انھیں سابقہ تین صورتوں کے مابین اختیار دے دیا۔ شیعوں نے اس سے تین دن کی مہلت لی۔

شیعہ بزرگان ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور اس مشکل سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ طویل مذاکرات کے بعد انھوں نے اپنوں میں سے دس نیک افراد چنے اور ان دس میں سے تین کو چُنا اور یہ طے پایا کہ ہر رات ان تینوں میں سے ایک صحرا میں جائے گا اور اس مشکل سے نجات کے لیے امام مہدی علیہ السلام سے مدد طلب کرے گا۔

ان میں سے ایک پہلی رات صحرا کی طرف گیا لیکن امام علیہ السلام سے ملاقات کا شرف نہ ملا اور مشکل نہ حل ہو سکی۔ دوسرے کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا اور تیسری رات شیخ محمد بن عیسیٰ الدمستانی، ننگے سر صحرا کی طرف گئے اور رات کے کئی گھنٹے گریہ زاری اور امام مہدی علیہ السلام سے توسّل اور استغاثہ میں گزارے تاکہ امام علیہ السلام انھیں اس مشکل سے بچائیں۔ رات کی آخری ساعتوں میں امام مہدی علیہ السلام حاضر ہوئے اور اسے مخاطب کر کے فرمایا:

اے محمد بن عیسیٰ! میں تجھے اس عالم میں کیوں دیکھ رہا ہوں؟ تم اس صحرا میں کیا کر رہے ہو؟

یہ شخص اپنا مسئلہ صرف امام مہدی علیہ السلام کو بتانا چاہتا تھا، لہٰذا امامؑ نے اس سے فرمایا:
میں صاحب امر ہوں، تم اپنی حاجت بیان کرو۔

محمد بن عیسیٰ نے عرض کیا: اگر آپ صاحب امر ہیں تو آپ میری حاجت کے بارے میں جانتے ہیں اور مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں تم انار اور اس پر موجود تحریر کے بارے میں پریشان ہو۔

جب محمد بن عیسیٰ نے یہ سنا تو امام علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا: جی ہاں میرے مولاؑ! ہمیں جو مشکل درپیش ہے وہ آپؑ کے علم میں ہے۔ آپؑ ہمارے امام، ہماری جائے پناہ اور اس مصیبت کو ہم سے دُور کرنے پر قادر ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا: وزیر پر خدا کی لعنت ہو، اس کے گھر میں انار کا ایک درخت ہے۔ جب اس پر پھل لگنا شروع ہوئے تو وزیر نے انار کی شکل کا ایک خول (سانچہ) مٹی سے بنوایا۔ اس کے دو حصے کر دیے اور اس کے اندر کی طرف وہ کلمات کرید (تراش) دیے۔ پھر اس نے درخت میں سے ایک انار کو اس خول میں بند کر دیا اور اسے انار کے اُوپر کس دیا۔ جب انار بڑا ہوا تو اس کا چھلکا اس کریدی ہوئی لکھائی میں داخل ہوگیا۔

جب کل تم بادشاہ کے پاس جاؤ تو اس سے کہنا: میں تمھارے پاس جواب لے آیا ہوں لیکن وہ میں وزیر کے گھر میں بیان کروں گا۔ جب تم وزیر کے گھر جاؤ تو اپنے دائیں طرف تمھیں ایک کمرہ نظر آئے گا تم بادشاہ سے کہنا: میں تمھیں اس کمرے میں جواب دوں گا۔ وزیر اس میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرے گا لیکن تم اصرار کرنا اور وزیر کو پہلے اس کمرے میں داخل نہ ہونے دینا، بلکہ اس کے ساتھ داخل ہوجانا۔ جب تم کمرے میں داخل ہوگے تو تمھیں ایک روشن دان نما الماری نظر آئے گی اس میں ایک سفید صندوق ہوگا۔ تم اس صندوق کو اُٹھا لینا۔ اس میں وہ خول پڑا ہوگا کہ جو اس نے اس چال بازی کے لیے تیار کیا تھا۔ پھر اسے وزیر کے سامنے رکھ دینا، پھر انار اس خول میں رکھ دینا تاکہ واضح ہوجائے کہ انار سانچے کے سائز کا ہے۔

پھر امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد بن عیسیٰ! تم بادشاہ سے کہنا کہ ہمارے پاس ایک اور بھی معجزہ ہے اور وہ یہ کہ اس انار میں راکھ اور دھوئیں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اگر آپ اس بات کی صحت جاننا چاہتے ہیں تو وزیر کو حکم دیں کہ وہ اسے توڑے، تو جب وزیر اسے توڑے گا تو راکھ اور دھواں اس کے چہرے اور داڑھی کی طرف اُڑ کے پہنچ جائیں گے۔

ملاقات ختم ہوئی اور محمد بن عیسیٰ خوش و خرم واپس آئے اور شیعوں کو مشکل حل ہونے کی خوشخبری سنائی۔ جب صبح ہوئی تو وہ بادشاہ کے پاس گئے اور محمد بن عیسیٰ نے امام علیہ السلام کے

فرمان و ہدایت کے مطابق سارا کام کر دیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا: یہ تمھیں کس نے بتایا؟ محمد بن عیسیٰ نے کہا: ہمارے زمانے کے امامؑ اور ہم پر خدا کی حجت نے۔ بادشاہ نے پوچھا: تمھارا امام کون ہے؟ محمد نے ایک ایک کر کے بارہ ائمہ علیہم السلام کے بارے میں اسے بتایا اور آخر میں امام مہدی علیہ السلام کا نام لیا۔

بادشاہ نے کہا: اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ پس! میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور ان کے بعد بلافصل خلیفہ حضرت امیر المومنین علیؑ ہیں۔ پھر اس نے تمام ائمہ علیہم السلام کا اقرار کیا اور وزیر کو قتل کرنے کا حکم صادر کیا۔ نیز بحرین کے شیعہ حضرات سے معافی مانگی۔

یہ واقعہ تمام مومنین بالخصوص اہلِ بحرین کے نزدیک بہت مشہور ہے اور محمد بن عیسیٰ کی قبر بحرین میں لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔

یاقوت الدہان کا قصہ

بزرگ عالم و فاضل شیخ علی الرشتی سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں: میں کربلا سے نجف اشرف طویریج کے راستے سے گیا۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے۔ اس کشتی میں کچھ لوگ تھے جو آپس میں ہنسی مذاق اور لہو ولعب میں مشغول تھے اور آداب و اخلاق کے خلاف حرکات کر رہے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جو ان لوگوں کی حرکات میں شامل نہ تھا بلکہ اپنا عزّ و وقار سنبھالے ہوئے بیٹھا تھا اور صرف کھانا کھانے کے وقت ان کے ساتھ ہوتا۔ وہ لوگ اس کا مذاق اُڑاتے، خلافِ ادب باتیں کرتے اور کبھی اس کے مذہب میں طعن کرتے۔

میں نے اس شخص سے پوچھا: وہ کیوں ان لوگوں سے دُور ہے اور ان کے ساتھ لہو ولعب میں شریک کیوں نہیں ہے؟

وہ بولا: یہ میرے رشتہ دار ہیں، یہ اہلِ سنت ہیں اور میرے ابو بھی ان میں سے ہیں لیکن میری والدہ شیعہ ہیں اور میں بھی اہلِ سنت تھا لیکن خدا نے مجھے امام مہدی علیہ السلام کی برکت سے شیعہ مذہب کی طرف ہدایت دی۔

میں نے اس سے پوچھا کہ تمھاری ہدایت اور شیعہ مذہب قبول کرنے کا کیا سبب تھا؟

اس نے کہا: میرا نام یاقوت ہے۔ میں حلّہ شہر میں تیل کی تجارت کرتا ہوں۔ پھر اس نے مجھے اپنی ہدایت کا قصہ سناتے ہوئے کہا: میں حلّہ سے باہر خشکی والے علاقوں میں تیل خریدنے کے لیے گیا۔ میں نے کافی مقدار میں تیل خریدا اور واپس حلّہ کی طرف چل پڑا۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ راستے میں ہم نے رات ایک مکان پر گزاری۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ لوگ جا چکے تھے۔ میں ان کے قدموں کے نشانات دیکھ کر ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ راستہ سارا صحرا اور ویرانے پر مشتمل تھا۔ وہ خوفناک بھیڑیوں والی جگہ تھی۔ میں راستے سے بھٹک گیا اور درندوں کے خوف اور پیاس کی وجہ سے بہت حیران و پریشان تھا۔ میں نے خلفا سے استغاثہ شروع کیا اور ان سے مدد مانگی لیکن کچھ نہ بن پڑا اور مجھے یاد آیا کہ میں نے اپنی ماں سے سُن رکھا تھا کہ انھوں نے کہا: ہمارے ایک زندہ امامؑ ہیں، ان کی کنیت اباصالح ہے وہ راستہ بھولے ہوئے کو راہ دکھاتے ہیں، غم زدہ کی فریاد سنتے ہیں اور ضعیف و ناتواں کی مدد کرتے ہیں۔ پس! میں نے خدا سے عہد کیا اگر وہ امامؑ میری مدد فرمائیں تو میں اپنی ماں کے دین (مذہب شیعہ) میں داخل ہو جاؤں گا۔

میں نے اُونچی آواز میں کہا: اے اباصالح! اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے پہلو میں ہے۔ وہ میرے ساتھ چل رہا ہے اور اس نے سبز رنگ کا عمامہ پہنا ہوا ہے۔ پس! اس نے مجھے راستہ دکھایا، حکم دیا کہ اپنی ماں کے دین میں داخل ہو جاؤ اور فرمایا: تھوڑی دیر میں تم ایک بستی میں پہنچو گے جس کے رہنے والے تمام لوگ شیعہ ہیں۔

میں نے ان سے عرض کیا: کیا آپؑ میرے ساتھ اس بستی میں نہیں آئیں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، کیونکہ ابھی ابھی مختلف جگہوں پر ہزار لوگوں نے مجھے مدد کے لیے بلایا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی مدد کروں۔ پھر مجھ سے غائب ہو گئے۔ میں تھوڑا سا چلا اور اس گاؤں میں پہنچ گیا۔ یہ جگہ اس مقام سے کافی دُور تھی کہ جہاں ہم نے رات گزاری تھی اور دوسرے لوگ ایک دن بعد اس بستی میں پہنچے۔ میں حلّہ میں پہنچا اور سیّد مہدی قزوینی کے گھر گیا۔ ان سے سارا واقعہ بیان کیا اور ان سے دین کی باتیں سیکھیں۔

اسماعیل بن حسنؒ الہرقلی کا قصہ

شمس الدین بن اسماعیل الہرقلی سے حکایت کی گئی ہے کہ ان کے والد اسماعیل بن حسن کو جوانی کے زمانے میں بائیں ٹانگ پر ایک زخم آیا۔ اسے "توثہ" کہا جاتا تھا۔ بہار کے موسم میں یہ پھوٹ پڑتا تھا اور اس سے بہت خون بہتا تھا۔ اس وجہ سے وہ 'ہرقل' سے نکل کر حلّہ شہر گیا اور اس درد کے بارے میں سید رضی الدین علی بن طاؤس سے بیان کیا۔ ابن طاؤس اسے طبیبوں اور معالجوں کے پاس لے کر گئے اور کافی تحقیق و معائنہ کے بعد طبیبوں نے کہا: اس زخم کی سرجری کرنے سے موت کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور اس کا ٹھیک ہونا بہت مشکل ہے۔ اسماعیل ہرقلی، سید ابن طاؤس کے ہمراہ بغداد میں ماہر معالجوں کے پاس گیا تو انھوں نے بھی وہی جواب دیا۔

پس! اسماعیل نے امام مہدی علیہ السلام سے توسل اور شفا حاصل کرنے کی خاطر سامرہ شہر کا رُخ کیا اور کچھ دن بعد نہر دجلہ کی طرف گیا۔ اس میں غسل کیا اور پاک لباس زیب تن کیا۔ تو اسے چار گھڑسوار ملے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور اس نیزے پر بہت بڑا کپڑا تھا۔ پس وہ شخص اسماعیل کے پاس آیا اور باقی تین میرے ایک طرف راستے پر کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے اسماعیل کو سلام دیا اور اس نیزے والے نے اسماعیل سے پوچھا کہ کیا تم کل گھر لوٹ جاؤ گے؟

اسماعیل نے کہا: جی ہاں! اس نے کہا: آگے آؤ میں تمھاری تکلیف دُور کروں۔ اس نے اسماعیل کے بدن کو مَس کرنا شروع کیا حتیٰ کہ اس کا ہاتھ اس زخم تک پہنچا تو اس شخص نے زخم کو دبا کر نچوڑا۔ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

باقی تین گھڑسواروں میں سے ایک نے کہا: اے اسماعیل! تو کامیاب ہو گیا۔ اسماعیل حیران ہو گیا کہ انھیں میرا نام کس طرح معلوم ہے لیکن اسے سمجھ نہ آئی کہ اس کے سامنے کیا ہو رہا ہے؟ وہ بولا: ہم کامیاب ہو گئے اور ان شاء اللہ تم بھی کامیاب ہو گئے ہو۔

اس شخص نے کہا: یہی وہ امام (مہدیؑ) ہیں اور نیزے والے کی طرف اشارہ کیا۔

اسماعیل نے بڑھ کر امام علیہ السلام کا پاؤں اپنی گود میں لے لیا اور چومنے لگا۔

امام علیہ السلام نے نرمی اور شفقت سے فرمایا: واپس چلے جاؤ۔ اسماعیلؒ نے کہا: میں آپؑ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: بہتری اسی میں ہے کہ تم واپس پلٹ جاؤ۔ اسماعیل نے پھر وہی کہا۔ تو ان تین سواروں میں سے ایک نے کہا: اے اسماعیل! تجھے شرم نہیں آتی؟ امامؑ نے (دو بار) تمھیں فرمایا ہے کہ واپس چلے جاؤ اور تم ان کی مخالفت کر رہے ہو؟

پس! اسماعیل اس وقت کھڑا ہوا تو امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: جب تم بغداد جاؤ گے تو ابوجعفر مستنصر عباسی تجھے بلائے گا، تو جب تم اس کے پاس جاؤ اور وہ تمھیں کوئی چیز دے گا تو تم وہ نہ لینا اور ہمارے بیٹے رضی (بن طاؤس) سے کہنا کہ وہ تمھارے لیے علی بن حوض کو پیغام لکھ بھیجے کیونکہ میں نے اسے وصیت کی ہے کہ جو تم مانگو گے وہ تمھیں دے گا۔

پھر امام علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب نے اسے چھوڑا اور چل پڑے۔ اور وہ امامین (عسکریینؑ) کے مشہد کی طرف چلا گیا۔ وہاں کچھ لوگوں نے اس سے ملاقات کی تو اس نے لوگوں سے ان چار گھڑسواروں کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا: وہ شرفا کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور بھیڑوں بکریوں کے مالک ہیں۔

اس نے لوگوں کو بتایا بلکہ وہ تو امامؑ ہیں۔

ان لوگوں نے پوچھا: کیا تم نے انھیں اپنی بیماری دکھائی ہے؟

اس نے کہا: انھوں نے میرے زخم کو ہاتھ سے دبایا تھا۔ پھر اُس نے اپنی ٹانگ سے پردہ ہٹایا تو اسے بیماری کا نام ونشان تک نظر نہ آیا۔ اس کو شک ہوا کہ شاید زخم دوسری ٹانگ پہ ہو تو اس نے دوسری ٹانگ سے بھی کپڑا ہٹایا تو کچھ نظر نہ آیا۔ لوگ اس کے ساتھ لپٹ گئے اور برکت کے لیے اس کی قمیص سے دھاگے لینے لگے۔

عباسی حکومت کی طرف سے ایک بندہ آیا، اس نے اس کا نام اور بغداد سے جانے کی تاریخ پوچھی؟ اس نے اسے سب کچھ بتا دیا اور اس حکومتی کارندے نے ساری باتیں لکھ کر بغداد بھیج دیں۔ اور ایک دن بعد وہ سامرہ شہر سے بغداد کی جانب نکل گیا۔ شہر سے باہر ایک اُونچی سی جگہ پر لوگ اپنے کام میں مگن تھے جب ان کی نظر اس پر پڑی تو انھوں نے اس

سے نام اور پتا پوچھا کیونکہ وہ ہر آنے والے سے پوچھا کرتے تھے۔ جب اسماعیل نے انھیں ساری حقیقت بتائی تو لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور خیر و برکت کے لیے اس کے کپڑوں کے پرزے لینے لگے۔ اور یوں وہ بغداد پہنچ گیا۔ قریب تھا کہ وہ اس دھکم پیل اور لوگوں کے ہجوم میں کچل کر مر جاتا۔

پھر سید رضی الدین ابن طاؤس کچھ لوگوں کے ہمراہ اسماعیل کے پاس آئے اور لوگوں کو ان سے دُور ہٹایا تو جب سید نے انھیں دیکھا تو پوچھا: کیا یہ لوگ آپ کے بارے میں چہ می گوئیاں کر رہے ہیں؟!

اسماعیل نے کہا: جی ہاں! سید رضی اپنی سواری سے نیچے اُترے اور اسماعیل کی ٹانگ سے کپڑا ہٹایا اور انھیں بیماری کا نام و نشان تک نہ ملا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو اسماعیل کو پکڑا اور روتے روتے انھیں وزیر کے پاس لے گئے اور کہا: یہ میرا بھائی ہے اور لوگوں سے زیادہ میرے دل کے قریب ہے۔

وزیر نے اس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے ساری بات تفصیل کے ساتھ بیان کر دی۔ اس وقت وزیر نے ان طبیبوں کو بلایا کہ جنھوں نے اس کا معائنہ کیا تھا اور ان سے پوچھا: بالفرض اگر اس زخم کو کاٹا جائے اور مریض نہ مرے تو یہ زخم کتنے عرصے میں ٹھیک ہوگا؟ طبیبوں نے کہا: دو مہینے لگ جائیں گے اور زخم کی جگہ ایک سفید نشان بن جائے گا اور وہاں کبھی بھی بال نہیں اُگے گا۔

وزیر نے ان سے پوچھا: تم نے زخم کب دیکھا؟ وہ بولے: دس دن پہلے۔ وزیر نے اس ٹانگ سے کپڑا ہٹایا جس پر زخم تھا۔ جب طبیبوں نے وہاں زخم کا کوئی نام و نشان ہی نہ دیکھا تو ایک طبیب نے چیخ کر کہا: یہ مسیح کا کام ہے؟ وزیر نے کہا: جب تم نے بتا دیا کہ یہ تمھارے بس کی بات نہیں تو ہمیں معلوم ہے کہ یہ کس کا کام ہے؟

پھر عباسی حکمران مستنصر نے اسماعیل کو اپنے پاس بلا کر پوچھا تو اس نے سارا قصہ سنا دیا۔ عباسی حکمران نے اسے ایک ہزار دینار دینے کا حکم صادر کیا اور اسماعیل سے کہا: یہ لے لو اور اپنے اُمور میں خرچ کرو۔ اسماعیل نے کہا: میں اس میں سے ایک سکہ بھی نہیں لے سکتا۔

مستنصر نے حیران ہوکر پوچھا: تم کس سے ڈرتے ہو؟ اسماعیل نے کہا: اس سے کہ جس نے مجھے شفا دی ہے۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ مستنصر سے کوئی چیز نہ لینا۔ مستنصر رو پڑا اور پھر غصے میں آ گیا، البتہ اسماعیل اس کے دربار سے نکل گیا اور کوئی چیز نہ لی۔ شمس الدین بن اسماعیل ہرقلی نے کہا: میں نے اپنے والد کی ٹانگ دیکھی وہاں زخم کا کوئی نشان باقی نہ رہا تھا اور اس جگہ بال اُگ آئے تھے۔

ابوراجح الحمامیؒ کا قصہ

علامہ مجلسیؒ نے شیخ شمس الدین محمد بن قارون سے نقل کیا ہے کہ حلہ شہر میں ایک شخص تھا اسے ابوراجح الحمامی کہا جاتا تھا۔ وہاں ایک ناصبی حکمران تھا اس کا نام مرجان الصغیر تھا۔ ایک دن لوگوں نے حاکم کو بتایا کہ ابوراجح بعض صحابہ کو گالیاں دیتا ہے! بادشاہ نے ابوراجح کو اپنے دربار میں بلایا اور اسے مارنے پیٹنے کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے اس کے چہرے اور بدن پر بہت زیادہ ضربیں لگائیں یہاں تک کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے۔ پھر انھوں نے اس کی زبان نکالی اور اس میں ایک بڑی سوئی داخل کردی۔ ناک میں میں ڈال کر دھاگا باندھ دیا اور دھاگے کو رسّی کے ساتھ کس کر باندھ دیا۔ وہ اس رسّی سے پکڑ کر اس کو حلہ کی گلیوں میں لے جاتے اور مارتے پیٹتے، حتیٰ کہ وہ نڈھال ہوکر زمین پر گر پڑا۔

حاکم نے اسے مار دینے کا حکم دیا تو وہاں پر موجود لوگوں نے کہا: یہ ویسے بھی بوڑھا آدمی ہے اور تھوڑی دیر میں زخموں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے مرجائے گا تو انھوں نے اسے زمین پر چھوڑ دیا۔ اتنے میں ابوراجح کے گھر والے آئے اور اسے اُٹھا کر گھر لے آئے۔ وہ زندگی اور موت کی کش مکش میں تھا اور کسی کو اس میں شک نہیں تھا کہ تھوڑی ہی دیر میں اس کی روح پرواز کرجائے گی کیونکہ اسے بہت ہی بے دردی سے مارا پیٹا گیا تھا۔

لیکن جب صبح ہوئی تو وہ صحیح و سالم نماز میں مصروف تھا۔ اس کے گرے ہوئے دانت واپس آ گئے تھے۔ اس کے زخم بھر گئے تھے اور اس کے بدن پر اس سزا کا کوئی نشان نہ تھا۔ لوگ حیران ہوگئے اور انھوں نے اس بات کا راز معلوم کرنا چاہا تو اس نے انھیں بتایا کہ میں

نے امام مہدی علیہ السلام سے استغاثہ کیا اور خدا کی بارگاہ میں انھیں وسیلہ بنایا۔ جب امام مہدی علیہ السلام میرے گھر میں جلوہ افروز ہوئے تو میرا گھر نور سے منور ہو گیا۔

امام مہدی علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک میرے چہرے پر پھیرا اور مجھ سے فرمایا: اُٹھو اور اپنے خاندان والوں کے لیے روزی تلاش کرو۔ خدا نے تمھیں صحت یاب کر دیا ہے۔ پس! میں اس حالت میں آگیا کہ جس حالت میں تم دیکھ رہے ہو۔

محمد بن قارون نے اسے دیکھا، اس کی جوانی کی رونق پلٹ آئی تھی۔ اس کا چہرہ شاداب ہو گیا تھا اور اس کا قد میانہ ہو گیا تھا۔ یہ خبر حلّہ شہر میں پھیل گئی تو حاکم نے اسے اپنے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ایک دن پہلے تو بادشاہ نے اس کے چہرے پر مار پیٹ کے نشان دیکھے تھے لیکن جب اس نے ابوراجح کو صحیح و سالم دیکھا اور اس کے بدن پر زخموں کا ایک نشان بھی نظر نہ آیا تو وہ بہت زیادہ ڈر گیا اور شیعوں کے ساتھ اپنا رویہ تبدیل کر لیا۔ ابوراجح امامِ زمانہؑ سے ملاقات کے بعد بیس سالہ نوجوان کے مانند ہو گیا تھا اور مرتے دم تک وہ اسی حالت میں رہا۔

علامہ مقدس اردبیلیؒ کا قصہ

علامہ مجلسیؒ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے کچھ لوگوں کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ سید فاضل امیر علام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سید امیر علام فرماتے ہیں:

میں امیر المومنینؑ کے حرم کے صحن میں تھا۔ رات کے آخری حصّے میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے روضہ کی طرف آرہا تھا۔ جب میں اس شخص کے قریب ہوا تو وہ علامہ احمد مقدس اردبیلی تھے۔ میں چپکے سے انھیں دیکھنے لگا۔ وہ امیر المومنینؑ کے روضے کے پاس آئے تو روضے کے دروازے کے پٹ ان کے لیے خودبخود کھل گئے اور وہ روضے کے اندر چلے گئے۔ میں نے سنا کہ وہ کسی سے راز کی باتیں کر رہے تھے۔ پھر وہ باہر نکلے اور روضے کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ مسجد کوفہ کی جانب چل پڑے۔ میں ان کے پیچھے پیچھے تھا اور وہ مجھے نہیں دیکھ رہے تھے۔ پس وہ مسجد میں داخل ہوئے اور اس محراب کی

جانب گئے کہ جہاں امیرالمومنینؑ شہید ہوئے تھے۔ کافی دیر وہاں رہے۔ پھر نجف واپس آگئے اور میں ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ راستے میں مجھے کھانسی آئی اور میں کھانسا تو وہ میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: امیر علام آپ ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے پوچھا: آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: جب سے آپ حضرت امیرالمومنینؑ کے حرم میں داخل ہوئے ہیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں آپ کو صاحب قبر (حضرت علیؑ) کی قسم دیتا ہوں۔ آپ شروع سے لے کر آخر تک جو کچھ ہوا وہ بتائیں؟ مولانا اردبیلی نے فرمایا: میں تمھیں اس شرط پر بتاؤں گا کہ جب تک میں زندہ ہوں تم کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ میں نے ان کی شرط مان لی۔

انھوں نے فرمایا: میں چند مشکل فقہی مسائل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میں نے طے کیا کہ میں حضرت امیرالمومنینؑ کے حرم پر جا کر ان سے پوچھوں گا۔ جب میں روضے کے دروازے پر آیا تو بغیر چابی کے روضے کے دروازے کھل گئے۔ میں روضے میں داخل ہوگیا اور خدا سے دعا کی کہ مولا امیرالمومنینؑ مجھے ان مسائل کے بارے میں سمجھائیں۔ مجھے قبر سے ایک آواز آئی کہ مسجد کوفہ میں جاؤ اور القائمؑ سے پوچھو۔ وہ تمھارے زمانے کے امام ہیں۔ میں مسجد کوفہ کے محراب کے پاس پہنچا۔ امام مہدی علیہ السلام سے سوالات کیے تو مولاؑ نے مجھے جوابات دیئے اور اب میں گھر واپس جا رہا ہوں۔

شیخ محمد حسن النجفیؒ کا قصہ

محدث نوری نے اپنی کتاب جنۃ الماویٰ میں نجف اشرف کے بعض علما سے نقل کیا ہے: نجف میں ایک دینی طالب علم تھا اس کا نام شیخ محمد حسن سریرہ تھا اور اس کو تین مشکلات درپیش تھیں:

1. اس کے سینے سے خون بہتا رہتا تھا۔
2. بہت تنگ دستی کے عالم میں زندگی گزار رہا تھا۔
3. وہ ایک عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن لڑکی کے گھر والے اس کی تنگدستی اور

غربت کی وجہ سے اسے رشتہ دینے پر تیار نہ تھے۔

جب وہ نا اُمید ہوئے تو اس نے چالیس راتیں چار بار مسجد کوفہ میں جانے کا ارادہ کرلیا کیونکہ یہ مومنین میں مشہور تھا کہ جو بھی چالیس راتیں چار بار مسجد کوفہ جائے تو اس کی امام زمانہؑ کے ساتھ ملاقات ہونا ضروری ہے۔

اس طالب علم نے باقاعدگی کے ساتھ یہ عمل انجام دیا۔ اس اُمید پر کہ جب اس کی ملاقات امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہوگی تو وہ اپنی تینوں حاجتیں اُن کی خدمت میں پیش کرے گا۔

آخری رات بہت تاریک اور سرد تھی۔ تیز ہوا چل رہی تھی اور وہ مسجد کے باہر دروازے کے قریب بیٹھ گیا کیونکہ کھانسنے کی وجہ سے اس کے سینے سے خون بہہ رہا تھا اور وہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ پریشان ہوگیا کہ اسے امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کی توفیق نصیب ہوگی یا نہیں اور یہ اس کے اربعین کا آخری ہفتہ تھا۔

وہ قہوہ پینے کا عادی تھا۔ اس نے قہوہ بنانے کے لیے آگ جلائی۔ اچانک اس نے دیکھا کہ ایک شخص اس کی طرف آرہا ہے۔ اسے یہ اچھا نہ لگا اور دل ہی دل میں کہنے لگا: یہ اعرابی تو میرا سارا قہوہ پی جائے گا اور میرے لیے کچھ بھی نہیں بچے گا۔

خود اس کا کہنا ہے: وہ شخص میرے پاس آگیا اور میرا نام لے کر مجھے سلام کیا تو میں حیران ہوگیا کہ میرا نام اسے کس نے بتایا اور میں اس سے پوچھنے لگا: آپ کس خاندان سے ہیں؟ کیا آپ فلاں خاندان سے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، حتیٰ کہ میں نے بہت سے خاندانوں اور قبیلوں کے نام لیے لیکن آگے سے "نہیں نہیں" کی آواز آتی رہی۔ آخر میں اس نے مجھ سے پوچھا: تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو؟ اس نے کہا: اگر تم مجھے بتا دو تو اس میں کیا نقصان ہے؟

میں نے ایک پیالی (فنجان) میں اس کے لیے قہوہ ڈالا اور انھیں پیش کیا۔ اس نے تھوڑا سا پی کر پیالی مجھے دے دی اور کہا: یہ تم پی لو۔ تو میں نے پیالی پکڑی اور بچا ہوا قہوہ پی لیا۔ پھر میں نے اپنی حاجات ان صاحب کو بتانا شروع کیں اور کہا: میں بہت تنگ دست اور محتاج ہوں۔ کئی برسوں سے میرا خون بہہ رہا ہے اور میرا دل ایک عورت سے لگ گیا ہے

لیکن اس کے گھر والے مجھے رشتہ نہیں دیتے۔

بعض دینی لوگوں نے مجھے دھوکا دیا اور کہا: اپنی حاجات کے لیے امامِ زمانہؑ کی طرف رجوع کرو اور مسجد کوفہ میں چالیس راتیں چار بار جاؤ تو تمھاری حاجات پوری ہو جائیں گی۔ میں نے ان راتوں میں بڑی مشقت اُٹھائی ہے۔ یہ آخری رات ہے اور میں نے ابھی تک کسی کو نہیں دیکھا۔

اس شخص نے کہا: تمھارا سینہ شفایاب ہو چکا ہے۔ اس عورت سے عن قریب تمھاری شادی ہو جائے گی مگر مرتے دم تک فقر و تنگ دستی تم سے دُور نہیں ہوں گے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرا سینہ ٹھیک ہو چکا ہے۔ چند ہفتوں بعد میری شادی اس عورت سے ہو گئی مگر فقر و تنگدستی دُور نہ ہوئی۔

آیت اللہ قزوینیؒ کا قصہ

شیخ نوری نے کتاب "جنۃ الماویٰ" میں سید مہدی قزوینیؒ کی امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کے تین قصّے تحریر کیے ہیں۔ ہم ان میں سے دو قصّے درج کرتے ہیں جن کو سید مہدی کے بیٹے سید مرزا صالح نے حلّہ کے ایک شریف انسان جس کا نام "علی" تھا سے بیان کیا ہے۔

علی کہتا ہے: میں سید مہدی قزوینی سے ملنے کے لیے ان کے گھر آ رہا تھا۔ میں سید محمد المعروف ذی الدمعہ بن زید بن علی بن الحسینؑ کی قبر کے پاس سے گزرا۔ قبر کی جالی راستے پر ہی تھی۔ میں نے ایک جلیل القدر اور خوب رو عالم کو دیکھا۔ وہ جالی کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور صاحبِ مزار کے لیے سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے بھی رُک کر فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد اس عالم کو سلام عرض کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے کہا: اے علی! تم سید مہدی قزوینیؒ سے ملنے جا رہے ہو۔ میں نے کہا: جی۔ اس شخص نے کہا: آؤ اکٹھے چلتے ہیں۔

راستے میں اس نے مجھ سے کہا: اے علی! اس سال جو تمھیں مال کا خسارہ ہوا ہے اس کے بارے میں فکر نہ کرو۔ تم ایک انسان ہو اور خدا نے مال کے ذریعے تمھارا امتحان لیا تو

تمھیں حق ادا کرنے والا پایا اور تم نے خدا کا فرض ادا کر دیا ہے۔ مال تو آتا، جاتا رہتا ہے۔

علی کہتا ہے: اس سال مجھے تجارت میں کافی خسارہ اُٹھانا پڑا تھا لیکن میں نے اس بارے میں کسی کو بتایا نہ تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ شخص میرے نقصان کے بارے میں جانتا ہے تو میں غم زدہ اور پریشان ہوگیا کہ میرے تجارتی خسارے کی خبر لوگوں میں پھیل گئی ہے کہ اس اجنبی شخص کو بھی اس بارے میں معلوم ہے۔

میں نے جواباً کہا: ہر حال میں خدا کی حمد ہے۔

اس شخص نے کہا: تمھارا جو مال ضائع ہوا ہے عن قریب وہ واپس آجائے گا اور تیرے قرضے اُتر جائیں گے۔ جب ہم سید مہدی کے گھر کے پاس پہنچے تو میں رُک گیا اور ان سے کہا: مولا! آپ اندر جائیں میں اس گھر کا ہی ایک فرد ہوں۔ انھوں نے کہا: تم داخل ہو جاؤ، میں اس گھر کا مالک ہوں!

جب میں نے داخل ہونے میں پہل نہ کرنا چاہی تو انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر لے گئے۔ سید مہدی کے گھر کے ساتھ ایک مسجد تھی اور اس کا ایک دروازہ سید مہدی کے گھر کی طرف تھا۔ ہم اس دروازے سے مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں کچھ طالب علم موجود تھے جو اس انتظار میں تھے کہ سید مہدی آئیں اور درس پڑھائیں۔ وہ شخص سید مہدی کی جگہ بیٹھ گیا جہاں وہ درس پڑھانے کے لیے بیٹھتے تھے۔ وہاں کتاب "شرائع الاسلام" (مؤلفہ محقق حلیؒ) پڑی تھی اس میں سید مہدی قزوینی نے کچھ مسائل لکھے ہوئے تھے۔ اس شخص نے کتاب اُٹھا کر ورق اُلٹے اور وہ مسائل پڑھنے لگ گیا۔

سید مہدی داخل ہوئے اور اپنی جگہ موجود شخص کو سلام کیا تو وہ شخص سید مہدی کی جگہ سے ایک طرف ہوگیا لیکن سید مہدی نے اصرار کیا کہ وہ اسی جگہ تشریف فرما رہیں۔

سید مہدی نے (ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے) کہا کہ میں نے انھیں خوب صورت اور پُرکشش شکل میں دیکھا ہے۔ میں ان سے ان کے حال احوال کے بارے میں پوچھنے لگا تھا لیکن مجھے شرم آگئی کہ میں کس طرح ان سے نام و پتا پوچھوں۔

یہ کہہ کر سید مہدی نے درس پڑھانا شروع کیا تو وہ شخص بحث کے دوران میں اِشکالات

کرنے لگا۔ سید مہدی کے شاگردوں میں سے ایک نے کہا: خاموش ہوجا! خود کو دیکھو اور اس جلیل القدر عالم کو دیکھو تو وہ شخص مسکرا کر خاموش ہوگیا۔

بحث سے فارغ ہونے کے بعد سید مہدی نے اس شخص سے پوچھا: آپ کس جگہ سے حلّہ آئے ہیں؟ اس نے کہا: سلیمانی مملکت سے۔ سید مہدی نے پوچھا: آپ سلیمانیہ سے کب نکلے؟ اس نے کہا: میں کل شام کو وہاں سے نکلا۔ "نجیب پاشا" اسے فتح کرنے کے لیے آیا تھا اور بغاوت کرنے والے احمد پاشا کو پکڑ لیا گیا ہے (اس دن احمد پاشا نے عراق میں حکومتِ عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی تھی)۔

سید مہدی نے فرمایا: میں اس شخص کی باتوں سے سوچ میں پڑ گیا ہوں۔ سلیمانیہ کی فتح کی خبر حلّہ کے حکمرانوں تک کیوں نہیں پہنچی؟ اور میرے ذہن میں یہ نہ آیا کہ میں اس سے پوچھوں کہ تم کل شام سلیمانیہ سے نکلے اور اب اتنی جلدی حلّہ میں پہنچ گئے؟ کیونکہ سلیمانیہ سے حلّہ تک دس فرسخ کی مسافت ہے جو قریباً ۴۰۰ کلومیٹر بنتے ہیں۔

پھر اس شخص نے پینے کے لیے پانی مانگا تو ایک خادم پانی لانے کے لیے چینی مٹی کے ایک برتن کی طرف گیا تو اس شخص نے آواز دی کہ وہاں سے پانی نہ لاؤ۔ اس میں ایک حیوان مرا پڑا ہے۔ جب خادم نے اس میں دیکھا تو وہاں ایک (سیم کوڑھی کی) میت پڑی تھی۔ خادم دوسری جگہ سے پانی لایا۔ اس شخص نے پیا اور جانے کے لیے کھڑا ہوگیا۔ سید مہدی قزوینیؒ نے اٹھ کر انھیں وداع کیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو سید نے وہاں موجود لوگوں سے کہا: تم نے اس کی سلیمانیہ کی فتح کے بارے میں خبر کا انکار کیوں نہیں کیا۔

علی نے حاضرین کو وہ باتیں بتانا شروع کر دیں جو اس نے راستے میں اس شخص سے سنی تھیں۔ یہ سن کر سب حیران ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور گھر سے باہر آ کر اسے ڈھونڈنے لگے لیکن وہ شخص انھیں نہ ملا۔ نہیں معلوم کہ وہ آسمان پر چلا گیا یا زمین میں پوشیدہ ہوگیا۔

تب سید مہدی قزوینیؒ نے ان سے کہا: میری روح ان پر فدا ہو (بخدا) وہ صاحب الامر ہیں۔ اس واقعے کے دس دن بعد سلیمانیہ کی فتح کی خبر آگئی۔

آیت اللہ قزوینیؒ کا دوسرا واقعہ

یہ مہدی قزوینیؒ کا امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کا دوسرا واقعہ ہے۔ اسے شیخ محدث نوری نے سید مہدی کے بیٹے سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں چودہ شعبان کو حلّہ شہر سے نکلا تاکہ پندرہ شعبان کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرسکوں۔ جب میں نہر ہندیہ (طویرج) کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے زائرین اکٹھے ہیں اور انھیں یہ خبر ملی ہے کہ کربلا کے راستے پر کچھ چور ڈاکو موجود ہیں جو زائرین سے مال و اسباب لوٹ رہے ہیں۔ لوگ پریشان کھڑے تھے کہ اتنے میں بارش شروع ہوگئی اور میں نے زائرین کی مدد اور سلامتی کے لیے خداوند متعال، حضرت محمدؐ اور ان کی پاک آلؑ کی بارگاہ میں دست بدعا بلند کیے۔ سب کچھ یوں ہی ہو رہا تھا کہ ایک گھڑسوار میرے پاس آکھڑا ہوا اور سلام عرض کیا۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے مجھے میرا نام لے کر بلایا اور فرمایا: زائرین آجائیں، ڈاکو راستے سے ہٹ چکے ہیں اور راستہ پُرامن ہوچکا ہے۔

پس میں زائرین کو لے کر نکلا۔ وہ اجنبی ہمارے ساتھ تھے اور شیر کی طرح ہمارے آگے آگے چل رہے تھے۔ پھر اچانک راستے میں ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئے تو میں نے اپنے ساتھ موجود لوگوں سے کہا: اب بھی کوئی شک باقی ہے کہ وہ صاحب الزمانؑ ہیں یا نہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں، خدا کی قسم (کوئی شک نہیں)۔ سید مہدی نے کہا: میں ان کی طرف بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ میں نے انھیں پہلے بھی دیکھا ہے۔ تو جب وہ ہم سے غائب ہوئے تو میں سمجھ گیا کہ یہ وہی شخص ہے جسے میں نے حلّہ میں دیکھا تھا۔ راستے میں ہم نے کوئی ڈاکو نہ دیکھا۔ فضا میں شدید قسم کا گرد وغبار اُڑ رہا تھا اور تین گھنٹوں کی مسافت ایک گھنٹے میں طے ہوئی تھی۔ جب ہم سے شہر کے دروازے پر موجود محافظوں نے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ کیسے یہاں پہنچے ہو؟ اور ڈاکوؤں کا کیا بنا؟ تو وہاں پر موجود کسانوں میں سے ایک کسان نے کہا: ڈاکو اپنے خیمے میں موجود تھے کہ ایک گھڑسوار نیزا

اُٹھائے اور ڈاکوؤں کو ہلاک کرنے کی دھمکی دی تو خدا نے ڈاکوؤں کے دلوں میں خوف ڈال دیا اور انھوں نے فوراً وہ علاقہ چھوڑ دیا۔

سید مہدی قزوینی کہتے ہیں: میں نے اس کسان سے اس گھڑسوار کے حلیہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بالکل ویسا ہی بتایا جیسا میں نے اسے نہر ہندیہ (طویرج) کے پاس دیکھا تھا۔

احمد عسکری کا قصہ

ہمارے ہم عصر علامہ آیت اللہ العظمیٰ شیخ لطف اللہ صافی نے ایک قصہ ذکر کیا ہے جو انھوں نے ۱۳۹۸ ہجری میں الحاج احمد عسکری سے سنا تھا اور تہران کے نیک افراد میں سے ایک تھا۔ قصہ ایک مسجد کے بارے میں ہے کہ جو تہران کے راستے پر تھی۔ اب وہ قم المقدسہ میں داخل ہونے کی جگہ ہے اور اس مسجد کا نام "مسجد امام حسن مجتبیٰ" ہے۔

احمد عسکری کہتا ہے: دس سال پہلے بروز جمعرات میرے پاس تین نوجوان افراد آئے اور انھوں نے مجھ سے کہا: آج جمعرات کا دن اور ہم قم شہر میں مسجد جمکران کی طرف جانا چاہتے ہیں تا کہ اپنی بعض شرعی حاجات کے سلسلے میں امام مہدی علیہ السلام سے توسّل کریں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس سفر میں آپ بھی ہمارے ساتھ ہوں۔ اس پر میں نے آمادگی ظاہر کی اور ہم گاڑی میں سوار ہوکر شہر قم کی جانب روانہ ہوگئے۔ شہر کے قریب گاڑی میں کوئی خرابی آ گئی اور وہ رُک گئی تو لڑکے اس گاڑی کو صحیح کرنے میں مصروف ہوگئے اور میں نے فرصت دیکھی تو تھوڑا سا پانی لے کر رفع حاجت کے لیے ان سے دُور چلا گیا۔ میں نے وہاں ایک سیّد کو دیکھا جس کا چہرہ خوب صورت، رنگ سفید، ابرو آپس میں ملے ہوئے، سامنے والے دانت سفید اور رخسار پر تل تھا۔ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ایک باریک سی عبا پہن رکھی تھی۔ پاؤں میں زرد رنگ کے جوتے تھے اور سبز عمامہ باندھا ہوا تھا۔ ان کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جس سے وہ زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔

میں نے اپنے دل میں کہا: یہ سیّد اس جگہ آیا اور راستے کی طرف اس نے زمین پر

نیزے کے ذریعے خط کھینچا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ تو عام راستہ ہے اور یہاں سے سیاح گزرتے ہیں۔ پھر احمد عسکری یہ قصہ بیان کرتے اور نیزے والے شخص کے بارے میں سوئے ادب کے بارے میں اپنے عمل پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں: میں اس شخص کے قریب گیا اور کہا: یہ زمانہ ٹینکوں، اسلحہ اور ایٹم بم کا زمانہ ہے اور آپ نیزہ اُٹھا کر پھر رہے ہیں؟ جاؤ اور دینی علوم سیکھو۔ پھر میں نے اسے چھوڑ دیا اور دُور چلا گیا۔ جب میں وہاں قضائے حاجت کے لیے بیٹھنے لگا تو اس نے مجھے آواز دی کہ یہاں نہ بیٹھو، یہ جگہ میں نے مسجد بنانے کے لیے وقف کی ہے۔

میں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اسے کس طرح میرا نام معلوم ہے؟ اور فوراً کھڑا ہو گیا۔ اس شخص نے کہا: اس ٹیلے کے پیچھے جا کر رفع حاجت کرو۔ چنانچہ مَیں وہاں چلا گیا۔ اس بارے میں میرے ذہن میں کچھ سوالات آنے لگے اور میں نے ٹھان لی کہ میں یہ سوالات اس 'سیدؑ' سے پوچھوں گا کہ آپ یہ مسجد کس کے لیے بنا رہے ہیں؟ فرشتوں کے لیے یا جنوں کے لیے؟ (کیونکہ یہ جگہ تو شہر سے دُور ایک صحرا تھا)۔

اس کے بعد میں ان سے پوچھوں گا: مسجد تو ابھی تعمیر ہی نہیں ہوئی تو آپ نے مجھے یہاں قضائے حاجت سے کیوں روکا؟ کیونکہ مسجد کو اس وقت نجس کرنا حرام ہوتا ہے جب وہ تعمیر ہو جائے، تعمیر سے پہلے یہ حکم جاری نہیں ہوتا۔

جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوا تو میں 'سیدؑ' کے پاس آیا اور ان کو سلام عرض کیا تو انھوں نے نیزہ زمین میں گاڑا اور مجھے سلام کا جواب دے کر فرمایا: اپنے وہ سوالات پوچھو جو تم نے اپنے دل میں پوچھنے کا ارادہ کیا ہے۔

میں یہ نہ سمجھ سکا کہ انھیں میرے دل کی بات کس نے بتائی؟! یہ کوئی عام بات نہ تھی بلکہ اس میں کچھ خاص رموز پوشیدہ تھے کہ جو میں اس وقت نہ سمجھ سکا اور ان سے کہا: اے سیدؑ! تم نے پڑھائی چھوڑ دی ہے اور یہاں آگئے ہو؟ بھلا راکٹوں اور توپوں کے اس زمانے میں نیزے کی کیا اہمیت ہے؟

میرے اور ان کے درمیان کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ پھر انھوں نے کہا: میں مسجد

بنا رہا ہوں۔ میں نے پوچھا: جنوں کے لیے یا فرشتوں کے لیے؟ انھوں نے کہا: انسانوں کے لیے اور مزید کہا: عن قریب یہ جگہ آباد ہو جائے گی۔

میں نے ان سے کہا: مجھے بتائیں کہ جب میں قضائے حاجت کے لیے یہاں بیٹھا تو آپ نے کہا: یہاں مسجد ہے جب کہ آپ جانتے تھے کہ یہاں ابھی تک مسجد بنی تو نہیں ہے؟

انھوں نے کہا: سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی اولاد میں سے ایک سیّد کو یہاں شہید کیا گیا تھا اور عن قریب اس کے قتل ہونے کی جگہ مسجد کا محراب بنے گا، یہاں ایک شہید کا خون گرا ہے۔

پھر زمین کے ایک طرف اشارہ کیا اور کہا: یہاں ہسپتال بنے گا کیونکہ خدا اور رسولؐ کے دشمن اس جگہ ہلاک ہوئے تھے۔ پھر اس جگہ کے پیچھے دیکھ کر فرمایا: یہاں پر حسینیہؑ بنایا جائے گا اور امام حسین علیہ السلام کے ذکر کے دوران میں اس کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے، یہ دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ پھر فرمایا: اس کے پیچھے ایک مکتبہ (لائبریری) تعمیر کیا جائے گا اور تم اس مکتبے کے لیے کتابیں ہدیہ کرو گے۔

میں نے کہا: تین شرطوں کے ساتھ میں بھی یہ باتیں قبول کرتا ہوں:

① اگر میں مکتبہ تعمیر ہونے کے زمانے تک زندہ رہا؟ اس نے کہا: ان شاء اللہ (اگر خدا نے چاہا تو)۔

② اگر یہاں مسجد بنائی جائے۔ اس نے کہا: خدا برکت دے۔

③ میں اس مکتبے کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق کتابیں ہدیہ کروں گا، خواہ ایک کتاب ہی ہو، تا کہ فرزند رسولؐ کا حکم پورا کر سکوں۔

اس سیّد نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا۔ میں نے اس سے پوچھا: یہ مسجد کون بنائے گا؟

اس سیّد نے کہا: يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (یعنی ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہے)۔

میں نے کہا: میں جانتا ہوں کہ ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہوگا تو اس سیّد نے کہا: عن قریب تم دیکھو گے کہ یہاں مسجد مکمل طور پر تیار ہو چکی ہوگی اور تم اس وقت مسجد بنانے والے تک میرا سلام پہنچا دینا۔ پھر مجھ سے فرمایا: خدا تجھے نیکی کی توفیق دے۔

تب میں نے سیّد سے رخصت چاہی اور سڑک پر موجود گاڑی کی جانب چلا گیا۔ اب

گاڑی بھی ٹھیک ہو چکی تھی۔ دوسرے ساتھیوں نے مجھ سے پوچھا: آپ سورج کی اس گرمی میں کس سے باتیں کر رہے تھے؟ میں نے کہا: کیا تم نے اس سیّد کو نہیں دیکھا کہ جو ایک لمبا سا نیزہ اُٹھائے ہوئے تھا۔ میں اس سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ بولے: کون سا سیّد؟

میں نے اپنے پیچھے اِدھر اُدھر اس کو دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ باوجود اس کے کہ زمین بھی ہموار تھی اور اُونچی نیچی نہ تھی۔ مجھ پر خوف و دحشت کی حالت طاری ہوگئی اور گاڑی میں میری حالت اتنی عجیب تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔

دوست مجھ سے باتیں کرتے تھے اور میں انھیں جواب نہیں دے سکتا تھا۔ اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ مَیں ظہر اور عصر کیسے پڑھوں؟ بالآخر ہم مسجد جمکران پہنچ گئے اور میں حیران و پریشان تھا۔ میں نے مسجد میں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا اور میرے دائیں جانب ایک بوڑھا شخص تھا اور بائیں جانب ایک جوان تھا۔ پھر میں نے وہ نماز پڑھی جو اس مسجد میں پڑھی جاتی ہے اور نماز کے بعد مَیں نے سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے ایک سیّد کو دیکھا، اس سے بہت پیاری خوشبو آرہی تھی اور اس نے مجھ سے کہا: آقائے عسکری سلامٌ علیکم، اور میرے پاس بیٹھ گیا (اس کی شکل و صورت اس سیّد سے ملتی تھی جسے میں نے صبح کے وقت دیکھا تھا)۔ پھر مجھے ایک نصیحت کی تو میں سجدے میں چلا گیا اور جب سجدے کا ذکر پڑھ کر سر اُٹھایا تو وہ سیّد میری نظروں سے غائب تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں موجود لوگوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا: ہم نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ مجھے ایسا لگا کہ میرے پاؤں سے زمین نکلی جارہی ہے اور میں بے ہوش ہو گیا۔ میرے دوست میرے پاس تھے اور میری حالت دیکھ کر حیران ہو گئے۔ وہ میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے لگے اور جب ہم تہران واپس آئے تو میں نے سارا واقعہ ایک عالم کو بتایا۔ اُنھوں نے فرمایا: بے شک وہ امام مہدی علیہ السلام ہیں تو تم انتظار کرو کر دیکھیں کہ مسجد کب بنتی ہے؟!

چند سال بعد جب مَیں قم آیا اور اس جگہ پہنچا تو مجھے ستون بلند ہوتے دکھائی دیے۔ میں نے مسجد بنانے والے کا نام پوچھا تو مجھے بتایا گیا: الحاج ید اللہ رجبیان نامی ایک شخص ہے۔ جب میں نے یہ نام سنا تو میرے اعصاب جواب دے گئے۔ میرا جسم پسینے میں شرابور

ہوگیا اور میں اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہوسکتا تھا تو کرسی پر بیٹھ گیا اور مجھے امام مہدی علیہ السلام کے اس کلام کا مطلب سمجھ آنے لگا۔ جب میں نے ان سے پوچھا تھا کہ یہ مسجد کون بنائے گا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: یَدُ اللهِ فَوقَ اَيْدِيهِمْ۔

تب میں تہران پہنچا، چار سو کتابیں خریدیں اور اس مکتبہ میں وقف کیں اور الحاج یداللہ رجبیان سے ملاقات کر کے امام مہدی علیہ السلام کا سلام اُن تک پہنچایا۔

الحاج علی البغدادیؒ کا قصہ

شیخ نوری نے اپنی کتاب "نجم الثاقب" میں ذکر کیا ہے کہ بغداد میں ایک شخص رہتا تھا، اس کا نام الحاج علی البغدادی تھا، وہ بہت نیک لوگوں میں سے تھے اور اُنھوں نے بھی امامِ زمانہؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا۔ الحاج علی بغدادی ہمیشہ بغداد سے کاظمیہ کی طرف سفر کرتے تھے تاکہ امام موسیٰ کاظمؑ اور امام محمد بن علیؑ الجواد کی زیارت کریں۔

وہ کہتے ہیں: مجھ پر خمس اور شرعی حقوق واجب تھے، میں نے نجف اشرف کی طرف سفر کیا اور اس مال میں سے بیس تومان شیخ مرتضیٰ انصاری کو دیے، بیس تومان شیخ محمد حسین الکاظمی کو دیے، بیس تومان شیخ محمد حسن شروقی کو دیے اور بیس تومان باقی رہ گئے تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ بیس تومان بغداد واپس جا کر شیخ محمد حسن آلِ یاسین کو دوں گا۔ اور جمعرات والے دن میں بغداد واپس آیا تو پہلے میں امامین (کاظمؑ وجوادؑ) کی زیارت کو گیا۔ پھر شیخ آلِ یاسین کے گھر گیا اور باقی خمس اُنھیں پیش کر دیا تاکہ وہ یہ مال اسلامی فقہ میں مقررہ موارد میں استعمال کریں اور میں نے ان سے اجازت لی کہ اس مال کو تھوڑا تھوڑا کر کے ان کے حوالے کروں یا پھر اس مال کا جو مستحق ملے اسے دے دوں۔ شیخ نے اصرار کیا کہ میں ان کے پاس رہوں۔

میں نے اپنی بعض مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے ان سے معذرت کی اور اُنھیں خداحافظ کہہ کر بغداد روانہ ہوگیا۔ جب میں ایک تہائی راستہ طے کر چکا تھا تو میری ملاقات ایک جلیل القدر اور عظیم الشان سیّد سے ہوئی۔ جلال و وقار ان کے پیکر سے جھلک رہا تھا۔

وہ سبز عمامہ پہنے ہوئے تھے، ان کے رخسار پر تل تھا اور زیارت کے ارادے سے کاظمیہ جا رہے تھے۔ وہ میرے پاس آئے، مجھے سلام کیا، ہاتھ ملایا اور گرم جوشی کے ساتھ مجھے سینے سے لگالیا اور خوش آمدید کہہ کر مجھ سے پوچھا: خیر تو ہے؟ کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا: میں کاظمینؑ کی زیارت کے لیے گیا تھا اور اب بغداد واپس جا رہا ہوں۔

انھوں نے کہا: آج شبِ جمعہ ہے، کاظمین واپس چلو۔

میں نے کہا: میرے بس میں نہیں۔

انھوں نے کہا: یہ تمھارے بس میں ہے، جاؤ واپس جاؤ تاکہ میں تمھارے بارے میں گواہی دوں کہ تم میرے جد امیر المومنینؑ کے موالیوں میں سے ہو اور شیخ بھی تمھارے حق میں گواہی دیں کیونکہ خدا کا فرمان ہے کہ گواہ دو ہونے چاہییں۔ اور میں نے شیخ آلِ یٰسین سے کہا تھا کہ وہ مجھے ایک سند لکھ کر دیں کہ جس میں وہ میرے بارے میں گواہی دیں کہ میں اہلِ بیتؑ کے موالیوں میں سے ہوں تاکہ میں اسے اپنے کفن میں رکھوں۔

میں نے اس سید سے پوچھا: آپ مجھے کس طرح جانتے ہو اور کیونکر میرے لیے گواہی دیں گے؟ انھوں نے کہا: بندہ اس شخص سے کیسے نا آشنا ہو سکتا ہے جو اس کا حق ادا کرتا ہو۔

میں نے پوچھا: حق سے آپ کا مطلب کون سا حق ہے؟ انھوں نے کہا: وہ حق جو تم نے میرے وکیل کو دیا ہے۔

میں نے پوچھا: وہ وکیل کون ہے؟ اُنھوں نے کہا: شیخ محمد حسن۔ میں نے پوچھا: کیا وہ آپ کے وکیل ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! میں ان کی باتوں سے حیران ہو گیا۔ میں سمجھا شاید یہ میرا کوئی پرانا دوست ہے جسے میں بھول چکا ہوں کیونکہ پہلی ہی نظر میں اس نے مجھے نام لے کر بلایا تھا اور شاید وہ اس بات کی اُمید رکھتا ہو کہ میں اسے خمس میں سے کچھ حصہ دوں کیونکہ وہ بھی آلِ رسولؐ ہے۔

مَیں نے ان سے کہا: میرے سیّد! آپ کا حق مجھ پر تھوڑا باقی رہ گیا ہے اور میں نے شیخ محمد حسن سے اجازت لی کہ مَیں وہ مال اس مستحق شخص کو دوں جسے میں چاہوں گا۔

وہ مسکرائے اور فرمایا: جی ہاں! تم نے ہمارے حق میں سے کچھ حصہ نجفِ اشرف میں

ہمارے وکلا کے سپرد کیا ہے نا؟

میں نے پوچھا: کیا میرا وہ عمل قبول ہوگیا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا: جی ہاں۔ پھر میں نے توجہ کی کہ یہ شخص بزرگ علما کو اپنا وکیل کہہ رہا ہے تو میں نے اس کی تعظیم کرنا شروع کردی۔ (میں سمجھ گیا کہ یہ امامِ زمانہؑ ہیں) لیکن میں ایک بار پھر غافل ہوگیا۔

پھر اس بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: واپس میرے دادا کی زیارت کو چلو۔ میں فوراً آمادہ ہوگیا اور ہم کاظمیہ کی جانب اکٹھے چلنے لگے اور میرا بایاں ہاتھ ان کے دائیں ہاتھ میں تھا اور ہم ایک دوسرے سے مختلف باتیں کرنے لگے۔ میں ان سے مختلف سوالات کرنے لگا اور وہ مجھے جوابات دیتے رہے۔ میں نے ان سے ایک سوال یہ کیا کہ میرے سیّد و سردار! منبرِ حسینیؑ پر کچھ خطبا کہتے ہیں: سلیمان اعمش کا امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں مذاکرہ ہوا تو اس شخص نے کہا: زیارتِ امام حسینؑ بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔

پھر اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک محمل (ہودج) ہے۔ جب اس نے ہودج کے بارے میں سوال کیا تو بتایا گیا کہ اس میں سیدہ فاطمہ زہراؑ اور حضرت خدیجہؑ موجود ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ مخدرات کدھر جارہی ہیں؟ تو بتایا گیا کہ آج شبِ جمعہ ہے اور یہ زیارتِ امام حسینؑ کے لیے جارہی ہیں۔ اس نے دیکھا کہ اس محمل سے چند رقعے زمین پر گر رہے ہیں اور ان پر لکھا ہوا ہے: شبِ جمعہ امام حسینؑ کی زیارت کرنے والوں کو قیامت کے دن آگ سے امان مل جائے گی...... تو کیا یہ بات درست ہے؟

سیّد مذکور نے فرمایا: ہاں! یہ سب صحیح ہے۔

میں نے پوچھا: میرے سردار! یہ جو کہا جاتا ہے کہ جو بھی شبِ جمعہ امام حسینؑ کی زیارت کرے وہ امان میں ہوگا (اس کے بارے میں فرمائیے)؟

سیّد نے فرمایا: ہاں اور ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور وہ روئے۔

ہم تھوڑی ہی دیر میں کاظمین پہنچ گئے، ہم نے گلیوں اور سڑکوں کو دیکھا ہی نہیں اور ہم حرم شریف میں داخل ہوگئے۔

سید نے مجھ سے فرمایا: زیارت پڑھو۔

میں نے عرض کیا: میری قرأت صحیح نہیں ہے (آپ پڑھیں)۔

سید نے فرمایا: میں زیارت پڑھتا ہوں البتہ تم میرے ساتھ پڑھو گے؟

میں نے کہا: جی! سید نے زیارت پڑھی اور رسولؐ خدا اور ایک ایک کر کے تمام ائمہؑ پر درود و سلام بھیجا یہاں تک کہ امام حسن عسکریؑ کا اسم مبارک لیا۔ پھر مجھ سے پوچھا: کیا تم اپنے زمانے کے امامؑ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: میں انھیں کیوں نہ جانوں؟!

سید نے فرمایا: ان پر درود و سلام بھیجو۔ میں نے کہا: آپ پر سلام ہو، اے حجتِ خدا! اے زمانے کے امامؑ! اے امام حسن عسکریؑ کے فرزند! امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: تم پر بھی خدا کا سلام، رحمت اور برکتیں ہوں۔

پھر ہم حرم میں داخل ہوئے اور ہم نے ضریحِ مقدس کا بوسہ لیا تو سید نے مجھے فرمایا: زیارت پڑھو۔ میں نے عرض کیا: میں صحیح طریقے سے زیارت نہیں پڑھ سکتا۔

سید نے فرمایا: کیا میں تمھارے لیے زیارت پڑھوں؟ میں نے کہا: جی ہاں! تو سید نے زیارتِ امین اللہ پڑھنا شروع کی اور زیارت ختم ہونے کے بعد مجھ سے فرمایا: کیا تم میرے دادا حسینؑ ابن علیؑ کی زیارت پڑھو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں! وہ شبِ جمعہ تھی۔ سید نے زیارتِ وارثہ پڑھی اور نمازِ مغرب کا وقت قریب آگیا تو سید نے مجھے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: جماعت کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ میں نماز کے لیے کھڑا ہو گیا اور جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ سید میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں انھیں ڈھونڈنے کے لیے باہر گیا لیکن وہ مجھے نہ ملے۔ تب میں غفلت سے بیدار ہوا اور مجھے یاد آیا کہ اس سید نے مجھے میرے نام سے بلایا، مجھے کاظمیہ کی طرف واپس لائے (جبکہ وہ جانتے تھے میں اس بارے میں عذر کروں گا) اور فقہائے کرام کو اپنا وکیل کہا اور پھر اچانک میری نظروں سے غائب ہو گئے تو میں سمجھ گیا کہ وہ امامِ زمانہ حضرتِ حجت ابن الحسن العسکریؑ (المہدیؑ) تھے۔

امامِ زمانہؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والوں کے بارے میں بہت سے واقعات مرقوم ہیں اور ہم نے ان میں سے چند ایک واقعات کا انتخاب کر کے یہاں ذکر کر دیا ہے

کیونکہ ان واقعات میں بہت فوائد چھپے ہوئے ہیں اور یہ واقعات کئی صدیوں سے چلے آرہے ہیں اور آئے روز رُونما ہورہے ہیں۔

سامرہ میں امام علیہ السلام نے اسماعیل الھرقلی سے ملاقات کر کے اس کی ٹانگ کے زخم کو درست کیا اور بتایا کہ مستنصر عباسی تمھیں کچھ رقم دے گا اور مجھے وہ لینے سے منع فرمادیا۔

نجف اشرف میں ایک طالب علم سے ملاقات فرمائی اور اس کے سینے سے خون کا بہنا روک دیا اور اسے عن قریب پسند کی جگہ پر شادی کے بارے میں بتایا۔

بحرین میں محمد بن عیسٰی سے ملاقات کی اور اسے انار کی حقیقت کے بارے میں بتایا۔

کربلا کے راستے میں زائرین کو ڈاکوؤں کے شر سے بچایا۔ حلہ شہر میں الحاج علی کو اس کے مالی خسارے کے بارے میں بتایا اور پھر خسارہ پورا ہونے کی خبر دی۔ اور حلہ ہی میں سید مہدی قزوینیؒ کو سُلیمانیہ کی فتح کے بارے میں خبر دی۔

ان واقعات میں غور کرنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ کس طرح وہ اپنے شیعوں کی رہنمائی و رہبری فرماتے ہیں، مشکلات میں ان کی مدد فرماتے ہیں، دشمنوں کی چالوں سے انھیں آگاہ کرتے ہیں اور پھر اچانک ان کے پاس سے غائب ہوجاتے ہیں تاکہ ان کی غیبت اس بات کی دلیل ہو کہ وہ امامؑ ہی ہیں کوئی اور نہیں؟

یہاں اس بات کی وضاحت مل جاتی ہے کہ جو آپ نے شیخ مفیدؒ کے نام خط میں فرمائی ہے کہ ہمیں تمھاری باتوں کا علم ہے اور تمھاری کوئی بھی خبر ہم سے پوشیدہ نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم تمھاری ضروریات کو سمجھتے ہیں اور تمھاری یاد نہیں بھولے۔ اگر ہم تمھاری خبر گیری نہ کرتے تو مصیبتیں تمھیں گھیر لیتیں اور دشمن تمھیں جڑ سے اُکھاڑ پھینکتے۔

ہم اپنے شیعوں کے لیے ایسی دُعا فرمارہے ہیں کہ جو زمین و آسمان کے مالک سے پوشیدہ نہیں ہے اور اگر ہمارے شیعہ (خدا انھیں اپنی اطاعت کی توفیق دے) دل سے اپنے وعدے کو پورا کرتے تو وہ ہماری ملاقات کی برکت سے محروم نہ رہتے اور وہ جلد ہی ہماری زیارت کی سعادت حاصل کرلیتے۔

بارہویں فصل

حضرت امام مہدیؑ کی زندگی کی کیفیت

اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے میں یہ واضح کرتا چلوں کہ امام مہدی علیہ السلام کے طول عمر کے بارے میں بحث کرنا اصل مقصد نہیں ہوتا بلکہ یہ تجاہل عارفانہ اور ایک قسم کی ضد اور ہٹ دھرمی ہوتی ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی فرشتوں کی عمروں میں بحث نہیں کرتا یا کوئی بھی شیطان ملعون کی زندگی کے بارے میں بات نہیں کرتا اور کوئی بھی حضرت خضرؑ کی زندگی پر اعتراض نہیں کرتا کہ جنھوں نے آب حیات پیا ہوا ہے اور وہ حضرت موسیٰ نبیؑ کے زمانے سے اَب تک زندہ ہیں، اور ہر قسم کے شبہات اور اعتراضات امام زمانہؑ کی زندگی کے طویل ہونے کے بارے میں پیش کیے جاتے ہیں۔

اس تجاہل عارفانہ، فکری جنگ اور مذاق کا کیا مطلب؟ کیا یہ رسولِ خدا کی آلؑ سے دشمنی اور بغض ظاہر کرنے کا واضح نمونہ نہیں؟ کیا یہ سب خدا کی قدرت و طاقت سے باہر ہے؟ اور اس استبعاد اور عناد کی کیا حقیقت ہے؟ اس امر کے بارے میں جو ایک مسلمہ حقیقت ہے؟؟

کیا یہ بات ہمارے قارئ محترم کے ذہن میں ہے کہ جب خلابازوں نے چاند پر قدم رکھا تو یہ خبر مشرق و مغرب میں پھیل گئی۔ تمام اخبارات اور رسائل میں اسے نشر کیا گیا اور خلابازوں کے چاند پر قدم رکھنے کے منظر کو ٹیلی ویژن اسکرین پر دکھایا گیا اور مصنوعی سیاروں کے ذریعے تمام معلومات کو ہر جگہ پہنچایا گیا۔

اس کے باوجود میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ جو اس واقعہ کو مذاق کے طور پر لے رہے تھے حتیٰ کہ ان میں سے ایک نے کہا کہ مجھے تم پر تعجب ہے کہ تم اس بات کی تصدیق کر رہے ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کافر اور یہود و نصاریٰ، چاند پر جا قدم رکھیں؟

کیا اس قسم کے لوگوں کے انکار کرنے سے حقیقت امر چھپ سکتی ہے؟! بالکل اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کی عمر کا طویل ہونا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے اور اس میں کسی قسم کے شک یا انکار کی گنجائش نہیں۔ اس بارے میں اُٹھائے جانے والے تمام اعتراضات بے قیمت ہیں۔

اب ہم اس مقدمہ کے بعد امام مہدی علیہ السلام کے طولِ عمر کے بارے میں قرآن و عقائد اور جدید علم کی روشنی میں بحث کرتے ہیں۔

طولِ عمر قرآن کریم کی روشنی میں

جب ہم مسئلہ قرآن کریم کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو ہمیں اس بارے میں کئی مثالیں ملتی ہیں کہ کئی ایسے لوگ گزرے ہیں کہ جن کی عمریں سالوں اور صدیوں کے حساب سے تھیں اور ان کے مقابل امام مہدی علیہ السلام کی عمر مبارک ایک عام سی بات ہے بلکہ انسان کہ جس کو خدا طویل عمر دے ایک معمول کی بات ہے۔ اس بارے میں قرآنی نمونے درج ذیل ہیں:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ (سورۂ عنکبوت: آیت ۱۴)

"اور ہم نے نوحؑ کو اُن کی قوم کے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا تو وہ اُن میں پچاس کم ہزار سال رہے (اور ہدایت کی اور جب نہ مانا) تو آخر طوفان نے انھیں لے ڈالا اور وہ اس وقت بھی ظالم ہی تھے"۔

اس آیت کریمہ کے مطابق حضرت نوحؑ کی دعوتِ تبلیغ کی مدت نو سو پچاس سال ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس وقت خدا نے انھیں نبیؑ بنایا اس وقت ان کی عمر کتنی تھی؟ اور وہ طوفان کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث کے مطابق اس کی وضاحت یہ ہے:

حضرت نوحؑ تیئس سو سال زندہ رہے۔ ان میں آٹھ سو پچاس سال نبیؑ بننے سے پہلے، ۹۵۰ سال دعوتِ توحید کے سلسلے میں اور پانچ صد سال (طوفان کے بعد) جب آپؑ کشتی سے اُترے پانی اپنی راہ پر چلنے لگا، شہر آباد ہو گئے اور ان کے بیٹے شہروں میں رہنے لگے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت نوحؑ ۲۵۰۰ سال زندہ رہے۔ بہر صورت یہ واضح ہے کہ حضرت نوحؑ کئی سو سال زندہ رہے اور حضرت امام زین العابدینؑ سے مروی ہے:

''حضرت قائمؑ میں، حضرت نوحؑ کی ایک سنت جاری ہوگی اور وہ طولِ عمر ہے''۔

حضرت یونسؑ کے واقعہ میں خداوند متعال نے اپنی قدرت کے غلبے اور طبیعت کے عاجز ہونے کو بیان کیا ہے۔

اِلْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ

''مچھلی نے ان کو نگل لیا اور وہ خود کو ملامت کر رہے تھے تو اگر وہ تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ ہوتے، تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے''۔

اس بارے میں بعض مفسرین نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ مچھلی کا پیٹ حضرت یونسؑ کے لیے قبر کے مانند تھا، یہ خلافِ ظاہر ہے۔

زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا ہے کہ خدا کے اس فرمان سے مراد حضرت یونسؑ کا قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا ہے اور ایسا ہی تفسیر بیضاوی میں موجود ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ حضرت یونسؑ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہیں گے اور خود مچھلی بھی زندہ رہے گی۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا بے شک اس بات پر قادر ہے کہ انسان کو ایسی جگہ زندہ رکھے، جہاں نہ ہوا ہو نہ پانی اور نہ زندہ رہنے کے لوازمات میں سے لازمہ موجود ہو۔ بلکہ وہ انسان کو مچھلی کے اندر ہضم ہونے اور مچھلی کے جسم کا حصّہ ہونے سے لاکھوں سال تک محفوظ رکھے گا تو کیا وہ خدا قادر نہیں کہ اپنے ولی کو چند سو سال موت سے بچائے رکھے؟!

طولِ عمر عقائد کے اعتبار سے

جب ہم اس طولِ عمر والے موضوع میں عقائد کی جہت سے دیکھتے ہیں تو ہم اسے

ایک عام سی بات سمجھتے ہیں کیونکہ ہر باایمان کا یہ عقیدہ ہے کہ زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے، یعنی خدا ہر نفس اور ہر ذی حیات کی زندگی مقرر کرتا ہے اور جس طرح خدا جلدی موت دینے پر قادر ہے اسی طرح طویل عمر عطا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جب خدا اپنے کسی بندے کو طویل عمر دیتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اس طویل عمر کے لیے طبعی اور مادی اسباب بھی مہیا کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس طول عمر کو طبیعیات اور ماورائیات سے ایک ساتھ مدد دے، یعنی طبیعیات اور ماورائے طبیعیات و مادیات نے اس سے طبیعت و عادت کا ٹوٹنا لازم نہیں آتا۔ تو جس طرح زندگی کم کرنے اور موت جلدی آنے کے کچھ اسباب ہیں اسی طرح عمر طویل کرنے اور موت کو موخر کرنے کے بھی کچھ وسائل ہیں اور دونوں قسم کے وسائل خدا کی قدرت میں ایک جیسے ہیں۔

اس کی وضاحت ہم یوں کرتے ہیں کہ یہ تو واضح ہے کہ انسانی جسم موت کے بعد بدبودار ہو جاتا ہے اور گل سڑ جاتا ہے۔ اس کے اجزا بکھر جاتے ہیں اور وہ کیڑوں کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ یہ طبیعت کے لحاظ سے ہے لیکن مصر کے شہر قاہرہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ دسیوں اجسام فرعونوں کے زمانے سے چلے آرہے ہیں اور لاکھوں سال گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک وہ سلامت ہیں۔ پس یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ خلاف طبیعت ہے، بلکہ ایک طبیعت دوسری طبیعت کے مخالف ہے، یعنی خوشبو لگانے سے بدن بدبو سے اور گل سڑ جانے سے محفوظ رہتا ہے۔

اجسام کی تحنیط اور ان کو خوشبو وغیرہ لگانے (حنوط کرنے) سے آگے بڑھ کر ہم دیکھتے ہیں کہ جو ہماری خوف اور حیرانی میں اضافہ کرتا ہے۔ بہت سے نیک بندوں کی قبروں کو جب منہدم کیا گیا یا کھولا گیا تو وہاں اجسام بالکل تر و تازہ تھے اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ تہران کے مضافات میں شیخ صدوقؒ کا جسم تر و تازہ حالت میں ملا حالانکہ ان کی وفات کو قریب قریب نو سو سال گزر چکے تھے اور ہمارے اس دور میں جب حضرت حذیفہ بن یمانؓ کے جسد کو نہر دجلہ کے کنارے سے مدائن میں حضرت سلمان فارسیؓ کے مزار کے ساتھ دفن کرنے کے لیے ان کی قبر کو کھولا گیا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ آج ہی فوت ہوئے ہیں اور ان کے جسم پر کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی حالانکہ وہ ۳۶ ہجری میں فوت ہوئے

تھے اور ان کے جسم کو حنوط بھی نہیں کیا گیا تھا۔ خدا کی قدرت سے ان کا جسم تروتازہ رہا۔ مومنین میں یہ مشہور ہے کہ جو بھی باقاعدگی سے جمعہ کے دن کا غسل کرتا رہے گا اس کا جسم خراب نہیں ہوگا تو ثابت ہوا کہ طبیعت کوئی چیز ہے مگر خدا کا ارادہ طبیعت سے اُوپر ہے اور اس کی مشیت، مادہ اور مادیات سے بالاتر ہے۔ کیونکہ خدا طبیعت اور مادے کا خالق ہے اور جس صورت میں ہے اسے ڈھال دیتا ہے۔

ممکن ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اپنی زندگی میں احتیاط کے تمام پہلوؤں کی رعایت کریں۔ اتنی غذا تناول فرمائیں کہ جو ان کو نقصان نہ پہنچائے۔ وہ تمام بیماریوں سے محفوظ رہیں۔ ان کے اعضاء و جوارح صحیح اور بہتر طریقے سے کام کریں اور کمزوری اور بڑھاپے کو ان میں دخل حاصل نہ ہو اور وہ ایک قوی الاعضا اور سلیم الجوارح جوان کی طرح ہوں۔ اور یہ سب اس طاقت و استعداد کی بنا پر ہو کہ جو اس خدا نے اس امامؑ کے جسم میں ودیعت فرمائی ہے۔

خلاصہ یہ کہ خداوند متعال امام مہدی علیہ السلام کا محافظ ہے۔ وہ ان کو حوادثِ زمانہ سے بچاتا ہے، ان کی عمر مبارک میں اضافہ کرتا ہے اور ان کے جسم کو ہر مرض و آفت سے بچاتا ہے۔

طولِ عمر علمِ جدید کی روشنی میں

اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے ہم ایک گزارش پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اس بات پر بہت افسوس اور تعجب ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں بعض لوگ یہود و نصاریٰ کے اقوال تو دل و جان سے قبول کر لیتے ہیں خواہ وہ ان کی عقل سے بالاتر ہی کیوں نہ ہوں لیکن وہ غائب اور ماورائے طبیعت حقائق قبول نہیں کرتے اور ان میں شک و شبے کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی تعلیمات فکری اور ثقافتی استعمار کو جنم دیتی ہیں جنھوں نے اسلامی ممالک میں فساد پھیلا رکھا ہے۔ کئی غافل جوانوں کے دلوں سے ایمان سلب کر رکھا ہے اور ان جوانوں اور حقائق کے مابین پردہ حائل کر دیا۔ استعمار نے جوانوں کو مادیت پر یقین اور معنویت کو چھوڑنے کی تعلیم دی ہے۔

جب کسی بات کو اس انداز سے بیان کیا جاتا ہے کہ فلاں مسٹر نے کہا یا فلاں مسٹریس

نے کہا یا فلاں پروفیسر نے لکھا یا فلاں فلسفی نے کہا یا فلاں پیرومرشد نے کہا یا فلاں ڈاکٹر نے کہا یا فلاں جرمن اسکالر نے کہا یا فلاں فرانسیسی نے کہا یا فلاں امریکی کا نظریہ ہے یا فلاں یونی ورسٹی کے استاد کی یہ بات ہے یا فلاں یہودی رائٹر نے یہ کہا یا فلاں مسیحی نجومی نے یہ خبر دی یا فلاں بت کدے کے پنڈت نے یہ بیان دیا تو استعمار سے متاثر شدہ جوانوں کے نزدیک یہ بات وحی شمار کی جاتی ہے اور وہ اسے دل و جان سے تسلیم کر لیتے ہیں۔

مگر جب یہ کہا جائے کہ خدا فرماتا ہے، رسولؐ خدا نے فرمایا یا ائمہؑ کی کوئی حدیث یا معجزہ ذکر کیا جاتا ہے تو اسے ماننا ان کے لیے دشوار ہو جاتا ہے۔ ہم ان جوانوں سے پوچھتے ہیں کہ اے فرزندانِ اسلام کیا رسولؐ خدا عالم، دانا، فلسفی، غیب کی خبر دینے والے اور وحی و مبداءِ اعلیٰ سے مربوط نہ تھے؟؟ کیوں ان کا کلام قبول نہیں کیا جاتا؟ اور کیوں ان کی باتوں کی تصدیق نہیں کی جاتی؟ جب ہم کہتے ہیں امام مہدی علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ ۱۲۰۰ سال سے اُوپر ہے تو وہ کہتے ہیں: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ لیکن جب ان سے کہا جائے کہ فلاں مسٹر کی ریسرچ کے مطابق انسان ہزاروں سال زندہ رہ سکتا ہے تو اسے قبول کر لیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ہمیں کچھ تو خیال کرنا چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ اور کس طرف جا رہے ہیں؟ ہمیں چاہیے کہ ہم اسلام کی بزرگ شخصیات پر فخر کریں اور مخالفین کی پیروی چھوڑ دیں جنھیں استعمار نے ہمارے معاشرے اور افکار و اذہان میں ٹھونس رکھا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم یہ نہ بھولیں کہ علم مسلمانوں ہی کی میراث ہے، وہی اس میدان کے شاہ سوار ہیں، انھوں نے ہی ان علوم کا دروازہ کھولا اور انھیں لکھ کر دنیا کے مختلف کونوں میں نشر کیا ہے۔

یہاں اہلِ مغرب اور ان کے اقوال کی کیا حیثیت ہے؟ ہم کیوں اپنی اصل اور سلف صالحین کے طریقے کو بھول جائیں اور داروین فروید، آئن سٹائن اور سارتر وغیرہ کے سے کافروں کے اقوال و نظریات اپنائیں جنھوں نے خالق حقیقی اور تمام ادیان کو چھوڑ دیا اور اسلام کے مقابل اپنے باطل نظریات لے آئے اور ہم نے جوانوں کو دیکھا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے اقوال کی بڑی قدر کرتے ہیں اور انھیں قبول کرتے ہیں اسی لیے بہت سے مؤلفین

اپنے نظریات کے اثبات کے لیے ان کے اقوال کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں تا کہ نوجوان نسل ان کی بات قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائے؟ اے فرزندانِ اسلام، اے قرآن کو ماننے والو! اپنے اسلام کی طرف لوٹو اور اس کی وجہ سے غیروں پر فخر کرو۔ اہلِ مغرب اور ان کے افکار کو چھوڑ دو کیونکہ وہ تمہارے لیے صرف وبال و انحراف ہی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

اب ہم اپنی گفتگو کا رُخ امام مہدی علیہ السلام کا طولِ عمر حدیث کی روشنی میں، کی طرف موڑتے ہیں۔

بے شک طولِ عمر کا مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جن میں ابھی تک صحیح طور پر تحقیق نہیں ہوئی، یعنی جب کہا جاتا ہے کہ فلاں دو سو سال زندہ رہا یا کئی ہزار سال تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کی زندگی کا سب سے بڑھ کر حد ہی یہ ہے کیوں کہ عمر کی حد بندی کے بارے میں صحیح طور پر کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ اسی طرح اس زمانے کی چھوٹی عمروں کو بھی اس کا پیمانہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ زندگی اکثر حادثات اور دوسرے مسائل سے دوچار رہتی ہے جس کی وجہ سے عمریں کم ہو جاتی ہیں، ان میں غذا کی خرابی، ماحول کی خرابی، صحت کے اصولوں پر عمل پیرا نہ ہونا، مہلک اَمراض اور پریشانیوں میں اضافہ وغیرہ خطرناک قسم کے مسائل ہیں جن کی وجہ سے عمریں زیادہ طویل نہیں ہو سکتیں۔

اس بارے میں ایک رسالے المقتطف المصریہ کے صفحہ ۲۳۹ پر موجود ہے کہ معتبر ریسرچ اسکالر کا کہنا ہے کہ تمام حیوانات کے اجسام میں موجود تمام مرکزی اور بنیادی رگ و ریشے لامحدود وقت تک زندہ رہ سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب انسان کو کوئی عارضہ پیش نہ آئے تو وہ ہزاروں سال زندہ رہے۔

صفحہ ۲۴۰ پر موجود ہے کہ تجربات سے اب تک جو بات سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ انسان ۸۰ یا ۱۰۰ سال کی عمر میں فوت نہیں ہوتا بلکہ بعض بیماریاں اس کے بعض اعضا و جوارح کو ناکارہ بنا دیتی ہیں۔ تو جب ان عوارض پر قابو پا لیا گیا تو کوئی مانع نہیں کہ انسان سینکڑوں سال زندہ رہے۔ ہم نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا کہ کسی فلسفی یا حکیم یا ڈاکٹر نے انسانی عمر کی حد بندی کی ہو یا انسان کا ہزاروں سال زندہ رہنا محال قرار دیا ہو بلکہ ہماری

اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر حضرات عمر طویل کرنے کی دوائیں تیار کر رہے ہیں اور انسان کو بڑھاپے سے بچانے کے لیے، انسان کے خلیات کی حفاظت اور ان غدوددوں کی حفاظت کے لیے دوائیں تیار کر رہے ہیں کہ جو دوسرے انسانی اعضا کو فعال رکھتے ہیں۔

ہاں یہ بات درست ہے کہ اس زمانے میں اتنی طویل عمر عام طور پر نہیں ہوتی مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں، لوگ ماضی میں ہزار کلومیٹر کی مسافت ایک مہینے میں طے کرتے تھے مگر آج یہی مسافت ایک گھنٹے میں طے ہو رہی ہے تو اگر سو سال پہلے کسی انسان کو یہ بتا دیا جاتا کہ انسان طویل مسافت ایک گھنٹے میں طے کرے گا تو وہ اس بات کو نہ مانتا، کیونکہ یہ عام طور پر ان کے دور میں نہیں ہوتا تھا لیکن اصل بات بالکل درست تھی۔

آج کل انسانی معاشروں میں کچھ اشیاء عادت کے طور پر جاری ہیں نہ کہ علمی اصولوں کے تحت، حتیٰ کہ جو لوگ اصولِ علمیہ کو جانتے ہیں وہ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ہم نے تمام اسباب اور مسببات کو جان لیا ہے بلکہ اکثر وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ کئی اصول ان کی نظروں سے اوجھل ہیں۔

اس کائنات میں اکثر علمی پیمانے ابھی تک مجہول ہیں اور انسان علمی طور پر ان اشیاء کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ انسان یہ کر سکتا ہے کہ وہ علل و اسباب کو جانے بغیر اشیاء کا ظاہری اِدراک کرلے۔ ہر چیز کا ایک سبب ہوتا ہے اسی طرح اسباب و مسببات کا ایک سلسلہ ہوتا ہے اور یوں انسان پہلے سبب کو ہی نہیں معلوم کر سکتا، جسے تمام علتوں کی علت کہا جاتا ہے اور یہ کہہ دیتا ہے کہ یہ خدا کی قدرت و ارادہ ہے۔ بہر صورت تاریخ میں کئی ایسی شخصیات ہو گزری ہیں جن کی عمریں سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تھیں اس لیے امام مہدی علیہ السلام کے طویل عمر میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ یہ سب خدا کے اختیار و ارادہ کے تحت ہے۔

تیرہویں فصل

امامِ زمانہؑ کا وقتِ ظہور

حکمتِ الٰہیہ کا یہ تقاضا ہے کہ امام زمانہؑ کے ظہور کا مقررہ وقت لوگوں کو معلوم نہ ہو۔ یہ ان سے پوشیدہ ہو اور انھیں صحیح طور پر معلوم نہ ہو کہ وہ کب ظاہر ہوں گے؟ باوجود اس کے کہ رسولؐ اور ائمہ اور اہلِ بیتؑ کی بہت سی احادیث میں امامِ زمانہؑ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے لیکن ظہور کے وقت کی تصریح کسی حدیث میں نہیں آئی۔ اس کے برعکس بہت سی ایسی احادیث اور روایات موجود ہیں جو شدت کے ساتھ اس شخص کی تکذیب کرتی ہیں جو ظہور کا وقت مقرر کرتا ہے اور وہ صراحتاً بتاتی ہیں کہ معصومینؑ نے اس بارے میں خبر نہیں دی ہے۔

رسولِ خدا امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے بارے میں فرماتے ہیں: ''ظہور کے بارے میں وقت (مقرر کر کے) بتانے والے جھوٹ بولیں گے''۔ جنابِ فضیلؒ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: مولا! کیا اس امر (ظہور) کا کوئی وقت (مقرر) ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ''وقت مقرر کر کے بتانے والے جھوٹے ہیں، وقت مقرر کر کے بتانے والے جھوٹے ہیں (ظہور کا) وقت مقرر کر کے بتانے والے جھوٹے ہیں''۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: ''ظہور کا وقت مقرر کرنے والے جھوٹ بولتے ہیں۔ نہ ہم نے پہلے وقت مقرر کیا اور نہ ہی بعد میں مقرر کریں گے''۔

آپؑ نے فرمایا: ''وقت بتانے والے جھوٹے ہیں، جلدی کرنے والے ہلاک ہو گئے ہیں اور ماننے والے نجات پا گئے ہیں''۔

یہاں وقت مقرر نہ کرنے سے مراد ماہ و سال کی نسبت سے حد بندی نہ کرنا ہے، کیونکہ

وہ علامات کہ جو ظہور کے لیے حتمی شمار کی جاتی ہیں وہ ظہورِ امامؑ کو اسی سال میں ان علامات سے مقرون و متصل بتاتی ہیں۔ بہرصورت ہم امامؑ کے ظہور کو مخفی رکھنے کی حکمت کو نہیں جان سکتے۔

شاید اس مخفی راز میں حکمت یہ ہو کہ مومنین سال ہا سال امام مہدی علیہ السلام کا انتظار کرتے رہیں اور انھیں اس انتظار کا ثواب ملتا رہے۔ پس غیبتِ صغریٰ سے لے کر آج تک امام مہدی علیہ السلام کے انتظار میں مدتیں بیت چکی ہیں۔ اگر امام مہدی علیہ السلام کا ظہور معین ہوتا تو اُمیدیں مایوسی میں بدل جاتیں اور لاکھوں لوگ اس انتظار کے ثواب سے محروم رہ جاتے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے: "میری اُمت کا افضل عمل کشائش (ظہورِ مہدیؑ) کا انتظار ہے"۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے: "ہمارے امر کا انتظار کرنے والا ایسا ہے جیسا راہِ خدا میں جان کی بازی لگانے والا"۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص اس امر کے انتظار میں مرجائے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ وہ حضرت قائمؑ کے ساتھ ان کے خیمہ میں ہو...... نہیں بلکہ وہ ایسا ہے کہ جیسے رسولِ خدا کے سامنے تلوار لے کر وہ جہاد کر رہا ہو"۔

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے انتظار کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انتظار کرنے والے کا یہ عمل خدا، رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے کلام کی تصدیق شمار ہوتا ہے اور یہ تصدیق ایمان کے مراتب میں ایک مرتبہ ہے اور تسلیم و اطاعت کے مدارج میں سے ایک درجہ ہے۔

یہاں اس موضوع میں ایک دوسری حکمت یہ ہے کہ خدا اس کے ذریعے مومنین کی آزمائش کرے کہ کیا وہ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں خدا اور رسولؐ کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں؟ لہٰذا جوں جوں مدت طویل ہوتی ہے انتظار بھی طویل ہوتا جاتا ہے۔ مگر منافقین، عقائدِ مقدسہ کے برعکس یہاں طنز و مزاح کا موقع حاصل کر لیتے ہیں۔ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویہؐ کو دیوار پر دے مارتے ہیں اور ہر زمان و مکان میں اہلِ باطل کی یہی روش ہوتی ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے بارے میں فرماتے ہیں: "یہ ایک آزمائش ہے اور خدا اس کے ذریعے اپنی مخلوق کی آزمائش کرے گا"۔

امتحان کا مطلب یہ نہیں کہ خدا بغیر امتحان کے لوگوں کی حقیقت اور ان کے دلوں میں

پوشیدہ رازوں کو نہیں جان سکتا۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ خدا ہر چیز کو جانتا ہے، دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے جیسا کہ خداوند متعال نے سورۂ عنکبوت کی ابتدا میں فرمایا ہے:

"کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں صرف اس پر چھوڑ دیا جائے گا کہ جب وہ کہیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی اور بالتحقیق ہم نے ان سے پہلے والے لوگوں کو آزمایا تو ضرور ان لوگوں کو ظاہر کردے گا جو سچے ہیں اور انھیں بھی کہ جو جھوٹے ہیں"۔

□ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ امتحان پھر ہوتا کس لیے ہے؟

□ جواب یہ ہے کہ خدا چند وجوہات کی بنا پر لوگوں کا امتحان لیتا ہے۔ ان میں سے ایک تو لوگوں پر حجت تمام کرنا ہے، تاکہ قیامت کے دن لوگوں کا کوئی عذر باقی نہ رہے اور دوسرا یہ کہ امتحان میں مومن کامیاب ہوجائے اور اس امتحان کی وجہ سے اجروثواب کا مستحق ہوجائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: "زمانہ غیبت میں انسان کو یہ دعائے غریق پڑھنی چاہیے:

يَا اللهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ

"اے اللہ! اے رحمٰن! اے رحیم! اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ"۔ (آمین!)

یہ دُعا بھی امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور امام علیہ السلام نے اسے پڑھنے کا بھی حکم دیا ہے:

اللهم عرفني نفسك، فانك ان لم تعرفني نفسك لم اعرف نبيك، اللهم عرفني رسولك، فانك ان لم تعرفني رسولك لم اعرف حجتك، اللهم عرفني حجتك فانك ان لم تعرفني حجتك ضللت عن ديني

اس کے علاوہ اور بھی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں جو ظہور کا وقت بالضبط (باقاعدہ) مخفی ہونے کے بارے میں موجود ہیں، جنھیں ہم نہیں سمجھ سکتے۔

یہاں ہم اپنے قارئین کے سامنے وہ احادیث پیش کرتے ہیں کہ جن میں وقتِ ظہور کے بارے میں اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ہمارے قائمؑ جمعہ کے دن خروج فرمائیں گے"۔ نیز آپؑ نے فرمایا: "ہمارا قائمؑ طاق عدد والے سال میں خروج کرے گا یعنی یا تو وہ پہلا سال ہوگا یا تیسرا یا پانچواں یا ساتوں یا نواں"۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ہی سے روایت ہے: "ایک مہینے کی تیسویں تاریخ کو قائمؑ کے نام کی ندا دی جائے گی اور وہ دس محرم کو قیام (کی ابتداء) کریں گے یہ وہی دن ہے کہ جس دن امام حسینؑ بن علیؑ شہید کیے گئے تھے"۔

ان احادیث سے پتا چلتا ہے امام مہدی علیہ السلام قیام سے کچھ عرصہ پہلے ظہور فرمائیں گے۔ شاید ان کا ظہور رجب یا رمضان کے مہینے میں ہوگا اور وہ شوال، ذی القعدہ، ذوالحجہ اور محرم کے دن (تدابیر امیر) گزاریں گے اور مناسب وقت کا انتظار کریں گے کہ خدا انھیں حملۂ تطہیر کی اجازت دے، ظلم و جور ختم کرنے اور زمین میں عدل و انصاف پھیلانے کا حکم صادر کرے۔ اس کی تفصیل آئندہ بیان کریں گے۔

اس بارے میں نجومیوں، اہلِ رمل و جفر و مکاشفات اور کاہنوں کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ خواہ جو بھی ہو، ہم نے اس کائنات کے بارے میں بہت سے ایسے لوگوں کی پیش گوئیاں پڑھیں اور سنیں لیکن ان میں سے اکثر جھوٹ ثابت ہوئیں۔

ہاں یہ ممکن ہے حتمی علامات ظاہر ہونے کے بعد ہم جان لیں کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور قریب ہے اور آنے والی فصل میں ہم ان حتمی علامات سے بحث کریں گے ان شاء اللہ!

چودہویں فصل

حضرت امام مہدیؑ کے اَوصاف و علامات

متعدد احادیث مبارکہ میں امام مہدی علیہ السلام کی نشانیاں اور اَوصاف مذکور ہیں اور یہ بہت ہی ضروری تھا تا کہ حق کو باطل سے تمیز کیا جا سکے اور یہ نشانیاں ہر اس شخص کے دعویٰ کو باطل کردیں جو ایسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے کہ جس کا وہ اہل نہیں۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں وہ علامات ذکر کریں جو احادیث شریفہ میں مذکور ہیں اور کسی اور میں وہ علامات جمع نہیں ہوسکتیں۔ پس کچھ علامتیں ان کے ظہور سے پہلے کی ہیں، کچھ ظہور کے بعد کی ہیں، کچھ ان کے قیامِ حکومت و ایامِ حکومت کی ہیں، کچھ ان کی فتوحات کی ہیں اور کچھ ان کے زمین کو ظلم و زیادتی سے پاک کر عدل و انصاف سے بھر دینے کی ہیں اور یہ سب امام مہدیؑ کے برحق ہونے اور ان کی شخصیت کے معین ہونے کی دلیل ہیں۔

یہ کہنا صحیح ہے کہ جو احادیث امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں موجود ہیں ان میں سے اکثر آپؑ کی شخصیت کو معین کرتی ہیں، جیسا کہ وہ احادیث جو آپؑ کے نسب کی وضاحت کرتی ہیں کہ وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں، وہ زمین کو عدل و انصاف سے پُر کردیں گے۔ وہ ساری زمین پر حکومت فرمائیں گے، زمین پر اسلام کے علاوہ کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔ اور دیگر علامات کہ جو ابھی تک پوری نہیں ہوئیں اور نہ کسی مہدی ہونے کے دعویدار میں موجود ہیں۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ان اَوصاف اور علامات کے ذکر کرنے کی وجہ کیا تھی؟ تو اس کا جواب ہم یوں دیں گے:

اوّلاً تو ان علامات کا امام مہدی علیہ السلام پر صادق آنا، وقتِ ظہور ہر قسم کے شک و شبہ کو

دُور کر دے گا۔ لوگ مکمل یقین کے ساتھ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خبر سنیں گے۔ ان علامات کی موجودگی میں شک کرنے والوں یا لوگوں کو شک میں ڈالنے والوں کے لیے کوئی عذر نہ رہے گا اور حجتِ قطعیہ انھیں لازم ہوجائے گی جو ان کے گلے پڑ جائے گی اور شک و اعتراض کے دروازے ان پر بند کر دے گی۔

ثانیاً، یہ کہ خداوند متعال جانتا ہے کہ بہت سے گمراہ اور شیطان کے پیرو، جھوٹ اور دھوکے سے مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کریں گے اسی لیے خدا نے امام مہدی علیہ السلام اور ان کے ظہور کے قطعی علامات بیان کی ہیں تاکہ لوگ گمراہوں کی چالوں میں نہ آئیں اور ان کے تمام باطل اور جھوٹے دعوے بے سود ہوکر ان کی رُسوائی کا سبب بن جائیں۔ جب ہم تاریخ اسلامی کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں گمراہوں اور اہلِ باطل کی کافی تعداد دکھائی دیتی ہے جنھوں نے امام مہدی علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا لیکن ان میں یہ صفات و علامات موجود نہ تھیں۔ ان میں سے بعض کے قیام کا دائرہ محدود تھا۔ کچھ کی مدت کم تھی، کچھ میں شرائط نام کو نہ تھے اور وہ اپنے گاؤں میں انصاف قائم نہ کر سکے تو پوری زمین میں انصاف کی حکومت قائم کرنا تو بہت ہی مشکل کام ہے۔

ان میں سے بہت سے لوگوں کو اپنے دعوے میں ناکام ہونا پڑا اور چند ایک کمزور لوگوں نے ان کی پیروی کی تو انھیں یا تو بھاگ کر جان بچانا پڑی یا اپنے دعوے سے باز آ گئے۔ اپنے مریدوں کو بُری عادتیں ڈال دیں تو لوگوں نے ان پر لعنت کی اور ان کا مذاق اُڑایا۔

ہم آنے والی فصل میں بعض جھوٹ مہدی ہونے کے دعویداروں کے نام اور ان کے انحرافات بیان کریں گے۔ اب ہم ذیل میں احادیث پیش کرنے چلے ہیں جن میں امام مہدی علیہ السلام کے اَوصاف و علامات کا ذکر ہے۔

① رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مہدیؑ میرے بیٹوں میں سے (ایک بیٹا) ہے (وقتِ ظہور وہ ایسا نظر آئے گا گویا) وہ چالیس سال کا جوان ہے۔ اس کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کے مانند ہے۔ اس کے دائیں رخسار پر سیاہ تل ہے۔ اس نے دو سفید (قطوانی) عبائیں پہنی ہوئی ہیں، وہ (قدوقامت) میں بنی اسرائیل کے

مردوں کی طرح (لمبے قد) والا ہے۔ وہ بیس سال حکومت کرے گا، خزانوں کو باہر نکالے گا اور اہلِ شرک کے شہروں کو فتح کرے گا"۔

② رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مہدیؑ خروج کریں گے اور ان کے سر پر ایک بادل ہوگا اس میں ایک ندا دینے والا ندا دے گا: یہ مہدیؑ خدا کا خلیفہ ہے۔ اس کی پیروی کرو اور یہ بھی رسولؐ نے فرمایا: مہدیؑ مجھ سے ہے، اس کی پیشانی چوڑی ہوگی اور اس کی ناک لمبی اور درمیان سے اُٹھی ہوئی (ستواں) ہوگی"۔

③ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مہدیؑ میرے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے۔ اس کا چہرہ چمکتے چاند کی طرح ہے۔ اس کا رنگ عربی ہے (یعنی ایسا ہے جیسا اہلِ عرب کا رنگ ہوتا ہے) اس کا قد اسرائیلی (مردوں کی طرح) ہے اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی"۔

④ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں: "مہدیؑ میری اولاد میں سے ہے۔ وہ رُکن و مقام کے درمیان ظاہر ہوگا، وہ حضرت ابراہیمؑ کی قمیص، حضرت اسماعیلؑ کا حلّہ اور حضرت شیث کی جوتی پہنے ہوئے ہوگا، اور اس پر دلیلِ نبیؐ کا یہ فرمان ہے: عیسیٰؑ ابن مریمؑ آسمان سے اتر کر (امام) مہدیؑ کے ساتھ ہوں گے"۔

⑤ حضرت امیر المومنینؑ خطبۃ البیان میں فرماتے ہیں: "وہ چاند جیسا چہرہ رکھتا ہے۔ اس کی پیشانی روشن اور چمک دار ہے۔ وہ نشانیوں والا اور خوبیوں والا ہوگا۔ وہ بغیر سیکھے عالم ہے اور وہ کائنات کے بارے میں خبر ملنے سے پہلے خبر دینے والا ہے۔ آگاہ رہو! اور بے شک (امام) مہدیؑ اس سے قصاص لے گا کہ جو ہمارے حق کو نہ پہچانتا ہوگا، وہ حق کے ساتھ گواہ ہے، وہ مخلوقِ خدا پر خدا کا خلیفہ ہے۔ وہ اپنے نانا رسول اللہؐ کا ہم نام ہے۔ حسنؑ بن علیؑ (العسکری) کا بیٹا ہے، اولادِ فاطمہؑ سے ہے اور میرے بیٹے حسینؑ کی نسل سے ہے"۔

⑥ امام علیؑ بن الحسینؑ نے فرمایا: "جب مہدیؑ قیام کرے گا تو لوگ اس کا انکار کریں گے، کیونکہ وہ ان کی طرف جوان ہو کر آئے گا اور لوگ اُسے بوڑھا بزرگ سمجھتے ہوں گے"۔

۷ ہروی سے روایت ہے: وہ کہتا ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے پوچھا: ''جب آپ کا قائمؑ خروج کرے گا تو اس کی کیا نشانیاں ہوں گی؟''

امام علی رضاؑ نے فرمایا: ''اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ عمر کے لحاظ سے بوڑھا ہوگا اور دیکھنے میں جوان نظر آئے گا حتیٰ کہ اسے دیکھنے والا شخص چالیس سال یا اس سے کم سال کا خیال کرے گا اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ شب و روز کے گزرنے سے وہ تاحیات بوڑھا نہیں ہوگا''۔

پندرہویں فصل

حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کی علامتیں

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامات کے بارے میں جو کچھ احادیث میں مروی ہے ہم اسے تین قسموں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

① پہلی قسم

اس قسم میں وہ علامتیں شامل ہیں جو اس زمانے میں انحرافات کے پھیل جانے کو بیان کرتی ہیں کہ جن میں انسانی معاشرہ مبتلا ہوگا اور یہ علامات امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ متصل نہیں ہوں گی بلکہ ممکن ہے کہ یہ امامؑ کے ظہور سے دسیوں سال پہلے رُونما ہوں۔

② دوسری قسم

اس قسم میں وہ علامتیں شامل ہیں جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے چند سال پہلے رُونما ہوں گی، لیکن ان علامات کے ظاہر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ امامؑ کا ظہور اسی سال میں ہوگا بلکہ اس قسم کی علامات کو فتن و ملاحم کے باب میں شمار کیا جاتا ہے کہ یہ ان احادیث کے صادر ہونے کے بعد والی صدیوں میں واقع ہوتی ہیں۔

③ تیسری قسم

یہ وہ علامتیں ہیں کہ جو اس سال ظاہر ہوں گی جس سال امامِ زمانہؑ کا ظہور ہوگا یا اس سے پہلے والے سال میں ظاہر ہوں گی۔ اس قسم کی علامتوں کی آگے مزید دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم میں وہ علامتیں شامل ہیں جو حتمی نہیں ہیں یعنی ممکن ہے کہ وہ ظاہر ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ظاہر نہ ہوں۔

دوسری قسم میں وہ علامتیں ہیں جو حتمی طور پر ظاہر ہوں گی اور ان میں کسی قسم کے شک وتردید کی گنجائش نہیں ہے۔

ان علامات میں سے بعض علامات کا مطلب ظاہر اور بعض کا مجمل اور مبہم ہے۔ مجھ سے پہلے بہت سے علما نے ان احادیث کو وضاحت سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے بالخصوص میرے ہم عصر لکھنے والوں نے ان احادیث کی تفسیر وتاویل اپنی خاص آرا اور شخصی نظریات کے حساب سے کی ہے۔ اور میرے خیال کے مطابق وہ اپنی ان آرا کو علمی اور تاریخی طور پر ثابت نہیں کرسکے۔ اسی لیے میں ان احادیث کی تاویل میں نہیں پڑتا۔ ان اُمور کی حقیقت کو خدا، رسولؐ اور اہلِ بیتؑ ہی بہتر طور پر جانتے ہیں، مثلاً: ان علامات کے ضمن میں شیخ مفیدؒ نے "الارشاد" میں ذکر کیا ہے:...... اور ترک جزیرہ کی طرف آجائیں گے اور رومی رملہ کی طرف آجائیں گے)۔ اب اس حدیث کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ ترک تو اس وقت ایران، شمالی عراق، ترکیا اور روس وغیرہ میں موجود ہیں تو یہاں ترک سے کیا مراد ہے؟ اور جزائر بھی بہت سے ہیں تو یہاں کون سا جزیرہ مراد ہے؟ کہ جس کی طرف ترک آئیں گے؟ اور وہ کہاں ہے؟

اور رومیوں میں اکثر یورپی ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ یورپ بہت سی حکومتوں پر مشتمل خطہ ہے اور وہ سب رومی ہیں۔ تو یہاں روم سے ایک کیا مراد ہے؟ کیا ممکن ہے کہ اس سے مراد اسرائیل ہو؟! اور ممکن ہے کہ اس سے مراد امریکا ہو کیونکہ اکثر امریکی یورپی علاقوں سے ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں؟؟

اسی طرح بہت سی روایات میں کلمہ (مشرق) یا (مغرب) کا ذکر ہے تو ان روایات میں مشرق ومغرب سے کیا مراد ہے؟ مشرقِ بعید یا مشرقِ وسطیٰ؟ اور مغربِ بعید یا وہ عربی مغرب کہ جو لیبیا، تیونس، الجزائر وغیرہ پر مشتمل ہے۔ بہرحال ہم ان احادیث کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتے تو ہم ان علامات کو ذکر کر دیتے ہیں اور ان کی تفسیر مستقبل پر چھوڑتے ہیں۔

پہلی قسم: عمومی علامات

اس قسم کی علامات بہت زیادہ ہیں۔ ہم ان میں سے صرف ایک حدیث اور اس کے کلمات کی تشریح پیش کرتے ہیں:

نزال بن سبرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دن امیر المومنین حضرتؑ علی ابن ابی طالبؑ نے ہم سے خطاب فرمایا: آپؑ نے پہلے خدا کی حمد وثنا کی اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود پڑھا، پھر فرمایا:

سَلُوْنِیْ ﴿اَیُّهَا النَّاسُ﴾ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ

"اے لوگو! مجھ سے پوچھو، قبل اس کے کہ تم مجھے نہ پاسکو"۔

اور یہ کلمہ امام علیہ السلام نے تین بار کہا تو صعصعہ بن صوحان نے کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! دجال کب نکلے گا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، خدا نے تمھارا کلام سن لیا اور تمھارے ارادے کو جان لیا...... یہاں تک کہ یہ فرمایا: لیکن اس کی کچھ علامات اور صورتیں ہیں جو ایک ایک کر کے ظاہر ہوں گی۔ جس طرح ایک قدم دوسرے قدم کے پیچھے آتا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو میں تمھیں بتائے دیتا ہوں۔

صعصعہ نے کہا: جی بتائیں، اے امیر المومنینؑ!

امام علیہ السلام نے فرمایا: "یاد رکھو! نشانی یہ ہے کہ جب لوگ نماز کو کھو دیں گے، امانت ضائع کریں گے، جھوٹ کو حلال سمجھیں گے، سود کھائیں گے، رشوت لیں گے، دین کو دنیا کے بدلے بیچ دیں گے، بے وقوفوں سے کام لیں گے، رشتوں کو توڑیں گے، خواہشات کی پیروی کریں گے اور خون بہانے کو (بے گناہ قتل کرنے کو) معمولی بات سمجھیں گے۔ اس وقت صبر کو کمزوری سمجھا جائے گا، ظلم کو قابلِ فخر سمجھا جائے گا، حکمران فاجر و بدکار ہوں گے، وزرا ظالم ہوں گے، شہر کے داروغے خیانت کار ہوں گے، قاری فاسق ہوں گے، جھوٹی گواہیاں پیش کی جائیں گی۔ بدکاری، بہتان طرازی، گناہ اور سرکشی علانیہ طور پر کی جائے گی۔

قرآنِ مجید کے نسخوں کی سونے سے آرائش کی جائے گی اور مساجد کو (بھی) سونے

سے سجایا جائے گا، ان کے مینار بلند کیے جائیں گے، بڑے لوگوں کو عزت دی جائے گی (مساجد میں) صفیں بھری ہوں گی اور خواہشات مختلف ہوں گی، وعدے توڑ دیے جائیں گے، وعدے کا وقت (ظہورِ امامؑ) قریب ہوجائے گا۔ دنیا کی حرص میں عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ مل کر تجارت کریں گی، فاسقوں کی آوازیں بلند ہوں گی اور ان کی باتیں سنی جائیں گی، گھٹیا ترین شخص لوگوں کا سردار ہوگا۔ فاجر کے شر سے بچنے کے لیے لوگ اس سے ڈریں گے، جھوٹے کو سچا مانا جائے گا، خیانت کار کو امین بنایا جائے گا، گانے بجانے والیاں (والے) اور آلات لہو ولعب لیے جائیں گے۔ اس اُمت کے بعد میں آنے والے پہلے آنے والوں پر لعنت کریں گے۔ عورتیں گھوڑوں کی زین پر سواری کریں گی، عورتیں مردوں کے مشابہ ہوں گی اور مرد عورتوں کے، عدالت میں لوگ بن مانگے گواہی دیں گے اور کچھ لوگ اپنے دوستوں کے حق میں گواہی دیں گے اور حق وصداقت کی رعایت نہ کریں گے۔ لوگ دینی غرض سے علم حاصل نہیں کریں گے۔ دنیا کے کام کو آخرت پر ترجیح دیں گے۔ بھیڑیوں کے دلوں پر بھیڑوں کی کھال چڑھا دیں گے۔ (یعنی لوگ بزدل ہوجائیں گے) اور ان کے دل مُردار سے زیادہ بدبودار اور صبر سے زیادہ تلخ ہوجائیں گے تو اس وقت سبقت کرنا، سبقت کرنا، جلدی کرنا، جلدی کرنا"۔

اب ہم اس حدیث کے بعض کلمات کی تشریح کرتے ہیں۔ یہ حدیث شریف اسلامی معاشرے کے بعض مفاسد، مفاہیم کی تبدیلی، معیار کے بدل جانے، عقائدی کمزوریوں، اسلامی قوانین کے عدم لحاظ، گھٹیا چیزوں کے اہتمام، منحرفین کی حکومت اور بغیر کسی خوف کے منکرات کے پھیل جانے سے خوبیوں کے ختم ہونے کا بتاتی ہے۔ نماز جو کہ دین کا ستون ہے، اپنا جوہر کھودے گی، امانتیں ضائع کی جائیں گی، ناجائز جھوٹ حلال سمجھا جائے گا، سود کو جائز سمجھا جائے گا، نااہل لوگ کرسیٔ خلافت پر بیٹھ جائیں گے، دوستوں اور رشتہ داروں کے درمیان محبت کے تعلقات ختم ہوجائیں گے، نیک لوگوں کا خون بہانا معمولی سمجھا جائے گا، ظالم اپنے ظلم پر فخر کرے گا، حاکموں میں برائیاں اور وزیروں میں زیادتیاں پھیل جائیں گی، لوگوں کو امن فراہم کرنے کے ذمہ دار شہر کے داروغے خیانت کریں گے۔ قرآن کے پڑھنے

والے (قاری اور خطیب) فسق و گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ قرآن کا احترام عمدہ طباعت اور رنگ، رنگ کے غلاف سمجھے جائیں گے، نہ اس کی تلاوت کی جائے گی اور نہ اس پر عمل کیا جائے گا (مساجد میں) صفیں نمازیوں سے بھری ہوں گی لیکن ان کے دل ایک دوسرے سے نفرت کریں گے، یعنی ان کے جسم تو ایک دوسرے کے قریب ہوں گے لیکن دل ایک دوسرے سے دُور ہوں گے، عورتیں اور بچے مال کے لالچ میں دکانوں اور بازاروں میں آ جائیں گے، فاسقوں کی آوازیں بلند ہوں گی، آلاتِ موسیقی سے دُور دُور تک پہنچائے جائیں گے اور لوگ ان کی (پیدا کردہ) آوازوں کو دل و جان سے سنیں گے اور وحی سمجھیں گے۔ اس وقت گھٹیا اور پست لوگوں کی حکمرانی ہوگی کہ جو کسی قسم کی اَقدار اور شرف کا لحاظ نہیں رکھیں گے اور لوگ فاجروں کے شر سے بچنے کے لیے ان کے ساتھ مدارت کے ساتھ پیش آئیں گے۔ ناچنے، گانے اور رقص کرنے والیوں کی آوازیں موسیقی کے آلات کے ساتھ اکثر گھروں سے بلند ہوں گی۔ یہ آوازیں خشکی میں، پانی میں، سڑکوں پر اور بازاروں پر حتیٰ کہ صحراؤں میں بھی نقلی وسائل کے ذریعے سنائی دیں گی اور یہ سب کچھ ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر جیسے آلات کے ذریعے ہوگا۔

اور عورتوں کا سائیکلوں، موٹر سائیکلوں، گھوڑوں اور خچروں وغیرہ پر سوار ہونا، جنسِ مخالف کے جذبات کو اُبھارتا ہے کیونکہ عورتوں کے اس عمل میں ایک شدید قسم کی حرکت ہوتی ہے۔ بہرحال گاڑیوں، مثلاً کاروں اور ان جیسی چیزوں پر سوار ہونے میں یہ تاثیر نہیں ہوتی۔ مگر عورتوں کا مردوں جیسا بننا جدید دور کی ایک اہم ضرورت بن گیا ہے۔ عورتیں مردوں کا لباس پہنتی ہیں اور سر کے بال وغیرہ کٹواتی ہیں۔ ان صورتوں میں عورت مرد میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر عورتوں کا دفاتر میں کام کرنا، محلات میں ملازمت کرنا اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں مردوں کے ساتھ ہونا جائز ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ مرد، عورتوں کے مشابہ ہوں گے تو اس سے مراد واضح ہے کہ آپ ہر جگہ دیکھیں گے کہ مرد رنگ دار قمیص، تنگ پتلون، گردن میں سونے کی زنجیر (Chain) ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں۔ داڑھی، مونچھیں اور ابرو کاٹتے ہیں، چہرے کی تراوت اور خوب صورتی کے لیے طرح طرح کی کریمیں

وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ گویا وہ لوگوں کی توجہ اپنی جانب کھینچنا چاہتے ہیں اور شاید یہ ان کی ثقافت کا حصّہ ہے کہ عورتیں، مردوں کا رُوپ دھاریں گی اور مرد عورتوں والی شکل بنائیں گے۔

عدالت میں لوگ بغیر مانگے گواہی دیں گے اور کچھ لوگ اپنے دوست اور پیارے کے حق میں گواہی دیں گے لیکن حق کی رعایت نہ رکھیں گے اور عدالت میں قاضی یا وکیل کو دی جانے والی رشوت کے بارے میں کوئی نہیں پوچھے گا اور یہ حالات سب پر عیاں ہیں۔

دینی غرض کے بغیر علم حاصل کرنا تو آج کل کا رواج بن گیا ہے۔ بعض لوگ دنیاوی غرض سے دینی علوم سیکھتے ہیں تا کہ وہ قاضی بن جائیں اور ان کی زندگی آسانی سے گزر جائے، حالانکہ انھیں دینی اُمور کی پروا نہیں ہوتی۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نیکی اور تقویٰ ظاہر کرتے ہیں لیکن دلوں میں شیطان چھپائے پھرتے ہیں۔ ان کی نیتیں بری اور ضمیر آلودہ ہوتے ہیں۔ جب وہ موقع پاتے ہیں تو بالکل عقل وشعور، دین و دیانت اور انسانیت کا لحاظ نہیں کرتے اور بھیڑیے کی طرح ناحق ظلم وزیادتی کرتے ہیں۔

دوسری قسم: زمانۂ ظہور سے قریبی علامات

اس قسم میں وہ علامات ہیں کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے زمانے کے قریب ظاہر ہوں گی، یہ بہت زیادہ ہیں۔ شیخ مفیدؒ نے اپنی کتاب الارشاد میں یہ علامات ان احادیث سے اخذ کر کے درج کی ہیں جو ان کے نزدیک صحیح ہیں۔ شیخ مفیدؒ نے ظہور سے قریبی زمانے اور ظہور والے زمانے کی علامات درج کی ہیں۔ ہم ذیل میں ان کا کلام پیش کرتے ہیں اور بعد میں چند کلمات کی تشریح کریں گے۔

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ قیامت سے متعلق امامِ زمانہؑ کے ظہور کی علامات یہ ہیں:

سُفیانی کا خروج، سید حسنی کا قتل ہونا، بنی عباس کا دنیاوی حکومت کے بارے میں اختلاف کرنا، پندرہ رمضان کو سورج گرہن لگنا اور اسی رمضان کے آخر میں خلافِ عادت چاند گرہن لگنا، بیداء میں زمین کا دھنس جانا، مشرق ومغرب میں زمین کا دھنسنا، زوال کے

وقت سے عصر تک سورج کا رُک جانا، سورج کا مغرب سے نکلنا، نفسِ زکیہ کا ستر نیک لوگوں سمیت سرزمینِ کوفہ کی پشت پر قتل کیا جانا، رکن و مقام کے درمیان ایک ہاشمی (آلِ رسولؐ کے کسی فرد) کو ذبح کیا جانا، مسجد کوفہ کی دیوار کا گرنا، خراسان کی طرف سے کالے رنگ کے جھنڈوں کا آگے بڑھنا، یمانی کا خروج، مغربی کا مصر میں ظاہر ہونا اور شامات پر حکمرانی کرنا، جزیرہ میں ترکوں کا آنا اور رملہ میں رومیوں کا آنا، ایسے ستارے کا طلوع ہونا، جو چاند کی طرح چمکے گا، پھر وہ ٹیڑھا ہوجائے گا حتیٰ کہ اس کے دونوں کنارے ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کے قریب ہوجائیں گے۔ آسمان پر ایک سرخی ظاہر ہوگی کہ جو اطراف میں پھیل جائے گی۔ مشرق کے طولانی حصے پر ایک آگ ظاہر ہوگی اور وہ تین یا سات دن فضا میں باقی رہے گی۔ عرب اپنی مہاریں اُتار دیں گے، شہروں پر حکومت کریں گے اور وہ عجمی بادشاہ کے تسلط سے نکل جائیں گے۔ اہلِ مصر اپنے امیر کو قتل کردیں گے، شام کے حالات خراب ہوجائیں گے اور وہ تین مختلف جھنڈوں کے نیچے جمع ہوجائیں گے۔ قبیلہ کندہ کے جھنڈے خراسان کا رُخ کریں گے، مغرب کی طرف سے گھوڑے نجف کی حدود میں داخل ہوں گے اور حیرہ کے صحن میں باندھے جائیں گے، مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے حیرہ کی جانب بڑھیں گے، دریائے فرات کا پانی زیادہ ہوکر کوفہ کی گلیوں میں آجائے گا، ساٹھ جھوٹے افراد نکلیں گے اور نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ آلِ ابوطالبؑ سے بارہ افراد خروج کریں گے اور وہ سب امام ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ بنی عباس کے گروہ سے بزرگ شخص مقام جلولا اور خانقین کے درمیان جلا دیا جائے گا۔ بغداد شہر میں محلہ کرخ کے نزدیک ایک پُل باندھا جائے گا وہاں دن کے شروع میں سیاہ آندھی چلے گی، زلزلہ آئے گا اور بغداد کا بہت سا حصہ اس زلزلے کی زد میں آجائے گا۔ یوں خوف و ہراس پورے عراق اور بغداد کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ وہاں اچانک اموات واقع ہوں گی، مال و جان اور پھلوں میں کمی واقع ہوگی، بے وقت ٹڈی دل ظاہر ہوں گے جو زراعت اور غلہ تباہ کردیں گے اور جب لوگ زراعت کریں گے تو پیداوار بہت کم ہوگی۔ عجم (ایران) کے دو گروہ آپس میں اختلاف کریں گے اور ان کے درمیان لڑائی جھگڑے میں کافی خون بہے گا۔ غلام اپنے آقاؤں کی اطاعت سے نکل جائیں گے اور

اپنے سرداروں کو قتل کردیں گے۔ اہل بدعت کا ایک گروہ مسخ کر کے بندر اور خنزیر کی شکل میں بدل دیے جائیں گے، غلام اپنے آقاؤں کے شہروں پر قبضہ کرلیں گے۔ آسمان سے ایک آواز آئے گی جسے سب لوگ سنیں گے اور ہر زبان والا اپنی زبان میں سنے گا۔ سورج میں ایک سینہ اور چہرہ آسمان میں سے لوگوں کے لیے ظاہر ہوں گے۔ مُردے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور دنیا کی طرف پلٹ آئیں گے اور وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے، پھر ان کا خاتمہ چوبیس مسلسل بارشوں سے ہوگا تو ان بارشوں سے مُردہ زمین زندہ ہوجائے گی اور اس کی برکتیں ظاہر ہوں گی۔ اس کے بعد امام مہدی علیہ السلام کے شیعوں میں سے حق کا عقیدہ رکھنے والوں سے ہر قسم کی مصیبت دُور ہوجائے گی۔ اس وقت انھیں پتا چل جائے گا کہ امام علیہ السلام نے مکہ میں ظہور فرمایا ہے اور وہ امام علیہ السلام کی نصرت کے لیے مکہ کا رُخ کریں گے۔

میرے علم کے مطابق شیخ مفیدؒ نے جو علامات ذکر کی ہیں ان میں سے کچھ ظاہر ہوچکی ہیں اور کچھ آئندہ ظاہر ہوں گی۔ ان میں سے بعض علامات کی وضاحت کی ضرورت ہے اور بعض کا مطلب واضح نہیں ہے۔

سُفیانی اور حسنی کے بارے میں ہم جلد ہی بیان کریں گے اور سورج گرہن، چاند گرہن اور بیداء میں زمین کا دھنسنا بھی سُفیانی کے ذکر کے ذیل میں بیان ہوگا اور اسی طرح نفسِ زکیہ اور ایک ہاشمی مرد کے بارے میں بتائیں گے۔

بہرحال بنی عباس کا حکومت میں اختلاف کرنا، اس سے مراد یہ ہے کہ عرب ممالک میں بعض حکمران سلسلۂ نسب میں عباسیوں سے تعلق رکھتے ہوں گے لیکن اس حوالے سے مشہور نہ ہوں گے۔ مگر سورج کا ایک جگہ پر رُک جانا یا اس کا مغرب سے طلوع ہونا اس بارے میں اَب تک تو کوئی اطلاع سامنے نہیں آئی مگر ہم کہتے ہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور ان معاملات میں ہمیں جدید علوم کی تصدیق کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور خراسان کی طرف سے کالے جھنڈے بلند ہونے سے مراد واقعہ تاتار اور عباسیوں کی حکومت کا ختم ہونا ہے؟ اگر ایسا ہے تو یہ تو کئی سو سال پہلے واقع ہوچکا ہے) یا یہ مستقبل

میں رُونما ہونے والے کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ خراسان ایک جگہ کا نام ہے کہ جس میں افغانستان اور روس کا کچھ حصّہ شامل ہے اور مزید یہ کہ یہ علاقہ مشہد امام رضاؑ اور اس کے گردونواح پر مشتمل ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ زمانہ اس جگہ اور ان شہروں کے لیے کیا کیا سوچ رہا ہے۔

یمانی کا خروج اور مغربی کے مصر میں ظاہر ہونے کے بارے میں اتنا کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ میں مصریوں کی شام پر تین مرتبہ چڑھائی کا ذکر ہے اور ممکن ہے کہ مستقبل میں ایسا پھر ہو (موجودہ حالات بھی سامنے رہیں)۔

آسمان میں سرخی ظاہر ہونے سے مراد یہ ہوسکتا ہے کہ یہ سرخی سورج کی شعاعوں سے منعکس ہوکر اُفق یا پوری فضا میں پھیل جائے اور اسے اہلِ زمین پر خدا کے غضب کی نشانی سمجھا جاسکتا ہے۔ ایسا ہی منظر امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ظاہر ہوا تھا۔

اور جو آگ مشرق میں طولاً ظاہر ہوگی اور تین یا سات دن تک لگی رہے گی شاید اس سے مراد وہ خوفناک آگ ہے کہ جو بعد میں ظاہر ہوگی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض جگہوں پر پٹرول کے کنویں آگ پکڑلیں اور ساری فضا آگ اور دھوئیں سے بھر جائے جو تین یا سات دن تک نہ بجھے۔

اہلِ عرب کا اپنی مہاریں اُتار دینا، شہروں پر قبضہ کرنا اور عجمی بادشاہ کی سلطنت سے نکل جانا شاید واقع ہوچکا ہے اور ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ عجم، غیر عرب ہوتے ہیں۔ اس میں اہلِ فارس اور اہلِ ترک برابر ہیں۔

اس کے بعد سلطنتِ عثمانیہ اکثر عربی ممالک پر حکومت کرے گی جیسے عراق، اُردن، فلسطین، شام، لبنان، مصر، سوڈان، حجاز اور یمن وغیرہ۔ یہ سلطنت و حکومت ان ملکوں کے باشندوں کے ضمیر کو بیدار کرے گی اور انھیں عثمانی حکومت سے نکال دے گی۔

شام کے حالات کی خرابی اور اس میں تین جھنڈوں کے بارے میں اختلاف کو ہم عنقریب ذکر کریں گے اور قیس اور عرب کے جھنڈوں کے اہلِ مصر کی طرف آنے کی وضاحت میں آنے والا وقت ہی کرے گا۔

مغرب سے عراق میں داخل ہونے والے گھوڑوں والی نشانی میں ہم مغرب سے مراد نہیں سمجھ سکتے اور نہ ہی ہم آنے والے گھوڑوں کے بارے میں صحیح طور پر بتا سکتے ہیں اور مشرق سے حیرہ کی طرف آنے والے سیاہ پرچموں کے بارے میں بھی ہمارا یہی نظریہ ہے۔

فرات میں طغیانی سے مراد شاید اس رکاوٹ کا ختم ہو جانا ہے جو فرات کے ساحل پر ہے اور پانی کا بہہ کر کوفہ کی گلیوں میں آ جانا ہے اور یہ واقعہ گذشتہ برسوں میں کئی بار ہو چکا ہے۔ ساٹھ جھوٹے نبوت کے دعویداروں کے بارے میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اس صدی اور اس سے پہلے والی صدیوں میں کچھ تو سامنے آ چکے ہیں جیسے علی محمد الباب اور غلام احمد قادیانی وغیرہ۔

اور بنی عباس میں سے ایک بزرگ شیعہ جو جلولا اور خانقین کے درمیان جلایا جائے گا اس کی وضاحت بھی آنے والا وقت ہی کرے گا اور بغداد کے شہر کرخ میں دسیوں سال پہلے پل بن چکے ہیں اور وہاں بنائے جانے والے پلوں کی تعداد سات ہوگئی ہے۔ نیز وہاں دن کے ابتدائی حصے میں سیاہ آندھی کے اُٹھنے سے مراد یہ ہوسکتا ہے کہ شاید وہاں بڑی آگ جلنے کی وجہ سے ہو یا خدا کی طرف سے عذاب ہو۔ جیسا کہ سابقہ اُمتوں پر عذاب نازل ہوا تھا۔

اور وہ زلزلہ کہ جس کی وجہ سے بغداد کا بہت سا حصہ زمین میں دھنس جائے گا شاید اس کا اشارہ اس بمباری کی طرف ہو جو پورے بغداد کو ہلا دے گا اور اس کی بنیادیں گرا دے گا یا اس سے مراد حقیقت میں زلزلہ ہی ہے کہ جو اَب تک واقعہ نہیں ہوا اور وہ خوف کہ جو پورے عراق کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا شاید اس کا اشارہ ہمارے اس دور ۱۴۰۳ کی طرف ہو کہ ان دنوں ہر انسان خوف زدہ ہے اور یہاں اچانک اموات کا اشارہ شاید روز بروز ہونے والے حادثات کی طرف ہو کہ جن میں ایک پل میں کئی افراد لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔

اَموال میں کمی سے مراد اشتراکیت اور اس کے نتائج جیسے بھوک، تنگ دستی اور بنیادی وسائل سے محرومی ہے جیسا کہ آج کل عراق کی اور ہر اس ملک کی یہی حالت ہے جو اشتراکیت کا قائل ہے۔ جانوں میں کمی سے مراد وہ جنگیں ہیں جو ایران و عراق کے مابین جاری ہیں اور پھلوں اور زراعت سے کمی سے مراد وہ ظاہر ہونے والا نقصان ہے کہ جس نے زرعی اصلاحات کے نام پر سوڈانی ملکوں کو زمین بوس کر دیا ہے اور بے وقت ٹڈیاں ابھی تک

ظاہر ہو کر فصلات اور غلات کے درپے نہیں ہوئیں۔ شاید مستقبل میں یہ علامت ظاہر ہو۔ نیز زراعت کرنے کی صورت میں نمایاں کمی کا ظہور شاید ان حشرات کی وجہ سے ہو جو زراعت کو نقصان پہنچاتے ہیں یا ان بارشوں کی وجہ سے ہو کہ جو فصلیں برباد کر دیتی ہیں۔

عجم کا دو گروہوں میں اختلاف کرنا واضح نہیں ہے۔ اس کی حقیقت خدا ہی جانتا ہے اور غلاموں کا اپنے سرداروں کی اطاعت سے نکل جانا اور اپنے آقاؤں کو قتل کر دینا، لوگوں میں پیدا ہونے والی بغاوت کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسا کہ کسان اور مزارع اپنے ملکوں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں یا وہ کام کرنے والے ہیں کہ جو اپنے آقاؤں کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں یا وہ لشکری ہیں جو قائدین لشکر کی اطاعت سے نکل جاتے ہیں۔ ان کے احکام نافذ نہیں کرتے اور ہاتھوں میں اسلحہ لے کر اپنے امرا کی طرف جاتے ہیں اور انھیں قتل کرتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ واقعہ ہو کہ بصرہ کے انقلاب میں حبشی بادشاہ کے ساتھ پیش آیا اور آسمان سے آنے والی ندا کے بارے میں ہم عنقریب بیان کریں گے اور مردوں کا اُٹھنے سے مراد رجعت ہے اور کتاب کے آخر میں ہم اس موضوع پر تفصیلی بحث کریں گے۔ نیز لگاتار بارشوں کے بارے میں بھی ہم عنقریب بیان کریں گے۔

ان علامات کی شرح ہم نے اپنے علم کے مطابق کر دی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تمام احادیث دوسرے معنوں کی طرف اشارہ کریں کہ جو ہمارے ذہن میں نہیں۔

تیسری قسم، وہ علامات جو امام مہدیؑ کے ظہور والے سال میں ظاہر ہوں گی

اس تیسری اور آخری قسم میں وہ علامات ہیں کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور والے یا اس سے پہلے والے سال میں ظاہر ہوں گی اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میں وہ علامتیں ہیں کہ جو حتمی نہیں ہیں۔ واقع ہو بھی سکتی ہیں اور نہیں بھی، اور وہ یہ ہیں:

ہاشمی کا خروج

ہاشمی کے جھنڈے کا نکلنا امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی غیر حتمی علامت ہے۔ ہاشمی کا ذکر

بہت سی احادیث میں آیا ہے اور سب احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی ہاشم میں سے ایک مرد ہوں گے۔ رسولؐ خدا کی اولاد سے ہوں گے، جوانی کے عالم میں ہوں گے، ان کے دائیں ہتھیلی پر تل ہوگا اور وہ خراسان سے خروج کریں گے۔ احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ پہلے سُفیانی اپنا لشکر لے کر کوفہ سے خروج کرے گا۔ بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرے گا، خون بہائے گا اور عورتوں کو قید کر کے شام لے جائے گا اور اس کے بعد ہاشمی سید اپنا لشکر لے کر عراق آئے گا اور جب وہ کوفہ پہنچے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ سُفیانی ابھی ابھی کوفہ سے شام کی طرف گیا ہے اور اس کے ساتھ عورتیں بھی قید ہیں۔ اتنی دیر میں یمانی بھی اپنا لشکر لے کر کوفہ پہنچ جائے گا۔ پھر ہاشمی اور یمانی دونوں اپنے لشکروں کے ہمراہ، سُفیانی کے لشکر کی سرکوبی کے لیے خروج کریں گے اور یہ دونوں لشکر سُفیانی کے لشکر کے آمنے سامنے آجائیں گے اور ان کے درمیان خوب لڑائی ہوگی۔ آخر میں ہاشمی سید فتح حاصل کرلے گا اور سُفیانی کے لشکر پر مکمل تسلط حاصل کرلے گا۔ پھر کامیابی سے قیدیوں کو واپس کوفہ لے جائے گا۔

ہاشمی سید کے نسب میں احادیث مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ حسنیؓ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حسینیؓ ہیں لیکن قوی احتمال یہ ہے کہ وہ حسنی سادات میں سے ہیں اور یہی وہ ہاشمی ہیں کہ جنھیں بعض احادیث میں حسنی اور نفسِ زکیہ کہا گیا ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حسینی سادات میں پاک نفوس موجود نہیں ہیں اور یہ بھی مشہور ہے کہ رکن و مقام کے درمیان ذبح ہونے والا شخص (نفس زکیہ) حسنی النسب ہوگا۔

اور یہ بات ناقابلِ شک وتردید ہے کہ ہاشمی سید مذہب شیعہ سے تعلق رکھتے ہوں گے اور اس بارے میں ان کے دل میں بہت محبت ہوگی۔ ذیل میں ہم اس موضوع سے متعلقہ احادیث پیش کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم خدا کے رسولؐ کے پاس گئے تو وہ ہماری طرف خوشی خوشی آئے اور ان کے چہرے سے آسودگی کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ ہم نے ان سے جو بھی پوچھا انھوں نے بتایا اور جب ہم خاموش ہوئے تو وہ خود سے بتانا شروع ہوگئے۔ اتنے میں بنی ہاشم کے کچھ لڑکے ہمارے

قریب سے گزرے جب رسولؐ نے انھیں دیکھا تو اپنے سینے سے لگا لیا اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو ہم نے کہا: یارسولؐ اللہ! ہم آپؐ کے چہرے پر ایک چیز (پریشانی) دیکھتے رہے اور یہ ہم سے برداشت نہ ہوسکا؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: ''خدا نے ہم اہلِ بیتؑ کے لیے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا ہے اور عن قریب میرے اہلِ بیتؑ پر ظلم و زیادتیاں ہوں گی حتیٰ کہ مشرق کی طرف سے سیاہ پرچم بلند ہوں گے، وہ حق مانگیں گے مگر انھیں نہیں دیا جائے گا تو وہ جنگ کریں گے اور ان کی مدد و نصرت کی جائے گی تو تم میں سے یا تمھاری نسلوں میں سے جو بھی اس زمانے میں ہو، اسے چاہیے کہ وہ میرے اہلِ بیتؑ کی خدمت میں حاضر ہو، خواہ اسے برف پر چل کر آنا پڑے۔ بے شک یہ ہدایت کے جھنڈے ہیں اور لوگوں کو میرے اہلِ بیتؑ میں سے ایک مرد تک پہنچاتے ہیں''۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان جھنڈوں سے مراد وہ جھنڈے ہیں کہ جو ابو مسلم خراسانی کے ساتھ تھے، جب اس نے قیام کیا تھا اور بنی اُمیہ کی حکومت ختم کر کے عباسی حکومت کی ۱۵۶ ہجری میں بنیاد رکھی تھی اور صحیح یہ ہے کہ خراسان کے ان جھنڈوں کو ابو مسلم خراسانی کے جھنڈوں سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

مؤرخ ابن کثیر نے کہا: یہ جھنڈے وہ نہیں ہیں جو ابو مسلم خراسانی نے بلند کیے تھے بلکہ یہ اور جھنڈے ہیں جو امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہ آئیں گے۔

ابو طفیل سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''جب تم خراسان سے آنے والے جھنڈوں کے بارے میں سنو تو اگرچہ تمھیں کسی صندوق میں بند کر کے تالا لگا دیا گیا ہو تو تم اس تالے اور صندوق کو توڑ کر باہر آجانا تاکہ تم ان جھنڈوں کے سائے کے تلے قتل کر دیے جاؤ اور اگر ایسا نہ کرسکو تو اسی صندوق میں گھومتے رہنا''۔

میرے علم کے مطابق اس زمانے میں اور بھی جھنڈے بلند ہوں گے اور ان میں ہاشمی سیّد کا جھنڈا حق پر ہوگا اور باطل اسے نہ چھو سکے گا۔ اسی لیے امیر المومنینؑ نے ان کلمات کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے کہ اس جھنڈے کے ساتھ شامل ہونے کے لیے تمام تر کوششیں بروئے کار لاتا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "بنی ہاشم سے ایک جوان خروج کرے گا، اس کی دائیں ہتھیلی پر تل ہوگا اور وہ خراسان سے سیاہ پرچم لیے شعیب بن صالح کے سامنے آئے گا اور سفیانی کے لشکر سے مقابلہ کرکے اسے شکست دے گا"۔ امامؑ نے یہ بھی فرمایا: یہ سیاہ جھنڈے خراسان سے کوفہ آجائیں گے اور جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو یہ لوگ اپنے جھنڈوں سمیت مکہ کی طرف ان کی بیعت کے لیے چلے جائیں گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام خطبۃ البیان میں ارشاد فرماتے ہیں: "(امام) مہدیؑ کو (امام) حسنؑ کی اولاد سے ایک شخص ملے گا، اس کے ہمراہ بارہ ہزار گھڑسوار ہوں گے اور وہ کہے گا: اے چچا کے بیٹے! میں اس امر کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں کیونکہ میں امام حسنؑ کی اولاد سے ہوں اور وہ امام حسینؑ سے بڑے ہیں"۔

(امام) مہدیؑ فرمائیں گے: میں ہی مہدیؑ ہوں۔

وہ کہے گا: کیا تمھارے پاس اس کی کوئی نشانی معجزہ یا علامت ہے؟

امام مہدی علیہ السلام ہوا میں ایک پرندہ دیکھیں گے اور اس کی طرف اشارہ فرمائیں گے تو وہ آپؑ کے دستِ مبارک میں آجائے گا اور وہ خدا کی قدرت سے کلام کرے گا اور ان کی امامت کی گواہی دے گا۔ پھر امام علیہ السلام ایک خشک ٹہنی زمین میں دبائیں گے اور زمین میں پانی نہیں ہوگا مگر وہ ہری ہوجائے گی، اس کے پتے اور شاخیں نکل آئیں گی اور وہ پتھریلی زمین کو ریت کی طرح کردے گی تو امام مہدی علیہ السلام اسے اپنے ہاتھوں سے موم بتی کی طرح نرم کردیں گے۔ حسنی کہے گا: یہ امر تیرے لیے ہے، پس وہ اور اس کا لشکر امام مہدی علیہ السلام کو تسلیم کرلیں گے۔

سورج گرہن اور چاند گرہن

یہ واضح ہے کہ سورج گرہن اور چاند گرہن لاکھوں بار ظاہر ہوچکے ہیں۔ ہمیں ان کے اسباب کے بارے میں تحقیق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہماری کتاب کے موضوع سے خارج ہے۔

یہاں اصول یہ ہے کہ سورج گرہن ہے کہ جو قمری مہینے کے آخر میں ہوتا ہے اور چاند گرہن قمری مہینے کے درمیان ظاہر ہوتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ بات سینکڑوں برسوں سے علمِ فلکیات اور علمِ نجوم کے ماہرین کے نزدیک متفق علیہ ہے بلکہ یہ انسان کے نزدیک محسوسات میں سے ہے۔ کئی برسوں سے اس کو دیکھا جارہا ہے اور حضرت آدمؑ کے زمین پر آنے سے اب تک اس میں کوئی خلاف واقع نہیں ہوا، لیکن یہ آسمانی اصول امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ختم ہوجائے گا اور خلافِ عادت مہینے کے درمیان میں سورج گرہن اور مہینے کے آخر میں چاند گرہن ہوگا۔ ہم ذیل میں کچھ احادیث درج کرتے ہیں کہ جو اس مطلب کو بیان کرتی ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''اس امر (ظہور امام مہدیؑ) سے پہلے دو نشانیاں ظاہر ہوں گی: مہینہ ختم ہونے سے پانچ دن پہلے چاند گرہن ہوگا اور مہینہ ختم ہونے سے پندرہ دن پہلے (مہینے کے درمیان) سورج گرہن ہوگا۔ جب سے حضرت آدمؑ زمین پر آئے، ایسا نہیں ہوا تھا اور اس وقت نجومیوں کے حساب کا اعتبار ختم ہوجائے گا''۔

بدر بن خلیل اسدی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ابوجعفر محمد بن علی الباقرؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ امام علیہ السلام نے دو نشانیاں ذکر کیں کہ جو حضرت قائمؑ کے قیام سے پہلے واقع ہوں گی اور جب سے خدا نے حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا، اب تک ظاہر نہیں ہوئیں اور یہ سورج کا نصف رمضان میں گرہن لگنا ہے اور چاند گرہن کا آخر رمضان میں نمودار ہونا ہے۔

تو اس شخص (راوی) نے کہا: نہیں فرزندِ رسولؐ! سورج گرہن مہینے کے آخر میں ہوگا اور چاند گرہن مہینے کے درمیان ہوگا تو امام علیہ السلام نے اس شخص سے کہا: میں اپنی بات پر یقین رکھتا ہوں۔ یہ دونوں خدا کی نشانیاں ہیں اور حضرت آدمؑ کے زمین پر آنے سے اب تک یہ ظاہر نہیں ہوئیں۔

یہاں راوی نے امام علیہ السلام سے تصدیق چاہی کہ مولاؑ واضح فرمائیں کیونکہ اصول تو یہ ہے کہ سورج گرہن مہینے کے وسط میں ہوتا ہے اور چاند گرہن مہینے کے آخر میں۔ تو امام علیہ السلام نے اپنے بیان سے یہ واضح کردیا کہ یہ قاعدہ عن قریب امام مہدیؑ کے ظہور سے پہلے ٹوٹ

جائے گا۔ امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ اس امر سے پہلے مہینے کے پانچ دن باقی رہتے ہوں گے اور چاند گرہن لگے گا اور پندرہ دن باقی رہتے ہوں گے تو سورج گرہن لگے گا۔ یہ ماہِ رمضان میں ہوگا اور اس وقت نجومیوں کا حساب کتاب ساقط ہو جائے گا۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عن قریب نظامِ شمسی میں تبدیلی واقع ہوگی۔ چاند گرہن اور سورج گرہن کا وقت بدل جائے گا اور سورج، چاند اور کرۂ ارض کی حرکت کا طریقہ کار بھی بدل جائے گا۔

اور یہ تصرفات انسانی طاقت سے بالاتر ہیں نیز یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا کہ سورج گرہن اور چاند گرہن ایک ہی مہینے میں واقع ہوئے ہوں۔

ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ان احادیث میں سورج گرہن اور چاند گرہن کو امام مہدی علیہ السلام سے مربوط کر کے اور ان کے ظہور کی علامات میں سے بیان کیا جا رہا ہے اور کائنات میں یہ آسمانی مظاہر میں سے ایک مظہر ہے کہ جس سے تجاہل یا غفلت نہیں کی جا سکتی۔

بارشوں کی کثرت

اس بات میں شک نہیں کہ ہر مسلمان ایمان رکھتا ہے کہ بارشیں خدا کے حکم و ارادے کے تحت نازل ہوتی ہیں، صرف طبیعت کچھ نہیں کر سکتی۔ بہت ساری آیاتِ کریمہ میں یہ صراحت موجود ہے کہ ہوائیں، بادلوں کو اُٹھاتی ہیں اور انھیں خدا کی قدرت سے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کی طرف لے جاتی ہیں اور یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ بارش اتنی ہی برستی ہے جو خداوند متعال معین کر دے، جس طرح اس نے فرمایا ہے:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ

"اور ہم نے آسمان سے پانی (ایک خاص) مقدار میں نازل کیا"۔

ان آیات میں غور کرنے سے یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ یہ آسمانی رحمت خدا کے اذن و امر سے نازل ہوتی ہے اور کبھی بعض وجوہات کی بنا پر کچھ علاقے اس رحمت کے فیض

سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اسی لیے جب بارش نہ ہو رہی ہو تو اسلامی فقہ میں نماز استسقاء پڑھنے کا حکم موجود ہے۔

تاریخ دانوں اور علم حدیث وسنت کے عالموں نے ذکر کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے خدا سے بارانِ رحمت طلب کی تو اتنی بارش ہوئی کہ تمام جگہیں پانی سے بھر گئیں۔

اسی طرح امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور دیگر ائمہ علیہم السلام کے بارے میں بھی ذکر ہے کہ ان کی دُعا و نماز استسقاء کے بعد بہت زیادہ بارش ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش کا ہونا اور نہ ہونا خدا کے امر سے ہے۔ تو اس میں کوئی تعجب نہیں کہ خدا اہلِ زمین پر ایسی بارش برسائے کہ جس کی دنیا میں مثال نہ ہو اور یہ بارشیں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور والے سال میں ہوں۔

ہم صحیح طور پر نہیں بتا سکتے کہ یہ مشرقِ وسطیٰ کے علاقوں جیسے حجاز اور عراق پر خدا کی ایک عنایت ہوگی یا ساری دنیا پر، حتیٰ کہ یہ بشارت تمام زمین والوں کے لیے ہوگی اور تمام لوگوں کو اس مہدیؑ کے ظہور کی خوش خبری دینے والی ہوگی جس کے زمانے میں خیر و برکت ساری زمین، انسانوں، حیوانوں اور نباتات کے لیے ہوگی۔

ہم ذیل میں ایک حدیث پیش کر رہے ہیں کہ جو اس خوش خبری کو بیان کرتی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جب ان (مہدیؑ) کے قیام کا وقت آئے گا تو جمادی الآخر اور رجب کے دس دن ایسی بارش ہوگی کہ جو لوگوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوگی“۔

اس کے بارے میں شیخ مفیدؒ کا کلام گزر چکا ہے کہ یہ بارشیں تعداد میں چوبیس اور لگاتار ہوں گی تو مردہ زمین زندہ ہوجائے گی اور اپنی برکتیں ظاہر کردے گی۔

تیسری جنگ عظیم

مصادر اور احادیث کی کتابوں میں مجھے صراحت کے ساتھ تیسری جنگ عظیم کا نام یا ذکر نہیں ملا۔ لیکن بہت سی احادیث میں یہ ملتا ہے کہ بہت سارے لوگ بھوک، بیماری اور قتل ہونے کی وجہ سے ہلاک ہوجائیں گے تو کیا ان احادیث کا مطلب وہ عالمی جنگ ہے جو

لاکھوں لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی؟ یا کوئی اور چیز ہے؟

یہاں بہتر یہ ہے کہ ہم یہاں اس موضوع سے متعلقہ احادیث بیان کر کے نتیجہ اخذ کریں۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''مہدیؑ اس وقت تک نہیں خروج کریں گے جب تک ایک تہائی لوگ قتل نہ ہو جائیں، ایک تہائی مر نہ جائیں اور ایک تہائی باقی نہ رہ جائیں''۔ اور یہ بھی حضرت علی علیہ السلام ہی نے فرمایا:

''(امام) مہدیؑ کے ظہور سے پہلے سرخ اور سفید موت ظاہر ہوگی اور خون کے رنگوں کی طرح وقت بے وقت ٹڈیاں ظاہر ہوں گی۔ سرخ موت سے مراد ''تلوار سے قتل ہونا'' اور سفید موت سے مراد، طاعون کی بیماری کی وجہ سے ہلاک ہونا ہے''۔

ایک اور حدیث میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اس دن مشرق و مغرب کے درمیان آپس میں لڑائی میں تیس لاکھ لوگ مارے جائیں گے تو اس دن اس آیت (فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ) کی تاویل تلوار سے آئے گی''۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''قائمؑ سے پہلے دو قسم کی موتیں آئیں گی: سرخ موت اور سفید موت حتیٰ کہ ہر ساتویں حصے سے پانچواں حصہ ہلاک ہوجائے گا اور سرخ موت سے مراد ''تلوار'' ہے اور سفید موت سے مراد ''طاعون'' ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ہی سے روایت ہے: ''یہ امر (ظہور) اس وقت تک نہ ہوگا کہ جب تک دو تہائی لوگ ہلاک نہ ہوجائیں''۔

امام علیہ السلام سے پوچھا گیا: جب دو تہائی لوگ ہلاک ہوجائیں گے تو باقی کیا بچے گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم بقیہ ایک تہائی افراد میں سے ہوجاؤ۔

یہ چند احادیث تھیں جو کئی لاکھ لوگوں کی قتل یا مرضِ طاعون سے ہلاکت کی خبر دیتی ہیں۔

ان احادیث کی سند سے قطع نظر، یہ احادیث تیسری جنگِ عظیم کے واقعہ ہونے کی

صراحت کرتی ہیں بلکہ ممکن ہے کہ بہت سے ملکوں میں اندرونی تبدیلیاں رُونما ہوں اور وہاں ہلاکتوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جائے۔

متفرق علامات

غیر حتمی علامات کے بارے میں بیان سمیٹنے سے پہلے ہم حضرت علی علیہ السلام کے تفصیلی خطبے (خطبۃ البیان) کا کچھ حصہ پیش کرتے ہیں۔ اس خطبے میں بہت سے اُمور ہیں اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں بہت سی متفرق علامات ہیں۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن آپؑ نے منبر پر یہ فرمایا: ''میں اس مہدیؑ کا والد ہوں کہ جو آخری زمانے میں قیام کرے گا''۔ حضرت مالک اشترؒ نے کھڑے ہو کر سوال کیا: اے امیر المومنینؑ! آپؑ کی اولاد میں سے قائمؑ کب قیام فرمائے گا؟

آپؑ نے علامات ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا: ''رَے (کی سرزمین) کے لیے بربادی ہے کیونکہ اس میں عظیم قتل برپا ہوگا۔ عورتوں کو قیدی بنایا جائے گا، بچوں کو ذبح کیا جائے گا اور مردوں کو قتل کیا جائے گا۔ جزیرۂ قیس کے لیے ایک خوفناک شخص کی وجہ سے ہلاکت ہوگی، اس کے ہمراہی بھی اسی کی طرح وحشت ناک ہوں گے، وہ اس جزیرے کے تمام لوگوں کو قتل کردے گا۔

اہلِ بحرین کے لیے پے در پے رُونما ہونے والے واقعات و حوادث کی وجہ سے بربادی ہے۔ یہ حادثات ہر ہر جگہ ظاہر ہوں گے تو وہاں پہ بڑوں کو پکڑ کر مارا جائے گا، چھوٹوں کو قیدی بنایا جائے گا اور میں اس جگہ واقع ہونے والے سات واقعات کے بارے میں جانتا ہوں:

1. پہلا واقعہ بحرین کے شمالی کونے پر الگ جزیرہ میں پیش آئے گا۔
2. دوسرا واقعہ شہر کی نہر اور قاطع کے درمیان شمالی مغربی حصّہ میں رُونما ہوگا۔
3. اَیلہ اور مسجد کے درمیان۔
4. جبلِ عالی اور جبلِ حنوہ کے درمیان۔

۵ پھر کرخ کی جانب تل اور جاد کے درمیان۔

۶ بیریوں کے درختوں میں شطِ ماجی کی طرف۔

۷ پھر حور تین ہیں...... اور یہ ساتواں سب سے بڑا واقعہ ہوگا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ یہاں اکابر عرب میں سے ایک شخص کا سر حاکم کے حکم سے جدا کیا جائے گا تو اس وقت اہلِ عرب وہاں اکٹھے ہو جائیں گے اور لوگوں کو قتل کیا جائے گا اور اَموال لوٹے جائیں گے تو عجم عربوں پر چڑھائی کر دیں گے اور قطیف کے علاقوں تک ان کا پیچھا کریں گے۔

خبردار! اہلِ قطیف کے لیے مختلف واقعات کی وجہ سے بربادی ہوگی کہ جو ایک دوسرے کے بعد پیش آئیں گے۔ تو ان میں سے پہلا واقعہ بطحاء میں واقع ہوگا۔ پھر دیرہ میں، پھر صفصف میں، ایک واقعہ ساحل پر، ایک واقعہ جزارین کے بازار میں۔ ایک واقعہ سکسک میں، ایک واقعہ زرافہ میں، ایک واقعہ جرارہ میں، ایک واقعہ مدارس میں اور ایک واقعہ تاروت میں۔

خبردار! اہلِ بغداد کے لیے، رے سے موت، قتل اور اس خوف کی وجہ سے ہلاکت ہے کہ جو تمام اہلِ عراق کو شامل ہوگا جب کہ وہ اپنے معاملات طے کرنے کے لیے تلوار چلانا شروع کر دیں گے تو اس وقت جس قدر خدا چاہے گا لوگ قتل ہوں گے۔

اس کی نشانی یہ ہے کہ جب روم کا بادشاہ کمزوری دکھائے گا، عرب مسلط ہو جائیں گے، فتنے چیونٹی کی چال کی طرح مخفی ہو کر لوگوں میں داخل ہو جائیں گے۔ اس وقت عجم، عرب پر خروج کریں گے اور بصرہ پر حکومت قائم کر لیں گے۔

خبردار! فلسطین کے لیے اس میں ظاہر ہونے والے فتنوں کی وجہ سے بربادی ہے اور یہ فتنے ناقابلِ برداشت ہوں گے۔

خبردار! تمام دنیا والوں کے لیے دنیا کے فتنے کی وجہ سے بربادی ہے کہ جو اس زمانے میں تمام شہروں میں، مشرق، مغرب، شمال اور جنوب میں واقع ہوں گے۔

آگاہ رہو! لوگ ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے۔ ان میں ہمیشہ کے لیے جنگیں چھڑ

جائیں گی اور یہ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہوگا کیونکہ خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

ہم انہی علامات پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ سابقاً ہم اس بارے میں شیخ مفیدؒ کا کلام مفصل طور پر نقل کر چکے ہیں اور اب حتمی علامات بیان کرنا شروع کرتے ہیں۔

حتمی علامات

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے جو علامات حتمی طور پر ظاہر ہوں گی وہ پانچ ہیں اور ان کا امامؑ کے ظہور کے ساتھ گہرا ربط ہے۔ یہ علامات ظہورِ امامؑ سے کچھ دن پہلے یا کچھ ماہ بعد ظاہر ہوں گی اور کچھ امام علیہ السلام کے قیام سے پہلے یا ابتدا میں ظاہر ہوں گی۔

یہاں کافی احادیث ہیں کہ جو ان علامات کو تھوڑے بہت اختلاف سے بیان کرتی ہیں۔ اب ہم مختصر طور پر ان علامات پر مبنی احادیث کو درج کرتے ہیں۔ پھر ہر علامت کے بارے میں احادیث میں موجود تفصیل اور مناسب تعلیق کے ساتھ بیان کریں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "قائمؑ کے قیام سے پہلے پانچ نشانیاں ظاہر ہوں گی: (۱) یمانی (کا خروج) (۲) سفیانی (کا خروج) (۳) آسمان سے ایک ندا کا سنائی دینا (۴) بیداء میں زمین کا دھنس جانا (۵) نفس زکیہ کا قتل۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ہی نے فرمایا: "قائمؑ کے قیام سے پہلے پانچ علامات حتمی طور پر ظاہر ہوں گی: (۱) یمانی (۲) سفیانی (۳) (آسمانی) ندا (۴) نفس زکیہ کا قتل (۵) بیدا میں زمین کا دھنس جانا۔

اور فرمایا کہ ندا (آسمانی) حتمی ہے، سفیانی (کا خروج) حتمی ہے، بیدا میں زمین کا دھنس جانا حتمی ہے، یمانی (کا خروج) حتمی ہے اور نفس زکیہ کا قتل حتمی نشانی ہے۔

پہلی علامات: آسمانی ندا

آسمانی ندا امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی واضح ترین نشانی ہے۔ اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ ہم یہ کہیں کہ یہ آسمانی ندا امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی شریعت کا اعتراف ہے اور اس

حقیقت کا ثبوت ہے کہ جس کے بارے میں قرآن کریم، سرورِ اعظمؐ اور ائمہ ہدیٰؑ نے خبر دی ہے۔ احادیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ ندا دینے والے حضرت جبرئیلؑ ہوں گے اور یہ واضح ہے کہ یہ آواز بادل وغیرہ کی نہیں ہوگی۔ نیز سب لوگ اسے آسانی سے سمجھ سکیں گے۔

عنقریب ہم کچھ احادیث ذکر کریں گے کہ جن سے ہمارے قارئین کو اس آواز کی تاثیر کے بارے میں معلوم ہوجائے گا۔ سویا ہوا گھبرا کر بیدار ہوجائے گا، بیٹھا ہوا ڈر کر کھڑا ہوجائے گا، کھڑا ہوا شخص خوف کی وجہ سے بیٹھ جائے گا اور پردے میں بیٹھی ہوئی عورت خوف و ہراس کی وجہ سے پردے سے باہر آجائے گی۔

دوسرے لفظوں میں انسانی معاشرے میں اضطراب و پریشانی کی کیفیت پیدا ہوجائے گی، لوگوں کی زندگی سے سکون ختم ہوجائے گا اور کوئی اس ندا کو بھلا نہیں سکے گا نہ کوئی اس میں شک و تردید کا اظہار کرسکے گا اور واضح ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خبر وسیع پیمانے پر اعلام اور واضح ترین مفہوم کی متقاضی ہے کیونکہ اس جنگ کا تعلق پوری دنیا سے ہے۔ اسی لیے اس کو تمام عالم تک پہنچانا ضروری تھا تاکہ تمام لوگوں کو ان کی زندگی کے طریقۂ کار کی تبدیلی کی خبر ہوجائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''اس ندا کو سب لوگ اپنی اپنی زبان میں سنیں گے''۔ ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ خبر سب لوگوں تک کس طرح پہنچے گی، اس بارے میں دو طرح کے احتمالات ہیں:

اوّل یہ کہ ندا فصیح عربی زبان میں ہوگی اور چند ہی لمحوں میں زمین پر اس کے بہت سے اثرات ظاہر ہوں گے جو عربی صحیح جانتے ہیں وہ اس آواز کو سن کر فوراً مطلب سمجھ جائیں گے۔ اور جو عربی صحیح طرح سے نہیں جانتے ہوں گے وہ اس وقت تو اس آواز کو نہیں سمجھ سکیں گے لیکن اس کا مطلب سمجھنے کے درپے ہوجائیں گے اور یہ بھی بعید نہیں کہ خبر رساں ذرائع سے یہ بات پوری دنیا میں پھیل جائے۔ ہر جگہ مختلف زبانوں اور طریقوں میں پھیل جائے اور چند لمحوں میں اس ندا کو تمام لوگ ریڈیو یا ٹیلی وژن وغیرہ سے سن کر بلکہ براہِ راست دیکھ کر سمجھ جائیں۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ سب لوگ ایک ہی وقت میں بصورتِ معجزہ اپنی اپنی زبان میں یہ آواز سنیں گے اور کسی دوسرے ذریعے مثلاً مترجم یا مخبر کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی اور یہ احتمال بعید بھی نہیں ہے کیونکہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ نیز امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ایسے معجزوں میں گھرا ہوا ہے۔

مزید یہ کہ یہ مادی اعتبار سے بھی محال نہیں ہے کیونکہ آج کل کے دور میں انسان نے ایسے آلات بنا لیے ہیں کہ جو ایک کلام کا دوسری بہت سی زبانوں میں چند لمحوں میں ترجمہ کر دیتے ہیں۔ اس قسم کے آلات بین الممالک اجتماعات میں استعمال ہوتے ہیں کہ ہر ملک کا سربراہ اپنے کانوں پر ایک مخصوص آلہ رکھتا ہے کہ جس سے وہ مخاطب کا بیان اپنی مطلوبہ زبان میں سن سکتا ہے۔ جب مخلوقِ خدا نے یہ کچھ کر لیا ہے تو کیا خدا اس بات پر قادر نہیں کہ وہ تمام لوگوں کو یہ ندا ان کی اپنی زبان میں سنائے، کیوں نہیں خدا بہت بڑا قادر ہے اور انسانوں کو صحیح طور پر اس کی قدرت کا علم نہیں۔

اس موضوع کی تمام احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آسمانی ندائیں تعداد میں زیادہ ہیں۔ زمانے کے لحاظ سے ایک دوسرے سے دُور ہیں اور لفظ و معنی کے لحاظ سے بھی مختلف ہیں تو پہلی ندا ماہِ رجب میں سنائی دے گی۔ دوسری ماہِ رمضان میں اور تیسری ندا ماہ محرم الحرام میں سنائی دے گی۔

احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس ندا کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور وہ حتمی علامات میں شمار ہوگی وہ ماہِ رمضان والی ندا ہوگی اور یہ ندا آسمان سے اہلِ زمین کی طرف بہت بڑی بشارت ہوگی۔ اور باغیوں اور ظالموں و جابروں کے لیے بہت بڑی وعید اور دھمکی ہوگی اور ہم اس دن اس ندا کی انسانی جسم میں بازگشت کو تصور نہیں کر سکتے۔ اس دن مومنوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے ہوں گے اور گناہ گاروں کے دل ڈرے ہوئے ہوں گے بالخصوص اس وقت کہ جب انھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ اس قادر و توانا کی سلطنت سے فرار نہیں کر سکتے، کیونکہ اس کی حکومت کے مقابل تمام چیزیں ہیچ ہیں۔

خدا کا سلام ہو رسولؐ خدا اور ان کی پاکیزہ آلؑ پر کہ جن لوگوں نے اس ندا سے متعلق

وہ علامات ذکر کردیں کہ جو اس زمانے کے لوگوں کے ذہن سمجھ سکتے تھے۔ ذیل میں ہم چند احادیث پیش کرتے ہیں:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ ندا کہ جو ماہِ رمضان کی شبِ جمعہ سنائی دے گی، تب ماہِ رمضان کی تیئسویں راتیں گزر چکی ہوں گی''۔

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ندا کیسے ہوگی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: دن کے شروع میں ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ سب لوگ اسے اپنی زبان میں سنیں گے اور وہ یہ ہوگی: خبردار حق علیؑ اور ان کے شیعوں میں ہے۔ پھر ابلیس ندا دے گا دن کے آخری حصے میں: ''حق سُفیانی اور اس کے پیروؤں میں ہے''۔ اس وقت باطل پرست لوگ شک میں پڑ جائیں گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ''آسمان سے ایک منادی حضرتِ قائمؑ کے نام سے ندا دے گا، تو اسے مشرق و مغرب کے تمام لوگ سنیں گے۔ ہر سویا ہوا بیدار ہوجائے گا۔ ہر کھڑا شخص بیٹھ جائے گا۔ ہر بیٹھا ہوا شخص اس آواز کے خوف سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوجائے گا تو خدا اس شخص سے رحم کرے کہ جو اس آواز کو سنے اور اس پر عمل درآمد کرے اور بے شک پہلی آواز حضرت جبرئیلؑ کی ہوگی''۔

پھر فرمایا: ''یہ ندا تیئسویں ماہِ رمضان، شبِ جمعہ کو سنائی دے گا تو اس میں شک نہ کرنا، سننا اور اطاعت کرنا۔ اور دن کے آخری حصے میں ابلیس ملعون ندا دے گا: آگاہ ہوجاؤ! فلاں شخص (عثمان) ظلم کے ساتھ شہید ہوا ہے تاکہ وہ اس عمل کے ذریعے لوگوں کو شک میں ڈالے اور فتنہ کھڑا کرے تو اس دن کتنے ہی شک کرنے اور حیران ہونے والے لوگ جہنم میں جاگریں گے۔ جب تم ماہِ رمضان میں یہ آواز سنو تو اس میں شک نہ کرنا۔ یہ جبرئیلؑ کی آواز ہوگی اور اس کی علامت یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ حضرت قائمؑ مع ان کے والد بزرگوار کا نام لے کر ندا دیں گے، حتیٰ کہ پردے میں بیٹھی عورت بھی آواز کو سنے گی اور اپنے باپ اور بھائی کو خروج پر اُبھارے گی''۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "قائم کے خروج (ظہور) سے پہلے ان دو آوازوں کا بلند ہونا ضروری (حتمی) ہے"۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "ماہِ رمضان کی تیسویں تاریخ کو ایک آواز بلند ہوگی اور ہر ذی روح اس آواز کو سنے گا۔ سویا ہوا شخص بیدار ہو کر گھر کے صحن میں آجائے گا اور پردے میں موجود عورت، پردے سے باہر آجائے گی"۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت قائمؑ کی بیعت کرنے والی پہلی ہستی حضرت جبرئیلؑ ہوں گے۔ وہ ایک سفید پرندے کی شکل میں نازل ہوں گے تو ان کی بیعت کریں گے۔ پھر ایک قدم خانۂ کعبہ پر رکھیں گے، دوسرا قدم بیت المقدس پر رکھیں گے اور فصیح و بلیغ آواز میں ندا دیں گے اور ساری مخلوقات وہ آواز سنیں گی:

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ

"خدا کا وعدہ آگیا، تو تم جلد بازی نہ دکھاؤ"۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: رجب میں تین آوازیں آئیں گی:

ایک آواز: أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہو)۔

دوسری آواز: أَزِفَتِ الْآزِفَةُ يَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِينَ (اے مومنو، قیامت قریب ہوگئی)۔

اور تیسری آواز یہ ہوگی: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ فُلَانًا فَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا (خدا نے فلاں کو بھیجا ہے اس کی بات سنو اور اطاعت کرو)۔

زرارہ بن اعینؒ سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک منادی ندا دے گا: "حضرت علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ ہی کامیاب ہیں، میں نے کہا: امام مہدیؑ سے جنگ کون کرے گا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: شیطان ندا دے گا: فلاں (عثمان) اور اس کے شیعہ کامیاب ہیں (یہی لوگ امام مہدیؑ سے جنگ کریں گے)۔

میں نے پوچھا: سچے کو جھوٹے سے کون پہچان سکے گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: "ان کو وہ لوگ جان لیں گے کہ جو ہماری احادیث روایت کرتے ہیں، کہیں گے کہ یہ ہونے سے پہلے ہوگا اور جان لیں گے کہ وہی حق پر ہیں اور سچے ہیں"۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ”حضرت جبرئیلؑ اپنی ندا میں کہیں گے: اے بندگانِ خدا! میری بات غور سے سنو۔ یہ مہدیؑ آلِ محمدؐ میں سے ہے۔ زمین مکہ سے خروج کرنے لگا ہے اس کی دعوت پر لبیک کہو“۔

دوسری نشانی: سُفیانی کا خروج

سُفیانی کا ذکر بہت سی احادیث میں آیا ہے۔ کچھ لوگوں نے صراحت کی ہے کہ اس کا نام عثمان بن عنبسہ ہے اور اس سرکش کا خروج امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی حتمی علامت ہے۔ وہ احادیث کہ جو سُفیانی اور اس کے اعمال و جرائم بیان کرتی ہیں ان احادیث کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور دل کانپنے لگ جاتا ہے۔ وہ بہت سخت دل والا ہوگا۔ اس میں پیار ورحم نام کی کوئی چیز نہ ہوگی اور بہت بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کرے گا۔

وہ اُموی النسب ہوگا، لوگوں کو کیڑوں مکوڑوں کی طرح قتل کرے گا، پردہ دار عورتوں کی بے حرمتی کرے گا، ہر حرام کو مباح قرار دے گا اور ہر گناہ کا ارتکاب کرے گا۔ سُفیانی اور اس کے ہمراہیوں کے دلوں میں آلِ رسولؐ کا بُغض و عداوت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوگا کیونکہ سُفیانی اپنے اُموی آباؤاجداد کا وارث ہوگا کہ جن کے ہاتھ آلِ رسولؐ کے خون سے رنگین ہیں۔ وہ ایسے ایسے جرائم کا ارتکاب کرے گا کہ جس سے خدا کا عرش کانپ جائے گا اور آسمان والے اس کی زیادتیوں سے چیخ اُٹھیں گے۔ وہ خون بہاتے رہے گا۔ اس کے ماننے والے بھی اس کی بداعمالیوں میں شریک ہوں گے۔ وہ شہروں پر خود کو مسلط کردے گا اور بغیر کسی خوف وحیا کے اپنے شیطان نفس کو راضی کرنے کے لیے ہر بُرا کام کرے گا۔

درحقیقت سُفیانی کا زمانہ، تاریخ اسلام کا بُرا ترین زمانہ ہے اور اس کی حکومت کے دن، دنیا کے بدترین دن ہیں۔ وہ جہاں جائے گا ظلم کرے گا، لوگوں کو وحشت وکرب میں مبتلا کرے گا۔ مردوں، عورتوں اور بچوں کو ہر جگہ ذبح کرے گا اور اس زمانے میں انسانی زندگی کی کوئی قیمت و اہمیت نہ ہوگی۔ یہ بہت بڑی معصیت ہے اور مشرق وسطیٰ جیسے شام، عراق، مدینہ منورہ اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے لیے بہت بڑی آزمائش ہے۔ اسی لیے

ہمارے قارئین دیکھیں گے اس مصیبت اور آفت کے بارے میں رسولؐ خدا اور گیارہ ائمہؑ سے روایات مروی ہیں۔ ان میں سے کچھ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر کیا کہ جو مشرق و مغرب کے درمیان کھڑا ہوگا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: اس وقت سُفیانی ایک خشک وادی سے اس فتنے کی جانب آئے گا حتیٰ کہ دمشق پہنچ جائے گا اور ایک لشکر مشرق کی طرف بھیجے گا اور دوسرا مدینہ کی طرف، حتیٰ کہ وہ ملعون شہر بغداد میں بابل کے مقام پر آجائیں گے۔ وہاں تین ہزار لوگوں کو قتل کریں گے، سو عورتوں کی عزت لوٹیں گے اور بنی عباس کے تین سو سرداروں کو قتل کریں گے۔

پھر وہ کوفہ کا رُخ کریں گے اور وہاں خرابیاں پیدا کریں گے۔ پھر شام کی جانب چلے جائیں گے تو اس وقت کوفہ سے ایک ہدایت کا پرچم بلند ہوگا اور اس لشکر پر قابو پا کر اس کے قبضے سے قیدیوں کو آزاد کرائے گا۔

سُفیانی کا دوسرا لشکر مدینہ میں رہے گا اور وہ تین دن اور رات وہاں لُوٹ مار کریں گے۔ پھر مکہ کی طرف چلے جائیں گے۔ جب وہ بیدا کے مقام پر پہنچیں گے تو خدا حضرت جبرئیلؑ کو وہاں بھیج کر فرمائے گا: اے جبرئیلؑ! جاؤ حضرت جبرئیلؑ اس زمین پر جا کر پاؤں ماریں گے تو خدا انھیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے صرف دو جہنمی مرد بچیں گے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام خطبۃ البیان میں ارشاد فرماتے ہیں: ان نشانیوں میں سے ایک سُفیانی کا خروج ہے...... خبردار رہو کہ تمھارے کوفہ کے لیے اس زمانے میں سُفیانی کی وجہ سے بربادی ہوگی۔ وہ ہجر کی طرف سے یہاں آئے گا۔ اس کے ہمراہ تیز دوڑنے والے گھوڑے ہوں گے اور ان کے آگے کالے اور سن رسیدہ شیر ہوں گے اور اس کے نام کا پہلا حرف "ش" ہوگا۔ تمھارے کوفہ کے لیے بربادی ہے کہ جب وہ تمھارے گھروں میں داخل ہوجائے گا۔ تمھاری بیویوں کو کنیزیں بنائے گا۔ تمھارے بچوں کو ذبح کرے گا۔ تمھاری عورتوں کی ناموس کی پامالی کرے گا۔ اس کی عمر لمبی ہوگی۔ اس کی برائی عام ہوگی اور اس کے ہمراہ درندہ صفت لوگ ہوں گے۔

خبردار! سُفیانی بصرہ میں تین بار داخل ہوگا، وہاں عزت داروں کو ذلیل و رُسوا کرے گا اور عورتوں کو قیدی بنائے گا۔ سُفیانی کے خروج کی علامت تین جھنڈوں کا اختلاف ہے: ایک پرچم مغرب کی طرف سے ہوگا، تو مصر کی بربادی اور ہلاکت اس جھنڈے کی وجہ سے ہے، دوسرا پرچم بحرین کی جانب سے، فارس کی سرزمین، جزیرہ اوال سے، اور تیسرا پرچم شام کی جانب سے سامنے آئے گا۔ تو اس وقت سارا سال فتنہ برپا رہے گا۔ پھر اولادِ عباس سے ایک شخص سامنے آئے گا اور کہے گا: اے اہلِ عراق! تمھاری جانب ظالم لوگ آگئے ہیں اور ان کی بہت سی خرابیاں اور بُرے اعمال ہیں۔ تو اہلِ شام اور فلسطین پریشان ہوجائیں گے اور شام و مصر کے رئیسوں کے پاس جا کر کہیں گے: فلک کے بیٹے (سُفیانی) کو تلاش کرو۔

وہ اس شخص (ابن عباس) کو تلاش کریں گے اور دمشق کی ایک جگہ "حرستا" میں پالیں گے۔ جب وہ ان سے آملے گا تو اس کے ماموں (بنی کلب اور بنی دھانہ) باہر آئیں گے اور خشک وادی میں اس کے کچھ لوگ موجود ہوں گے۔

وہ ان کی حمایت میں ان کو جواب دے کر مطمئن کردے گا اور جمعہ کے دن اس کے ساتھ مل کر خروج کرے گا۔ وہ زندگی میں پہلی بار دمشق کے منبر پر بیٹھے گا، انھیں جہاد کا حکم دے گا اور اس بات پر ان سے بیعت لے گا کہ خواہ وہ راضی ہوں یا ناراض، وہ اس کے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے۔ پھر وہ "غوطہ" کی جانب چلا جائے گا اور لوگ اس کی باتوں پر راضی ہوجائیں گے۔

اس وقت سُفیانی شام والوں کے گروہوں میں خروج کرے گا تو اس وقت تین جھنڈے ظاہر ہوں گے: ایک جھنڈا، ترک اور عجمیوں کا ہوگا اور یہ سیاہ ہوگا، ایک جھنڈا ابن عباس کے ہمراہیوں کا ہوگا اور یہ زرد رنگ کا ہوگا اور ایک جھنڈا سُفیانی کا ہوگا۔

"ازرق" (بروایت دیگر "اردن") کے مقام پر ان کے درمیان شدید قسم کی جنگ ہوگی اور ان میں سے ساٹھ ہزار لوگ قتل ہوجائیں گے پھر سُفیانی ان پر غلبہ حاصل کرلے گا۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کرے گا۔ ان کے قبیلوں کو اپنا غلام بنالے گا اور ان پر ظلم کی حکومت کرے گا حتیٰ کہ اس کے بارے میں کہا جائے گا: باخدا! اس کی جو تعریفیں کی

جاتی تھیں وہ سب جھوٹ ثابت ہوئیں۔ خدا کی قسم! لوگ جھوٹ بولتے تھے۔ اگر انھیں اُمت محمدؐ پر کیے جانے والے مظالم کی خبر ہوتی تو وہ سُفیانی کے بارے میں یوں نہ کہتے۔

وہ وہاں حکومت کرتا رہے گا پھر حمص کی طرف چلا جائے گا اور وہاں کے لوگوں کی حالت خراب ہوجائے گی۔ پھر وہ مصر کے دروازے سے فرات عبور کرے گا اور ''قریہ سبا'' کی طرف چلا جائے گا اور وہاں ایک عظیم فتنہ کھڑا کرے گا۔ ہر شہر اس کی خبر پہنچ جائے گی اور وہ اس کی آمد سے خوف زدہ ہوجائیں گے۔ وہ ایک کے بعد دوسرے شہر میں داخل ہوجائے گا۔ پھر وہ دمشق واپس چلا جائے گا۔ مخلوقِ خدا اس کے سامنے عاجز ہوجائے گی۔ وہ ایک لشکر مدینہ اور دوسرا لشکر مشرق کی طرف بھیجے گا اور ''زورا'' کے مقام پر سات ہزار لوگوں کو قتل کرے گا اور تین سو حاملہ عورتوں کا پیٹ چاک کردے گا اور جب یہ منحوس لشکر تمھارے کوفہ سے نکلے گا تو بے شمار لوگ آہ و بکا کریں گے اور گریہ کناں ہوں گے اور مدینہ جانے والا لشکر جب مقام ''بیدا'' کے درمیان پہنچے گا تو حضرت جبرئیلؑ ایک چیخ بلند کریں گے تو وہ سارے لوگ زمین میں دھنس جائیں گے اور ان میں سے صرف دو لوگ بچیں گے۔

آلِ رسولؐ میں سے کچھ شریف لوگ ملکِ روم کی جانب چلے جائیں گے، سُفیانی شاہِ روم سے کہے گا: میرے غلام واپس کرو! بادشاہِ روم یہ لوگ اس کے حوالے کردے گا تو وہ دمشق کی جامع مسجد کی مشرقی طرف ان کی گردنیں اُڑا دے گا اور اس کے اس برے اور ظالمانہ عمل پر کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔

آگاہ رہو! اس کی نشانی شہروں میں فوجی چھاؤنیوں کا بننا ہے۔ امیرالمومنینؑ سے عرض کیا گیا: اے امیرالمومنینؑ! ہمیں ان کے بارے میں بھی بتائیں؟ آپؑ نے فرمایا: شام میں ایک چھاؤنی، مجوز اور حران پر دو چھاؤنیاں۔ واسط پر ایک چھاؤنی، بیضاء پر ایک چھاؤنی، کوفہ میں دو چھاؤنیاں، شوستر پر ایک چھاؤنی، آرمینیا پر ایک چھاؤنی، موصل پر ایک چھاؤنی، ہمدان پر ایک چھاؤنی، رقہ پر ایک چھاؤنی، یونس کے گھروں پر ایک چھاؤنی، حمص پر ایک چھاؤنی، مطروین پر ایک چھاؤنی، رقطاء پر ایک چھاؤنی، رحبہ پر ایک چھاؤنی، دیرِ ہند پر ایک چھاؤنی اور ایک چھاؤنی قلعہ پر بنے گی۔

اے لوگو! جب سُفیانی ظاہر ہوگا تو وہ بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کرے گا، پہلا حملہ حمس پر کرے گا، پھر حلب، پھر رقہ، پھر قریہ سبا، پھر رائس العین، پھر نصیبین، پھر موصل پر اور یہ بہت بڑا حادثہ ہوگا۔ سُفیانی یہاں ساٹھ ہزار لوگوں کو قتل کرے گا۔

سُفیانی آلِ محمدؐ کے بُغض میں جس کا نام بھی محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین، زینب، موسیٰ، خدیجہ یا رقیہ ہوگا اسے قتل کرتا رہے گا اور بھاگ کر شام چلا جائے گا۔ جب شہر میں داخل ہوگا تو شراب پینے بیٹھ جائے گا اور اپنے ساتھ لوگوں کو بھی ان گندے اعمال میں شامل کرے گا۔ پھر سُفیانی باہر نکلے گا اور اس کے ہاتھ میں ایک سنگین قسم کا ہتھیار ہوگا۔ وہ یہ ہتھیار اور ایک عورت اپنے ایک سپاہی کے حوالے کر کے کہے گا: راستے میں تم اس عورت کا پیٹ پھاڑ دینا، تو وہ ایسا ہی کرے گا۔ پیٹ چاک ہوجائے گا اور بچہ ماں کے پیٹ سے نیچے گرجائے گا لیکن کوئی بھی اس پر اعتراض نہیں کرے گا۔ اس وقت آسمان کے فرشتے پریشان ہوجائیں گے اور خدا میری اولاد میں سے قائمؑ کو خروج کرنے کی اجازت دے دے گا۔ وہ صاحب الزمانؑ ہوں گے۔ ان کی آمد کی خبر ہر جگہ پھیل جائے گی اور حضرت جبرئیلؑ آسمان سے نازل ہو کر بیت المقدس کے پتھر پر کھڑے ہوجائیں گے اور اہلِ دنیا میں بہ آوازِ بلند یہ کہیں گے:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

''یعنی حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل کو مٹ جانا ہی تھا''۔

پھر حضرت جبرئیلؑ اپنی اسی پکار میں کہیں گے: اے خدا کے بندو! میری بات (غور سے) سنو: یہ مہدیؑ بے شک آلِ محمدؐ میں سے ہیں۔ سرزمینِ مکہ سے خروج کر رہے ہیں۔ ان کی دعوت قبول کرو۔

ابواذینہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں:

جگرخوارہ کا بیٹا وادی یابس سے نکلے گا، اس کا قد درمیانہ ہوگا۔ اس کا چہرہ بدصورت اور وحشت ناک ہوگا۔ اس کا سر بڑا ہوگا۔ اس کے چہرے پر چیچک کے نشان ہوں گے اور وہ کانا نظر آئے گا۔ اس کا نام عثمان بن عنبسہ ہوگا۔ وہ ابوسفیان کی اولاد سے ہوگا اور قرار و تعیین

والی جگہ (مسجد کوفہ) اور نہر فرات پر آجائے گا اور ایسا ہی امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

جابر جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے جابر! تم زمین پر ساکن رہنا اور جب تک وہ علامات ظاہر نہ ہوں جو میں تم سے بیان کرنے لگا ہوں، تم ہاتھ پاؤں نہ ہلانا (یعنی امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی کچھ خاص نشانیاں ہیں اور تم ہر آواز پر تیار نہ ہو جانا)۔ اور اگر تم ان نشانیوں کو پالو (تو کچھ کرنا) وہ علامات یہ ہیں:

پہلی نشانی یہ ہے کہ بنی عباس حکومت کے بارے میں اختلاف کریں گے، تم یہ زمانہ نہیں پاؤ گے لیکن بعد والوں کے لیے میری طرف سے بیان کر دینا۔ آسمان سے ایک منادی ندا دے گا: دمشق کی جانب سے فتح کی آواز آئے گی: شام میں "جابیہ" نامی بستی دھنس جائے گی، مسجد دمشق کا دایاں حصہ ختم ہو جائے گا۔ مارقہ (دین سے نکل جانے والے) ترک کی جانب سے نکل جائیں گے۔ اس کے بعد روم میں بہت زیادہ قتل ہوں گے۔ ترک کے ہمسائے، جزیرہ تک آجائیں گے اور رومی بے دین "رملہ" میں آجائیں گے۔

اے جابر! اس سال پوری زمین میں مغرب کی جانب سے اختلاف ہوگا۔ سب سے پہلے شام کے حالات خراب ہوں گے۔ پھر تین جھنڈوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔ اصہب کا جھنڈا، ابقع کا جھنڈا اور سفیانی کا جھنڈا۔

سفیانی کا لشکر ابقع کے لشکر کا مقابلہ کرے گا اور ابقع اور اس کے لشکریوں کو قتل کر دے گا۔ اس کے بعد اصہب کو بھی مار دے گا۔ پھر سفیانی عراق کا رخ کرے گا۔ اس کا لشکر جب قرقیسا سے گزرے گا تو وہاں کے لوگوں سے لڑائی کرے گا اور وہاں ایک لاکھ ظالم اور سرکش مارے جائیں گے۔ پھر سفیانی ساٹھ ہزار کا لشکر کوفہ کی طرف روانہ کرے گا اور وہ کوفہ میں بہت سے لوگوں کو قتل کریں گے۔ سولی پر لٹکائیں گے اور قید کریں گے۔ انھی حالات میں خراسان کی طرف سے کچھ پرچم بلند ہوں گے۔ وہ جلدی سے منازل طے کرتے ہوئے آئیں گے اور ان کے ہمراہ حضرت قائمؑ کے کچھ ماننے والے ہوں گے۔ پھر کوفہ کے والیوں میں سے ایک شخص ضعفاء میں آئے گا تو سفیانی کا لشکر اسے حیرہ اور کوفہ کے درمیان قتل

کر دے گا اور سُفیانی اپنا ایک لشکر مدینہ کی طرف بھیجے گا۔ تب ہمارا مہدیؑ مکہ سے خروج کرے گا۔ یہ خبر سُفیانی کے لشکر کے امیر کی طرف پہنچ جائے گی تو وہ اپنا لشکر امام مہدی علیہ السلام کے تعاقب میں روانہ کرے گا لیکن وہ امام مہدیؑ کو نہیں پا سکیں گے اور امام مہدیؑ حضرت موسیٰؑ بن عمران کی طرح خائف و مترقب مکہ میں داخل ہو جائیں گے۔

لشکرِ سُفیانی کا امیر بیدا میں آئے گا تو ایک منادی آسمان سے ندا دے گا۔ اے بیدا! ان لوگوں کو ہلاک کر دے تو وہ زمین میں دھنس جائیں گے اور ان میں سے تین لوگ بچ جائیں گے۔ خدا ان کے منہ پشت کی جانب موڑ دے گا۔ وہ بنی کلب سے ہوں گے اور ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

> يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ ..... (سورۂ نساء: آیت ۴۷)
>
> ''اے اہلِ کتاب جو کتاب (قرآن) ہم نے نازل کی ہے اور وہ اُس کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے جو تمھارے پاس ہے اس پر ایمان لاؤ قبل اس کے کہ ہم کچھ لوگوں کے چہرے بگاڑ کر اُن کی پشت کی طرف پھیر دیں''۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ایسا لگتا ہے کہ میں سُفیانی کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کا لشکر تمھارے کوفہ کے محلہ رحبہ میں داخل ہو چکا ہے اور ان میں ایک منادی ندا دے رہا ہے: جو بھی ایک شیعہ کا سر لائے گا اسے ایک ہزار دینار انعام ملے گا۔ تو ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے پر کود پڑے گا اور کہے گا: یہ ان (شیعوں) میں سے ہے تو وہ اسے مار کر ہزار درہم (انعام) لے لے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ہی سے مروی ہے کہ سُفیانی کا خروج حتمی (علامت) ہے۔ وہ رجب میں خروج کرے گا، اس کے خروج کی مدت پندرہ ماہ ہوگی، چھے مہینے وہ جنگ کرے گا، نو ماہ پانچ علاقوں (دمشق، حمص، فلسطین، اُردن اور قنسرین) پر حکومت کرے گا اور اس

مدت میں ایک دن کا بھی اضافہ نہیں ہوگا۔

معلّی بن خنیس سے روایت ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ فرما رہے تھے: (ظہور کی) کچھ علامات حتمی ہیں اور کچھ غیر حتمی۔ اور سُفیانی کا رجب میں خروج حتمی ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جب شام میں دو نیزے اختلاف کریں گے تو وہ خدا کی آیات میں سے ایک آیت کے ذریعے دُور ہوں گے۔

پوچھا گیا: اے امیرالمومنینؑ! وہ نشانی کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ شام میں آنے والا ایک زلزلہ ہوگا کہ جس میں ایک لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہوجائیں گے۔ یہ مومنین کے لیے رحمت ہوگا اور کافروں کے لیے عذاب ہوگا۔ اس وقت سرمئی رنگ کے ترکی گھوڑے اور زرد رنگ کے جھنڈے تمھیں دکھائی دیں گے، مغرب سے آئیں گے اور شام میں رُک جائیں گے۔ اس وقت شام کے حالات بہت خراب ہوں گے اور ہر طرف سرخ موت کا بازار گرم ہوگا۔ جب یہ ہوجائے گا تو دمشق کی ایک بستی "حرستا" زمین میں دھنس جائے گی تو اس وقت جگر خوارہ کا بیٹا (سُفیانی) وادیٔ یابس سے خروج کرے گا اور آکر دمشق کے منبر پر بیٹھ جائے گا، اس وقت تم امام مہدی علیہ السلام کے خروج کا انتظار کرنا۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا، آپؑ لوگوں سے فرما رہے تھے:

اس کی کچھ علامات ہیں: سُفیانی سرخ جھنڈا لے کر آئے گا۔ اس کے لشکر کا امیر بنی کلب سے ہوگا۔ اس کے لشکر کے بارہ ہزار گھوڑے مدینہ کی جانب بڑھیں گے، ان کا میر کارواں بنی اُمیہ کا ایک شخص ہوگا، اس کا نام خزیمہ ہوگا۔ اس کی بائیں آنکھ پر فالتو چمڑا ہوگا۔ وہ پاؤں کاٹنے والا ہوگا (یا اس کے پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے)۔ اس کے مقابل کوئی پرچم بلند نہ ہوگا، حتیٰ کہ وہ مدینہ میں ابوالحسن الاموی کے گھر آجائے گا اور چند گھڑسوار آلِ محمدؐ

میں سے ایک شخص (امام مہدی علیہ السلام) کی تلاش میں بھیجے گا۔ ان گھڑسواروں میں سے ایک کا تعلق "غطفان" سے ہوگا۔ جب وہ سفید پہاڑوں کے قریب پہنچیں گے تو وہ زمین میں دھنس جائیں گے۔ ان میں سے ایک شخص بچے گا، خدا اس کا منہ کمر کی جانب کردے گا تاکہ وہ لوگ ڈریں اور ان کے بعد والوں کے لیے ایک (عبرت کی) نشانی بن جائے تو اس دن اس آیت کی تاویل سامنے آئے گی: (وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ)

ایک لاکھ تیس ہزار سپاہیوں کو کوفہ کی جانب روانہ کرے گا تو ان میں ساٹھ ہزار سپاہی عید کے دن کوفہ میں حضرت ہودؑ کی قبر کے پاس آجائیں گے اور ان کا امیر ایک ظالم اور جابر شخص ہوگا، اسے "جادوگر کاہن" کہا جائے گا تو ان کے مقابلے میں بغداد کا امیر آئے گا۔ اس کے ہمراہ پانچ ہزار کاہن ہوں گے اور وہ کوفہ کے پل پر ستر ہزار لوگوں کو قتل کرے گا، تین دن تک لوگ جان کے خوف سے فرات سے دُور رہیں گے اور کوفہ سے ستر ہزار کنواری عورتوں کو قیدی بنایا جائے گا، ان سب کو سواریوں پہ سوار کر کے نجف کی طرف لے جایا جائے گا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی ایک اور روایت میں یہ ہے: پھر ستر ہزار سپاہی عراق، کوفہ اور بصرہ کی طرف چلے جائیں گے پھر وہ شہروں اور گھروں میں داخل ہوجائیں گے۔ اہل علم کو قتل کریں گے، قرآن کے نسخے جلادیں گے۔ مساجد کی بے حرمتی کریں گے۔ حرام کو مباح قرار دیں گے، بازاروں میں سازباجوں کا شور بلند کریں گے، گلیوں کوچوں میں شراب پئیں گے، فحاشی کو حلال کریں گے، خدا کے عائد کردہ فرائض کو بجالانا حرام قرار دیں گے اور کسی طرح کے بھی ظلم سے دریغ نہیں کریں گے بلکہ روز بروز ان کی سرکشی و بغاوت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

پھر وہ شہروں کے بچے اکٹھے کرے گا اور ان کو مارنے کے لیے تیل گرم کرے گا تو وہ بچے کہیں گے: اگر ہمارے بڑوں نے تمھاری نافرمانی کی ہے تو اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں؟

وہ دو بچوں کو پکڑے گا، ان کے نام حسن و حسین ہوں گے تو انھیں سولی پر لٹکا دے گا۔ پھر کوفہ کی جانب چلا جائے گا، وہاں پہنچ کر بھی بچوں کے ساتھ وہی ظلم کرے گا۔ پھر حسن و حسین نامی دو اور بچوں کو مسجد کے دروازے پر پھانسی دے گا اور حضرت یحییٰ بن زکریاؑ

کے خون کی طرح ان کا خون بہائے گا۔ جب سُفیانی یہ حالات دیکھے گا تو اسے خطرے اور ہلاکت کا یقین ہوجائے گا۔ وہ جنگ کے ارادے سے "شام" کی طرف چلا جائے گا۔ جب دمشق پہنچے گا تو شراب پیئے گا اور گناہوں میں مصروف ہوجائے گا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اپنی بداعمالیوں میں شامل کرلے گا۔

محمد بن مسلم نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا: سُفیانی کا رنگ سرخ ہوگا، اس کے بال سنہرے ہوں گے اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔ نہ اس نے کبھی خدا کی عبادت کی ہوگی اور نہ کبھی مکہ اور مدینہ کو دیکھا ہوگا اور وہ کہے گا: خدایا! مجھے پناہ دے خواہ جہنم میں ہی دے۔ خدایا! پناہ دے خواہ جہنم میں ہی دے۔

یہ وہ چند احادیث تھیں جو ہم نے ائمہ معصومینؑ اور ان کے سید و سردار خاتم المرسلینؐ سے نقل کرکے اپنے قارئین کے سامنے پیش کی ہیں۔ یہ واضح رہے کہ یہ احادیث صرف شیعہ علما ہی نے نقل نہیں کیں بلکہ اہلِ سنت علما نے بھی ان کا تذکرہ اپنی کتابوں میں کیا ہے اور یہ احادیث فریقین کے نزدیک متواتر ہیں۔ ہم ذیل میں چند اہلِ سنت مصادر کے نام پیش کرتے ہیں:

العرف الوردی، مجمع الزوائد، صحیح مسلم، عقد الدرر، کنزالعمال، کتاب الفتن الاستاذ البخاری نعیم بن حماد، مستدرک الصحیحین، تفسیر ثعلبی اور تفسیر طبری وغیرہ۔

سُفیانی کے بارے میں مرویات کا خلاصہ

یہ احادیث جو سُفیانی کے حالات کے بارے میں گزری ہیں یہ ایک مجموعہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور اس کے گناہوں سے لبریز اور بداعمالیوں سے پُر زندگی کو بیان کرتی ہیں۔ ہم ذیل میں ان احادیث کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

سُفیانی ایک خون ریز اور فساد کرنے والا شخص ہوگا، اس کا تعلق بنوامیہ سے ہوگا۔ وہ شام پر حملہ کرے گا۔ اس کے مقابلے میں دو لشکر آئیں گے۔ ایک لشکر کی قیادت سرخ رنگ والا شخص کرے گا اور دوسرے لشکر کی قیادت وہ شخص کرے گا کہ جس کے بدن پر سفید داغ

ہوں گے۔ سُفیانی ان دونوں لشکر والوں کو شکست دے دے گا۔ پھر اس کے لیے راہ ہموار ہوجائے گی اور وہ دمشق، حمص، حلب، اُردن اور فلسطین پر حکومت کرے گا۔ یہودی اور پست قسم کے لوگ اس کے پیچھے چلیں گے اور یہ سب چھے ماہ کے عرصے میں ہوگا۔

پھر وہ ایک لاکھ بیالیس ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر ترتیب دے گا۔ ان میں سے کچھ کو مدینہ کی طرف بھیجے گا اور کچھ کو عراق کی جانب بھیج دے گا۔ جب وہ امامِ زمانہؑ کے ظہور کی خبر سنیں گے تو بارہ ہزار کا ایک لشکر امام مہدی علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لیے مدینہ کا رُخ کرے گا، وہ تین دن مدینہ میں رہیں گے اور بہت زیادہ لوٹ مار کریں گے، پھر انھیں خبر ملے گی کہ امام مہدی علیہ السلام مکہ سے مکہ کی جانب ہجرت کر گئے ہیں تو بہت سے لشکر کے افراد امامؑ کے تعاقب میں مدینہ کی جانب بڑھیں گے، جب یہ لوگ مکہ و مدینہ کے درمیان صحرا میں پہنچیں گے تو زمین انھیں نگل لے گی (وہ زمین میں دھنس جائیں گے)۔ ان میں سے صرف دو مرد بچیں گے: ایک شخص امام مہدی علیہ السلام کے پاس جاکر انھیں دشمن کی ہلاکت کی خوش خبری دے گا اور دوسرا شخص سُفیانی کے پاس جائے گا اور اسے لشکر کی ہلاکت کے بارے میں بتائے گا۔

جو لشکر عراق کی جانب جائے گا وہ "روحا" کے مقام پر پڑاؤ ڈالے گا (روحا نجفِ اشرف کے مضافات میں ایک علاقہ ہے جو حلّہ شہر اور بابل پر مشتمل ہے)۔ پھر ان میں سے ساٹھ ہزار یا ستّر ہزار افراد نجف اور کوفہ کی جانب چلے جائیں گے۔ وہ دن عید کا دن ہوگا، بغداد سے پانچ ہزار افراد کا ایک لشکر سُفیانی کے لشکر کے مقابلے میں آئے گا۔ دونوں گروہوں میں شدید قسم کی جنگ ہوگی اور سُفیانی جیت جائے گا۔ سُفیانی کوفہ میں ہی رہے گا، بہت فساد پھیلائے گا، لوگوں کو پھانسی دے گا، عورتوں کو قید کرے گا، اہلِ کوفہ میں سے ایک شخص سُفیانی کے مقابل کھڑا ہوگا تو سُفیانی لشکر کا امیر اسے قتل کردے گا۔

آخر میں سُفیانی شام کی طرف قدم بڑھائے گا اور اس کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ ہوگی۔ لیکن کوفہ سے ایک گروہ (سیّد ہاشمی اور یمانی کی قیادت میں) سُفیانی کے خلاف خروج کرے گا اور مکمل طور پر سُفیانی کے لشکر پر قابو پالے گا۔ سُفیانی کے تمام لشکری مارے جائیں گے اور یہ گروہ بچ جائے گا اور مالِ غنیمت حاصل کرلے گا۔

۔ امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمانے کے بعد اور حالات کے قابو میں آنے کے بعد سُفیانی کو قتل کرنے کے لیے شام کا رُخ کریں گے حتیٰ کہ شام پہنچ جائیں گے اور ان کے ساتھ بہت سے لوگ مل جائیں گے۔ اس روز سُفیانی وادیٔ رملہ میں ہوگا۔ وہاں دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجائیں گے۔ سُفیانی کے لشکر سے بعض لوگ امام مہدیؑ کے لشکر میں شامل ہوجائیں گے اور امام مہدیؑ کے لشکر کے کچھ لوگ سُفیانی کے لشکر میں چلے جائیں گے۔

سُفیانی کا انجام

اس بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب سُفیانی کو خبر ملے گی کہ امام مہدی علیہ السلام اس کے تعاقب میں آرہے ہیں تو وہ لشکر کو امام مہدی علیہ السلام کی جانب موڑے گا حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام کے لشکر کے سامنے آکر کہے گا: میرے چچا کے بیٹے (امام مہدی علیہ السلام) کو میرے سامنے بھیجو۔

امام مہدی علیہ السلام باہر آئیں گے، سُفیانی اور آپؑ کے درمیان کافی بحث و مباحثہ ہوگا اور آخرکار سُفیانی امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرلے گا۔ پھر سُفیانی کے لشکر والے سُفیانی سے کہیں گے: تُو نے یہ کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے انھیں تسلیم کرلیا اور ان کی بیعت کرلی۔ وہ کہیں گے: عقل کے اندھے! ہمارے درمیان تو تُو خلیفہ تھا اور لوگ تمھارے حکم کے پابند تھے اور اب تُو نے امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرلی ہے؟ اس پر سُفیانی شرمندہ ہوجائے گا، امامؑ کی بیعت توڑ دے گا اور امامؑ سے جنگ کے لیے تیار ہوجائے گا۔

دونوں لشکروں میں صبح صبح جنگ چھڑ جائے گی، پھر خداوندمتعال امامِ زمانہؑ کو سُفیانی پر فتح نصیب کرے گا اور امام علیہ السلام کا لشکر سُفیانی کے سارے لشکر کو ہلاک کردے گا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق سُفیانی اپنے لشکر مکہ کی جانب بھیجے گا۔ لشکر کے انجام سے عبرت حاصل کرے گا کہ کیسے زمین انھیں نگل گئی۔ وہ امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرلے گا، پھر بیعت توڑ دے گا، وعدہ خلافی کرے گا اور امام علیہ السلام سے جنگ کرے گا۔ آخرکار اسے پکڑلیا جائے گا اور امام مہدیؑ اسے قتل کردیں گے۔

ایک تیسری روایت کے مطابق امام مہدی علیہ السلام حکم دیں گے اور اسے قدس کے داخلی دروازے پر ذبح کر دیا جائے گا۔ یوں لوگ خوش ہو جائیں گے اور انھیں اس کے مظالم اور فتنوں سے نجات مل جائے گی۔

یہ واضح رہے کہ لوگوں کو سُفیانی وغیرہ کے ذریعے سے جو مظالم درپیش ہوں گے وہ ان لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے خدا کا ان پر عذاب ہوگا۔

تیسری نشانی: بیدا کے مقام پر زمین کا دھنسنا

بیدا کے مقام پر زمین کا دھنس جانا امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی حتمی علامات میں سے ہے۔ اس کا ذکر ان احادیث میں گزر چکا ہے جو سُفیانی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ ہم ان احادیث کو دوبارہ ذکر نہیں کرتے، اور اس نشانی کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرتے ہیں کیونکہ یہ امام مہدیؑ کے ظہور کی حتمی علامات میں سے ایک ہے۔

سابقہ احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ سُفیانی امام مہدی علیہ السلام کے تعاقب اور ان سے جنگ کے لیے ایک لشکر مدینہ کی جانب روانہ کرے گا۔ جب لشکر مدینہ پہنچے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ امام مہدیؑ مکہ کی جانب چلے گئے ہیں تو وہ لشکرِ امام مہدیؑ کے تعاقب میں مدینہ سے مکہ کی جانب خروج کرے گا۔ جب وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان صحرا میں پہنچے گا تو تمام اَموال و اسباب سمیت زمین میں دھنس جائے گا اور ان میں سے صرف دو مرد زندہ بچیں گے جیسا کہ گذشتہ بیان میں گزر چکا ہے۔

یہ واضح ہے وہ زلزلے وغیرہ سے زمین میں دھنس جائیں گے اور یہ سُفیانی لشکر پر خدا کا عذاب ہوگا۔

اس بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ایک طویل حدیث میں آیا ہے۔ ہمارے سید و سردار القائم (امام مہدیؑ) دیوارِ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سامنے ایک شخص آئے گا۔ اس کا منہ کمر کی جانب اور پشت سینے کی جانب ہوگی۔ وہ امام مہدیؑ کے سامنے بیٹھ جائے گا اور عرض کرے گا: مولا! میں خوش خبری لے کر آیا ہوں۔

مجھے ایک فرشتے نے آپؑ کے ساتھ مل جانے کا حکم دیا ہے اور میں آپؑ کو بیدا میں سُفیانی کے لشکر کے دھنس جانے کی خوش خبری سناتا ہوں۔ تو قائمؑ اس شخص سے فرمائیں گے: اپنا اور اپنے بھائی کا قصہ بیان کرو۔ وہ شخص کہے گا: میں اور میرا بھائی سُفیانی کے لشکر میں تھے۔ ہم نے دمشق سے بغداد تک فساد برپا کیا اور زمین کو تہ و بالا کر دیا۔ کوفہ کے گھروں کو ویران کیا اور مدینہ میں مظالم کے پہاڑ گرائے۔ ہم نے منبر توڑ ڈالا۔ ہمارے گھوڑوں نے مسجد نبویؐ میں پیشاب کر دیا، ہم مدینہ سے نکلے اور اب ہمارا ارادہ کعبہ کو گرانا اور وہاں موجود لوگوں کو قتل کرنا تھا۔ جب ہم بیدا میں پہنچے تو ہم نے وہاں پڑاؤ ڈالا۔ ہم نے ایک آواز سنی: اے بیدا (کی زمین) ظالموں کو ہلاک کر دے، تو زمین پھٹ گئی اور سارے لشکر والوں کو نگل گئی۔ بخدا کسی کے اُونٹ کی مہار بھی نہیں بچی، سوائے ہم دونوں کے اُونٹوں کے۔ ہم نے ایک فرشتے کو دیکھا اس نے ہمارے منہ پر مارا اور ہمارے منہ پشت کی جانب ہو گئے۔ میرے بھائی سے کہا: تُو ہلاک ہو جائے! دمشق میں سُفیانی ملعون کے پاس جاؤ، اسے آلِ محمدؐ میں سے مہدیؑ کے ظہور کی خبر دو اور بتاؤ کہ خدا نے اس کے لشکر کو بیدا میں ہلاک کر دیا ہے۔ اور مجھ سے کہا: اے خوش خبری دینے والے، مکہ میں امام مہدیؑ سے ملو، انھیں ظالموں کی ہلاکت کی خبر دے دو اور ان کے ہاتھوں پر توبہ کرو۔ بے شک وہ تمھاری توبہ قبول کریں گے تو امام قائمؑ اپنا دستِ مبارک اس پر پھیریں گے اور وہ صحیح و سالم ہو جائے گا۔ وہ امامؑ کی بیعت کرے گا اور ان کے لشکر میں شامل ہو جائے گا۔

چوتھی نشانی: یمانی کا خروج

یمانی کا خروج بھی امامِ زمانہ علیہ السلام کے ظہور کی حتمی علامات میں سے ایک ہے۔ یمانی کا ذکر بہت سی احادیث میں آیا ہے لیکن افسوس سے کہا جاتا ہے کہ یہ احادیث مختصر ہونے کی وجہ سے اس شخصیت کی معرفت کے لیے کافی نہیں ہیں اور ہم یہاں اس موضوع پر ایک ہی حدیث پر اکتفا کرتے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں: سُفیانی یمانی اور خراسانی

ایک ہی سال میں خروج کریں گے اور مہینہ بھی ایک ہی ہوگا، دن بھی ایک ہوگا۔ یہ تینوں پے درپے خروج کریں گے۔ اس وقت سب سے زیادہ ہدایت والا پرچم یمانی کا ہوگا کیونکہ یہ لوگوں کو ان کے زمانے کے امام علیہ السلام کی طرف بلائے گا۔ جب یمانی خروج کرے گا تو اس وقت ہر مسلمان اور ہر انسان پر اسلحے کی خرید وفروخت حرام ہو جائے گی۔

جب یمانی خروج کرے گا تو تم اس کی طرف جانا۔ بے شک اس کا جھنڈا ہدایت کا جھنڈا ہوگا۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے ساتھ ملنے میں سستی اور کاہلی دکھائے، جو سستی کرے گا وہ اہلِ جہنم میں سے ہوگا کیونکہ وہ حق اور صراطِ مستقیم کی طرف بلائیں گے۔

پانچویں نشانی: نفسِ زکیہ

خانہ کعبہ میں رکن اور مقام کے درمیان نفسِ زکیہ کو ذبح کیا جانا امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی حتمی علامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کے سلسلۂ نسب میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ بہرحال اس اختلاف میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تو ثابت ہے کہ وہ آلِ رسولؐ میں سے ہیں۔

بعض احادیث میں انھیں "غلام" (لڑکا) کہا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ وہ اس وقت جوانی میں قدم رکھ رہا ہوگا۔ امام مہدی علیہ السلام اسے اہلِ مکہ کی جانب بھیجیں گے تاکہ وہ ان سے قیامِ امامؑ کے لیے مدد مانگے۔ جب وہ اہلِ مکہ کے پاس جائیں گے تو مکہ والے ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور انھیں رکن اور مقامِ ابراہیمؑ کے درمیان ذبح کر دیں گے۔ اس وقت ان لوگوں پر خدا کا غضب ٹوٹ پڑے گا۔

نفسِ زکیہ کو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پندرہ دن پہلے شہید کیا جائے گا۔ انھیں نفسِ زکیہ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بے گناہ قتل کیے جائیں گے اور امامؑ کا زبانی پیغام پہنچانے کے جرم میں شہید کیے جائیں گے۔ اور امامؑ کا پیغام کسی قسم کی دھمکی یا سب وشتم پر مشتمل نہ ہوگا بلکہ اس میں مدد ونصرت کا سوال ہوگا۔

ذیل میں ہم اس موضوع سے متعلق چند احادیث پیش کرتے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت قائمؑ اپنے اصحاب سے فرمائیں گے: اے لوگو! اہلِ مکہ مجھے نہیں چاہتے لیکن میں ان پر حجت تمام کرنے کے لیے ایسا شخص ان کی طرف بھیجوں گا کہ جو میری طرح ان پر حجت تمام کرے گا۔ پھر امامؑ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو بلائیں گے اور اس سے فرمائیں گے: اہلِ مکہ کے پاس جا کر کہو: اے اہلِ مکہ! میں فلاں شخص (امام مہدیؑ) کا نمائندہ ہوں اور تمھاری طرف اس کا یہ پیغام لایا ہوں۔ ہم اہلِ بیتؑ رحمت ہیں، ہم رسالتِ الٰہیہ و خلافت کا منبع ہیں اور ہم تمام انبیاءؑ کے سردار حضرت محمدؐ کی اولاد ہیں۔ ہم پر ظلم ہوا ہے، ناانصافی کی گئی، ہم پر جبر کیا گیا ہے اور جب سے ہمارے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ بند کی ہے اس دن سے آج تک ہم سے ہمارا حق چھینا جا رہا ہے۔ ہم تم سے مدد مانگتے ہیں، تم ہماری مدد کرو۔ جب نفسِ زکیہ یہ پیغام سنائے گا تو وہ اس پر ہلّہ بول دیں گے اور اسے رکن اور مقامِ ابراہیمؑ کے مابین ذبح کر دیں گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے ہی فرمایا: آلِ محمدؐ میں سے ایک لڑکا رکن اور مقام کے درمیان مارا جائے گا۔ اس کا نام محمد بن حسن نفسِ زکیہ ہوگا اور اس وقت ہمارے قائمؑ کا خروج ہوگا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائمِ آلِ محمدؐ کے قیام اور نفسِ زکیہ کے قتل کے درمیان صرف پندرہ راتوں کا فاصلہ ہوگا۔

یہ واضح رہے کہ نفسِ زکیہ اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے جو کوفہ کے مضافات میں سے ہوگا اور جب سُفیانی کا لشکر آئے گا تو وہ کوفہ میں ستر نیک لوگوں کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔ یہ لقب سیّد ہاشمی کے لیے بھی استعمال کیا جائے گا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں نفسِ زکیہ سے مراد وہ شخص ہے کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پندرہ دن پہلے رکن اور مقام کے درمیان ذبح کیا جائے گا۔

سولہویں فصل

امام مہدیؑ ہونے کے جھوٹے دعویدار

مسلمانوں میں امام مہدی علیہ السلام کا عقیدہ رسولؐ کے زمانے سے موجود ہے اور ائمہ اہل بیتؑ نے بھی اس کے بارے میں ترغیب دلائی ہے۔ کتاب کے شروع میں امام مہدی علیہ السلام کی بشارت کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ وعلویہ گزر چکی ہیں اور وہ روایات امام مہدیؑ کے ظہور پرنور کے بارے میں بتاتی ہیں اور ان کی بزرگی وجلالت کو بیان کرتی ہیں اور ان روایات کے مطابق تاریخ اسلام میں ان جیسی بااختیار و باقدرت شخصیت موجود نہیں۔ جیسا کہ سابقہ فصول میں گزر چکا ہے۔ یہ حقیقت مسلمانوں کے نزدیک مشہور و معروف تھی کیونکہ اس بارے میں احادیث متواترہ ومتکاثرہ موجود تھیں اور اس زمانے میں کوئی بھی اس حقیقت کو جھٹلانے کی جرأت و جسارت نہیں کرسکتا تھا۔

اس عقیدے اور حقیقت کا سہارا لیتے ہوئے گذشتہ صدیوں میں کچھ لوگ ظاہر ہوئے کہ جن کی طرف امام مہدی علیہ السلام ہونے کی نسبت دی گئی یا انھوں نے خود کو مہدیؑ کہلوایا۔

بعض مورخین کی تحقیق کے مطابق ان کی تعداد پچاس ہے۔ یہاں یہ ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض مجہول النسب ہوں گے۔ بعض کے افعال و اعمال اسلام کے خلاف ہوں گے اور بعض بے وقوفوں والی باتیں کرتے ہوں گے۔

ہم انھیں تین قسموں میں بیان کرتے ہیں:

① وہ جن کی طرف مہدی ہونے کی نسبت دی گئی۔

② وہ جنھوں نے حکومت اور مقام حاصل کرنے کی غرض سے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

③ وہ جنھوں نے استعمار کا آلۂ کار بن کر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

پہلی قسم

تاریخ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بعض لوگوں کو ان کے پیروؤں نے مہدی کے طور پر مشہور کر دیا تھا اور ہر جگہ یہ بات مشہور ہوگئی مگر صحیح طور پر نہیں بتایا جاسکتا کہ وہ خود یہ باتیں اپنی شخصیت کے متعلق سن کر کیوں خاموش رہے؟

ان لوگوں کے پیروؤں نے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں وارد شدہ احادیث ان لوگوں پر منطبق کرنا شروع کر دیں۔ ہم ذیل میں اس کے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں:

① رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی احادیث میں موجود ہے کہ مہدی میرے ہم نام ہوں گے۔ تو اس حدیث کو مختار کے دوستوں نے حضرت محمد بن علی المعروف ابن حنفیہ پر منطبق کیا اور انھیں مہدی قرار دیا۔

② احادیث رسولؐ میں وارد ہے کہ امام مہدی علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے، وہ تلوار کے ساتھ قیام کریں گے اور وہ ایک کنیز کے بیٹے ہوں گے۔

جب حضرت زید بن علی زین العابدینؑ نے تلوار اٹھائی تو ان کا اتباع کرنے والوں نے بھی ان کو مہدی کہنا شروع کر دیا کیونکہ وہ امام حسینؑ کے بیٹے تھے۔ انھوں نے تلوار سے قیام کیا تھا اور وہ ایک کنیز کے بیٹے تھے اور زید کے پیروکار وہ احادیث بھول گئے جن میں رسولؐ خدا نے فرمایا: میرے بعد بارہ امامؑ ہیں، ان میں سے نو صلبِ امام حسینؑ میں سے ہیں اور ان کا نواں قائمؑ ہے۔

زید تو امام حسینؑ کا نواں بیٹا نہ تھا لیکن حضرت زید کا اتباع کرنے والوں نے اپنی نفسانی خواہشات اور ذاتی اغراض حاصل کرنے کے لیے یہ مشہور کر دیا تھا۔

جب حضرت زید کی شہادت ہوئی تو اُموی شعرا نے مہدویت کا مذاق اُڑایا۔ اس وقت زیدی فرقہ کی بنیاد پڑی۔ اب وہ زیادہ تر یمن میں پائے جاتے ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ شیعہ مذہب سے ہٹ کر دوسرے مذاہب کی روش اختیار کر چکے ہیں۔

③ حضرت زید بن علی زین العابدینؑ کے قیام کے کچھ سال بعد حضرت محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ پیدا ہوئے تو ہوا پرستوں نے انھیں مہدی مشہور کر دیا اور ایک جعلی حدیث

کو ان پر منطبق کر دیا کہ مہدیؑ کے والد میرے والد کے ہم نام ہوں گے۔

ہم کتاب کے شروع میں بتا چکے ہیں کہ یہ حدیث سینکڑوں صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اسے محمد بن عبداللہ المحض پر منطبق کیا، اسے نفسِ زکیہ کا نام دیا۔ بعض لوگوں نے اس کی بیعت بھی کی اور قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ اس کے باپ نے بھی مہدی ہونے کی حیثیت سے اس کی بیعت کی۔ اس کی بیعت کرنے والوں میں سے منصور دوانیقی بھی تھا۔ جب عباسی حکومت قائم ہوئی۔ محمد بن عبداللہ کی مہدویت ختم ہوگئی اور منصور نے اس کی بیعت توڑ ڈالی۔

دوسری قسم

اس قسم میں وہ افراد شامل ہیں کہ جنھوں نے حکومت کے لالچ میں "مہدی" ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ مہدی عباسی بھی ان میں سے ہے۔ اس کے والد منصور نے دعویٰ کیا کہ میرا یہ بیٹا مہدی ہے جب کہ اس سے پہلے وہ محمد بن عبداللہ المحض کی بیعت کر چکا تھا۔ اسی طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ خیال مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا گیا۔ اور ان لوگوں کے قلتِ حیا (شرم کی کمی) پر میرا تعجب ختم نہیں ہوسکتا کہ کیسے وہ علی الاعلان اتنا بڑا جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہوتے ہیں کہ وہ جھوٹ کہہ رہے ہیں کیونکہ جس مہدی کے بارے میں رسولؐ خدا نے خبر دی ہے اس کی کچھ خاص صفات و خصوصیات ہیں مثلاً وہ زمین کو عدل و انصاف سے پُر کر دے گا۔ کیا ان جھوٹوں میں سے کوئی یہ کرسکتا ہے اور اس میں ایسی الٰہی اور معنوی خصوصیات موجود ہیں۔ اور اس سے زیادہ تعجب ان لوگوں پر ہوتا ہے جنھوں نے ایسے لوگوں کے دعوؤں کو قبول کیا اور ان کی خرافات کو تسلیم کر لیا جب کہ انھیں یہ معلوم تھا۔ احادیث نبویہؐ ان لوگوں پر صادق نہیں آتیں۔

تیسری قسم

اس قسم میں وہ افراد شامل ہیں جنھوں نے استعمار کا آلۂ کار بن کر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ہم ذیل میں اس بارے میں تھوڑی وضاحت کرتے ہیں۔ استعمار نے اسلام کو گزند

پہنچانے اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کے لیے مختلف قسم کے حربے استعمال کیے تاکہ کسی طریقے سے ان کی اغراضِ فاسدہ پوری ہو سکیں۔

ان کے ایسے حربوں میں، مسلمانوں کے بہت سے فرقے بنانا، عقائد دینی میں تصرف کرنا اور لوگوں کے دلوں اور افکار میں کمزوری پیدا کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ انھی چالوں میں سے ایک چال "جھوٹے مہدی" بنانا بھی ہے۔ استعمار نے بعض لوگوں کی تربیت کی ہے۔ انھیں مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے کی ہدایت کی ہے اور مالِ دنیا سے ان کی مدد کی ہے۔

یہاں ہم نمونے کے طور پر صرف ایک شخص کا ذکر کرتے ہیں۔

علی محمد الباب: دین بہائی کا بانی

۱۸۳۴ء میں ایک روسی جاسوس ایران آیا۔ اس نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک شیطانی منصوبہ تیار کیا ہوا تھا۔ یہ جاسوس کچھ دن ایران رہا اور بعد میں عراق آ گیا۔ اس نے اپنا نام شیخ عیسیٰ لنکرانی بتایا جب کہ اس کا اصلی نام کنیاز دوالکورکی تھا۔ اس نے دین دار لوگوں کی سی صورت بنائی ہوئی تھی اور کربلا کے جلیل القدر عالم سید کاظم رشتی کے درس میں شامل ہوتا تھا۔ وہاں وہ ایک شخص سے ملا کہ جس کا نام علی محمد المعروف الباب تھا اور وہ سید کاظم رشتی کا شاگرد تھا۔ علی محمد بھنگ پیتا تھا اور وہ جاسوس علی محمد سے دوستی بنانے میں کامیاب ہو گیا۔

ایک رات علی محمد اپنی عادت کے مطابق بھنگ پی رہا تھا۔ اس روسی جاسوس نے موقع پا کر اسے بڑی عاجزی ظاہر کرتے ہوئے خطاب کیا اور یوں کہہ کر بلایا: اے صاحب الزمان مجھ پر رحم فرمائیں۔ واقعاً آپ صاحب الزمان ہیں۔

علی محمد باوجود اس کے کہ نشے میں تھا مگر اس نے اس جاسوس کو ٹھکرا دیا لیکن یہ جاسوس برابر اسے "امام مہدی" کہہ کر پکارتا تھا۔ اس کے بعد جب بھی علی محمد بھنگ پیتا وہ جاسوس اس کے پاس آ جاتا اور اس سے سوالات کرتا تو وہ مضحکہ خیز جواب دیتا تھا۔ وہ جاسوس یہ جوابات سن کر بہت خوشی کا اظہار کرتا تھا۔ ایک دن اس جاسوس نے بغداد سے شراب خریدی اور علی محمد کو پلا دی۔ جب اس کی عقل زائل ہو گئی تو جاسوس نے اسے امام مہدی اور صاحب الزمان

کہنا شروع کر دیا۔

علی محمد اس جاسوس کی باتوں کی تصدیق کرنے لگا اور خود کو امام مہدی سمجھنے لگا لیکن وہ ڈرتا تھا کہ وہ اس بات کو کس طرح ظاہر کرے۔ مگر وہ جاسوس بار بار اسے آمادہ کرتا تھا اور اسے بہت زیادہ مال و متاع دیتا تھا۔

پھر علی محمد کربلا سے بصرہ کی طرف گیا اور وہاں دعویٰ کیا کہ وہ امام مہدیؑ تک پہنچنے کے لیے دروازہ ہے اور ان کا نائب ہے لیکن اس جاسوس نے اسے خط لکھا کہ تو صاحب الامر ہے اور کربلا میں مشہور کر دیا کہ علی محمد امامِ زمانہ ہے اور اس نے بوشہر میں ظہور کیا ہے۔ یہ سن کر کچھ لوگ اس بات کو مان لیتے تھے اور کچھ رد کر دیتے تھے۔ جن لوگوں کو معلوم تھا کہ علی محمد ایک بھنگی اور شرابی شخص ہے وہ اس دعوے پر ہنستے تھے اور بعض بے وقوف لوگ اسے سچ مچ امامِ زمانہ مانتے تھے۔

ان شیطانی اعمال کے بعد یہ جاسوس تہران میں روس کا سفیر مقرر ہوگیا۔ یوں اس کی شیطانی طاقت میں اضافہ ہوگیا اور اسے وسیع میدان ہاتھ آگیا۔ اس نے تہران میں بہت سے جاسوس بنا لیے، ان کے ضمیروں اور عقیدوں کو خریدا تو وہ اس کے زیرِ تصرف آگئے۔ اس کے جاسوسوں میں حسین المعروف (البہاء) اور میرزا یحیی المعروف (صبح ازل) دو بھائی بھی تھے۔ اُنھوں نے اس جاسوس کی شیطانی نیت میں بہت ساتھ دیا۔

دو ماہ بعد علی محمد ''بوشہر سے شیراز کی طرف گیا۔ وہ جس بستی سے گزرتا تھا وہاں دعویٰ کرتا تھا کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کا نائب ہے اور شیراز پہنچ کر اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مہدی امام زمان ہے تو بعض جاہل اور اَن پڑھ لوگ اس کے گرد اکٹھے ہوگئے۔ جب شیراز کے علما کو اس شیطان کے آنے کی خبر ہوئی تو انھوں نے بعض معتبر افراد کو اس بات کی تحقیق کے لیے بھیجا۔ ان لوگوں نے علی محمد کی محفل میں اُٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ انھوں نے علی محمد کو اعتماد میں لے لیا اور علی محمد نے انھیں واضح طور پر بتا دیا کہ وہ امام مہدی ہے۔ تو ان لوگوں نے اس گمراہ سے جو سنا وہ علما کو بتا دیا۔ علما اس کے مقابل آگئے۔ اسی طرح اس کے قریبی اور خاندان والے اس کے مخالف ہوگئے۔ اس کو گھر سے نکال دیا اور جب اسے گرفتار کر کے

عدالت میں لایا گیا تو اس کو سزا دینے اور قید خانے میں ڈالنے کا حکم سنایا گیا۔ وہ بہت عرصہ جیل میں قید رہا۔ پھر اسے آزاد کر دیا گیا اور وہ شیراز سے اصفہان چلا گیا۔

روسی جاسوس نے اصفہان کے بادشاہ کو خط میں وصیت کی کہ وہ علی محمد الباب کا احترام کرے اور اس کی زندگی کی حفاظت کرے لیکن ان دنوں اصفہان کا بادشاہ وفات پا چکا تھا اور اس جعلی امام کو گرفتار کر کے تہران بھیج دیا گیا۔ اس روسی جاسوس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ وہ لوگوں کے درمیان واویلا کریں کہ امام مہدیؑ گرفتار ہو گئے ہیں۔

پھر حکومت نے علی محمد کو اپنے کارندوں کی نگرانی میں (قزوین) بھیج دیا۔ پھر تبریز اور پھر ماکو منتقل کر دیا۔ اس روز روسی جاسوسوں نے حکومت کے خلاف احتجاج کیا اور یہ خبر ایران کے بعض شہروں میں پھیل گئی۔ آخر کار بادشاہ نے حکم دیا کہ علی محمد کو حاضر کیا جائے اور علما کی موجودگی میں فیصلہ کیا جائے۔ جب اسے پیش کیا گیا تو اس کے اور علما کے مابین کافی بات چیت ہوئی اور آخر میں اس نے علما کے ہاتھوں پر توبہ کر لی اور اپنے گناہوں کی معافی کے لیے استغفار پڑھا۔ جب روسی جاسوس نے یہ حالت دیکھی تو اسے اپنا پردہ فاش ہونے کا خوف لاحق ہوا اور وہ اپنی شیطانی چالوں کو چھپانے کے لیے اسے قتل کرنے کی کوشش میں لگ گیا۔ انھی دنوں میں ایران کے بادشاہ کو قتل کر دیا گیا اور ناصرالدین شاہ بادشاہ بن گیا۔ تو اس نے علی محمد کو قتل کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

حسین المعروف "البہاء" اور اس کے ساتھی روسی جاسوس کے حکم سے بغداد چلے گئے۔ اگر روسی جاسوس ان کی حفاظت کے لیے اقدامات نہ کرتا تو یہ بھی اپنی سزا پا لیتے۔ اس جاسوس نے حسین کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ دعویٰ کرے کہ اس کا بھائی یحییٰ وہ مہدی ہے جو آخری زمانے میں ظہور کرے گا۔ اس پیغام کو پھیلانے میں روسی جاسوس نے دل کھول کر ان کی مالی معاونت کی۔ انھوں نے لوگوں کو اس بناوٹی دین کے بارے میں لوگوں کو دعوت دینا شروع کر دی اور چند بے دینوں کو ساتھ ملا لیا۔

اس وقت عثمانی حکومت نے ان لوگوں کو بغداد سے اسلامبول اور بعد میں اُردن بھیجنے کا حکم صادر کر دیا۔ بہائی تعلیمات تہران میں روسی سفارت خانے میں ترتیب دی جاتی تھیں۔

پھر حسین کی طرف بھیجی جاتی تھیں اور وہ انھیں اپنے ماننے والوں میں پھیلا دیتا تھا۔

آخر میں حسین اور اس کے بھائی میں اختلاف پڑ گیا تو یحییٰ قبرص کی طرف چلا گیا، وہاں شادی کرلی اور اپنا نام "صبح اَزل" رکھ لیا۔ حسین اور اس کے ماننے والے ترکی سے دُور فلسطین کے شہر "عکا" میں چلے گئے اور روپیہ پیسہ خرچ کر کے فلسطین اور ایران میں اپنا دین پھیلانے لگے۔

حسین نے اپنا لقب "البھاء" رکھ لیا۔ اس لیے اس کے ماننے والوں کو "البھائیہ" کہا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتی ہے کہ دین بہائی، اصول وفروع میں اسلام سے الگ ہے اور اس کے قائل اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے بلکہ "بہائی" کہتے ہیں۔

یہ سیاسی جماعت اسلام کے لباس میں ملبوس ہوکر بعض اسلامی اور مغربی ممالک میں پھیل گئی اور اسلام کے مقابل اس دین کو عام کرنے کے لیے امریکا بھی روس کا اتحادی بن گیا۔ اسی لیے "بہائیہ" امریکی اثر و رسوخ کی فرماں برداری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جب اسلامی شہروں میں امریکی اثر ورسوخ بڑھتا ہے، بہائی جماعت کا رسوخ بھی بڑھتا ہے۔

یہ خلاصہ تھا باب، بہائیہ اور بہائیوں کی تاریخ کا۔ ان کی بہت لمبی تاریخ ہے جو طرح طرح کی پستیوں اور رُسوائیوں سے بھری ہوئی ہے۔ یہاں کچھ اور اشخاص بھی مہدی ہونے کے دعویدار ہوئے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

① عبیداللہ بن محمد الحبیب بن امام جعفر صادقؒ، اس نے مغربی ممالک میں فاطمی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس نے ابتداً مصر سے مغرب اقصیٰ تک تبلیغ شروع کی۔

② محمد بن عبداللہ بن تومرت العلوی الحسنی، المعروف "المہدی الھرغی"۔ اس کا تعلق مغربی ممالک کے آخری قبیلے "جبل السوس" سے تھا۔ چھٹی صدی ہجری کے شروع میں اس نے ایک عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی اور اپنی وفات کے وقت اس نے اس سلطنت کے بارے میں عبدالمومن کو وصیت کی تو وہ اس کا قائم مقام ہوا اور وہ سلطنت، عبدالمومن کے نام سے مشہور ہوئی۔

③ عباس فاطمہ، یہ ساتویں صدی ہجری کے آخر میں مغرب میں ظاہر ہوا اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

④ السید احمد، یہ ۱۲۴۳ ہجری میں ہندوستان کے بعض علاقوں میں ظاہر ہوا۔ [1]

⑤ محمد بن علی محمد السنوسی، جزائر میں جبل سنوس ۱۲۱۱ ہجری میں پیدا ہوا۔ ایک مذہب کی بنیاد رکھی۔ لیبیا میں رہتا تھا اور مرنے کے بعد اس نے ایک بیٹا چھوڑا۔

⑥ غلام احمد قادیانی، یہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر قادیان میں ۱۲۴۹ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کے ماننے والے زیادہ تر اس کے اپنے گاؤں میں، صوبہ پنجاب کے دیگر علاقوں میں، کشمیر میں، بمبئی میں، ہندوستان کے شہروں میں، عرب شہروں میں اور زنجبار میں ملتے ہیں۔

⑦ محمد احمد المہدی السوڈانی، اسے متمہدی بھی کہا جاتا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ بارھواں امام ہے اور اس سے پہلے بھی ظہور کر چکا ہے۔ اس نے سوڈانیوں کو خوش خبری دی کہ امام مہدی علیہ السلام ظہور کر کے تمھیں ان مصیبتوں سے نجات دلانے والے ہیں جو تم پر حکومت کر رہی ہیں۔ اس طرح امام مہدی منتظر کا نام ہر جگہ پھیل گیا اور ایک دن لوگوں نے اس سے پوچھا: شاید تم خود ہی مہدی منتظر ہو؟! تو اس نے کہا: ہاں میں ہی مہدی ہوں!!

پھر اس نے خرطوم اور اس کے مضافات میں اپنی تعلیمات پھیلانا شروع کر دیں تو بقارہ کے قبائل نے اس کا اعتراف کر لیا۔ اس نے انگریزوں کے ساتھ جنگ میں فتح حاصل کی۔ البتہ ۱۳۰۸ ہجری میں بخار کے اثر سے مر گیا۔

ایسے مدعیان میں سے ہر ایک کی ایک مفصل تاریخ ہے لیکن ہم نے اختصار کی رعایت کرتے ہوئے یہاں خلاصہ ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے خواہش مند حضرات کتاب "مفتاح باب الابواب" اور "طبقات المضلّین" کی طرف رجوع کریں۔

خلاصہ یہ کہ مہدویت کا دعویٰ شخصی یا استعماری اہداف حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ بنایا گیا ہے اور جن لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا انھوں نے ناقابلِ مغفرت گناہ کا ارتکاب کیا کیونکہ یوں انھوں نے باطل کو زندہ کیا۔

---

[1] شاید اس سے مراد سید احمد شہید ہے جس کا مطالعہ پاکستان کی کتب میں تذکرہ ہے۔

سترھویں فصل

ظہورِ مہدیؑ کی کیفیت اور مقامِ آغاز

میرا اعتقاد ہے کہ بحث بہت ہی حساس ہے لیکن یہ بہت ہی اہم بحث ہے کیونکہ اس میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی کیفیت اور برسوں بعد پردے سے باہر آنے کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔

جیسا کہ آپؑ کے قیام کے آغاز میں بحث کی جاتی ہے کہ امام علیہ السلام کس طرح حملۂ تطہیر کی ابتدا فرمائیں گے۔ انسانی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی لائیں گے اور نظامِ حیات بدل دیں گے تو یہ کس طرح شروع ہوگا؟ اور امام کہاں سے زمین اور زمین والوں کی اصلاح کا کام شروع فرمائیں گے؟

واضح ہے کہ محدود عقلیں اور تنگ افکار ایسے قیمتی اور بلند پایہ موضوع کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتیں کیونکہ ان کے اندازے پر مبنی خبروں کی حقیقت ہی کیا ہے کہ جن میں سے اکثر غلط ہوتی ہیں۔ ان میں حق سے زیادہ باطل ہوتا ہے اور سچ سے زیادہ جھوٹ۔

مزید یہ کہ ائمہ طاہرینؑ کی احادیث اس بارے میں ہمیں ہر قسم کے اندازے سے بے نیاز کر دیتی ہیں (روکتی ہیں) اور وہ خود امام مہدی علیہ السلام کے ظہور اور ان کے قیام کی کیفیت کو بیان کرتی ہیں کیونکہ اس میں شک نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام آسمانی حکم کے مطابق چلیں گے اور وہ حکم نامہ ان کی مکمل کامیابی کا ضامن ہوگا اور ہر قسم کے موانع و عوائق کو ان کے راستے سے دُور کرے گا۔

یہ ضروری ہے کہ ہمیں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور اور قیام میں فرق معلوم ہونا چاہیے۔ پس ظہور سے مراد پردۂ غیبت سے باہر آنا ہے اور قیام سے مراد ایک بہت بڑی جنگ اور

انقلاب کا عملی آغاز ہے۔ جب ہم احادیث کے مصادر و موسوعات کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں بعض الفاظ میں بہت زیادہ اضطراب، بعض اسماء میں اختلاف ملتا ہے۔ کہیں حدیث کا پہلا حصّہ محذوف اور کہیں درمیانہ اور کہیں آخری حصّہ محذوف ملتا ہے۔ کتابت اور طباعت کی غلطیوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی کیونکہ اس کا احادیث کی لفظی اور معنوی تشویش پر اثر پڑتا ہے۔

اس لیے ہم یہاں بعض احادیث کا خلاصہ پیش کرتے ہیں تاکہ اس موضوع پر ایک منظم صورت میں کلام ہو سکے۔ تو جن احادیث میں آسمانی ندا کا ذکر ہے وہ بتاتی ہیں کہ یہ ندا ماہِ رمضان میں سنائی دے گی اور ظاہر یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور اس ندا کے ساتھ متصل ہوگا۔ بہرحال امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ میں ظہور فرمائیں گے لیکن ہم یہ نہیں جان سکتے کہ ان کا ظہور کتنا وسیع ہوگا مگر اتنا ضرور جان سکتے ہیں کہ امام علیہ السلام کا ظہور تنگ عرصے کے لیے نہ ہوگا۔ اور امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اس وقت کی مدینہ منورہ کی حکومت کا موقف بھی واضح طور پر نہیں بتایا جاسکتا۔

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خبر سُفیانی تک پہنچ جائے گی اور وہ اس وقت شام، اُردن اور فلسطین پر حاکم ہوگا تو وہ امام مہدیؑ کو قتل کرنے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف ایک لشکر روانہ کرے گا لیکن امام علیہ السلام اس لشکر کے مدینہ پہنچنے سے پہلے مکہ کی طرف روانہ ہو چکے ہوں گے۔ جب سُفیانی کا لشکر مدینہ پہنچے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ امام علیہ السلام مکہ کی جانب چلے گئے ہیں تو سُفیانی کا لشکر امامؑ کے تعاقب میں مکہ کا رُخ کرے گا اور جب وہ لشکر مقامِ بیدا میں پہنچے گا تو زمین میں دھنس جائے گا۔

امام مہدی علیہ السلام مکہ پہنچ جائیں گے اور "جبل الصفا" کے قریب ایک گھر میں قیام کریں گے جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ وہ "ذی طویٰ" کی جانب (ایک گھر میں) پڑاؤ ڈالیں گے اور یہ جگہ "مکہ مکرمہ" کے مضافات میں ہے۔

دن گزرتے جائیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام کے قیام کا وقت قریب آجائے گا اور زمین کے مشرق و مغرب سے امام مہدی علیہ السلام کے تین سو تیرہ خاص اصحاب مکہ مکرمہ میں جمع

ہو جائیں گے۔

اب یہاں ہم تھوڑا سا امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ پھر ظہور کے بعد اور قیام سے پہلے رُونما ہونے والے حالات واقعات پر تبصرہ کریں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب

نہیں معلوم کہ تین سو تیرہ کے عدد میں کیا راز ہے؟ جنگ بدر میں رسولؐ خدا کے اصحاب تین سو تیرہ تھے۔ بعض روایات کے مطابق امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ کربلا میں شہید ہونے والوں کی تعداد بھی تین سو تیرہ تھی۔ اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کے مخصوص اصحاب بھی تین سو تیرہ ہوں گے۔ یہ اس وقت زمین پر سب سے زیادہ نیک ہوں گے اور ان میں تمام مطلوبہ صلاحیتیں موجود ہوں گی اور وہ اپنی تمام سرگرمیاں امام مہدی علیہ السلام کی قیادت، ارشادات اور تعلیمات کے تحت انجام دیں گے۔ یہ دنیا کے مختلف گوشوں سے اور مختلف علاقوں اور قبائل سے خدا کے چنے ہوئے بندے ہوں گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے خطبۃ البیان میں ان لوگوں کے نام اور ان کے علاقوں کے نام موجود ہیں۔ ان میں بعض اسما غیر معروف ہیں اور بعض آپس میں مشترک ہیں شاید بعض علاقوں کے نام بدل گئے ہوں یا بعض علاقوں کو مستقبل میں ان ناموں سے آباد کیا جائے گا یا لکھنے میں غلطی ہوگئی ہو۔ ہم ذیل میں امام مہدیؑ کے مخصوص اصحاب کی حروفِ تہجی کے لحاظ سے ایک فہرست پیش کرتے ہیں۔

افراد کی تعداد	علاقے کی وضاحت	اسماء
1	عقر۔ کربلا میں ایک بستی کا نام ہے۔ تکریت اور موصل کے درمیان ایک علاقہ ہے۔ بغداد کے مضافات میں ایک گاؤں ہے اور فلسطین میں رملہ کے مضافات میں ایک علاقہ ہے۔	احمد

2	عکا یا عکہ، یہ فلسطین میں ایک شہر ہے۔	مروان اور سعد
1	العمارہ، عراق کے جنوب میں ایک شہر ہے	مالک
6	عمان	محمد، صالح، داؤد، ہواشب، کوش اور یونس
1	عُنیزہ، جزیرۂ عرب کے صوبہ نجد کا ایک شہر ہے۔ عنزہ یہ ایک عربی قبیلے کا نام ہے	عمیر
4	الفسطاط، مصر میں ایک شہر کا نام ہے	احمد، عبداللہ، یونس اور طاہر
2	قاشان، یہ کاشان کا معرب ہے، یہ ایران میں ایک شہر اور تہران سے ۲۳۰ کلومیٹر دور ہے	عبداللہ اور عبیداللہ
1	قادسیہ، عراق کا ایک شہر ہے اور نجف شہر سے قریب ایک جگہ کا نام ہے	حصین
8	قزوین	ہارون، عبداللہ، جعفر، صالح، عمر، لیث، علی اور محمد
1	قم	یعقوب
3	کازرون، ایران میں ایک شہر کا نام ہے	عمر، معمر اور یونس
1	الکبش، بغداد کے مضافات میں ایک علاقہ ہے	محمد
3	کربلا	حسین، حسین اور حسن
1	کرخ بغداد، بغداد کا ایک محلہ ہے	قاسم
1	کرد، یہ ایران میں ایک گاؤں ہے جو اصفہان سے ۶۰ کلومیٹر دور ہے	عون
1	کرمان، ایران کا ایک شہر ہے	ابراہیم
4	کوفہ	محمد، غیاث، ہود اور عتاب
1	لنجویہ، مشرقی افریقہ میں ایک جزیرہ (زنجبار) ہے	کوثر

10	مدینہ منورہ	علی، حمزہ، جعفر، عباس، طاہر، حسن، حسین، قاسم، ابراہیم اور محمد
1	مراغہ، ایران کے شمال میں ایک شہر ہے	صدقہ
2	مرقیہ: شام میں حمص کے مضافات میں ایک شہر ہے	بشر اور شعیب
1	مرو، روس میں ایک شہر کا نام ہے اور ایران میں خراسان کو جدا کرنے والے راستے میں ایک جگہ کا نام ہے	حذیفہ
14	المعاذہ	سوید، احمد، محمد، حسن، یعقوب، حسین، عبداللہ، عبدالقدیم، نعیم، علی، حیان، ظاہر، تغلب اور کثیر
4	مکہ مکرمہ	عمرو، ابراہیم، محمد اور عبداللہ
4	المنصوریہ	عبدالرحمٰن، ملاعب محمد، عمر اور مالک
3	المجم، یمن میں زبید شہر کے نواح میں ایک علاقہ ہے	محمد، عمر اور مالک
2	موصل	ہارون اور فہد
2	نجف	جعفر اور محمد
2	نصیبین، ترکی کا ایک شہر ہے اور شام میں حلب کے نواح میں ایک علاقہ ہے	احمد اور علی
2	نوبہ، نہر نیل کے ساحل پر پھیلا ہوا افریقی علاقہ ہے، اس کا کچھ حصّہ مصر میں ہے اور کچھ حصّہ سوڈان میں	واصل اور فاضل
2	نیشاپور، ایران کے صوبہ خراسان کا ایک شہر ہے	علی اور مہاجر
2	ہجر، یہ بہت سے علاقوں کا نام ہے، اس نام کی ایک بستی بحرین میں ہے، ایک بستی یمن میں ہے اور ایک بستی جزیرہ عرب کے نیم میں ہے	موسیٰ اور عباس
1	ہجر	عبدالقدوس

1	ہرات، شمال مغربی افغانستان میں ایک شہر ہے	نہروش
2	ہمدان، یہ یمنی عربی قبیلے کا نام ہے، یمن کا ایک شہر ہے اور ایران میں تہران کے جنوب مغرب میں ایک شہر ہے	علی اور صالح
3	ہونین، جبال عاملہ میں ایک شہر ہے اور مصر کے نواح میں ایک طرف واقع ہے	عبدالسلام، فارس اور کلیب
1	واسط، عراق کا ایک شہر ہے، یمن کی ایک بستی ہے اور حلب اور بلخ کے مضافات کو بھی واسط کہتے ہیں	عقیل
2	یمامہ، نیم جزیرہ عرب میں ایک وسیع علاقہ ہے اور آج کل اسے عارض کہا جاتا ہے	ظافر اور جمیل
14	یمن	جبیر، حولش، مالک، کعب، احمد، شیبان، عامر، عمار، فہد، عاصم، حجر، کلثوم، جابر اور محمد
2	عسکر مکرم، جنوب ایران میں ایک شہر ہے	طیب اور میمون
5	عسقلان، فلسطین کا ایک شہر ہے اور افغانستان میں بلخ کے مضافات میں ایک بستی کا نام بھی یہی ہے۔	محمد، یوسف، عمر، فہد اور ہارون
1	عرفہ، مکہ کے مضافات میں میدانِ عرفات کے قریب جگہ کا نام ہے	فرج
2	عدن	عون اور موسیٰ
10	عبادان	حمزہ، شیبان، قاسم، جعفر، عمرو، عامر، عبدالمحسن، عبدالوارث، محمد اور احمد
1	طبریہ، فلسطین میں بحیرۂ طبریہ میں ایک شہر ہے	فلیح

24	طالقان، یہ ایران میں قزوین اور ابہر کے درمیان ایک علاقہ ہے۔ یہ علاقہ بہت سی آبادیوں پر مشتمل ہے اور طالقان افغانستان کے صوبہ طخارستان کا ایک بہت بڑا شہر ہے	صالح، جعفر، یحییٰ، ہود، فالح، داؤد، جمیل، فضیل، عیسیٰ، جابر، خالد، علوان، عبداللہ، ایوب، ملاعب، عمر، عبدالعزیز، لقمان، سعد، قبیصہ، مہاجر، عبدون، عبدالرحمن اور علی
1	طائف الیمن	ہلال
3	طائف	علی، سبا اور زکریا
2	ضیف، شاید صحیح لفظ "ضیق" ہو، یہ نیم جزیرہ عرب کے علاقے کی ایک بستی ہے۔	عالم اور سہیل
1	سندھ، یہ علاقہ پاکستان کے جنوب میں ہے	عبدالرحمن
1	سم	جعفر
2	سوس، یہ ایران کے جنوب میں خوزستان کے شہروں میں سے ایک شہر ہے، نیز مغرب اقصیٰ کے ایک شہر کا نام ہے	شیبان اور عبدالوہاب
4	سیراف، ایران کا ایک شہر ہے، خلیج پر واقع ہے اور شیراز سے تقریباً ساٹھ فرسخ دور ہے	خالد، مالک، حوقل اور ابراہیم
3	سیلان، مشرقی ہند کے جنوب میں واقع ایک جزیرے کا نام ہے۔ عرب اسے بلادِ سرندیب کہتے ہیں۔	نوح، حسن اور جعفر
1	شوبک	عمیر
4	شیراز	عبداللہ، صالح، جعفر اور ابراہیم
1	شیزر، شام میں ایک شہر ہے، حماۃ شہر کے شمال میں واقع نہر عاصی کی جانب واقع ہے۔	عبدالوہاب
4	صنعاء	جبرائیل، حمزہ، یحییٰ اور سبیح
2	ضیغہ	زید اور علی

2	سنجار، شمالی عراق میں، موصل کے نواح میں ایک شہر ہے۔ ایک نسخہ میں سخار کا لفظ آیا ہے اور یہ شام میں حلب شہر کے مضافات میں ایک بستی ہے۔	ابان اور علی
2	بن، عراق میں نہر دجلہ کے ساحل پر موجود ایک شہر ہے اور تکریت سے قریب ہے	مقداد اور ہود
2	سمرقند، یہ جمہوری ازبکستان میں ایک بہت بڑا شہر ہے	علی اور مجاہد
1	سلماس، یہ ایران کے شمال میں تبریز کے قریب ایک علاقہ ہے	ہارون
3	سعداوہ	احمد، یحییٰ اور فلاح
2	سُر من رأی، یہ عراق کا ایک شہر ہے جسے آج سامرہ کہا جاتا ہے	مرائی اور عامر
2	سرخس، ایران میں مشہد مقدس کے مضافات میں ایک شہر ہے	ناحیہ اور حفص
1	سجار، یہ روس میں بخارا شہر کے مضافات میں ایک گاؤں ہے	محمد
3	السادہ	صلیب، سعدان اور شعیب
3	زید، یہ شام میں بالس شہر کے قریب ایک مقام ہے	محمد، حسن اور فہد
3	زوراء، بغداد کا ایک شہر ہے۔	عبدالمطلب، احمد اور عبداللہ
1	ری، تہران کے مضافات میں ایک شہر ہے	مجمع
1	رھاط، مکہ مکرمہ کے نواح میں ایک جگہ کا نام ہے	جعفر
2	رملہ، قدس کے مشرقی طرف فلسطین کا ایک شہر ہے	طلیق اور موسیٰ
1	ذھاب، اسے حلوان بھی کہتے ہیں۔ یہ ایران میں کرمانشان کے قریب ایک شہر ہے	حسین

1	دیار	شعیب
1	دورق، یہ اہواز کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ یہ ایران کے جنوب میں صوبہ خوزستان میں ایک علاقہ ہے۔	عبدالغفور
2	دمشق	داؤد اور عبدالرحمٰن
2	خونج، یہ ایران کے شمال میں آذر بائیجان کے صوبہ میں ایک شہر ہے	محروز اور نوح
2	خلاط، ایران کے شمال میں آرمینیا کے علاقے میں ایک بہت بڑا شہر ہے	محمد اور جعفر
2	الخط، یہ نیم جزیرہ عرب میں ایک ساحلی علاقہ ہے۔ اس میں بہت سے شہر موجود ہیں	عزیز اور مبارک
2	خرشان	یحیٰی اور مسنون
2	حمیر، یہ ایک یمنی قبیلہ ہے	مالک اور ناصر
1	حمص	جعفر
2	الحلہ	محمد اور علی
2	حلب	صبیح اور محمد
1	الحبوش	کثیر
4	حبشہ، اسے ایتھوپیا کہا جاتا ہے۔ یہ افریقہ کے شمال مشرق میں ایک حکومت ہے	ابراہیم، عیسٰی، محمد اور حمدان
2	جعارہ، یہ عراق میں نجف اشرف کے نواح میں ایک علاقہ ہے	یحیٰی اور احمد
1	جدہ	ابراہیم

5	جبل اللکام، یہ انطاقیہ پر جبل مشرف ہے اور مدینہ منورہ اس کے نزدیک ہے۔	ابراہیم
1	ثقب، یہ نجد کے علاقے میں یمامہ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے	ہارون
1	تمیم، یہ ایک عربی قبیلہ ہے کہ جس کا سلسلہ نسب تمیم بن مر بن الیاس بن مضر تک جاتا ہے	ریان
1	تفلیس، یہ روس کے جنوب مغرب کا ایک شہر ہے	محمد
2	تُستر، یہ ایران کے صوبہ خوزستان کا ایک شہر ہے	احمد اور ہلال
2	البیضاء، یہ بہت سے شہروں اور بستیوں کا نام ہے۔ اس نام کا ایک شہر ایران میں ہے۔ایک مغرب اقصی میں ہے ایک لیبیا میں ہے اور ایک شہر جنوب یمن میں ہے۔	سعد اور سعید
3	بیت المقدس	بشر، داؤد اور عمران
1	المہاتاہ: اُردن کا ایک شہر ہے	صادق
1	بلست، سکندری بستیوں میں سے ایک بستی ہے	عبدالوارث
1	بلخ، افغانستان کا ایک شہر ہے	حسن
2	بصرہ	علی اور محارب
3	برعہ، یہ طائف کے مضافات میں ایک آبادی ہے	یوسف، داؤد اور عبداللہ
2	بدو مصر	عجلان اور دراج
1	بدو کلاب	مطر
1	بدو قسین	جابر
1	بدو شیبان	نہراش
1	بدو اغیر	عمرو یا عمر

3	بدوا تقیل	جبہ، ضابط اور غربان
1	بالس، یہ شام میں حلب اور رقہ کے درمیان ایک بستی ہے اور آج کل اسے اکی مسکنہ کہا جاتا ہے	نصیر
1	اوس، یہ ازد میں ایک عربی یمنی قبیلہ ہے۔ جب اسلام آیا تو اوس و خزرج نے اسے قبول کرلیا اور انصار بن گئے	محمد
5	اوال، بحرین کا پرانا نام ہے	عامر، جعفر، نصیر، بکیر اور لیث
1	انطاکیہ، شام کا شہر ہے	عبدالرحمٰن
1	الانبار، عراق کا ایک شہر ہے	علوان
1	الوصہ، دیار ہذیل میں ایک شہر ہے	مشر
2	افرنج، یہ خصوصی طور پر فرانسیسی ہیں اور عمومی طور پر یورپی ہیں	علی اور احمد
1	اصفہان	یونس
4	اسکندریہ	حسن، محسن، شمیل اور شیبان
2	آرمینیا، یہ بہت وسیع علاقہ ہے۔ اس میں بہت سارے شہر شامل ہیں۔ اس کا کچھ حصہ ایران میں ہے، کچھ حصہ ترکی میں اور کچھ حصہ روس میں۔	احمد اور حسین

یہ ۲۹۸ بنتے ہیں۔ ان میں چھے ابدال ہیں۔ ان سب کے نام عبداللہ ہیں۔ تین اہل بیتؑ کے ماننے والے ہیں: عبداللہ، مخف اور براک۔ چار انبیاءؑ کے موالی ہیں: صباح، صیاح، میمون اور ہود اور دو غلام ہیں: عبداللہ اور ناصح۔ یہ سب مل کر ۳۱۳ مرد بنتے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد ۳۱۳ پڑھیں یا اس ناموں والے جدول کو دیکھیں اور اپنا یا اپنے علاقے کا نام نہ پائیں اور مایوس ہوجائیں۔ اس لیے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد اس عدد میں منحصر نہیں ہے۔

اصحاب اور انصار میں فرق

امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب اور انصار میں فرق ہے۔ امام علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو امام علیؑ ابن ابی طالبؑ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے "اصحاب الالویہ" فرمایا اور اشارہ دیا کہ ان میں لشکر کی قیادت کی تمام تر صلاحیتیں اور اہلیتیں بدرجہ اُتم پائی جاتی ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَهُمْ حُكَّامُ اللهِ فِي اَرْضِهٖ

"اور وہ خدا کی زمین پر اس کے بنائے ہوئے حکمران ہیں"۔

اور عنقریب ہمارے قارئین پر واضح ہوگا کہ ان تمام میں سے ہر ایک کے لیے لشکر کی قیادت، علاقوں کی فتوحات اور اُمور کی باگ ڈور سنبھالنے کا ایک طویل زمانہ ہوگا۔

اور انصار سے مراد وہ نیک مومنین ہیں کہ جو مکہ وغیرہ میں امام مہدی علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ ملحق ہو جائیں گے۔ ان کے پرچم کے نیچے جمع ہو جائیں گے اور خدا اور رسولؐ کے دشمنوں سے جنگ کریں گے۔

عن قریب ہم بیان کریں گے کہ امام مہدی علیہ السلام مکہ سے دس ہزار انصار کی ہمراہی میں خروج فرمائیں گے اور یہ آپؑ کے انصار کا بعض حصّہ ہے۔ اسی لیے تو سیّد ہاشمی بارہ ہزار ساتھیوں سمیت عراق میں امام مہدی علیہ السلام سے ملحق ہو جائیں گے۔

یہ سب امام مہدی علیہ السلام کے وہ انصار ہوں گے کہ جو امام علیہ السلام کے اوامر اور تعلیمات پر مکمل طریقے سے عمل پیرا ہوں گے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی بعض دعاؤں اور زیارات میں وارد ہے کہ انسان امام مہدی علیہ السلام کے اعوان و انصار میں شامل ہونے کی دُعا کرے۔

ذیل میں ہم بعض ادعیہ و زیارت کے نمونے پیش کرتے ہیں:

① وَاَسْئَلُ اللهَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ اَنْ يَرْزُقَنِيْ مَوَدَّتَكُمْ وَاَنْ يُوَفِّقَنِيْ لِلطَّلَبِ بِثَارِكُمْ مَعَ الْاِمَامِ الْمُنْتَظَرِ الْهَادِيْ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ......

② ...وَاَنْ يَرْزُقَنِيْ طَلَبَ ثَارِيْ مَعَ اِمَامٍ هُدًى ظَاهِرٍ نَاطِقٍ بِالْحَقِّ مِنْكُمْ......

④ وَاجْعَلْنِي اللّٰهُمَّ مِنْ أَنْصَارِهٖ وَأَعْوَانِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَشِيْعَتِهٖ

④ ...... اَللّٰهُمَّ كَمَا جَعَلْتَ قَلْبِي بِذِكْرِهٖ معمورًا فَاجْعَلْ سِلَاحِي بِنُصْرَتِهٖ مَشْهُوْرًا، وَإِنْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ لِقَائِهِ الْمَوْتُ الَّذِي جَعَلْتَهٗ عَلٰى عِبَادِكَ حَتْمًا وَأَقْدَرْتَ بِهٖ عَلٰى خَلْقِكَ رَغْمًا فَابْعَثْنِي عِنْدَ خُرُوْجِهٖ ظَاهِرًا مِنْ حُفْرَتِي، مُؤْتَزِرًا كَفَنِي حَتّٰى أُجَاهِدَ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي الصَّفِّ الَّذِي أَثْنَيْتَ عَلٰى أَهْلِهٖ فِي كِتَابِكَ فَقُلْتَ: كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوْصٌ.....

دُعائے عہد

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص یہ دُعا چالیس صبح پڑھے گا تو وہ ہمارے قائمؑ کے انصار میں شامل ہوگا۔ اگر وہ ہمارے قائمؑ کے ظہور سے پہلے وفات پا گیا تو خدا اس کو (ہمارے قائمؑ کے ظہور کے وقت زندہ کر کے) قبر سے نکالے گا۔ اس کو اس دُعا کے ہر کلمے کے بدلے ہزار نیکیاں عطا کرے گا اور ہزار گناہ معاف کرے گا۔ وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النُّوْرِ الْعَظِيْمِ، وَرَبَّ الْكُرْسِيِّ الرَّفِيْعِ وَرَبَّ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَرَبَّ الظِّلِّ وَالْحَرُوْرِ وَمُنْزِلَ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَرَبَّ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَبِنُوْرِ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ وَمُلْكِكَ الْقَدِيْمِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ بِهِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرَضُوْنَ وَبِاسْمِكَ الَّذِي يَصْلَحُ بِهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ يَا حَيًّا قَبْلَ كُلِّ حَيٍّ وَيَا حَيًّا بَعْدَ كُلِّ حَيٍّ وَيَا حَيًّا حِيْنَ لَا حَيَّ يَا مُحْيِيَ الْمَوْتٰى وَمُمِيْتَ الْأَحْيَاءِ يَا حَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مَوْلَانَا الْإِمَامَ الْهَادِيَ الْمَهْدِيَّ الْقَائِمَ بِأَمْرِكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَعَلٰى

آبَائِهِ الطَّاهِرِينَ﴾ عَنْ جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِي مَشَارِقِ
الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا سَهْلِهَا وَجَبَلِهَا وَبَرِّهَا وَبَحْرِهَا وَعَنِّي وَعَنْ
وَالِدَيَّ مِنَ الصَّلَوَاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ وَمَا أَحْصَاهُ
عِلْمُهُ وَأَحَاطَ بِهِ كِتَابُهُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُجَدِّدُ لَهُ فِي صَبِيحَةِ يَوْمِي هٰذَا وَمَا
عِشْتُ مِنْ أَيَّامِي عَهْدًا وَعَقْدًا وَبَيْعَةً لَهُ فِي عُنُقِي لَا أَحُولُ عَنْهَا وَلَا
أَزُولُ أَبَدًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أَنْصَارِهِ وَأَعْوَانِهِ، وَالذَّابِّينَ عَنْهُ
وَالْمُسَارِعِينَ إِلَيْهِ فِي قَضَاءِ حَوَائِجِهِ وَالْمُمْتَثِلِينَ لِأَوَامِرِهِ
وَالْمُحَامِينَ عَنْهُ وَالسَّابِقِينَ إِلَى إِرَادَتِهِ وَالْمُسْتَشْهَدِينَ بَيْنَ
يَدَيْهِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ الْمَوْتُ الَّذِي جَعَلْتَهُ عَلَى عِبَادِكَ
حَتْمًا مَقْضِيًّا فَأَخْرِجْنِي مِنْ قَبْرِي مُؤْتَزِرًا كَفَنِي شَاهِرًا سَيْفِي
مُجَرِّدًا قَنَاتِي مُلَبِّيًا دَعْوَةَ الدَّاعِي فِي الْحَاضِرِ وَالْبَادِي، اَللّٰهُمَّ أَرِنِي
الطَّلْعَةَ الرَّشِيدَةَ وَالْغُرَّةَ الْحَمِيدَةَ وَاكْحُلْ نَاظِرِي بِنَظْرَةٍ مِنِّي إِلَيْهِ
وَعَجِّلْ فَرَجَهُ وَسَهِّلْ مَخْرَجَهُ وَأَوْسِعْ مَنْهَجَهُ وَاسْلُكْ بِي مَحَجَّتَهُ
وَأَنْفِذْ أَمْرَهُ وَاشْدُدْ أَزْرَهُ وَاعْمُرِ اللّٰهُمَّ بِهِ بِلَادَكَ وَأَحْيِ بِهِ عِبَادَكَ
فَإِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ
أَيْدِي النَّاسِ فَأَظْهِرِ اللّٰهُمَّ لَنَا وَلِيَّكَ وَابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكَ الْمُسَمَّى
بِاسْمِ رَسُولِكَ حَتَّى لَا يَظْفَرَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَاطِلِ إِلَّا مَزَّقَهُ وَيُحِقَّ
الْحَقَّ وَيُحَقِّقَهُ وَاجْعَلْهُ، اَللّٰهُمَّ مَفْزَعًا لِمَظْلُومِ عِبَادِكَ وَنَاصِرًا لِمَنْ
لَّا يَجِدُ لَهُ نَاصِرًا غَيْرَكَ وَمُجَدِّدًا لِمَا عُطِّلَ مِنْ أَحْكَامِ كِتَابِكَ
وَمُشَيِّدًا وَرَدَ مِنْ أَعْلَامِ دِينِكَ وَسُنَنِ نَبِيِّكَ ﴿صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ﴾
وَاجْعَلْهُ اَللّٰهُمَّ مِمَّنْ حَصَّنْتَهُ مِنْ بَأْسِ الْمُعْتَدِينَ اَللّٰهُمَّ وَسُرَّ نَبِيَّكَ
مُحَمَّدًا ﴿صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ﴾ بِرُؤْيَتِهِ وَمَنْ تَبِعَهُ عَلَى دَعْوَتِهِ

وَارْحَمْ اِسْتِكَانَتَنَا بَعْدَهُ اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ هٰذِهِ الْغُمَّةَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِحُضُوْرِهٖ وَعَجِّلْ لَنَا ظُهُوْرَهٗ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَنَرَاهُ قَرِيْبًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

اس کے بعد دایاں ہاتھ دائیں ران پر تین مرتبہ ماریں اور ہر بار یہ کہیں: اَلْعَجَلْ اَلْعَجَلْ يَا مَوْلَایَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ۔

مفضل بن عمر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے حضرت قائمؑ کا ذکر کیا (اور یہ سوچنے لگے کہ اس شخص کا کیا بنے گا؟) جو حضرت قائمؑ کا انتظار کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوجائے۔

تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب وہ قیام فرمائیں گے تو قبر کے اندر مومن کے پاس یہ خبر پہنچے گی: اے فلاں! تمھارے مولاؑ نے ظہور فرمایا ہے۔ اگر تم ان کے ساتھ ملنا چاہتے ہو تو مل جاؤ اور اگر اپنے رب کی کرم نوازی میں (قبر ہی میں) رہنا چاہتے ہو تو (قبر میں ہی) رہو۔

امام مہدیؑ کے اصحاب کے بارے میں احادیث

امام مہدی علیہ السلام کے ان مخصوص تین سو تیرہ اصحاب کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں کہ جو ان کی شان اور امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ ملحق ہونے کی کیفیت بیان کرتی ہیں بلکہ اس جماعت کے بارے میں قرآنی آیات کی تاویلیں موجود ہیں۔

ذیل میں ہم اس موضوع پر احادیث پیش کرتے ہیں۔ بعد میں ان میں سے بعض کی تشریح بیان کریں گے۔

① امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت (وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ) کی تاویل میں فرماتے ہیں کہ اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ سے مراد مہدی آخرالزمانؑ کے اصحاب ہیں۔ اہل بدر کی طرح ان کی تعداد تین سو تیرہ ہے اور وہ ایک ہی ساعت میں (امام مہدی علیہ السلام کے پاس) ایسے جمع ہوجائیں گے جیسے خزاں کے

موسم میں بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مل کر ایک بادل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

② امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت (فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا) کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد قائمؑ کے اصحاب ہیں۔ ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ اُوپر ہے اور خدا کی قسم! وہی "اُمتِ معدودہ" ہیں۔ وہ ایک ہی ساعت میں اس طرح جمع ہو جائیں گے کہ جس طرح خزاں کے موسم میں بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مل کر ایک بادل بن جاتے ہیں۔

③ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: (قائمؑ کے اصحاب) مختلف قبائل سے خریف کے بادلوں کے مانند اکٹھے ہو جائیں گے۔ بعض سے ایک، بعض سے دو، بعض سے تین اور بعض سے دس افراد ہوں گے۔

④ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قائمؑ کے اصحاب تین سو تیرہ ہوں گے، وہ عجمیوں کی اولاد ہوں گے، بعض کو دن میں بادل پر اُٹھا کر لے جایا جائے گا اور وہ اپنے نام ونسب اور حلیہ سے پہچانے جائیں گے اور بعض اپنے بستر پر سوئے ہوئے ہوں گے تو وہ بغیر کسی میعاد و مدت کے مکہ پہنچ جائیں گے اور ان کا بستر ان کی سواری بن جائے گا۔

⑤ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قائمؑ کے اصحاب جوان ہوں گے۔ ان میں بوڑھوں کی تعداد آنکھ میں سرمے کے برابر ہوگی یا کھانے میں نمک کے برابر ہوگی اور کھانے میں سب سے کم نمک ہی ہوتا ہے۔

⑥ ایک شخص نے امام علیؑ ابن ابی طالبؑ سے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا ان کے لیے ایک جماعت کو خریف کے بادلوں کی طرح جمع کرے گا۔ خدا ان کے دلوں میں (ایک دوسرے کی) محبت ڈال دے گا۔ وہ کسی سے نہیں ڈریں گے اور نہ اس بات سے خوش ہوں گے کہ کوئی اور ان میں شامل ہو۔

ان کی تعداد اصحابِ بدر جتنی ہوگی۔ پہلے لوگوں میں سے کسی کو بھی ان پر سبقت حاصل نہیں ہوگی اور نہ بعد میں آنے والے ان (کے مقام) کا اِدراک کر سکیں گے۔

⑦ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ان (قائمؑ) کے انصار زمین کے مختلف حصوں سے ان کے پاس آئیں گے اور ان کے لیے زمین سمٹ جائے گی حتیٰ کہ وہ ان کی بیعت کر لیں گے۔

⑧ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام مہدیؑ کو اذنِ ظہور ملے گا تو وہ خدا کا عبرانی نام لے کر دُعا فرمائیں گے تو خزاں کے بادل کی طرح ان کے تین سو تیرہ اصحاب جمع ہو جائیں گے۔ وہ اعلیٰ مرتبے کے حامل اصحاب ہوں گے۔ ان میں سے کچھ تو رات کو بستر پر سوئیں گے اور جب صبح بیدار ہوں گے تو مکہ میں ہوں گے اور کچھ دن کے وقت بادل پر اُٹھ کر مکہ لے جائیں گے اور ان کا نام ونسب اور حلیہ معروف ہو جائے گا۔

راوی نے پوچھا: قربان جاؤں ان میں سے ایمان کے لحاظ سے کون بڑا ہوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ جو دن کے وقت بادل میں سفر کریں گے۔ اپنے گھروں سے (مکہ کی جانب) چلے جائیں گے اور انھی کے بارے میں یہ آیت (اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا) نازل ہوئی۔

⑨ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ (اصحابِ مہدیؑ) ایسے مرد ہیں گویا ان کے دل لوہے کی تختیاں ہیں۔ ذاتِ خدا کے بارے میں انھیں ذرا شک نہیں ہوتا۔ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ اگر انھیں پہاڑ پر کھڑا کیا جائے تو وہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے گھوڑوں پر عقاب بیٹھے ہیں اور وہ امام مہدیؑ کے گھوڑے کی زین کو مسح کر رہے ہیں، اس سے برکت حاصل کر رہے ہیں۔ امامؑ کو گھیرے ہوئے ہیں، انھیں جنگوں سے بچانے کے لیے اپنی جانیں پیش کر رہے ہیں اور جو امامؑ چاہتے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ یہ لوگ رات کے وقت نہیں سوتے، ان کی نمازوں میں آواز شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوتی ہے۔ وہ پہلوؤں پر کھڑے ہو کر راتیں گزارتے ہیں۔ وہ صبح کے وقت اپنے گھوڑے تیار کرتے ہیں۔ رات میں

خوفِ خدا سے کانپتے ہیں اور دن کے وقت (امورِ زندگانی میں) شیر ہوتے ہیں۔ وہ امامؑ کے اس سے زیادہ اطاعت گزار ہیں کہ جتنی ایک کنیز اپنے مولا کی فرماں بردار ہوتی ہے۔

وہ چراغوں کی طرح ہیں۔ ان کے دل فانوسوں کی طرح ہیں۔ وہ خشیت الٰہی سے کانپتے ہیں۔ وہ شہادت کی دُعا کرتے ہیں۔ خدا کی راہ میں مارے جانے کی تمنا کرتے ہیں اور ان کا نعرہ یَالِثَارَاتِ الحُسین ہے۔ وہ ایک مہینہ چلیں گے اور ان کی چال میں رُعب ہوگا۔ وہ تابع فرماں ہوکر اپنے مولاؑ کی جانب جائیں گے اور ان کے ذریعے خدا امامؑ برحق کی مدد فرمائے گا۔

⑩ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تو جسے سفر کرنا ہوگا وہ اس وقت سفر پورا کرلے گا اور جسے سفر نہ کرنا ہوگا وہ اپنے بستر سے غائب ہوجائے گا (اور امامؑ کی خدمت میں پہنچ جائے گا) یہی امیرالمومنینؑ کے فرمان کا مطلب ہے جو آپؑ نے فرمایا: اَلْمَفْقُوْدُوْنَ مِنْ فُرَاشِهِمْ۔

⑪ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب شیعہ جوان اپنے مولاؑ کے ظہور کے وقت سو رہے ہوں گے تو وہ بغیر کسی میعاد کے گزرے ایک ہی رات میں اپنے امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ جائیں گے اور ان کی صبح مکہ میں ہوگی۔

⑫ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: آگاہ رہو، مہدیؑ سیرت وصورت میں سب لوگوں سے بہتر ہوں گے۔ جب وہ قیام کریں گے تو اصحابِ بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مردان کے پاس جمع ہوجائیں گے۔ ایسا معلوم ہوگا کہ وہ ایسے شیر ہیں جو اپنی کچھار سے باہر نکل آئے ہوں۔ وہ لوہے کی چادروں کی طرح سخت ہوں گے۔ اگر وہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانا چاہیں تو ہٹالیں گے۔ وہ خدا کی توحید کے علَم بردار ہوں گے۔ وہ رات کو خوفِ خدا سے یوں گریہ کرتے ہیں جیسے بوڑھی ماں جوان بیٹے کی موت پر روتی ہے۔ وہ رات نوافل اور عبادات میں گزارتے ہیں اور دن کو روزے کی حالت میں ہوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک ہی ماں اور

ایک ہی باپ کی اولاد ہیں اور ان کے دل ایک دوسرے کی محبت اور خیر خواہی پر جمع ہیں۔ آگاہ رہو! اور میں ان کے ناموں اور علاقوں کو جانتا ہوں۔

۱۲ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رکن اور مقام کے درمیان تین سو سے کچھ اُوپر اصحابِ بدر کی تعداد کے مطابق مرد حضرت قائمؑ کی بیعت کریں گے۔ ان میں اہلِ مصر کے چنے ہوئے افراد اہلِ شام کے اَبدال اور اہلِ عراق سے نیک لوگ شامل ہوں گے۔

۱۳ حضرت حذیفہ یمانیؓ نے رسولِؐ خدا سے روایت کی ہے کہ رسولِؐ خدا نے فرمایا: جب قائمؑ کے خروج کا وقت قریب آجائے گا تو ایک ندا دینے والا آسمان سے ندا دے گا: اے لوگو! خدا نے ظالموں کا زمانہ تم سے جدا کر دیا ہے اور اُمتِ محمدؐ سے بہترین شخص کو حکومت دی ہے تو تم مکہ میں ان کے ساتھ ملحق ہو جاؤ تو مصر سے نُجباء، شام سے اَبدال اور عراق سے کچھ ٹولیاں نکلیں گی۔ وہ راتوں کو خوفِ خدا سے گریہ کرنے والے اور دن کے وقت اُمورِ زندگانی میں شیر ہوں گے۔ ان کے دل (رسوخِ ایمانی کی وجہ سے) لوہے کی تختیوں کے مانند ہوں گے اور وہ رکن و مقام کے درمیان حضرت قائمؑ کی بیعت کریں گے۔

احادیث پر تبصرہ

مذکورہ بالا احادیث سے چند اُمور کی طرف اشارہ ملتا ہے ہم ان میں سے بعض کو مختصراً بیان کرتے ہیں۔ ہمارے قارئین یہ جان چکے ہیں ان سب (تین سو تیرہ) اصحاب کا نام و نسب اور حلیہ معروف ہوگا اور وہ اپنے اَوصاف کی بنا پر لوگوں میں مشہور ہوگا، تو اس کی تاویل یہ ہے کہ وہ گمنام افراد نہیں ہوں گے اور ان کا حسب و نسب بھی مجہول نہیں ہوگا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کے نام آسمان میں مشہور و معروف اور زمین میں مجہول ہیں۔ اور واضح ہے کہ خدا انھیں امام مہدیؑ کے اصحاب میں شامل ہونے کے لیے اس لیے منتخب فرمایا کیونکہ ان میں اس عظیم شرف کو حاصل کرنے کی تمام تر خوبیاں اور شرائط موجود ہوں گی اور ان کی ماضی اور مستقبل

میں کوئی مثال نہیں ہوگی۔ جیسا کہ اس بارے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا فرمان گزر چکا ہے کہ نہ پہلے لوگوں نے ان پر سبقت حاصل کی اور نہ بعد میں آنے والے ان کے مقامات تک پہنچ سکے۔

ان میں سے بعض کو خدا "طی الارض" والی صفت سے متصف کرے گا جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان میں گزر چکا ہے کہ زمین کے مختلف کونوں سے امام مہدیؑ کے انصار، امام مہدیؑ کی خدمت میں پہنچ جائیں گے اور زمین ان کے لیے سمٹ جائے گی اور "طی الارض" سے مراد لمبی مسافت تھوڑے وقت میں طے کرنا ہے۔ یہ معجزے کی ایک صورت ہوتی ہے۔ اگرچہ ہم صحیح طور پر طی الارض کی کیفیت بیان نہیں کر سکتے لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ بعض بندگانِ خدا کے لیے ممکن ہے جیسا کہ سورۂ نمل میں حضرت سلیمانؑ بن داوٗدؑ کے قصے میں موجود ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: کون ہے جو میرے لیے تخت بلقیس یہاں لا سکتا ہے؟ تو عفریت جن نے کہا: میں آپ کے یہاں اُٹھنے سے پہلے تخت یہاں لا سکتا ہوں۔

اور ایک کتاب کا علم رکھنے والے شخص نے کہا: میں پلک جھپکنے میں تخت یہاں پیش کر سکتا ہوں تو جب حضرت سلیمانؑ نے تخت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تو فرمایا: هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ "یہ میرے خدا کا فضل ہے"۔

یہ آیت کریمہ "طی الارض" کے ممکن اور واقع ہونے کو صراحت سے بیان کرتی ہے۔ اس آیت کے مطابق تخت بلقیس ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچ گیا حالانکہ تخت یمن میں تھا اور حضرت سلیمانؑ اُردن میں تھے۔

تو کس طرح آواز سے بھی تیز رفتار میں تخت حضرت سلیمانؑ کے پاس آ گیا؟ واضح ہے کہ طبیعی پیمانے اس حقیقت کے سامنے عاجز ہیں۔

اور امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب کامل ایمان کی قوت سے ممتاز ہوں گے۔ ان کے دلوں میں شک کا گزر نہیں ہوگا اور انھیں کسی چیز کا خوف نہیں ہوگا کیونکہ جوں جوں انسان کا خدا پر ایمان مضبوط ہوتا جاتا ہے اس کی قوت و نشاط اور بہادری میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کسی

قسم کا خوف یا لالچ انھیں فرائض کی ادائیگی سے نہیں روک سکتی۔ اور اسی وقت وہ عاجزی اور انکساری کی خاصیت کے حامل بھی ہوتے ہیں۔ وہ امام مہدی علیہ السلام پر بلند اعتقاد رکھیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ امامؑ کے گھوڑے کی زین کو مس کر رہے ہوں گے، اس سے برکت حاصل کر رہے ہوں گے اور ان پر اپنی جانیں فدا کر رہے ہوں گے۔

وہ عبادت میں بہت خشوع وخضوع کرنے والے ہوں گے۔ راتیں عبادت اور گریہ زاری میں گزاریں گے اور نماز میں شہد کی مکھی کی طرح آواز پیدا کریں گے اور دن کے وقت امامؑ کے احکام کی اطاعت اور نفاذ کریں گے، ان کے دل خدا کے نُور سے منور ہوں گے۔ وہ جہالت سے دُور ہوں گے کیونکہ انھیں حقیقت کا اِدراک ہوگا اور ان کا ظرف کامل ہوگا۔ ان میں زیادہ تر جوان ہوں گے اور بوڑھوں کی تعداد کھانے میں نمک کے برابر ہوگی۔ ان کے خیالات و آرا ایک ہوں گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی اُلفت ہوگی۔ ایسا معلوم ہوگا کہ ان کا دل، دماغ اور زبان ایک ہے۔ انھیں تنہائی کا خوف نہیں ہوگا کیونکہ جس کا رابطہ خدا سے ہو اسے کسی سے کیا ڈرنا۔ اس لیے کوئی اور ان میں شامل نہیں ہوسکتا اور خدا کی راہ میں شہید ہونا ان کی دلی تمنا ہے کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ خدا کے نزدیک شہادت کی کیا قدر و قیمت ہے۔؟ ان کا شعار اور نعرہ یَالِثَارَاتِ الحُسَین ہے۔

بلاشبہ واقعہ کربلا اور شہادتِ امام حسینؑ کبھی بھی فراموش نہیں کی جاسکتیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا کہ یہ واقعہ کل کا ہے اور زمانہ گزرنے کے باوجود بھی اس کی حرارت باقی رہے گی۔

روزِ عاشور ظلم کرنے والوں کو عذاب دیا جائے گا اور ہر اس پر تلوارِ انتقام بلند ہوگی کہ جو ان کے ظلم میں شریک رہا یا راضی رہا۔ کیونکہ جس انسان کا دل خدا کی محترم چیزوں کی ہتک اور ظالموں کے ہاتھوں آلِ رسولؐ کا خون بہانے پر راضی ہو تو ایسا شخص زندگی کا مستحق نہیں۔ اس کا وجود محض گندگی ہے جس سے انسانی معاشرہ آلودہ ہو رہا ہے اور اسے زندہ چھوڑنا ناقابلِ معافی جرم تصور کیا جائے گا۔ اور اس طرح کے گندے کیڑوں کو مارنا بہت ہی ضروری سمجھا جائے گا کہ جو امام حسینؑ کی شہادت سے لے کر ظہور تک پھیلے ہوئے ہوں گے۔

ان برسوں میں یزید کی تقدیس پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں اور ایک کتاب کا نام "حقائق عن امیر المومنین یزید بن معاویہ" ہے۔ اب ہمارے قارئین اس مصنف کے بارے میں کیا کہیں گے کہ جس نے تمام مفاہیم کو مسخ کر دیا، دین و دیانت کی راہ چھوڑ دی اور عقل و شعور کو چھوڑ کر پست روش پر چلنے لگ گیا۔ ایسے انسان کی کیا حیثیت؟ اور کیا یہ یزید کے ہمراہ قتل ہونے کا مستحق نہیں؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں ایک حدیث پیش کریں۔

امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اے فرزندِ رسولؐ! آپؐ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی اس حدیث کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب قائمؑ قیام کریں گے تو وہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی اولاد کو ان کے آباؤ اجداد کے افعال (مظالم) کی وجہ سے قتل کریں گے۔ تو امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: بالکل ایسا ہی ہے (یہ روایت درست ہے)۔

سوال کرنے والے نے پوچھا: خدا نے قرآن مجید میں فرمایا کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا تو اس آیت کا مطلب کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے تمام فرامین سچے ہیں لیکن امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی اولادیں اپنے آبا کے فعل پر راضی ہوں گی اور فخر کریں گی تو جو کسی کے فعل سے راضی ہو وہ اس جیسا ہی ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص مشرق میں مارا جائے اور دوسرا شخص مغرب میں اس کے قتل پر راضی ہو تو یہ شخص خدا کے نزدیک قاتل کے جرم میں شریک سمجھا جائے گا اور قائمؑ خروج فرما کر انھیں اس لیے قتل کریں گے کیونکہ وہ اپنے بڑوں کے افعال پر راضی ہوں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب یَالِثَارَاتِ الْحُسَین کا نعرہ بلند کریں گے تاکہ لوگوں کو واقعۂ کربلا کی عظمت بتائیں۔ اور جوں جوں انسان کا شعور بلند ہوگا کربلا کے اَسرار و معالم آشکار ہوتے جائیں گے اور یہ اعلان آلِ رسولؐ پر ظلم کرنے والے ہر شخص کے لیے ایک تہدید ہوگا۔

تمام احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کے ظہور کے وقت بعض اصحابِ مکہ

میں موجود ہوں گے اور بعض اپنے اپنے علاقوں میں موجود ہوں گے۔ جب امامؑ ظہور فرمائیں گے اور قیام کا عزم کریں گے تو یہ زمین کے مشرق و مغرب سے مکہ کا رُخ کریں گے۔ بعض کو بادلوں پر سوار کر کے امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچایا جائے گا اور بعض "طی الارض" (زمین کے سمٹ جانے) سے یہ مسافت طے کریں گے۔

امامؑ کے ظہور کی کیفیت

امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں مختصر وضاحت کے بعد ہم اصل بحث کی طرف آتے ہیں اور امام مہدیؑ کے ظہور کی کیفیت کو بیان کرتے ہیں۔ امام مہدیؑ کے کچھ اصحاب مکہ میں ہوں گے اور امام مہدیؑ کو تلاش کر رہے ہوں گے تو ان کے پاس امامؑ کی طرف سے ایک شخص آ کر سوال کرے گا: یہاں تم کتنے لوگ ہو؟

وہ کہیں گے: تقریباً چالیس ہیں۔ وہ شخص پوچھے گا: اگر تم اپنے مولا (امام مہدی علیہ السلام) کو دیکھ لو تو کیسا محسوس کرو گے؟ تو وہ کہیں گے؟ خدا کی قسم! اگر وہ ہمیں پہاڑ سے لڑنے کا کہیں گے تو ہم ان کے ہمراہ پہاڑ کے ساتھ جنگ کریں گے۔ ان کی اس گفتار سے معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام مہدی علیہ السلام پر کتنا پختہ اعتقاد ہے اور امامؑ پر قربان ہونے اور ان کے احکام بجالانے کا کتنا کامل جذبہ ان کے اندر موجود ہے۔

پھر آنے والی رات وہ شخص ان کے پاس آ کر کہے گا: تمھارے سربراہ کون ہیں یا تم میں سے دس بہترین افراد کون ہیں؟ تو وہ لوگ ان کی طرف اشارہ کریں گے تو وہ شخص انھیں لے جائے گا اور وہ امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ مل جائیں گے۔

دوسری رات اور لوگوں کے لیے میدان وسیع ہو جائے گا اور وہ آزادی سے امامؑ کے ساتھ مل جائیں گے۔ آخرکار تین سو تیرہ اصحاب مکمل ہو جائیں گے اور ان کا اجتماع مکہ یا اس کے مضافات میں ہوگا۔

جب ۲۵ ذی الحجہ کا دن آئے گا تو امام مہدی علیہ السلام نفسِ زکیہ کو مکہ والوں کی طرف بھیجیں گے تو وہ اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اسے رکن اور مقام کے درمیان ذبح کر دیں گے اور

اس کا سر شام میں سفیانی کو بھجوا دیں گے۔

اس کے بعد امام مہدی علیہ السلام روزِ عاشورہ مسجد الحرام میں پہنچیں گے۔ مقامِ ابراہیمؑ کے نزدیک چند رکعتیں پڑھیں گے۔ ان کے سامنے تین سو تیرہ اصحاب بھی موجود ہوں گے اور وہ لوگوں میں یہ خطبہ پڑھیں گے۔

قیام کے وقت امام مہدیؑ کا خطبہ

مروی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر تاریخی خطبہ دیں گے۔ معلوم ہو جائے گا کہ امام علیہ السلام خطبہ میں کیا فرمائیں گے۔ وہ خدا کی حمد وثنا سے خطبے کا آغاز کریں گے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجیں گے۔

پھر کیا کہیں گے؟ اس بارے میں ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی جانب رجوع کرتے ہیں تا کہ وہ ہمیں بتائیں کہ امام مہدی علیہ السلام قیامت کے وقت پہلے خطبہ میں کیا بیان فرمائیں گے؟

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس دن قائمؑ مکہ میں ہوں گے۔ انھوں نے اپنی کمر مبارک دیوارِ کعبہ کے ساتھ لگائی ہوئی ہوگی اور وہ بلند آواز میں فرمائیں گے:

ایھا الناس! انا نستنصر اللہ ﴿و﴾ فمن اجابنا من الناس فانا اھل بیت نبیکم محمد، ونحن اولی الناس باللہ وبمحمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ فمن حاجنی فی آدم فانا اولی الناس بآدم، ومن حاجنی فی نوح فانا اولی بنوح ومن حاجنی فی ابراھیمؑ فانا اولی الناس بابراھیم ومن حاجنی فی محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ فانا اولی الناس بمحمد، ومن حاجنی فی النبیین فانا اولی الناس بالنبیین، الیس اللہ یقول فی محکم کتابہ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ، ذُرِّیَّۃً م بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ وَ اللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ، فانا بقیۃ من آدم وذخیرۃ من نوح ومصطفی من ابراھیم وصفوۃ من محمد ﴿صلی اللہ علیھم اجمعین﴾

الا فمن حاجنی فی کتاب اللہ فانا اولی الناس بکتاب اللہ

الا فمن حاجنی فی سنۃ رسول اللہ الا فانا اولی بسنۃ رسول اللہ

فانشد اللہ من سمع کلامی الیوم، لما بلغ الشاھد منکم الغائب

واسئلکم بحق اللہ وحق رسولہ وبحقی، فان لی علیکم حق القربیٰ

من رسول اللہ، الا اعنتمونا ومنعتمونا ممن یظلمنا، فقد اخفنا

وظلمنا وطردنا من دیارنا وابنائنا، وبغی علینا، ودفعنا عن

حقنا وافتری اھل الباطل علینا، فاللہ اللہ فینا، لا تخذلونا

وانصرونا ینصرکم اللہ تعالیٰ

"اے لوگو! ہم خدا سے مدد کے طلب گار ہیں اور (اگر) لوگوں میں سے کوئی ہماری دعوت پر لبیک کہے تو ہم تمہارے نبی حضرت محمدؐ کے اہل بیتؑ ہیں، ہم دوسرے لوگوں سے زیادہ خدا اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کے قریب ہیں۔ تو جو مجھ سے حضرت آدمؑ کے بارے میں نزاع کرے تو میں لوگوں سے زیادہ حضرت آدمؑ کا قریبی ہوں۔ جو حضرت نوحؑ کے بارے میں میرے مقابل آئے تو میں زیادہ حضرت نوحؑ کے قریب ہوں، جو مجھ سے حضرت ابراہیمؑ کے معاملے میں جھگڑے تو میں دوسرے لوگوں سے زیادہ حضرت ابراہیمؑ کا حق دار ہوں، جو مجھ سے حضرت محمدؐ کے متعلق اختلاف کرے تو میں اور لوگوں سے زیادہ محمد مصطفیٰؐ سے نسبت رکھتا ہوں اور جو مجھ دوسرے انبیاءؑ کے بارے میں مقابلہ کرے تو میں دوسرے لوگوں سے زیادہ انبیائے کرامؑ سے خصوصی تعلق اور ربط رکھتا ہوں۔ کیا خدا اپنی کتاب محکم میں نہیں فرماتا کہ خدا نے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو عالمین میں سے چُن لیا ہے یہ ایک ہی نسل ہے ان میں سے بعض، بعض کی اولاد ہیں اور اللہ خوب سننے والا ہے خوب علم والا ہے۔

تو میں حضرت آدمؑ کا بقیہ ہوں، حضرت نوحؑ کا ذخیرہ ہوں، حضرت ابراہیمؑ (کی آل) سے چنا ہوا ہوں اور حضرت محمدؐ (کی آل) سے منتخب کیا ہوا ہوں۔ ان سب پر خدا کا درود ہو۔

خبردار! جو مجھ سے کتابِ خدا کے بارے میں نزاع کرے تو میں اور لوگوں سے زیادہ کتابِ خدا کا حق دار ہوں۔ خبردار! جو مجھ سے رسولؐ خدا کی نسبت میں نزاع کرے تو مَیں اوروں سے بڑھ کر سنتِ رسولؐ کا وارث ہوں......

اور میں تم سے خدا، رسولؐ خدا اور اپنے حق کی بنا پر سوال کرتا ہوں کہ تم ہماری مدد کرو، ظالموں کے ظلم سے ہمیں بچاؤ، ماضی میں ہمیں خوف زدہ کیا گیا، ہم پر ظلم کیا گیا، ہمیں اپنے گھروں اور اولاد سے دُور کیا گیا، ہمارے خلاف سرکشی کی گئی، ہمارا حق غصب کیا گیا، اور اہلِ باطل نے ہمارے اُوپر بہتان باندھا۔ ہمارے بارے میں خدا سے ڈرنا، ہمارا ساتھ نہ چھوڑنا اور ہماری مدد کرنا (اس کے بدلے میں) خدا تمھاری مدد کرے گا"۔

امام علیہ السلام کا یہ خطبہ ایک اور انداز میں بھی روایت کیا گیا۔ اس کے بعض الفاظ اس خطبے سے مختلف ہیں لیکن معنی ایک ہی ہے۔

خطبے کے بعض کلمات کی تشریح

اس خطبے کے کلمات کی تشریح سے پہلے ہم اپنے قارئین کی توجہ اس بات کی جانب دلاتے ہیں کہ یہ خطبہ امام مہدی علیہ السلام وقتِ قیام صادر فرمائیں گے لیکن ان کے چھٹے دادا امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کی ولادت سے ۱۴۱ سال سے زیادہ عرصہ پہلے اس خطبے کے بارے میں خبر دی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام مہدیؑ کی تمام حرکات و سکنات اور تمام اقوال و افعال پہلے سے معلوم شدہ ہیں اور ان کے اقدامات وقت کے تقاضوں سے تبدیلی کے

محتاج نہ ہوں گے۔ اس خطبے میں بلاغت کے تمام پہلوؤں کا لحاظ رکھا گیا ہے اور اس میں ایسے حساس نکات اور بے مثال مقامات ہیں کہ جن کا دعویٰ صرف امامؑ ہی کرسکتا ہے۔

سب سے پہلے امام مہدی علیہ السلام مسجد الحرام میں آئیں گے (اور جو یہاں آجاتا ہے وہ مامون ہوجاتا ہے) تاکہ ان کے قیام کا آغاز بیت اللہ سے ہو۔ وہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے، حرمِ خدا کی پناہ مانگیں گے اور اپنے سامنے موجود خاص اصحاب اور دیگر لوگوں سے خطاب کریں گے۔ خطبے کی ابتدا خدا کی حمد وثنا اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود سے کریں گے، پھر اپنا مکمل تعارف پیش کریں گے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپؑ سب سے سورۂ ہود کی یہ والی آیت بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (خدا کا بقیہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم مومن ہو تو) تلاوت کریں گے۔ پھر فرمائیں گے: میں تم پر خدا کا بقیہ، خلیفہ اور حجت ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس آیت کی تاویل ذکر کریں گے اور اس کو اپنے آپ پر منطبق کریں گے۔

بقیہ اسے کہتے ہیں کہ جو کسی چیز سے بچ جائے اور امام مہدی علیہ السلام ان اولیائے الٰہی کا ہمیشہ رہنے والا بقیہ ہیں کہ جو بشریت کا افضل طبقہ ہیں۔ نبوت حضرت محمدؐ پر ختم ہے اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، اور امام مہدی علیہ السلام آخری امام ہیں، ان کے بعد کوئی نیا امام نہیں آئے گا۔ پس آپؑ وہ بقیہ ہیں کہ جن کو خدا نے انسانوں کی اصلاح اور بہتری کے لیے منتخب کیا اور وہی ہیں جو انبیاءؑ اور اوصیاءؑ کی راہ پر باقی ہیں۔ بعض احادیث میں وارد ہے کہ امام مہدیؑ کو اس طرح سلام کیا جائے گا:

السلام علیك یا بقیة الله فی ارضه

درج ذیل آیت میں خلیفہ سے مراد امام مہدی علیہ السلام ہیں: إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ لغت میں خلیفہ کے بہت سے معانی ہیں۔ ہم ذیل میں ان میں سے کچھ بیان کرتے ہیں:

① جو کسی کا قائم مقام ہو۔

② وہ امام کہ جس سے اُوپر کوئی اور امام نہ ہو۔

③ سلطانِ اعظم۔

اس بنا پر خلیفہ کا مطلب یہ ہوگا: امام مہدی علیہ السلام اس عظیم سلطنت کے مالک ہیں کہ جس سے اُوپر صرف خدا کی حکومت ہے اور امام مہدی علیہ السلام تمام معانی میں خلیفۃ اللہ ہیں۔ خدا نے اُنھیں رسولؐ کا خلیفہ بنایا تاکہ وہ لوگوں کی ہدایت اور اصلاح کا فریضہ انجام دیں، ان کے اُمور میں تصرف کریں گے اور ان کی بہتری کے اسباب فراہم کریں گے۔

حجتہ علیکم

حجت سے مراد وہ چیز ہے کہ جس کے ذریعے کسی چیز پر حجت تمام کی جاتی ہے۔ پس امامؑ مخلوق پر خدا کی حجت ہوتا ہے اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

زمین ایک ایسے فرد سے خالی نہیں رہ سکتی کہ جو خدا کی حجت قائم کرے، وہ ظاہر و مشہور ہوتا ہے یا خائف اور پوشیدہ ہوتا ہے۔ یہ اس لیے ہے تاکہ خدا کی حجتیں اور آیات باطل نہ ہوں۔

اب ہم خطبے کے بعض کلمات کی تشریح کرتے ہیں:

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

انا نستنصر اللہ ومن اجابنا من الناس

امام علیہ السلام ابتدا میں خدا سے مدد طلب فرما رہے ہیں کیونکہ سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر امام علیہ السلام اپنا خطاب سننے والے لوگوں کو مدد کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اُمور ذکر کرتے ہیں کہ جن کی وجہ سے ان کی اطاعت لوگوں پر فرض ہوتی ہے۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

انا اھلِ بیت نبیکم محمد..... بمحمد

امام مہدی علیہ السلام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اتصال کی شدت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم رسولؐ خدا کے ان اہلِ بیتؑ میں سے ہیں کہ جن سے خدا نے ہر قسم کی نجاست کو دُور رکھا اور انھیں پاک و پاکیزہ قرار دیا۔

وہ اہلِ بیتؑ کہ جن کو رسولؐ خدا نے قرآن مجید کا ثانی قرار دیا اور فرمایا: میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب (قرآنِ مجید) اور میری عترتِ اہلِ بیتؑ،

جب تک تم ان کا دامن تھامے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں ہرگز آپس میں جدا نہ ہوں گی۔ حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گی۔ اور امام مہدیؑ ساری دنیا سے زیادہ خدا کے قریب ہیں کیونکہ ان میں قربِ خدا کے تمام اسباب موجود ہیں کیونکہ وہ خدا کی زمین پر اس کی حجت ہیں، عبادت و تقویٰ میں اس اُمت میں سب سے اعلیٰ درجے پر ہیں اور وہ تمام اہلِ زمانہ سے زیادہ معزز، باشرف اور قابلِ عزت ہیں۔

وہ رسولِ خدا سے بھی دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ قریبی ہیں کیونکہ وہ ان کے خلیفہ، وصی اور وارث ہیں اور وہ ساری مخلوق سے زیادہ رسولؐ کے پیروکار ہیں۔ جیسا کہ خداوند متعال نے سورۂ آلِ عمران میں فرمایا:

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ
وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ○ (آیت ۶۸)

یعنی اس بندے کو زیب دیتا ہے کہ وہ کہے کہ میں دینِ ابراہیمؑ پر ہوں، جو حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرنے والا ہو۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: میں دوسرے لوگوں سے زیادہ انبیاءؑ کے قریب ہوں کیونکہ میں سب سے زیادہ ان کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرتا ہوں۔

درج بالا آیت اور حضرت امیر المومنینؑ کے اس فرمان سے واضح ہو گیا کہ امامِ زمانہؑ اپنے خطبے، انبیاءؑ کے ساتھ اولویت کس معنی میں بیان فرما رہے ہیں۔ پھر امام علیہ السلام دلیل کے طور پر سورۂ آلِ عمران کی درج ذیل آیت مجیدہ پیش کرتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ،
ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

اس آیتِ مجیدہ میں آلِ ابراہیمؑ سے مراد حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں سے انبیاءؑ ہیں اور آلِ محمدؐ بھی آلِ ابراہیمؑ میں سے ہیں۔ اصطفاء، صفوۃ سے مشتق ہے اور یہ بیان کرنے کا اچھا انداز ہے کیونکہ "صافی" اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں نجاست کا شائبہ نہ ہو اور یہاں خدا نے ان ہستیوں کو ہر قسم کے عیب سے پاکیزہ بیان فرمایا ہے۔

اور یہ واضح ہے کہ تمام انبیاءؑ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک ایک ہی خط پر تھے اور وہ اسلام، ایمان، توحید اور اطاعت کا خط ہے جیسا کہ قرآنِ مجید کی متعدد آیات اس حقیقت کو بیان کرتی ہیں، مثلاً سورۂ بقرہ کی آیت ۱۳۰ تا ۱۳۳ میں آیا ہے:

وَ مَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَ وَصّٰی بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ (سورۂ آلِ عمران: آیت ۸۴)

سورۂ یونس میں حضرت نوح علیہ السلام کا فرمان موجود ہے:

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ (سورۂ یونس: آیت ۷۲)

سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قول نقل ہے: تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا۔

سورۂ بقرہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا فرمان موجود ہے:

رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا (سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۸)

خطبہ: فَاَنَا بَقِیَّةٌ مِنْ آدَمَ وَذَخِیْرَةٌ مِنْ نُوْحٍ

شرح: بقیہ کی تفسیر تو پہلے گزر چکی ہے اس لیے یہاں صرف بعد والے کلمے کی وضاحت

بیان کرتے ہیں۔

شاید اس (ذخیرہ والی) تعبیر سے مراد یہ ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساری زمین کو کفار کے وجود سے پاک کیا کہ جب آپؑ نے یہ دُعا فرمائی:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا

تو خدا نے آپؑ کی دُعا قبول فرمائی اور سب کافروں کو غرق کر دیا جب کہ دوسرے انبیاءؑ و اوصیاءؑ نے ایسا نہیں کیا اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد امام مہدی علیہ السلام ہیں کہ جو زمین خدا کو کافروں کے وجود سے پاک کریں گے اور دینِ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔

اس کے بعد امام مہدی علیہ السلام اس خطبے کو جاری رکھیں گے اور لوگوں کو اپنے بارے میں حقائق بتاتے رہیں گے۔

خطبہ: اَلَا فَمَنْ حَاجَّنِي فِي كِتَابِ اللهِ فَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِكِتَابِ اللهِ، اَلَا فَمَنْ حَاجَّنِي فِي سُنَّةِ فَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ

شرح: یعنی جو مجھ سے قرآن کے بارے میں جھگڑے تو میں ان سے زیادہ قرآن کے قریب اور اس کا صحیح وارث ہوں کیونکہ میں لوگوں سے زیادہ بہتر طور پر قرآنِ مجید کے معانی و مفاہیم، تفسیر و تاویل، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، خاص و عام، حلال و حرام، فرائض و سُنن، رُموز و اَسرار، عجائب و نکات اور عبر و اَمثال وغیرہ کو جانتا ہوں اور اس بارے میں مجھے مفسرین کے اَقوال اور مختلف قراتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ فرمانِ الٰہی کو کما حقہ جانتے ہیں اور وہ امام معصومؑ ہیں۔ جیسا کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا:

مجھ سے پوچھو قبل اس کے کہ میں تم میں نہ رہوں۔ اس ذات کی قسم کہ جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور انگوری کو باہر نکالا۔ اگر تم مجھ سے ایک ایک آیت کے بارے میں پوچھو تو میں تمھیں بتا دوں گا کہ یہ کب نازل ہوئی، اور کس کے بارے میں نازل ہوئی اور میں تمھیں بتاؤں گا کہ ان میں ناسخ کون سی آیات اور منسوخ کون سی ہیں، خاص کون ہیں اور عام کون ہیں؟ محکم کون سی ہیں اور متشابہ کون سی؟ مکّی کون ہیں اور مدنی کون سی؟

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب حضرت علی علیہ السلام کوفہ آئے تو چالیس

دن انھیں صبح کی نماز پڑھائی اور ہر روز سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (سورۃ الاعلیٰ) تلاوت کرتے تھے۔

تو منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا: خدا کی قسم! حضرت علی علیہ السلام قرآن پاک صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ اگر صحیح پڑھ سکتے تو اس صورت کے علاوہ بھی کوئی صورت پڑھتے۔

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں: یہ بات حضرت علی علیہ السلام تک پہنچی تو آپؑ نے فرمایا: برباد ہوجائیں وہ لوگ!! بلاشبہ میں قرآن کے ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، فصل و وصل اور حروف کے معانی بہتر طریقے سے جانتا ہوں۔ خدا کی قسم! حضرت محمدؐ پر ایک حرف بھی نازل نہیں ہوا مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوا، کس دن نازل ہوا اور کس مقام پر نازل ہوا؟

امام مہدی علیہ السلام اس کے بعد فرمائیں گے کہ کون ہے جو سنت رسولؐ میں میرے مقابل آئے کیونکہ میں اور لوگوں سے زیادہ سنت رسولؐ کا عالم اور حقیقی وارث ہوں۔

خدا کی قسم! سنت رسولؐ میں بہت زیادہ تغیر و تبدل واقع ہوا ہے، کہیں کمی ہوئی اور کہیں زیادتی۔

وضو، اذان، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے ابواب میں سنت میں تلاعب پایا جاتا ہے اور یہ تبدیلیاں حکمائے جور اور خلافِ سنت قوانین وضع کرنے والے افراد کے ہاتھوں رُونما ہوئی ہیں۔ اگر ہم اس ایسے کی تشریح میں لگ جائیں تو کتاب اپنے موضوع سے خارج ہوجائے گی۔

بہرحال امام مہدی علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ رسولؐ کی صحیح سنت کو جانتے ہیں کیونکہ آپ کا علم ان کتابوں پر مبنی ہیں کہ جن میں حدیثیں گھڑنے والے بھرتی کی روایات اکٹھی کردیتے ہیں اور بلاشرم وحیا اور بغیر خوفِ خدا انھیں رسولؐ کے ساتھ جو نسبت دے دیتے ہیں۔

پھر امام مہدی علیہ السلام اپنے سامنے موجود لوگوں کو خدا کی قسم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

خطبہ: فانشد اللہ مَن سمع کلامی، الیوم لما بلغ الشاھد منکم الغائب

شرح: یہ خبر پہنچانے کا بہترین وسیلہ ہے کہ حاضرین کو قسم دے کر پابند کر دیا جائے

کہ وہ اس خبر کو ان لوگوں تک پہنچا دیں کہ جنھوں نے ابھی تک یہ خبر نہیں سنی۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے اپنی قرابتِ رسولؐ کو بیان کیا ہے اور رسولؐ کے قرابت داروں کے بارے میں قرآن میں آیتِ مجیدہ موجود ہے۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

ہم نے اپنی کتاب (فاطمة الزهراء من المهد الى اللحد) میں اہلِ سنت کے ۳۶ مصادر ذکر کیے ہیں جو اس بات پر شاہد ہیں کہ اس آیت مجیدہ میں قربیٰ سے مراد حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ، حضرت سیدہ فاطمہ الزہراؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام مراد ہیں۔

اس آیت مبارکہ کی رُو سے امام مہدی علیہ السلام قربیٰ میں سے ہیں اور مسلمانوں پر ان کی اطاعت واجب ہے۔

قرابت داری رسولؐ ذکر کرنے کے بعد امام مہدیؑ سامعین کو اپنی مدد و نصرت پر آمادہ کریں گے اور ماضی میں آلِ رسولؐ پر ہونے والے مظالم کا تذکرہ کریں گے۔

خطبہ: اِلَّا اَعَنْتُمُوْنَا وَمَنَعْتُمُوْنَا مِمَّنْ يَظْلِمُنَا فَقَدْ اُخِفْنَا وَظُلِمْنَا وَطُرِدْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَائِنَا وَبُغِيَ عَلَيْنَا وَدُفِعْنَا عَنْ حَقِّنَا وَافْتَرٰى اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَيْنَا

شرح: یہاں امام علیہ السلام نے اپنے سامنے موجود لوگوں کو اپنی مدد اور نصرت کی دعوت دی ہے اور ان مصائب کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جو رسولؐ خدا کے وصال کے بعد سے اب تک جاری ہیں۔

رسولؐ کی وفات کے بعد آلِ رسولؐ پر ظلم کیا گیا، انھیں گھر سے نکالا گیا، ان کے حقوق غصب کیے گئے، ان کے خلاف بغاوت کی گئی اور ان پر افترا کیا گیا"۔

کیا مدینہ منورہ آلِ رسولؐ کا وطن اور پسندیدہ شہر نہ تھا؟!

تو کیوں انھیں نجف، کربلا، بغداد، سامرہ اور خراسان وغیرہ کی طرف جانا پڑا؟!

انھوں نے کیوں مدینہ چھوڑا اور پردیس میں شہید کر دیے گئے؟ بعض علویوں نے اپنا نام تبدیل کر لیا اور بعض نے اپنا سلسلہ نسب پوشیدہ رکھا تاکہ دشمن انھیں پہچان کر قتل نہ کر دیں

اور اہلِ بیتؑ کے حقوق اور اَموالِ فئے، ہمیشہ کافر اور سرکش حکومتوں کے ہاتھ میں رہے ہیں۔ وہ اس سے شراب پیتے ہیں، فسق و فجور عام کرتے ہیں، لہوولعب میں صرف کرتے ہیں، مہلک اسلحہ خریدتے ہیں اور شریف لوگوں کا قتلِ عام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت و ولایت کے حقوق بھی اہلِ بیتؑ سے ضبط کیے گئے۔

تاریخ شاہد ہے کہ دشمنوں نے آلِ محمدؐ کو بندوں اور علاقوں کے اُمور کی تدبیر سے روکے رکھا اور اس کے علاوہ اشاعتِ علوم اور دیگر وظائف شرعی کی انجام دہی میں رکاوٹ بنے رہے۔

امام مہدی علیہ السلام کا دوسرا خطبہ

امام محمد باقر علیہ السلام سے، امام مہدی علیہ السلام کا ایک اور خطبہ بھی معمولی اختلاف کے ساتھ مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

امام مہدی علیہ السلام عشاء کے وقت مکہ میں ظہور فرمائیں گے اور آپؑ کے پاس رسولِؐ خدا کا جھنڈا، قمیص، تلوار، علامات، نُور اور بیان ہوگا۔ جب آپؑ نمازِ عشاء پڑھ لیں گے تو، بہ آوازِ بلند فرمائیں گے:

اُذَكِّرُكُمُ اللهَ ، اَيُّهَا النَّاسُ ، وَمَقَامُكُمْ بَيْنَ يَدَىْ رَبِّكُمْ قَدْ الكَدَّ الْمُحَجَّةَ وَبَعَثَ الْاَنْبِيَاءَ وَاَنْزَلَ الْكِتَابَ ، يَأْمُرُكُمْ اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاَنْ تُحَافِظُوْا عَلٰى طَاعَتِهٖ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ تُحْيُوا مَا اَحْيَى الْقُرْآنُ وَتُمِيْتُوا مَا اَمَاتَ وَتَكُوْنُوْا اَعْوَانًا عَلَى الْهُدٰى وَ وُزَرَاءَ عَلَى التَّقْوٰى ، فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ دَنَا فَنَاؤُهَا وَزَوَالُهَا وَاٰذَنَتْ بِالْوِدَاعِ وَاِنِّیْ اَدْعُوْكُمْ اِلَى اللهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَالعمل بِكِتَابِهٖ وَاِمَاتَةِ الْبَاطِلِ وَاِحْيَاءِ السُّنَّةِ (کتاب الحاوی للسیوطی، الملاحم والفتن)

"اے لوگو! میں تمھیں خدا کی جانب متوجہ کرتا ہوں، تمھارا مقام تمھارے رب کے پاس ہے۔ اس نے راہ ہموار کی، انبیاءؑ بھیجے اور کتاب نازل

کی۔ وہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اس کی اور اس کے رسولؐ کی اطاعت پر کاربند رہو، جسے قرآن نے زندہ کیا، اسے زندہ کرو، جسے قرآن نے ختم کیا، اسے ختم کرو (نیکی اور) ہدایت کے سلسلے میں مددگار بنو اور اہلِ تقویٰ میں شامل ہو جاؤ۔ بے شک دنیا عن قریب ختم ہونے والی ہے اور اس نے وداع کہہ دیا ہے۔ میں تمہیں خدا، رسولؐ خدا، قرآن پر عمل، باطل کے خاتمے اور سنتِ رسولؐ کو زندہ کرنے کی طرف بلاتا ہوں"۔

امام مہدیؑ کا تیسرا خطبہ

امام جعفر صادق علیہ السلام ایک طویل حدیث میں امامِ زمانہؑ کا خطبہ بیان فرماتے ہیں۔ ہمارے سید و سردار حضرت قائمؑ دیوارِ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوں گے اور فرمائیں گے:

يَامَعْشَرَ الْخَلَائِقِ : اَلَا ..... وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى آدَمَ وَشِيْثَ فَهَا اَنَا ذَا آدَمَ وَشِيْثَ

اَلَا..... وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى نُوْحٍ وَوَلَدِهٖ السَّامَ فَهَا اَنَاذَا نُوْحٍ وَسَامٍ

اَلَا..... وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْمَاعِيْلَ فَهَا اَنَاذَا اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ

اَلَا..... وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مُحَمَّدٍ وَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا﴾ فَهَا اَنَا ذَا مُحَمَّدٍ وَاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا﴾

اَلَا..... وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَهَا اَنَاذَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

اَلَا..... وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلَی الْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ فَهَا اَنَا ذَا الْاَئِمَّةِ..... (بحارالانوار، ج ۵۳، ص ۹)

"خبردار! اور جو حضرت آدمؑ اور شیثؑ کو دیکھنا چاہے تو میں ان دونوں کے کمالات کا حامل ہوں۔ خبردار! جو حضرت نوحؑ اور ان کے بیٹے سام کو دیکھنا چاہے تو میں ان دونوں کی خوبیوں کا مالک ہوں۔ خبردار! جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو دیکھنا چاہے تو مجھ میں ان دونوں کے اوصاف موجود ہیں (وہ مجھے دیکھ لے)۔ خبردار! جو حضرت عیسٰیؑ اور حضرت شمعونؑ کو دیکھنا چاہے تو میں ان دونوں کے خصائص سے آراستہ ہوں۔ خبردار! جو حضرت محمد مصطفیؐ اور حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو دیکھنا چاہے تو میں ان دونوں کی خاصیتوں کا مرقع ہوں۔ خبردار! جو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو دیکھنا چاہے تو میں ان دونوں کے کردار کا مالک ہوں۔
خبردار! اور جو امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہونے والے ائمہؑ کو دیکھنا چاہے تو مجھ میں ان سب کا عکس نظر آتا ہے"۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث پر تعلیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہاں "ذا آدم" سے مراد یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام علم وفضل اور اخلاقِ عالیہ میں حضرت آدمؑ کی روش پر ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام کے فرمان کے مطابق امام مہدی علیہ السلام جب خطبے سے فارغ ہوں گے تو آپؑ کے تین سو تیرہ اصحاب آپؑ کی بیعت کریں گے۔

یہ روایت بھی صحیح ہے لیکن پہلے حضرت جبرئیلؑ بیعت کریں گے اور بعد میں تین سو تیرہ اصحاب بیعت کریں گے۔ پھر آسمان سے چالیس ہزار سے زیادہ فرشتے نازل ہوں گے اور اپنے مراتب و درجات کے حساب سے امامؑ کی بیعت کریں گے۔ یہ ملائکہ امام مہدی علیہ السلام کے تصرف کے پابند ہوں گے اور امام علیہ السلام کے وہ احکام نافذ کریں گے کہ جو انسان کے بس سے باہر ہیں۔

امام مہدیؑ کی بیعت

امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کے بارے میں بحث کرنے سے پہلے ہم اس موضوع پر چند احادیث نقل کرتے ہیں:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سب سے پہلے حضرت جبرئیلؑ، قائمؑ کی بیعت کریں گے۔

امام محمد تقی الجوادؑ نے فرمایا: ایسا لگتا ہے کہ روزِ عاشورا ہفتے کا دن ہے اور میں حضرت قائمؑ کے ساتھ رکن اور مقامِ ابراہیمؑ کے درمیان موجود ہوں اور حضرت جبرئیلؑ ان کے سامنے ندا دے رہے ہیں: البیعة اللہ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا جب قائمؑ کو خروج کا اذن دے گا وہ منبر پر تشریف فرما ہوں گے۔ لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کریں گے اور انھیں خدا کا واسطہ دے کر اپنے حق کی طرف بلائیں گے، ان میں سنتِ رسولؐ بیان فرمائیں گے اور اپنے علم کے مطابق عمل کریں گے تو اللہ حضرت جبرئیلؑ کو بھیجے گا تو وہ "حطیم" پر نازل ہو کر کہیں گے: آپؑ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟!

حضرت قائمؑ اسے اس کا جواب دیں گے۔ جبرئیلؑ کہے گا: اپنا ہاتھ بڑھائیں۔ سب سے پہلے میں آپؑ کی بیعت کروں گا۔ پھر حضرت جبرئیلؑ ان کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے، وہاں امام مہدیؑ کے تین سو تیرہ اصحاب بھی موجود ہوں گے اور وہ امامؑ کی بیعت کریں گے۔ آپؑ مکہ میں رہیں گے حتیٰ کہ آپؑ کے دس ہزار اصحاب مکمل طور پر جمع ہو جائیں گے۔ پھر آپؑ مدینہ کی طرف چلے جائیں گے۔

ان احادیث کو بیان کرنے کے بعد ہم کہتے ہیں: کلمہ "البیعۃ" کا معنی اطاعت و پیروی کا معاہدہ، سرکشی سے باز رہنا اور اپنی علیحدہ امیری وغیرہ قائم نہ کرنا ہے اور امام مہدی علیہ السلام کی بیعت دوسرے خلفا و حکمرانوں کی بیعت سے ممتاز ہوگی کیونکہ اس بیعت میں زمین و آسمان والے شریک ہوں گے اور سب سے پہلے حضرت جبرئیلؑ امین آسمان سے نازل ہو کر بیعت کریں

گے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آسمان والے اس مبارک بیعت کو شرعی سمجھیں گے۔

احادیث کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اپنے اصحاب سے کچھ شرائط پر بیعت لیں گے۔ ان میں سے کچھ بذاتِ خود ہر شخص پر واجب ہیں اور بعض بیعت کی وجہ سے واجب ہوجائیں گی جیسے امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جب کہ بعض شروط زُہد و اَخلاق سے مرتبت ہوں گی۔

اس کے بعد امام علیہ السلام ان سے بیعت لیں گے اور حکم تاکیدی ہوجائے گا۔ جیسے کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ چوری نہیں کرے گا لیکن اگر وہ چوری کرے تو اسے دگنا عذاب دیا جائے گا۔ ایک عذاب چوری کرنے کا اور دوسرا قسم کے خلاف عمل کرنے کا۔

اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کی بیعت بھی ہے کیونکہ یہ خدا کے ساتھ ایک عہد و معاہدہ شمار ہوگی جیسا کہ سورۂ فتح میں موجود ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب میں تمام تر اچھائیوں کے باوجود بھی امام مہدی علیہ السلام ان سے ان شرائط پر بیعت لیں گے کیونکہ امام علیہ السلام چاہتے ہیں کہ ان اصحاب، فضائل و کمالات میں تمام لوگوں کے لیے مثال بن جائیں تاکہ وہ کرۂ ارضی پر قیادت کے قابل ہوجائیں، ہر قسم کی اخلاقی و شرعی کمزوری سے پرہیز کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دیں۔

امام مہدی علیہ السلام کا لشکر

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پھر مہدیؑ حلقہ میں خروج کریں گے۔ راوی نے پوچھا: حلقہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: دس ہزار افراد۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: قائمؑ کے ساتھ کتنے لوگ خروج کریں گے۔ لوگ تو کہتے ہیں کہ قائمؑ کے ساتھ اصحابِ بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ افراد خروج کریں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت قائمؑ کے ہمراہ باقوت افراد خروج کریں گے اور وہ دس

ہزار سے کم نہ ہوں گے۔

ہم اپنے قارئین پر واضح کیے دیتے ہیں کہ ہمارے مصادر میں "حلقہ" کو دس ہزار افراد سے تعبیر کیا گیا لیکن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جماعتوں اور ٹولیوں کی شکل میں ہوں گے۔ ان کا ایمان کامل اور عقیدہ مضبوط ہوگا اور وہ امام مہدی علیہ السلام کے لشکر میں شمار کیے جائیں گے لیکن ان میں وہ امتیازات و خصائص موجود نہ ہوں گے کہ جو تین سو تیرہ اصحاب میں موجود ہوں گے، وہ مکہ میں امامؑ کے ساتھ مل جائیں گے اور ان کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔ بعض اخبار و احادیث میں "حلقہ" جگہ، "العقد" وارد ہوا ہے لیکن ان دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔

امام مہدی علیہ السلام اس تعداد کے لشکرِ جرار کو لے کر مکہ سے خروج کریں گے اور لاکھوں اس وقت امامؑ کے لشکر میں شامل ہوں گے کہ جب امام کا لشکر راستے میں ہوگا اور اس وقت بھی بہت سے افراد امامؑ کے لشکر کا حصہ بنیں گے کہ جس وقت امام کوفہ میں کچھ دن گزاریں گے۔

اس بنا پر ہم امام مہدی علیہ السلام کے لشکر کی تعداد کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ شخص، جو امام مہدی علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہوگا اور ہتھیار اُٹھا سکتا ہوگا تو وہ امامؑ کے لشکر میں شامل ہوگا اور جب امامؑ آواز بلند کریں گے تو سارے افراد کے طبقات اپنی اپنی ہمت اور صلاحیت کے مطابق امامؑ کی آواز پر لبیک کہیں گے اور امامؑ کے احکام نافذ کریں گے۔ آیندہ مباحث میں ہم اس پر تفصیلی تبصرہ کریں گے۔

امام مہدیؑ پر سلام کرنے کی کیفیت

امام مہدی علیہ السلام پر سلام کرنے کی کیفیت کو ایک حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے:

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا حضرت قائمؑ کو "امیر المومنین" کہہ کر سلام کیا جائے گا؟ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے یہ نام "امیر المومنین" (حضرت علیؑ) کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ یہ ان سے پہلے کسی کا نام نہ تھا اور ان کے بعد بھی سوائے "کافر" کے کوئی بھی یہ نام نہیں رکھے گا۔

اس شخص نے پوچھا: میں آپؑ پر قربان، حضرت قائمؑ کو کس طرح سلام کیا جائے گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یوں کیا جائے گا: السلام علیك یا بقیة الله۔

پھر امام علیہ السلام نے سورۂ مبارکہ ہود کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام پر سلام کے وقت ان کا اسمِ مبارک اور کنیت وغیرہ سے انھیں بلانا لوگوں کے لیے جائز نہ ہوگا، یعنی لوگ اس طرح سلام نہیں کرسکیں گے: السلام علیك ایها المهدی۔

یہ بات امام مہدی علیہ السلام کی بزرگی اور جلالتِ قدر کی طرف اشارہ کرتی ہے، جیسا کہ خداوند متعال نے لوگوں کو رسالت مآبؐ کا نام لے کر بلانے سے روکا تھا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورۂ نور: آیت ۶۳)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے جو حضرت قائمؑ کو پالے تو جب وہ انھیں دیکھے تو کہے:

السلام علیکم یا اهل البیت الرحمة والنبوة، ومعدن العلم وموضع الرسالة

تلوار کے ساتھ خروج

انسان کبھی حق سے لاعلمی ظاہر کرتا ہے، کبھی باطل پرستی میں مگن ہوکر متعصب اور ہٹ دھرم ہوجاتا ہے اور کبھی کسی حق کا انکار کردیتا ہے لیکن اس کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ مگر اس شخص کے بارے میں کیا کہا جائے گا کہ جو سورج کو دیکھے اور اس کے وجود کا انکار کردے؟ اور آگ کو چھوئے اور اس کی حرارت محسوس کرے لیکن اس آگ کے وجود کا اعتراف نہ کرے تو ایسے مقامات پر انسان جاہل نہیں ہوتا بلکہ متعصب ہوتا ہے۔

کتاب کے شروع میں ہمارے قارئین امام مہدی علیہ السلام، ان کے نام و نسب اور ظہور کے بارے میں چند آیاتِ قرآنی اور احادیثِ مبارکہ پڑھ چکے ہیں۔ اس بارے میں شیعہ و

سنی کتابوں میں سینکڑوں احادیث موجود ہیں لیکن ہم نے بطورِ نمونہ ان میں سے چند ایک ذکر کی تھیں۔

اب ہم اس موضوع پر ائمہ اہلِ بیتؑ کی مرویات پیش کرتے ہیں۔ لیکن بعض اسلامی فرقے اس حقیقت کے انکار پر مصر ہیں کہ جیسے رسولؐ خدا نے اپنی احادیث میں توجہ کا مرکز بنایا۔ وہ لوگ امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں بلکہ اس عقیدے کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اپنی مؤلفات میں نظم ونثر کی شکل میں اس موضوع کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتے ہیں اور یہ انحراف ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ، ایک لڑی سے دوسری لڑی، ایک نسل سے دوسری نسل اور یوں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک پھیلا ہوا ہے۔

دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہیں گے: یہ لوگ طولِ عمر کے سبب سے امام مہدی علیہ السلام کے وجود کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اس زمانے میں یہ متعارف عمروں سے بہت زیادہ عمر ہے۔ لیکن جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اور اس بارے میں وہ حتمی علامات وضاحت کریں گی کہ جن کا انکار ممکن نہیں، اور وہ لوگ امام مہدی علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو اس سب کے باوجود وہ امام مہدی علیہ السلام کا اعتراف نہیں کریں گے بلکہ ان کے ساتھ جنگ پر آمادہ ہو جائیں گے۔

ہمارا عالمِ اسلام سے سوال ہے کہ ایسے لوگوں کا کیا جواب ہونا چاہیے؟ اور امام مہدی علیہ السلام کو ان لوگوں کے ساتھ کیا کرنا چاہیے کہ جو سرکشی کی تمام حدیں پار کر چکے ہیں اور اپنی دشمنی اور گناہوں پر بضد قائم ہیں اور کیا تلوار کے علاوہ ان کا کوئی علاج ہے؟

احادیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ امام مہدی علیہ السلام ان معاندین اور حق کے دشمنوں کو ختم کرنے کے لیے اس وقت تک تلوار سے جہاد کرتے رہیں گے کہ جب تک حق کے انکار اور حق سے جنگ کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ اس بارے میں احادیث درج ذیل ہیں:

① حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت قائمؑ میں ان کے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ''تلوار کے ذریعے جہاد کرنا'' ہوگی۔ وہ خدا اور رسولؐ کے دشمنوں، ظالموں

اور سرکشوں کو قتل کریں گے، وہ تلوار اور رُعب سے نصرت یاب ہوں گے اور ان کے مقابل کوئی پرچم بلند نہ ہو سکے گا۔

② حضرتِ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: قائمؑ میں سات انبیاءؑ کی سنتیں ہوں گی اور حضرت محمدؐ کی سنت تلوار سے جہاد کرنا ہوگی۔

③ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام درج ذیل آیتِ مجیدہ کے بارے میں فرماتے ہیں:
وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ (سورۃ السجدہ: آیت ۲۱)
ادنیٰ عذاب سے مراد "خوراک اور پانی کی قلت" ہے اور عذابِ اکبر سے مراد "آخری زمانے میں حضرت قائمؑ کا تلوار کے ساتھ خروج فرمانا" ہے۔

④ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس امر (دین) کے صاحب (صاحب الامر) میں چار انبیاءؑ کی سنتیں ہیں اور ان میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت "تلوار" ہے۔

⑤ حضرت علی علیہ السلام نے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ایک حدیث میں فرمایا: امام مہدی علیہ السلام انھیں "خسف" کے عذاب میں مبتلا کریں گے، انھیں صبر کے جام پلائیں گے اور انھیں تلوار کے ذریعے قتل کریں گے۔

ان شاء اللہ آیندہ ہم بیان کریں گے کہ ان احادیث میں تلوار سے کیا مراد ہے؟

امام مہدی علیہ السلام کے پاس انبیاءؑ کے تبرکات

جب امام مہدی علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو ان کے پاس انبیاءؑ کے تبرکات اور مواریث موجود ہوں گے اور خاص طور پر رسولِ خدا کے وہ تبرکات ہوں گے کہ جن کی مالِ دنیا سے کوئی قیمت نہیں لگائی جا سکتی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں انبیاءؑ کی میراث سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں میراث سے مراد وہ اَموال اور اشیاء نہیں کہ جو میت اپنے ورثا کے لیے چھوڑتا ہے بلکہ یہاں میراث سے مراد وہ قیمتی اشیاء ہیں کہ جو انبیائے کرامؑ نے اپنے بعد اپنے اوصیاء کے لیے چھوڑیں اور وہ ایک وصی سے دوسرے وصی تک منتقل ہوئیں۔

یہ مواریث و تبرکات گذشتہ انبیاءؑ سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچیں اور رسولؐ خدا کی وفات کے بعد یہ تبرکات بمع رسالت مآبؐ کے تبرکات، حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ رسولؐ خدا کے شرعی خلیفہ اور جانشین کو منتقل ہو گئیں۔ ان کے بعد امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو اور اسی طرح ایک کے بعد دوسرے امام معصومؑ کو منتقل ہوئیں حتیٰ کہ خاتم الاوصیاءؑ، رسولؐ خدا کے بارہویں خلیفہ امام مہدی منتظرؑ تک پہنچ گئیں اور اب یہ امامؑ کے پاس موجود ہیں اور وہ اپنے ظہور تک ان کی حفاظت کریں گے۔

پھر سوال یہ اُٹھتا ہے کہ اس زمانے میں ان تبرکات کی کیا ضرورت ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ ان مواریث و تبرکاتِ انبیاءؑ کا امام مہدی علیہ السلام کے پاس موجود ہونا، ان کی انبیاءؑ سے قرابت کو بیان کرے گا کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ انبیاءؑ و اوصیاءؑ سے نسبت رکھتے ہیں، وہی آسمانی اور الٰہی خط کا پھیلاؤ (جو حضرت آدمؑ ابوالبشر سے لے کر امام مہدیؑ منقذ البشر تک پھیلا ہوا ہے) اور اس کے علاوہ کچھ دیگر مقاصد کے لیے یہ تبرکات امام مہدی علیہ السلام کے پاس موجود ہوں گے۔

ذیل میں ہم اس موضوع پر چند احادیث پیش کرتے ہیں:

① حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرتِ قائمؑ ظہور کریں گے تو ان کے پاس رسولؐ خدا کا جھنڈا، حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰؑ کا پتھر اور عصا ہوگا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے رسولِ خدا ﷺ کے جھنڈے کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: جنگِ بدر والے دن حضرت جبرئیلؑ یہ جھنڈا لے کر نازل ہوئے تھے۔ رسولِ خدا ﷺ نے بدر والے دن اسے لہرایا تھا۔ پھر تہ کر کے حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا تھا۔ اس کے بعد یہ جھنڈا حضرت علی علیہ السلام کے پاس رہا، حتیٰ کہ بصرہ والے دن حضرت علی علیہ السلام نے اسے لہرایا تو خدا نے انھیں فتح دی، پھر لپیٹ دیا اور اب وہ جھنڈا ہمارے پاس ہے، اسے کوئی نہیں لہرائے گا، حتیٰ کہ قائمؑ قیام فرمائیں گے اور اسے لہرائیں گے۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کے بارے میں مروی ہے کہ جب حضرت

امام مہدی علیہ السلام وہ انگوٹھی پہنیں گے تو خدا پرندوں، ہوا اور فرشتوں کو ان کے قبضے میں دے دے گا اور حضرت موسیٰؑ کے پتھر اور عصا کے بارے میں سورۃ البقرہ میں آیا ہے:

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ (آیت ۶۰)

یعنی جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو (جب انھوں نے مارا) تو اس (پتھر) سے بارہ چشمے اُبل پڑے"۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ کا عصا، جنّت کے درختوں میں سے "آس" کی ٹہنی ہے۔ جب انھوں نے مدین کا رُخ کیا تو حضرت جبرئیلؑ اسے لے کر ان کے پاس آئے تھے (اس حدیث میں آس سے مراد ایک خوشبودار درخت ہے)۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت قائمؑ خروج کریں گے اور اپنے ہمراہ حضرت موسیٰؑ بن عمران کا پتھر اُٹھائے ہوئے ہوں گے اور اس کا وزن ایک اُونٹ کے بار کے برابر ہوگا تو وہ جس جگہ بھی پڑاؤ کریں گے وہاں چشمے پھوٹ پڑیں گے۔

② امام جعفر صادق علیہ السلام نے یعقوب بن شعیب سے فرمایا: کیا میں تمھیں حضرت قائمؑ کی وہ قمیص نہ دکھاؤں جس کو پہن کر قیام کریں گے؟ اس نے کہا: جی! کیوں نہیں۔ امام علیہ السلام نے ایک صندوق منگوایا، اسے کھولا، اس سے ایک گاڑھے دھاگوں میں بنی ہوئی ایک قمیص باہر نکالی تو اس کے دائیں بٹن پر خون لگا ہوا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ رسولؐ خدا کی قمیص ہے۔ جس دن رسولؐ خدا کے دندانِ مبارک شہید ہوئے تھے آپؐ یہ قمیص پہنے ہوئے تھے اور قائمؑ بھی یہ قمیص پہن کر قیام کریں گے۔

یعقوب بن شعیب نے کہا: میں نے خون کا بوسہ لیا اور اسے اپنے چہرے پر لگایا۔ پھر امام ابوعبداللہ (جعفر صادقؑ) نے اسے تہ کر کے میرے پاس سے اُٹھالیا۔

③ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ حضرت یوسفؑ کی قمیص کیا تھی؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں

ڈالا گیا تو حضرت جبرئیلؑ یہ قمیص لے کر نازل ہوئے اور انھیں پہنا دی۔ اس قمیص کی وجہ سے وہ ہر قسم کی گرمی و سردی سے محفوظ رہے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے اولاد کو نظر بد وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لیے بطورِ حرز و پناہ قرار دی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو پہنا دی۔ حضرت اسحاق علیہ السلام نے وہ قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کو دے دی اور جب حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ قمیص انھیں پہنا دی اور وہ انھی کے پاس رہی حتیٰ کہ ان کے ساتھ جو کچھ ہونا تھا ہوا۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے صندوق سے نکالا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کی خوشبو محسوس کر لی۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں موجود ہے: اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ لَوۡلَاۤ اَنۡ تُفَنِّدُوۡنِ اور وہ قمیص جنت سے آئی تھی۔

راوی نے عرض کیا: قربان جاؤں اب وہ قمیص کس کے پاس ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ قمیص اپنے اہل کے پاس ہے اور جب حضرت قائمؑ خروج کریں گے تو وہ ان کے پاس ہوگی۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر نبیؑ نے جو بھی میراث، علم یا کسی اور صورت میں چھوڑی، وہ آلِ محمدؐ تک پہنچی ہے۔

④ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو قمیص رسولِ خدا نے جنگِ اُحد والے دن پہنی تھی۔ حضرت قائمؑ وہ پہنے ہوئے ہوں گے۔ آپؑ کے پاس رسولِ خدا کا عمامہ "سحاب" ہوگا۔ "سابغہ" نامی رسولؐ کی زرہ اور رسولِ خدا کی تلوار ذوالفقار ہوگی۔

⑤ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ کا عصا، حضرت آدمؑ کا تھا۔ پہلے یہ حضرت شعیبؑ کے پاس آیا۔ پھر حضرت موسیٰؑ بن عمران کے پاس پہنچا اور اب وہ ہمارے پاس ہے۔ میں ابھی اسے دیکھ کر آیا ہوں، یہ جس طرح درخت سے جدا کیے جانے کے وقت سبز و تر و تازہ تھا اب بھی اسی حالت پر موجود ہے۔ اگر اسے بولنے کا حکم دیا جائے تو یہ بولتا ہے، یہ ہمارے قائمؑ کے لیے بنایا گیا ہے۔ وہ اس سے وہ کام لیں گے جو حضرت موسیٰؑ بن عمران نے لیے تھے۔ اسے جو حکم دیا جاتا ہے بجا لاتا ہے اور اگر اسے زمین پر ڈال دیا جائے

تو یہ اپنی زبان سے اہلِ باطل کے سحر اور جادو کا کام تمام کر دیتا ہے۔

مکہ مکرمہ امام مہدیؑ کی سرگرمیاں

سابقہ حکومت کے ختم ہونے کے بعد جب امام مہدیؑ مکہ میں حکومت کی باگ ڈور سنبھالیں گے اور مراکز قوت پر محافظت کریں گے اور ان کی بیعت تمام ہوجائے گی تو اس دن کسی اور حکومت میں ہمت نہیں ہوگی کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کے مقابل آئے بلکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن سارا مکہ آپؑ کے تابع ہوجائے گا اور پورے شہر پر آپؑ کا حکم نافذ ہوگا۔ وہاں مکہ میں امام علیہ السلام کچھ اُمور انجام دیں گے کہ جن کے بارے میں بعض احادیث میں اشارہ موجود ہے۔

① مسجد الحرام کو اس کی اصل شکل میں لانا

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت قائمؑ قیام کریں گے تو مسجد حرام کو شہید کر کے اس کی اصل شکل میں لائیں گے اور مقامِ ابراہیمؑ کو اس جگہ قرار دیں گے کہ جس جگہ پہلے وہ موجود تھا۔

رسولِؐ خدا کی وفات سے لے کر آج تک مسجد الحرام میں توسیع جاری ہے اور تمام اطراف سے اس میں کافی اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سب کی وجہ سے یہ مسجد اپنی اس اساس پہ باقی نہیں رہی کہ جس پر حضرت ابراہیمؑ نے اسے بنایا تھا کیونکہ قدیم زمانے میں یہ مسجد صفا و مروہ کے درمیان حزورہ میں تھی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپؑ سے اس نئے اضافے کے بارے میں سوال کیا کہ کیا یہ مسجد الحرام کا حصہ ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، کیونکہ بعد میں وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی جائے سجدہ پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ کا خط مکہ میں حزورہ اور مقامِ سعی کے درمیان ہے۔ پس یہی خط ابراہیمؑ ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے حسین بن نعیم نے مسجد الحرام میں اس جدید اضافے کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرتِ ابراہیمؑ اور حضرتِ اسماعیلؑ نے مسجد الحرام کی حد صفا اور مروہ کے درمیان رکھی اور لوگ صفا کی جانب حج کرتے تھے۔

علامہ فیض کاشانی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ یہاں حج کرنے سے مراد اس جگہ کا مقامِ طواف یا محلِ احرام میں داخل ہونا ہے۔

اور ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل میں مسجد الحرام بہت بڑی ہے اور آج کل جو اس کی حد بندی کی گئی ہے وہ کم ہے تو جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو اس احاطے کی دیوار کو گرا کر پہلی بنیاد پر نئی دیوار بنائیں گے اور اس سے بہت سے حجاج کرام کے لیے طواف کرنا آسان ہو جائے گا۔ خاص طور پر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے زمانے میں تو حجاج کی تعداد دسیوں لاکھ ہو جائے گی۔

۲ مقامِ ابراہیمؑ کو اصلی مقام کی طرف لانا

امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان گزر چکا ہے جب حضرت قائمؑ قیام فرمائیں گے تو مقامِ ابراہیمؑ کو اس جگہ قرار دیں گے کہ جس جگہ پہلے وہ تھا۔ مقامِ ابراہیمؑ وہ پتھر ہے کہ جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی اور رسولِ خدا کے زمانے میں مقامِ ابراہیمؑ خانہ کعبہ کے ساتھ تھا۔

جب عمر بن خطاب کا دور آیا تو انھوں نے مقامِ ابراہیمؑ کو اپنی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ قرار دیا۔ حضرت عثمان کے قتل کے بعد جب زمامِ اقتدار امام علی علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے دین میں ہر قسم کی زیادتی اور بدعت کو ختم کرنے کی ٹھان لی اور ہر چیز کو وہ مقام دینے فیصلہ کر لیا کہ جو رسولِ خدا کے زمانے میں اس چیز کا تھا۔

ان جملہ اقدامات میں سے ایک اقدام "مقامِ ابراہیمؑ" تھا کو اس کی پہلی جگہ خانہ کعبہ کے پاس قرار دینا تھا۔ جب امام علی علیہ السلام نے اس پر اصلاحِ اقدام کو شروع فرمایا تو منافقین رکاوٹ بن گئے کہ جو ہر اصلاحی کام میں رکاوٹ بنتے تھے تو امام علی علیہ السلام نے اس کو موخر کرنا

بہتر سمجھا اور دوسرے اہم دینی اُمور میں مشغول ہو گئے۔ اس طرح مقام اس غلط جگہ برقرار رہا اور آج تک وہیں ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کے مکہ میں تبدیلیوں میں سے ایک تبدیلی مقامِ ابراہیمؑ کو واپس اس کی اصلی جگہ پر لانا ہے۔ اس اقدام سے بھی حاجیوں کے لیے طواف کرنا آسان ہو جائے گا کیونکہ اس وقت رکن اور مقام کے درمیان طواف واجب نہیں ہوگا بلکہ خانہ کعبہ کے گرد ہی طواف کرنا کافی ہوگا۔

اگرچہ اس زمانے میں رکن و مقام کے درمیان طواف کرنا واجب ہے تو یہ وجوب اس وقت ساقط ہو جائے گا۔

⑦ مستحب طواف سے نہی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت قائمؑ، جو پہلا عدل ظاہر کریں گے وہ یہ کہ ان کا ایک ندا دینے والا ندا دے گا کہ مستحب طواف کرنے والا، حجر اُسود اور طواف کی جگہ فریضہ طواف کرنے والے کو دے دے۔

اس حدیث کی وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ جو بھی حج کے مواقع میں مسجد الحرام میں موجود ہوتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ طواف کے دوران میں لوگوں کا کتنا ہجوم ہوتا ہے۔ اس بھیڑ میں بعض افراد دوسروں کے قدموں کے نیچے کچلے جاتے ہیں اور خانہ کعبہ کے نزدیک بعض افراد مارے جاتے ہیں۔ یہ حاجیوں کا اتنا ہجوم، طرح طرح کی مشکلات برداشت کرنے کے باوجود ہوتا ہے۔ تو امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں اس کی کیا صورتِ حال ہوگی کہ جب حاجیوں کے لیے تمام بناوٹی قوانین ختم کر دیے جائیں گے۔ اس وقت بغیر کسی قید و شرط کے ہر ایک کے لیے سفرِ حج مباح اور آسان ہوگا۔

اس کے نتیجے میں حجاج کرام کی تعداد میں بہت اضافہ ہو جائے گا اور واضح ہے کہ اس وقت خانہ کعبہ کے گرد طواف اور حجر اسود کا بوسہ لینا بہت مشکل ہو جائے گا، خاص طور پر کہ جب بعض حجاج کرام، طواف واجب پر اکتفا نہ کریں گے اور مستحب طواف شروع کر دیں گے۔

اسی لیے امام مہدی علیہ السلام حاجیوں کو حکم دیں گے کہ وہ صرف واجبی طواف پر اکتفا کریں اور دوسروں کو اپنا فریضہ ادا کرنے کا موقع دیں۔

◈ بنی شیبہ کے ہاتھ کاٹنا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: آگاہ رہو، کہ جب ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو بنی شیبہ کو پکڑ کر ان کے ہاتھ کاٹے گا، انھیں لوگوں میں پھرائے گا اور کہے گا: یہ خدا کے چور ہیں۔

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ بنی شیبہ کے ہاتھ کاٹے گا اور ان پر لکھے گا: یہ لوگ خانہ کعبہ کے چور ہیں۔

بنوشیبہ وہ لوگ ہیں کہ جو خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے۔ ان میں سے ایک کے بعد دوسرا خانہ کعبہ کی کنجی پر قابض ہو جاتا تھا۔ یہ لوگ خانہ کعبہ کے اَموال اور ہدیہ جات چوری کرتے تھے اور انھیں جہاں چاہتے خرچ کرتے تھے۔ اسی لیے امام علیہ السلام نے انھیں ''خدا کا چور'' کہا۔

امام مہدی علیہ السلام صرف بنی شیبہ کے ہاتھ نہیں کاٹیں گے بلکہ انھیں لوگوں کے درمیان پھرائے جانے کا حکم دیں گے تاکہ ہر چور کو معلوم ہو جائے کہ اس کی سزا ''ہاتھ کاٹنا'' ہے اور آخرت کی رُسوائی علیحدہ ہے۔ اسی طرح امام مہدی علیہ السلام ہر اس پر چوری کی حد جاری کریں گے جس نے اَموال، اِملاک اور اوقاف میں غیر شرعی تصرف کیا ہوگا۔

یہ چند اقدامات امام مہدی علیہ السلام مکہ مکرمہ اور مسجد الحرام میں کریں گے اور واضح رہے کہ امامؑ کے عمومی اقدامات تمام شہروں میں ہوں گے کہ جن میں مکہ سرِفہرست ہے۔ ان شاء اللہ آیندہ فصول میں ہم امام مہدی علیہ السلام کے عمومی اقدامات کو بیان کریں گے۔

امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ میں

امام مہدی علیہ السلام مکہ مکرمہ میں اپنا نائب مقرر کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی جانب سفر کا ارادہ کریں گے۔ جب امام مہدی علیہ السلام مکہ سے نکل جائیں گے تو اہلِ مکہ میں سے بعض سرکش سامنے آئیں گے اور امام مہدی علیہ السلام کے بنائے ہوئے حاکم کو قتل کر دیں گے۔ یہ خبر

امام مہدی علیہ السلام تک پہنچے گی تو وہ باقی سفر کا ارادہ قطع کر کے مکہ واپس آئیں گے اور اس برکش گروہ کا کام تمام کریں گے اور فتنے کو جڑوں سے اُکھاڑ پھینکیں گے۔ پھر امام علیہ السلام مکہ مکرمہ میں ایک اور حکمران مقرر کر کے مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں گے۔ وہاں مدینہ میں آپؑ کچھ اُمور انجام دیں گے۔ ہم ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ بعض قبروں سے جسم نکال کر انھیں جلا دیں گے۔

یہ مسائل تھوڑے وضاحت طلب ہیں لیکن ہم اجمالی ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ کے بعد کس جگہ کا ارادہ کریں گے؟

جواب یہ ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ سے عراق کی طرف جائیں گے اور شاید جبلِ شمر، حائل اور رفحاء سے گزر کے نجفِ اشرف جائیں گے جیسا کہ آج کل یہی راستہ مشہور ہے۔

ایک اور سوال یہ سامنے آتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام عراق میں کس جگہ قیام کریں گے اور ان کا دارالحکومت کہاں ہوگا تو اس کا جواب ہم آنے والی بحث میں بیان کریں گے۔

شہر کوفہ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کا دارالخلافہ

نجفِ اشرف اور کوفہ میں دس کلومیٹر سے کم فاصلہ ہے اور جو رہائشی منصوبے اس دور میں بنائے گئے ہیں ان کی وجہ سے نجفِ اشرف کوفہ کے ساتھ متصل ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد کوفہ کی اہمیت میں اضافہ ہو جائے گا کیونکہ یہ امام علیہ السلام کی حکومت کا دارالخلافہ ہوگا جیسا کہ اس بارے میں ائمہ طاہرین علیہم السلام نے خبر دی ہے۔

ذیل میں ہم اس موضوع پر چند احادیث پیش کرتے ہیں:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: پھر مہدیؑ کوفہ میں آئیں گے اور یہ ان کی جائے سکونت ہوگا۔ وہ تمام مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیں گے۔ ہر مقروض کا قرض ادا کر دیں گے، لوگوں پر کیے جانے والے مظالم کا جواب دیں گے۔ کسی کو قتل نہ ہونے دیں گے اور میت کے وارثوں کو مقتول کی دیت دیں گے۔ (فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهَا) جسے قتل کا حکم سنایا

گیا ہوگا اسے قتل نہ ہونے دیں گے۔ اس کا قرض ادا کریں گے اور اس کے اہل و عیال پر نوازش فرمائیں گے حتیٰ کہ زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے کہ جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

امام مہدی علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ہمراہ "رحبہ" میں رہیں گے۔ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی جائے رہائش تھی، یہ پاکیزہ زمین ہے اور آلِ محمدؐ میں سے ہر فرد، ایک پاک و پاکیزہ زمین پر رہے گا اور اسی پر قتل کیا جائے گا وہ افراد پاکیزہ وصی ہیں۔

مفضل نے پوچھا: اے مولا! کیا سارے مومنین کوفہ میں ہوں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم! کوئی مومن باقی نہیں رہے گا مگر ان کے ساتھ اور ان کے پاس ہوگا، اس وقت گھوڑے کی زین دو ہزار درہم تک پہنچ جائے گی اور اکثر لوگ یہ خواہش کریں گے کہ جب وہ قیام کریں گے اور کوفہ میں داخل ہوں گے تو کوئی مومن پیچھے نہ رہے مگر یہ کہ اُن کے ساتھ ملحق ہو جائے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: پھر مہدیؑ کوفہ چلے جائیں گے تو تین سو دس سے اُوپر افراد ساری دنیا میں پھیل جائیں گے۔ امامؑ ان کے کندھوں اور سینوں پر ہاتھ لگائیں گے تو وہ احکام و مسائل کے عالم ہو جائیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب قائمؑ آلِ محمدؐ قیام کریں گے تو کوفہ کے گھر، کربلا کی نہر سے مل جائیں گے۔

مفضل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: اے مولا! امام مہدی علیہ السلام کا گھر کہاں ہوگا اور مومنین کہاں اکٹھے ہوں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کا دارالحکومت کوفہ ہوگا۔ ان کے قانون کا محکمہ کوفہ کی جامع مسجد ہوگی۔ ان کا محکمہ بیت المال اور مسلمانوں کے لیے مالِ غنیمت تقسیم کرنے کی جگہ "مسجد سہلہ" ہوگی۔ وہ ایک بالشت کے سونا دے کر سات زمینوں سے ایک بالشت جگہ خریدیں گے تاکہ کوفہ ۵۴ میل ہو جائے اور کوفہ کے گھر کربلا کے قریب ہو جائیں گے۔

دنیا کی سب سے بڑی مسجد

دنیا میں بہت سی مساجد ہیں۔ یہ وسعت اور بناوٹ کے لحاظ سے مختلف ہیں اور بہت سی مساجد میں جمعہ کے روز جماعت قائم ہوتی ہے۔ مذاہب اربعہ کے نزدیک ہر نیک و بد کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن مذہب شیعہ میں امام کا عادل ہونا شرط ہے۔ یعنی امام جماعت واجبات ادا کرتا ہو اور حرام کاموں سے بچتا ہو۔ اس بنا پر شیعہ عوام کی سیرت رہی ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں علما، فضلا، مجتہدین اور مراجع تقلید کی اقتدا کرتے ہیں۔

یہ واضح ہے کہ امام جماعت علم و عدالت اور تقویٰ میں سب سے آگے ہوتا ہے۔ اس کی نماز قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے اور اس کے پیچھے نماز کا زیادہ اجر وثواب ملتا ہے۔ تو اس نماز کی کیا شان ہوگی جو معصوم کی اقتدا میں پڑھی جائے گی اور جو تمام خوبیوں اور فضائل کا مجموعہ ہوگی؟ کوئی شک نہیں کہ اس نماز کی شان کے برابر کوئی دوسری نماز نہیں ہوسکتی۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ اُمت مسلمہ رسولِؐ خدا کی وفات سے اب تک اس ثواب سے محروم ہے۔ ہاں امیر المومنینؑ کے زمانے میں بعض لوگوں کو یہ ثواب حاصل کرنے کا موقعہ ملا ہے لیکن وہ بھی چند سال، جو انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں اور کچھ عرصہ امام حسنِ مجتبیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر یہ دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔ اس کے بعد محرابِ مسجد یزید اور ولید جیسے خبیثوں، شرابیوں اور فاسقوں کے قبضے میں آ گیا۔

جب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور وہ کوفہ پہنچ جائیں گے تو تمام مومنین کی نظریں امام مہدی علیہ السلام کی جانب مرکوز ہوں گی کیونکہ بہت سے شیعہ دنیا کے مختلف حصوں میں ہوں گے اور کوشش کرکے کوفہ پہنچ جائیں گے۔ جیسا کہ پہلے حدیث میں گزر چکا ہے کہ کوفہ تمام اطراف و جوانب سے وسیع ہوجائے گا اور کربلائے معلیٰ کے ساتھ مل جائے گا حالانکہ ان دونوں کے درمیان ساٹھ کلومیٹر سے زیادہ فاصلہ ہے۔

امام مہدی علیہ السلام کوفہ کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائیں گے اور مسجد اپنی وسعت کے باوجود نمازیوں کے لیے تنگ پڑ جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام لوگ امام مہدی علیہ السلام

کے پیچھے نماز پڑھنے کے مشتاق ہوں گے اور ان کی طرف سبقت کریں گے۔

ذیل میں اس موضوع پر ہم کچھ احادیث پیش کرتے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امام مہدی علیہ السلام کوفہ میں داخل ہوں گے اور کوفہ میں تین جھنڈوں کے درمیان اختلاف پڑ جائے گا تو ان کے لیے راستہ ہموار ہوجائے گا حتیٰ کہ امام علیہ السلام مسجد میں داخل ہوکر منبر پر جلوہ افروز ہوں گے اور لوگوں سے خطاب کریں گے اور لوگ نہیں سمجھ سکیں گے کہ امام مہدیؑ عالمِ بکا میں کیا ارشاد فرما رہے ہیں۔ جب دوسرا جمعہ آئے گا تو لوگ عرض کریں گے: اے فرزند رسولؐ! آپؑ کی اقتدا میں نماز پڑھنا رسولؐ خدا کے ہمراہ نماز کے برابر ہے لیکن ہم اس مسجد میں گنجائش نہیں پاتے۔ تو امامؑ فرمائیں گے: میں تمہارے لیے ایک ایسی مسجد تلاش کر رہا ہوں جس میں تم سب سما سکو۔

پھر امام مہدی علیہ السلام نجف کی جانب چلے جائیں گے اور ایک مسجد بنائیں گے کہ جس کے ہزار دروازے ہوں گے اور سارے لوگ اس میں سما جائیں گے......!

اسی طرح کی ایک روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔ بہرصورت اس حدیث سے مستفاد اور معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام ایک ایسی مسجد بنانے کا حکم صادر فرمائیں گے جس کی تاریخ انسانی میں کوئی مثال نہیں ہوگی اور اس کے ایک ہزار دروازے ہوں گے۔

ہم فرض کرتے ہیں کہ مسجد کی بناوٹ اس طرح ہوگی: مسجد کے چاروں اطراف میں ۲۵۰، ۲۵۰ دروازے ہوں گے اور یہ بھی واضح رہے کہ وہ دروازے اتنے وسیع ہوں گے کہ لوگوں کے ہجوم آسانی سے اندر باہر آجا سکیں گے۔ تو ضروری ہے کہ ہر دروازے کی قریباً چوڑائی کم سے کم تین میٹر ہوگی۔ اس بنا پر مسجد کی داخلی جانب چاروں کونوں میں سے ایک کونے کے داخلی دروازے کی چوڑائی صرف ۷۵۰ میٹر ہوگی۔ اس عدد کے ساتھ دیوار کی مسافت کو ملایا جائے گا کہ جو ہر دو دروازوں کے درمیان ہے۔ بالفرض اگر ہر دو دروازوں کے درمیان ۱۰ میٹر جگہ ہے تو اس حساب سے دیوار کی لمبائی ۲۵۰۰ میٹر ہوگی اور جب اس کے ساتھ دروازوں کی چوڑائی ۷۵۰ میٹر جمع کی جائے گی تو مسجد کی ایک طرف کی لمبائی

۳۲۵۰ میٹر ہوگی۔ جب ہم اس عدد کا مربع نکالیں گے تو مسجد کی لمبائی دس لاکھ پانچ سو باسٹھ ہزار پانچ سو مربع میٹر ہوگی (10,562,500)۔

اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ یہ مسجد ایسی جگہ بنائی جائے گی کہ جہاں وضو وغیرہ کی سہولیات موجود ہوں گی۔

اس مسجد میں دروازوں کی اتنی زیادہ تعداد اس لیے ہوگی کہ نمازی آسانی سے اندر باہر آجاسکیں اور یہ عظیم کام آپؑ ہی کے زمانے میں ممکن ہوگا۔

امام مہدیؑ فلسطین میں

کوفہ میں اہم اُمور کی انجام دہی کے بعد امام مہدی علیہ السلام فلسطین کا رُخ کریں گے۔ ہم نے سفیانی کے بارے میں بحث کرتے ہوئے یہ بیان کیا تھا کہ جس روز امام مہدی علیہ السلام فلسطین جائیں گے اس روز سُفیانی ملعون قدس کے شمال مشرقی جانب وادئ رملہ میں ہوگا۔

امام مہدی علیہ السلام ایک بڑا لشکر لے کر فلسطین پہنچ جائیں گے، وہاں دونوں لشکروں کے مابین جنگ شروع ہوجائے گی اور آخر میں امام مہدی کا لشکر فتح یاب ہوجائے گا۔

احادیث بتاتی ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام فلسطین کے شہر "لُد" کے دروازے کے پاس ہوں گے۔ نہیں معلوم کہ اس وقت فلسطین اور اُردن میں موجود حکومتوں کا امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں کیا موقف ہوگا مگر یہ ثابت ہے کہ امام مہدیؑ تمام ظالم حکومتوں کا خاتمہ کردیں گے اور تمام منحرف حکمرانوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیں گے۔ وہاں شہر لُد کے دروازے کے پاس حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ امام مہدیؑ کی بیعت کے لیے آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نازل ہونا

امام مہدی علیہ السلام کے قیام کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا تمام مسلمانوں کے نزدیک ثابت شدہ حقیقت ہے اور یہ ان اُمور میں سے ہے جن میں ذرا برابر شک کی گنجائش نہیں۔ شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت نازل

ہونے میں امام مہدی علیہ السلام کی تقویت، اعتراف اور تصدیق کی حکمت پوشیدہ ہو، بالخصوص کہ جب وہ امام مہدی علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر نازل ہونا خدا کی عجیب وغریب نشانیوں میں سے شمار ہوگا۔

کیا یہ قابلِ تعجب امر نہیں کہ ایک انسان زمین پر زندگی کے کچھ دن گزارے۔ پھر آسمان کی طرف عروج کر جائے اور وہاں انیس سو سال سے زیادہ عرصہ گزارے۔ پھر زمین پر آجائے؟ مزید یہ کہ وہ انسان دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے۔ انبیائے الٰہی میں سے ایک اولوالعزم نبیؑ ہے، وہ صاحبِ کتاب وشریعت ہے۔ اس کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی اور آج بھی اس کی اُمت میں قریب قریب ایک ارب[1] افراد موجود ہیں۔ ان میں بادشاہ، امراء، جمہوریتوں کے رئیس اور ہر طبقے کے افراد موجود ہیں۔ اس کی لاکھوں تصویریں گرجا گھروں، محلات اور مسیحیوں کے گھروں میں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ اس شخص کے بارے میں مسیحیوں میں مختلف قسم کے عقائد موجود ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ خدا ہے، تعالی اللہ عما یشرکون۔

بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسیحیوں کے نزدیک ایک مقدس ہستی ہیں جب کہ باقی ادیان ومذاہب کے پیرو اس شخصیت سے بے خبر ہیں۔ اسی طرح مسلمان بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں شایانِ شان عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم بہت سی متواتر احادیث میں اس معنی کی وضاحت پاتے ہیں۔

جب ہم حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم بہت سے اہلِ سنت علما وحفاظ کو پاتے ہیں کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے قیام کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کو بیان کرتے ہیں لیکن انھیں یہ حقیقت اچھی نہیں لگتی اور وہ اس حدیث میں تصرف شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی اوّل وآخر کو حذف کر دیتے ہیں اور کبھی الفاظ تبدیل کر دیتے ہیں۔

---

[1] اب اس تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہے۔

مثلاً امام بخاری کو اہل سنت کے نزدیک ایک منفرد مقام حاصل ہے اور اس کی کتاب قرآن مجید کے بعد اصح الکتب سمجھی جاتی ہے۔ وہ اس حدیث کو ابوہریرہ سے بہت ہی اجمال اور ابہام کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم؟

"اس وقت تمھاری کیا حالت ہوگی کہ جب حضرت مریمؑ کے بیٹے تمھارے درمیان نازل ہوں گے اور تمھارا امامؑ تم میں سے ہوگا"۔

مسلم نے اسے اپنی صحیح میں، دیلمی نے فردوس الاخبار میں اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔ امام بخاری کا اُستاد نعیم بن حماد اپنی اسناد سے کعب سے روایت کرتا ہے کہ کعب نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سحر کے وقت دمشق کے مشرقی دروازے پر سفید پہاڑی پر نازل ہوں گے۔ انھیں بادل اُٹھائے ہوئے ہوگا، وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہوگا۔ ان پر دو کپڑے ہوں گے، ایک قمیص کے طور پر ہوگا اور ایک چادر کے طور پر۔ جب وہ اپنا سر نیچے کریں گے تو اس موتی (کے مانند پسینے) کے قطرات گریں گے۔ یہودی ان کے پاس آکر کہیں گے: ہم آپؑ کے اصحاب ہیں۔ تو وہ فرمائیں گے: تم جھوٹ بولتے ہو۔

پھر نصرانی آکر کہیں گے: ہم آپؑ کے اصحاب ہیں۔ تو وہ فرمائیں گے: تم بھی جھوٹ بولتے ہو بلکہ میرے اصحاب تو مہاجرین ہیں اور باقی اصحاب ملحمہ ہیں۔

پھر وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے پاس آئیں گے، ان کا خلیفہ انھیں نماز پڑھا رہا ہوگا۔ جب مسیحؑ انھیں دیکھیں گے تو تڑپ جائیں گے۔

وہ خلیفہ کہے گا: اے مسیح اللہ! آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ تو وہ کہیں گے بلکہ آپؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ نماز پڑھیں۔ خدا آپؑ سے راضی ہے اور مجھے وزیر بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ امیر۔ تو انھیں مہاجرین کا خلیفہ دو رکعتیں پڑھائے گا اور حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ بھی ان میں موجود ہوں گے۔

پھر نعیم بن حماد حضرت حذیفہ بن یمان سے ایک اور حدیثِ رسولؐ روایت کرتا ہے

اور حدیث کے الفاظ میں تلاعب (جعل سازی) کرتا ہے جیسے وہ کہتا ہے: حضرت عیسٰیؑ زمین پر آئیں گے تو لوگ انھیں خوش آمدید کہیں گے اور رسولؐ خدا کی حدیث کی تصدیق پر خوش ہوں گے۔ پھر مؤذن سے کہیں گے: نماز کی اقامت کہو۔ اس کے بعد لوگ عرض کریں گے۔ اے عیسٰیؑ! ہمیں نماز پڑھائیں تو وہ کہیں گے کہ اپنے امامؑ کی طرف جاؤ، تمھارا امام تمھیں نماز پڑھائے گا۔ بے شک وہ بہترین امام ہے۔ پھر ان کا امامؑ انھیں نماز پڑھائے گا اور حضرت عیسٰیؑ ان کے ہمراہ نماز پڑھیں گے۔

ہمارے قارئین نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ کس طرح انھوں نے احادیث میں تلاعب کیا اور امام مہدی علیہ السلام کے نام کی وضاحت نہیں کی بلکہ کبھی امیر کہا، کبھی خلیفہ اور کبھی امام......

لیکن ان کے بعض علما نے اسی حدیث کو بغیر کسی تحریف و تلاعب کے ذکر کیا ہے۔

ذیل میں ہم کچھ احادیث پیش کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ہم میں وہ شخص بھی موجود ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسٰیؑ ابن مریمؑ نماز پڑھیں گے۔

حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: امام مہدی علیہ السلام متوجہ ہوں گے کہ حضرت عیسٰیؑ نازل ہو چکے ہوں گے اور ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا تو امام مہدیؑ فرمائیں گے: آگے آئیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

تو حضرت عیسٰیؑ فرمائیں گے: نماز آپ کے لیے قائم کی گئی ہے تو حضرت عیسٰیؑ میری اولاد میں سے ایک شخص کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ جب نماز ختم ہوجائے گی تو حضرت عیسٰیؑ کھڑے اور ایک مقام کے پاس بیٹھ کر امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کریں گے۔

حضرت عبداللہؓ بن عباس سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بشارت دینے والا بنا کر بھیجا اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی رہتا ہوگا تو خدا اس دن کو اتنا طول دے گا کہ اس میں میرا بیٹا مہدیؑ خروج کرے گا اور حضرت عیسٰیؑ ابن مریمؑ آسمان سے نازل ہو کر اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

حضرت امیرالمومنینؑ نے دجال کے قصہ میں فرمایا: امام مہدی علیہ السلام بیت المقدس میں

داخل ہوں گے اور لوگوں کو نماز کی جماعت کرائیں گے۔ جب جمعہ کا دن ہوگا اور نماز کی اقامت کہی جا چکی ہوگی تو حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ دو چمک دار کپڑوں میں نازل ہوں گے۔ ان کا رنگ سرخ ہوگا، گویا ان کے سرِ مبارک سے تیل کے قطرے گر رہے ہوں گے، ان کے بالوں میں کنگھی ہوئی ہوگی۔ ان کا چہرۂ مبارک اور کشادہ ہوگا۔ وہ تمھارے باپ حضرت ابراہیمؑ سے بہت مشابہت رکھتے ہوں گے۔ امام مہدی علیہ السلام انھیں دیکھ کر فرمائیں گے: اے بتول زادے! لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

تو وہ فرمائیں گے: اقامت نماز آپؑ کے لیے پڑھی گئی ہے۔ پھر امام مہدی علیہ السلام آگے تشریف لائیں گے، لوگوں کو نماز کی امامت کرائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ ان کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے اور ان کی بیعت کریں گے۔

اب ہم اس موضوع پر علمائے اہلِ سنت میں سے چند ایک علما کی آرا پیش کرتے ہیں:

علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں "سورۂ زخرف" کی آیت نمبر ۵۹ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دمشق میں نازل ہوں گے اور لوگ صبح کی نماز میں مشغول ہوں گے۔ تو لوگوں کا امام پیچھے ہوجائے گا لیکن حضرت عیسیٰؑ اسے آگے کریں گے، اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور عرض کریں گے: آپؑ کے لیے اقامت پڑھی گئی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی "کتاب الحاوی علی الفتاوٰی" کی دوسری جلد کے ص ۱۶۷ پر رقم طراز ہیں: حضرت عیسیٰؑ کا امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھنا، بہت سی صحیح احادیثِ رسولؐ سے ثابت ہے اور وہ رسولؐ صادق و مصدق ہیں اور ان کی خبر خلافِ واقعہ نہیں ہوسکتی۔ پھر سیوطی نے اپنے اس قول کی دلیل پر بعض روایات پیش کی ہیں۔

شیعہ کتابوں میں تو رسولؐ خدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی بہت سی روایات موجود ہیں اور وہ سب صراحت کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز میں امام مہدی علیہ السلام کی اقتدا کریں گے اور یہ کہنے میں مبالغہ نہیں ہوگا کہ شیعوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھنا اُمورِ قطعیہ میں سے ہے، حتیٰ کہ کتاب "عیون المعجزات"

میں آیا ہے کہ رسولؐ اسلام نے امام مہدی علیہ السلام خاتم الائمہ کے خروج کی خبر دی کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور ان کے خروج کے وقت حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

پھر فرمایا: اس بات پر تمام شیعہ علما، غیر علما، اہلِ سنت، خاص و عام اور بچوں نیز بوڑھوں کا اتفاق ہے اور یہ خبر بہت مشہور ہے۔ اس بارے میں ہم آیندہ فصول میں بھی ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

دجال

یہ اسم "دجل" سے مُشتق ہے اور اس کے معنی "دھوکا، جھوٹ اور فریب و مکر" کے ہیں۔ "دجال" ایک شخص کی صفت ہے اور وہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے خروج کرے گا۔ اس سے مراد مغربی تہذیبیں یا جدید شہریت ہرگز نہیں کہ جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں جیسا کہ بعض معاصرین کا خیال ہے۔

دجال اس وقت خروج کرے گا کہ جب پانی اور غذا کی کمی ہوگی، لوگ پست اور ذلیل لوگوں کے پیچھے چلیں گے اور کچھ تباہیاں پھیلانے والوں کی پیروی کریں گے جیسا کہ سڑکوں پر پھرتی ہوئی عورتیں اور ان کی اولادیں اور یہود وغیرہ۔

احادیث کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ دجال کانا ہوگا، وہ شعبدہ بازی، جادو اور نظر بندی کا ماہر ہوگا۔ وہ اپنے جادو کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرے گا اور عجب نہیں کہ وہ پہلے نبوت اور پھر ربوبیت کا دعویٰ کردے۔

آخرکار امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ وہ دجال کو قتل کرکے بندگانِ خدا کو سکون دلائیں اور اس کے شر اور فتنے سے بچائیں۔

ہم یہاں اسی مواد پر اکتفا کرتے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی احادیث کی بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

اٹھارہویں فصل

تمام ممالک اور حکومتیں کس طرح امام مہدیؑ کے تابع ہوں گی؟

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں جو سوالات اُٹھائے جاتے ہیں ان میں سے سرفہرست یہ سوال ہوتا ہے اور بہت سے لوگ سوال کرتے ہیں: اتنی بڑی حکومتیں کس طرح امام مہدی علیہ السلام کے تابع ہو جائیں گی؟ وہ ممالک اور حکومتوں پر کیسے فتح حاصل کریں گے؟ اور ان بڑی بڑی حکومتوں کا امام مہدیؑ کے بارے میں کیا موقف ہوگا؟

یہ موضوع بہت حساس ہے اور اس سوال کا جواب تھوڑا وضاحت طلب ہے۔ واضح ہو کہ حکومتیں اور ممالک افراد سے وجود میں آتے ہیں اور افراد ہی حاکم ہوتے ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ ان میں سے ہر فرد حالات و واقعات کا اِدراک رکھتا ہے۔ اور حکومتوں کا سارا زور اسلحہ اور آلاتِ دفاع میں ہوتا ہے اور ہر چھوٹے سے بڑے سپاہی کے پاس اسلحہ ہوتا ہے۔ اسی طرح حکومتیں مسلح قوتوں کا سہارا بھی لیتی ہیں جیسے پولیس، بحری فوج اور بری فوج وغیرہ۔

ان قوتوں کی بدولت حکومتیں مضبوط ہوتی ہیں اور دشمنوں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ اس وقت حکومتیں کیا کریں گی کہ جب یہ آلات ان کے کام نہ آئیں گے؟

حکومتیں دشمنوں سے اپنے لشکر والوں سے ڈرتی ہیں کیونکہ ملک میں موجود لشکروں سے دشمن کا جب مقابلہ نہ کیا جاسکے تو سارا لشکر یا زیادہ تر افراد باغی ہو جاتے ہیں کیونکہ جب مسلح قوتیں منحرف ہو جائیں تو حکومت کا ان پر کوئی زور نہیں چلتا۔

پہلے گزر چکا ہے کہ رسولؐ خدا نے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ

تلوار کے ساتھ خروج کریں گے۔ تو کچھ بے وقوفوں نے اس حدیث رسولؐ کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا کہ ان سائنسی آلات کے مقابلے میں تلوار کی کیا حیثیت ہے کہ جن کے سامنے جو چیز آتی ہے وہ خاک بن جاتی ہے؟ مثلاً ایٹم بم، میزائل، مشین گن، بندوق، پستول اور ٹینک وغیرہ۔ تو ان تیز ترین آلات کے مقابلے میں تلوار کی کیا حیثیت ہے؟

ہم اس سوال کے جواب میں ایک ضروری مقدمہ ذکر کرتے ہیں جیسا کہ سابقاً گزر چکا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور یہ بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا تھا جیسا کہ قرآنِ مجید میں اس امر کی صراحت موجود ہے اور احادیث بتاتی ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ ہیں اور انھیں خدا کی جانب سے رزق مل رہا ہے حالانکہ انھیں آسمان پر گئے ہوئے انیس سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اور ان احادیث میں اس امر کی بھی صراحت موجود ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر امام مہدی علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت نازل ہونے میں کیا حکمت ہے اور ان دونوں واقعات میں کیا مناسبت ہے؟

سب سے پہلے ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اس دنیا میں مسیحیوں کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے اور قرآن میں عیسائیوں کا مشہور عقیدہ موجود ہے جیسا کہ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۷ میں موجود ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

''وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ عیسٰی ابن مریمؑ اللہ ہے''۔

جب مسیحی سنیں گے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے آسمان سے نازل ہو کر امام مہدی علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے تو کیا کوئی مسیحی حکومت باقی رہے گی یا کوئی مسیحی برادری امام مہدیؑ سے جنگ کرے گی؟! ـــــ ہرگز نہیں بلکہ مسیحی امام مہدی علیہ السلام کے پرچم کے نیچے آجائیں گے اور دینِ اسلام قبول کرلیں گے۔

ذیل میں ہم بعض احادیث پیش کرتے ہیں، جو اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب امام مہدی علیہ السلام کے پاس دس ہزار افراد جمع ہو جائیں گے تو کوئی یہودی یا نصرانی باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ ان پر ایمان لے آئے گا اور ان کی تصدیق کرے گا۔

یہ حدیث ایک اور صورت میں بھی روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہے: جب ان کے پاس دس ہزار افراد جمع ہو جائیں گے تو کوئی یہودی، نصرانی یا غیر خدا کی عبادت کرنے والا نہ رہے گا مگر یہ کہ ان پر ایمان لے آئے گا، ان کی تصدیق کرے گا، ایک دینِ اسلام ہو جائے گا اور جس جگہ بھی غیر خدا کی عبادت ہوگی وہاں آسمان سے آگ نازل ہوگی اور اس جھوٹے معبود کو جلا دے گی۔

حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب سُفیانی امام مہدی علیہ السلام کے تعاقب میں لشکر بھیجے گا تو وہ مقامِ بیداء میں دھنس جائے گا۔ یہ خبر اہلِ شام تک پہنچے گی تو وہ اپنے خلیفہ سے کہیں گے: امام مہدی علیہ السلام خروج فرما چکے ہیں، تم ان کی بیعت کرو اور ان کی اطاعت میں داخل ہو جاؤ، ورنہ ہم تمھیں قتل کر دیں گے تو وہ امام مہدیؑ کی بیعت کے لیے اپنے نمائندے روانہ کرے گا۔ امام مہدی علیہ السلام سفر کرتے ہوئے "بیت المقدس" پہنچ جائیں گے۔ آپؑ کے پاس خزانے لائے جائیں گے اور عرب و عجم، اہلِ حرب اور اہلِ روم وغیرہ بغیر جنگ و جدال کے آپؑ کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے حتیٰ کہ قسطنطنیہ اور دوسرے مقامات پر مساجد تعمیر ہوں گی۔ اس بنا پر ہر قسم کا اسلحہ بے کار ہو جائے گا کیونکہ اس کے استعمال کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

باقی رہے یہودی۔۔۔ تو وہ امام مہدی علیہ السلام کے پاس اکٹھے ہوں گے۔ امام مہدی علیہ السلام بعض پہاڑوں میں مدفون تورات کی تختیاں باہر نکالیں گے، وہ لوگ ان تختیوں پر موجود امامؑ کی نشانیاں اور اوصاف دیکھیں گے تو کوئی یہودی باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ اسلام قبول کر لے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: انھیں "مہدی" ہونے کا نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ انھیں ایک پوشیدہ امر کے بارے میں رہنمائی دی گئی ہے اور وہ "انطاکیہ" کی زمین سے تورات اور انجیل (کی تختیاں) نکالیں گے۔

بعض روایات میں آیا ہے: انھیں "مہدی" اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ تورات کی تختیوں کے بارے میں رہنمائی دی گئی ہے۔ وہ انھیں شام کے پہاڑوں سے نکالیں گے۔ یہودیوں کو ان کی طرف بلائیں گے تو قریب قریب تیس ہزار افراد کی ایک بڑی جماعت اسلام قبول کرلے گی۔

کتاب اسعاف الراغبین میں ہے: امام مہدی علیہ السلام "انطاکیہ" کی غار سے تابوتِ سکینہ اور شام کے پہاڑوں سے تورات کے نسخے نکالیں گے اور ان کے ذریعے یہودیوں پر حجت تمام کریں گے تو بہت سے یہودی اسلام قبول کرلیں گے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تیس ہزار یہودی مسلمان ہوں گے۔ پھر آہستہ آہستہ یہ سلسلہ جاری رہے گا حتیٰ کہ سارے یہودی دینِ اسلام قبول کرلیں گے۔ اور اس عظیم انقلاب کا لادینی ممالک اور لادینی حکومتوں پر بہت زیادہ اثر ہوگا۔ جیسا کہ چینی ممالک، روسی علاقے اور بہت سے مشرق اقصیٰ کے ممالک ہیں، وہ اس سے بہت زیادہ متاثر ہوں گے اور یہ اس حقیقت کو نظرانداز نہ کرسکیں گے جو ساری دنیا کے لوگوں کا طرزِ زندگی بدل دے گی بالخصوص یہ کہ امام مہدی علیہ السلام ان کی طرف اپنے مبلغین بھیجیں گے جو انھیں دینِ کامل یعنی اسلام کی دعوت دیں گے کہ جس میں کسی قسم کی کوئی کمی یا زیادتی نہیں ہے تو یہ لادینی حکومتیں اس نئے اور طاقت ور حکمران امام مہدی آخرالزمانؑ کے سامنے عاجز آجائیں گی اور امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گی۔

شیعیانِ اہلِ بیتؑ ان قوموں میں سرفہرست ہوں گے جو امام مہدیؑ کے پاس اور ان کے پرچم کے سائے میں جمع ہوجائیں گے۔ یوں ساری دنیا پر اسلام کا بول بالا ہوجائے گا اور اقوامِ عالم فوج درفوج اسلام میں داخل ہوجائیں گی۔

یہ سب کچھ اس صورت میں ہوگا کہ جب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور متوقع تیسری جنگ عظیم سے پہلے ہوگا۔ مگر جب امام مہدی علیہ السلام کا ظہور تیسری جنگِ عظیم کے بعد ہوا تو اس صورت میں تو زمین پر اتنے لوگ باقی ہی نہیں بچیں گے، خاص طور پر جب میزائل اور ایٹم بم وغیرہ جیسے مہلک ہتھیار استعمال کیے جائیں گے۔

اس کا مطلب یہ کہ امام مہدی علیہ السلام اس وقت ظہور فرمائیں گے جب ۶۰ فی صد سے زیادہ اہلِ زمین ہلاک ہوجائیں گے، جو باقی بچیں گے، خوف کے مارے ان کی زندگی بے مزہ ہوگی اور اس وقت دنیا ''جہنم'' کا نمونہ بن جائے گی۔

اس وقت انسان تمام جعلی تہذیبوں اور باطل نظریات حتیٰ کہ اس گندی زندگی سے بھی تنگ آجائے گا جس سے موت بہتر ہے۔ اس وقت سارے انسان ایک ایسے نجات دہندہ کے منتظر ہوں گے کہ جو انھیں ان خرابیوں اور بربادیوں سے نجات دلائے۔ وہ ایسے مصلح کے انتظار میں ہوں گے کہ جو ان برائیوں کا قلع قمع کرے اور انھیں ان ظالموں سے نجات دلائے کہ جو نہ دن دیکھتے ہیں اور نہ رات دیکھتے ہیں اور عام انسانوں پر عرصۂ حیات تنگ کردیتے ہیں، انھیں اپنی غلامی کی زنجیر میں جکڑتے ہیں اور ان سے خدا کی دی ہوئی آزادی چھینتے ہیں۔

جب انسان یہ سوچے گا کہ آئے روز ہم پستی کی طرف جارہے ہیں اور ہمیں کیڑوں مکوڑوں کی طرح کچلا جارہا ہے تو وہ ایک ایسے شخص کے انتظار میں ہوگا جو ان کی فریاد سنے اور انھیں اس آزمائش سے نجات دلائے۔

اس بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہماری حکومت سب سے آخری حکومت ہوگی اور جنھوں نے حکومت کرنا ہوگی وہ ہم سے پہلے حکومت کرلیں گے تاکہ جب وہ ہمارا طرزِ عمل دیکھیں تو یہ نہ کہہ سکیں کہ اگر ہمیں حکومت ملتی تو ہم بھی ایسا کرتے، اور خدا کے اس فرمان وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ سے بھی یہی مراد ہے۔

جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو سب ان کے تابع ہوجائیں گے اور اپنے اُمور ان کے سپرد کردیں گے اور انھیں اُمید ہوگی کہ امام مہدی علیہ السلام ہی انھیں نجات دلائیں گے۔

یہ ممکن ہے کہ امام مہدی علیہ السلام ساری زمین اور تمام حکومتوں پر کسی اور ذریعے سے غلبہ پالیں اور یہ بھی ممکن ہے امام مہدی علیہ السلام ان کے ہلاکت خیز اسلحہ کے مقابلے میں اس سے بہتر اسلحہ استعمال کریں۔

یہ بیان تو مادی نظر سے تھا اور طبیعی اعتبار سے اس بارے میں بحث کی گئی تھی مگر جب

ہم اس موضوع پر دینی حوالے سے بحث کرتے ہیں تو ہمارے سامنے حقائق کی ایک دنیا آجاتی ہے۔

ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ خداوند متعال کفار و مشرکین اور دشمن حکمرانوں کے دلوں میں امام مہدی علیہ السلام کا رُعب ڈال دے گا جیسا کہ اس بارے میں قرآن مجید نے صراحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رعب کو رسولؐ خدا کی مدد و نصرت کے اسباب میں سے قرار دیا تھا: وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ...... "یعنی خدا نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا"۔

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئیں اور رُعب سے میری مدد کی گئی۔ اس بنا پر کوئی مانع نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کی مدد رُعب سے کی جائے جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم میں سے قائمؑ کی رُعب سے مدد و نصرت کی جائے گی، زمین ان کے لیے سمٹ جائے گی، ان کے لیے سارے خزانے اُگل دے گی اور ان کے ذریعے اپنے دین کو تمام ادیان پر غلبہ دے گا، خواہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار ہی گزرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے درج ذیل آیت کی تفسیر میں فرمایا: اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ "یہ ہمارا امر ہے اور خدا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم اس بارے میں جلدی نہ کریں"۔ حتیٰ کہ خدا تین قسم کے لشکروں سے ہماری مدد کرے (وہ تین لشکر یہ ہیں:) فرشتے، مومنین اور رُعب۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب ہمارا قائمؑ خروج کرے گا تو خدا ملائکہ، مسومین و مردفین و منزلین اور کروبین سے اس کی مدد کرے گا۔ حضرت جبرئیلؑ ان کے آگے آگے ہوں گے، حضرت میکائیلؑ ان کی داہنی طرف ہوں گے، حضرت اسرافیلؑ ان کے بائیں جانب، ایک مہینہ پورا، رُعب ان کے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں ہوگا اور مقرب فرشتے ان کے سامنے ہوں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت قائمؑ قیام کریں گے تو بدر کے فرشتے نازل ہوں گے اور وہ پانچ ہزار ہوں گے۔ اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ خدا ہوا، پانی اور دیگر

وسائل امام مہدی علیہ السلام کے لیے مسخر کردے اور یہ چیزیں تو خدا کے حکم سے ہر ایک کو پسپا کرسکتی ہیں۔ بالنتیجہ امامؑ ان عوامل میں تصرف فرمائیں گے اور ساری دنیا پر غالب آجائیں گے۔

اس وقت تلوار کا کیا فائدہ ہوگا؟

یہاں یہ سوال سامنے آتا ہے کہ جب امام مہدی علیہ السلام مذکورہ بالا وسائل سے مدد لیں گے تو تلوار کا کیا فائدہ ہوگا؟ اور ان احادیث سے کیا مراد ہے کہ جن میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ تلوار کے ساتھ قیام کریں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ بعض علما نے یہاں تلوار سے مراد "قوت اور طاقت" لی ہے کیونکہ تلوار "قوت" کی علامت ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہیں گے: جس طرح رسولِ خدا کو دشمنوں کی زیادتی پر صبر کا حکم دیا گیا تھا اس کے برعکس یہاں امام مہدی علیہ السلام کو جوابی کارروائی کا حکم ہوگا، آپؑ کا کام صحیح اسلام نافذ کرنا ہوگا اور ہر غیر مسلم کو اسلام کے قلعے میں داخل کرنا ہوگا اور جو مخالفت کرے گا اسے سزا دینے کا حکم ہوگا۔

ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہاں تلوار سے مراد واقعاً تلوار ہی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام قانونی سزا کا اِجرا تلوار سے کریں گے، جیسا کہ رسولِ خدا قتل کے مستحق افراد کو تلوار سے قتل کرنے کا حکم دیتے تھے۔

انیسویں فصل

حکومتِ امام مہدی علیہ السلام

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اُٹھائے جانے والے سوالوں میں سے ایک اہم سوال یہ ہے کہ جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو ان کی حکومت کس طرز کی ہوگی؟

اس سوال کے جواب سے پہلے ہم ایک مقدمہ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ کہ وہ عوامل جن میں قوم کی سعادت و بدبختی اور اصلاح و فساد پوشیدہ ہوتا ہے وہ اس معاشرے میں رائج قوانین ہوتے ہیں۔ یہ قوانین معاشرے کو بلندی یا پستی تک لے جاتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں معاشرے کی زندگی اس میں رائج قوانین کی مرہونِ منت ہوتی ہے تو قانون ثقافتی و عملی وسائل فراہم کرتا ہے یا تعلیمی وسائل کو متاثر کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قانون ہر قسم کی آزادی دے دے اور ہر برائی کے لیے راہ ہموار کردے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اخلاقیات اور شرعی حدود کی حفاظت کرے اور وقار کے خلاف ہر حرکت سے روکے۔ قانون علاقے کو خوش حال کرتا ہے اور معاشرے کو سکون فراہم کرتا ہے یا بھوک اور تنگ دستی سے دوچار کرتا ہے۔ اسی طرح کی ہزاروں مثالیں بیان ہوسکتی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ قانون ہی سب کچھ ہوتا ہے خصوصاً حکم اور قضاوت کے معاملے میں، پس قاضی یا حاکم مظلوم کی فریادرسی بھی کرسکتا ہے اور باطل کی حمایت بھی۔ نیز وہ لوگوں کے جان و مال و عزت و آبرو کا محافظ بھی ہوسکتا ہے اور ان سے کھیلنے والا بھی ہوسکتا ہے۔

اس زمانے میں انسانی معاشروں میں لاکھوں قوانین لاگو ہیں، ان میں سے بعض قوانین کا نتیجہ عقل و عدل کے مطابق ہے اور اکثر کا مفہوم اُخلاق و دیانت کے خلاف ہے۔ جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو تمام جعلی قوانین ختم ہوجائیں گے اور قرآن وسنت پہ

مبنی صحیح قوانین کی حکمرانی ہوگی۔

اس وقت انسانی معاشرہ تمام غلط قوانین کے برے نتائج سے پاک ہوجائے گا اور اسلامی قوانین دین و دنیا میں انسانوں کی سعادت کے ضامن ہوں گے۔ اور میرے خیال کے مطابق ان قوانین پر صرف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے زمانے میں صحیح طور پر عمل ہوا اور بعد میں انھیں فراموش کر دیا گیا۔

حقیقت میں ہدفِ الٰہی ابھی تک محقق نہیں ہوا۔ اس کریم ذات نے انسان کو خلق کیا، جس چیز کی اسے ضرورت تھی اس سے نوازا، پانی، ہوا، مٹی اور معدنیات عطا کیں۔ طبیعت کو اس کے قابو میں دے دیا تاکہ وہ اچھی زندگی گزارے۔

لیکن تاریخ گواہ ہے کہ حکمران لوگوں کی اعلیٰ زندگی کے درمیان رکاوٹ بنے رہے ہیں اور لاکھوں لوگ ذلت و خواری کی زندگی گزار کر داعیِ اجل کو لبیک کہہ چکے ہیں۔ یہ تو دنیاوی حساب سے زیادتیاں اور غلط قوانین کے غلط نتائج تھے۔ مگر عقائد کے اعتبار سے خدا نے انبیاءؑ و مرسلینؑ کو انسانوں کی بھلائی کے لیے بھیجا تاکہ وہ لوگوں کی اصلاح کریں، ان کے دلوں میں ایمان کا بیج بوئیں، ان کی عقلوں کو بیدار کریں اور انھیں خدا کی نعمتوں کی شناخت کرائیں۔ لیکن بہت سے لوگ ان حضرات کی نصیحتوں کو قبول کرنے کے بجائے ان کے مقابلے پر اُتر آئے، ان سے جنگیں شروع کر دیں، ان کی توہین کی اور ان کا مذاق اُڑایا۔

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی قرآن گواہ ہے کہ کفار نے اپنی کارستانیوں کی بدولت آپؐ کو ہجرت پر مجبور کر دیا، آپؐ سے جنگیں کیں اور آپؐ کو معاذ اللہ جادوگر اور دیوانہ کہا۔ بعد میں جب اسلام نے استقرار پکڑا اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے تو خداوند متعال نے رسولؐ خدا کو حکم دیا کہ آپؐ اپنے بعد حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ و امام مقرر کریں۔

رسولؐ خدا نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر اس امرِ الٰہی کو نافذ کیا، وہاں قریباً ایک لاکھ بیس ہزار افراد موجود تھے اور رسولؐ نے ایک طویل خطبے کے بعد حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: من کنت مولاہ فھٰذا علیٌ مولاہ۔ لوگوں کو حضرت علیؑ کی اطاعت کا حکم

دیا اور انھیں اُن کی دشمنی اور مخالفت سے ڈرایا۔

لیکن بہت سے لوگوں نے رسولؐ خدا کے اس امر کی مخالفت کی اور بعض لوگ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے مسندِ خلافت پر آبیٹھے اور مسلمانوں کی سیاہ تاریخ کا آغاز ہوگیا۔ ان زمانوں میں انسانیت کا وہ بُرا حال ہوا کہ قلم اسے بیان کرنے سے عاجز ہے۔

امام مہدیؑ کا منفرد دورِ حکومت

جب ہم امام مہدی علیہ السلام کی حکومت سے بحث کرتے ہیں تو ہماری یہ بحث دو حصوں میں ہوتی ہے:

پہلا نکتہ: احکام صادر کرنا اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے قوانین و تعلیمات وضع کرنا۔

دوسرا نکتہ: لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا، خواہ فریقین کو اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

پہلے نکتے کے اعتبار سے، ہم تھوڑا پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام تمام غیر اسلامی قوانین ختم کردیں گے اور قرآن و سنّت پر مبنی نئے اسلامی قوانین معاشرے میں رائج کریں گے۔

خلاصہ یہ کہ جو قوانین رسولؐ خدا اور امام علی المرتضیٰؑ نے اپنے اپنے زمانے میں رائج کیے تھے امام مہدی علیہ السلام بھی وہی قوانین اپنے زمانے میں جاری کریں گے۔ اس کے علاوہ امام مہدی علیہ السلام اور بھی سرگرمیاں انجام دیں گے جیسے پلوں اور حفاظتی بندوں کی تعمیر کریں گے، سڑکوں اور مرکزی راستوں کی مزید توسیع کریں گے، نہروں کی کھدائی کروائیں گے، لوگوں کی بہتری کے لیے مُردہ اور غیر آباد زمین پر زراعت کریں گے اور لوگوں کے لیے زمین کے معادن و خزانے نکالیں گے۔ اور یہ امام مہدی علیہ السلام کے قیام اور ظہور کے بعد ہوگا۔

دوسرا نکتہ: امام مہدی علیہ السلام کی قضاوت

امام مہدی علیہ السلام جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں گے تو آپؑ کا طریقۂ کار اپنے اجداد طاہرینؑ سے مختلف ہوگا اور وہ یہ کہ آپؑ حالات کے بارے میں اپنے علم و اطلاع کے

مطابق فیصلہ کریں گے نہ کہ گواہوں کی گواہی کا انتظار کریں گے اور نہ وہ دلیلیں تلاش کریں گے کہ جو دعوے کو ثابت کرتی ہوں گی۔ اس موضوع سے بحث دو طریقوں سے ہوگی۔

پہلا طریقۂ کار

اس کتاب کے گذشتہ مباحث میں ہم اس صحیح و متواتر حدیث کا بار بار تذکرہ کر چکے ہیں کہ رسولؐ خدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے مروی ہے: امام مہدی علیہ السلام زمین کو ظلم و جور سے بھر جانے کے بعد عدل و انصاف سے پُر کر دیں گے اور یہاں یہ بات ذکر کر دینا مناسب معلوم ہو رہا ہے کہ یہ حدیث مبارکہ بہت سی کتابوں میں سیکڑوں مرتبہ، بہت سے طُرق سے اس طرح مروی ہے کہ اس میں شک کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔

یہ لازمی بات ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اس انتظار میں نہ ہوں گے کہ کوئی اُن کے پاس آکر ہی اپنی مظلومیت کا شکوہ کرے، بلکہ وہ خود مظلوم کی داد رسی اور ظالم کی سرکوبی کو پہنچ جائیں گے۔

دوسرا طریقہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان قسموں اور گواہوں کے ذریعے فیصلہ کرتا ہوں۔

شاید اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہو کہ نبی لوگوں کے درمیان اپنے علم سے فیصلہ نہیں کرتا مثلاً اگر نبیؐ اپنے علمِ نبوت سے یہ معلوم کر لیں کہ فلاں شخص نے چوری کی ہے تو نبیؐ فوراً اس شخص پر حد جاری نہیں کریں گے بلکہ گواہوں کی گواہی کا انتظار کریں گے اور اگر چور کی چوری پر دلیل قائم ہوگئی تو نبیؐ اس پر حد جاری کر دیں گے۔ یہ اس لیے کہ اگر رسولؐ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرتے تو آپؐ کا یہ عمل سنت ہوتا اور ہر قاضی کو موقع مل جاتا کہ وہ اپنے علم و اطلاع کے مطابق فیصلہ کرے اور یوں سارا نظام مختل ہو جاتا۔

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام بُرے قاضیوں اور جابر حکمرانوں کے لیے تمام دروازے بند کر دیے تاکہ وہ لوگوں کے مابین اپنی مرضی کے فیصلے نہ کریں اور یہ عذر نہ کر سکیں کہ یہ

فیصلہ ہم نے اپنے علم و اطلاع کے مطابق کیا ہے۔ لیکن امام مہدی علیہ السلام کو اجازت ہوگی کہ وہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کریں اور کسی قسم اور گواہوں کا انتظار نہ کریں۔

درج ذیل دو نکات کی بنا پر کہ:

① امام مہدی علیہ السلام زمین کو عدل و انصاف سے پُر کردیں گے۔

② آپؑ اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر فیصلہ کریں گے۔

امام مہدی علیہ السلام حدود کا اجرا کریں گے اور جس سے قصاص لینا ہوگا یا تعزیر جاری کرنی ہوگی اس سے قصاص لیں گے اور تعزیر جاری کریں گے۔ حتیٰ کہ گواہ اور بینہ کے بغیر بھی۔ اس مطلب کی وضاحت کے لیے ہم دو مثالیں بیان کرتے ہیں۔

① اگر ایک انسان اپنے گھر میں شراب پیے اور کوئی دوسرا اسے نہ دیکھ سکے اس کے اس کام پر گواہی دے لیکن امام علیہ السلام اپنے علمِ امامت سے اس کے اس عمل پر مطلع ہوجائیں گے اور آپؑ کو حق حاصل ہوگا کہ آپؑ اس پر شراب پینے کی حد جاری کریں۔

② اور اگر ایک انسان ایسے جرم کا ارتکاب کرے کہ جس کی بنا پر وہ سخت سزا کا مستحق ہو تو امامؑ کو حق حاصل ہوگا کہ آپؑ اسے اس کام کی سزا دیں۔ امامؑ اس وقت ہر اس کام کو جان لیں گے جس نے کوئی جرم کیا ہوگا اور اپنے علمِ امامت سے اس پر اطلاع حاصل کرلیں گے اور اس پر قانونی حد جاری کریں گے۔

امام علیہ السلام کا یہ طریقۂ کار ہر مجرم کو جرائم سے روکنے کا بہترین ذریعہ ہوگا اور اس کی وجہ سے لوگ ہر قسم کے انحراف سے ڈر جائیں گے اور ہمارے اس بیان کی تائید امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک شخص حضرت قائمؑ کے سامنے پیش کیا جائے۔ آپؑ امرونہی کریں گے۔ جب امامؑ اس کی گردن اُڑانے کا حکم دیں گے تو مشرق و مغرب ڈر جائیں گے۔

یہ حدیث مبارکہ صراحت کے ساتھ بیان کرتی ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کریں گے اور اس طرح زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور اس وقت کسی میں بھی اسلامی قانون کی مخالفت کی جرأت و ہمت نہیں ہوگی۔

اس بارے میں احادیث کافی ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک ذیل میں ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت قائمؑ قیام فرمائیں گے تو حضرت داؤدؑ کی طرح فیصلے فرمائیں گے اور دلیل طلب نہ کریں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دنیا ختم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ میری نسل سے ایک مرد خروج کرے گا۔ وہ آلِ داؤدؑ کی طرح فیصلے کرے گا۔ (اس فیصلے پر) کسی سے شہادت یا دلیل نہ مانگے گا اور ہر ایک کو اس کا حق عطا کرے گا۔ بروایت دیگر ہر انسان کو اس کا فیصلہ عطا کرے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پھر ایک ندا دینے والا ندا دے گا: یہ مہدیؑ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی طرح فیصلہ کریں گے اور اس فیصلے پر شہادت نہ لیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہی فرمایا: جب حضرت قائمؑ آلِ محمدؐ قیام کریں گے تو لوگوں کے مابین حضرت داؤدؑ کی طرح فیصلہ کریں گے، انھیں گواہی کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، خدا ان کو الہام کرے گا تو وہ اپنے علم سے فیصلہ کریں گے اور سب لوگوں کو ان کے پوشیدہ کاموں سے آگاہ کردیں گے۔

یہاں ایک سوال سامنے آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں حضرت داؤدؑ کے طرزِ فیصلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب یہ ہے کہ یہاں حضرت داؤدؑ کی شریعت مراد نہیں کیونکہ اسلام کی آمد کے بعد باقی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں ہیں بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام حضرت داؤدؑ کی طرح اپنے علم کے مطابق فیصلہ کریں گے اور کسی سے گواہ طلب نہ کریں گے۔ اسی طرح حضرت داؤدؑ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ خدا کے حکم سے حقیقت ان پر آشکار ہوجاتی تھی اور آپؑ مدعی اور مدعاعلیہ کے قول کی پرواہ نہ کرتے تھے۔

اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کس طرح ساری دنیا میں یوں فیصلے کریں گے حالانکہ آپؑ تو یوں فیصلے اس شہر میں کریں گے کہ جس میں آپؑ ہوں گے؟

اس کا جواب ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان سے یوں پیش کرتے ہیں کہ امام

جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب قائمؑ قیام کریں گے تو زمین کے ہر کونے میں ایک شخص بھیجیں گے اور اس سے فرمائیں گے: تمہارا عہد، تمہارے ہاتھ میں ہے۔ جب تمہارے سامنے کوئی امر پیش ہو اور تو اسے نہ سمجھ سکے اور اس کے بارے میں فیصلہ نہ کر سکے تو اپنے ہاتھ میں دیکھنا اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا۔

اس حدیث مبارکہ کے بارے میں تین طرح کے احتمال پائے جاتے ہیں:

1. اس حدیث کو معجزہ پر حمل کیا جائے گا، یعنی بوقت ضرورت احکامِ شرعیہ اس حکمران کے ہاتھ پر لکھے ہوئے ظاہر ہوں گے۔
2. اس حدیث کا اشارہ کسی وائرلیس آلے کی طرف ہے کہ جس کی وجہ سے نائبین، امامؑ سے متصل ہو جائیں گے اور مرکز قیادت سے ان مشکل اُمور کے بارے میں رہنمائی حاصل کریں گے۔
3. اور اس حدیث کا کوئی اور مطلب ہے جسے خدا جانتا ہے اور وہ امامؑ کے ظہور کے بعد سامنے آئے گا۔

خلاصہ یہ کہ امام مہدی علیہ السلام اور ان کے نائبین کے درمیان مکمل رابطہ ہوگا اور یوں نظام عدل و انصاف ساری دنیا میں رائج ہو جائے گا۔

بیسویں فصل

حضرت امام مہدیؑ کے زمانے میں معاشرے کا طرزِ حیات

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور و قیام کے بعد کا زمانہ، حضرت آدمؑ کی تخلیق سے اب تک تمام زمانوں سے افضل زمانہ ہوگا۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ علم کا زمانہ ہوگا، روشنی کا زمانہ ہوگا نہ کہ ایسا کہ جس میں ہم آج کل رہ رہے ہیں کیونکہ یہ تو جہالت، غربت، ظلم، انحراف اور گمراہی کا زمانہ ہے۔

ایک بہت ہی مشہور ضرب المثل ہے:

تُعْرَفُ الْاَشْيَاءَ بِاَضْدَادِهَا

"اشیاء کی معرفت ان کی ضدوں سے حاصل ہوتی ہے"۔

اس کے پیش نظر ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ زمانہ کتنا روشن ہوگا، اس میں زندگی کتنی حسین ہوگی اور اس زمانے میں رہنے کا کتنا مزہ آئے گا جب ہم اپنے اس زمانے میں غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے زندگی بہت سے مصائب و آلام سے دوچار ہے، مثلاً کوئی غربت کے ہاتھوں تنگ ہے تو کسی کے پاس رہنے کو گھر نہیں، اور یہ مشکلات انسانی زندگی کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ لوگوں کی زندگی سے امن و سکون رخصت ہو چکا ہے۔ انسان کو اپنی اور اپنے گھر والوں کی زندگی کا خطرہ ہے۔ کمزور افراد طاقت وروں سے خائف ہیں اور مال دار، نادار لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد زندگی سو فی صد تبدیل ہو جائے گی۔ امام مہدی علیہ السلام کے قیام کے زمانے میں غربت ختم ہو جائے گی۔ لوگوں کے دُکھ و پریشانیاں دُور ہو جائیں گے۔ جہنم نما زندگی جنت میں بدل جائے گی، خوف ختم ہو جائے گا، لوگ امن و سکون سے

رہیں گے، ظالم و مظلوم کا سلسلہ ہی ختم ہوجائے گا۔ مسلمانوں کی اُمیدیں پوری ہوجائیں گی۔ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا اور اس زمین پر وہی باقی رہے گا جو یہ گواہی دے گا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّ الْإِمَامَ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَحُجَّتُهُ

یہ سب کچھ امام مہدی علیہ السلام کے قیام کی برکت سے ہوگا اور امام علیہ السلام کے انقلابات بے حد وحساب ہوں گے کیونکہ امامؑ کے قیام سے پہلے معاشرہ طرح طرح کی بُرائیوں سے پُر ہوگا اور یہ بات بھی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ان میں سے اکثر انحرافات غلط قوانین کی وجہ سے ہوں گے۔ ان قوانین کی وجہ سے انسان کی آزادی اور شرف ختم ہوجائے گا۔ جہالت، غربت، محرومیت، مشکلات، گناہوں اور جرائم میں اضافہ ہوجائے گا اور ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ رسولِ خدا کی یہ متواتر حدیث بہت سی شیعہ سُنّی کتابوں میں موجود ہے کہ امام مہدی علیہ السلام زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اس حدیث سے یہ سامنے آتا ہے کہ دوسرا جملہ پہلے جملے کی علّت ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہیں گے: امام مہدی علیہ السلام کا ظہور اس وقت ہوگا جب زمین ہر قسم کے ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ حکمران لوگوں پر ظلم کریں گے۔ طاقت ور کمزوروں پر ظلم کریں گے، مرد اپنی بیوی پر ظلم کرے گا اور بیوی شوہر کے مقابل آجائے گی۔ اولاد والدین سے زیادتی کرے گی اور والدین اولاد پر ظلم کریں گے۔ ہمسائے ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کریں گے، اُجرت لینے والا اور دینے والا ایک دوسرے پر ظلم کریں گے۔ ظلم بیواؤں، یتیموں، کمزوروں حتیٰ کہ حیوانات کی زندگی کا حصّہ بن جائے گا بلکہ ظلم و جور کی حد تک پہنچ جائے گا۔ نیک شخص کو ظلم کر کے قتل کر دیا جائے گا اور اس کے گھر والوں کو اس پر رونے نہیں دیا جائے گا!

ہمارے اس زمانے میں بعض حکومتیں شریف لوگوں کو قتل کر دیتی ہیں اور جب مقتول کے ورثا ان سے جنازہ مانگنے جاتے ہیں تو یہ ظالم حکومتیں ان غریبوں سے بھاری تاوان وصول کرتی ہیں۔

یہ سارے اُمور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لیے ایک تمہیدی مقدمہ ہوں گے اور ان کے قیام سے سارے انسانی معاشرے میں انصاف پھیل جائے گا۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان سُست اور غافل ہوجائیں گے اور اس ظلم کے آگے خاموش ہوجائیں گے۔ ہرگز ایسا نہیں کیونکہ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔ اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی تاخیر اس میں موثر نہیں۔ پس ہمیں عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ہم سے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی تعجیل یا تاخیر کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

اس مقدمہ کے بعد ہم اپنی گفتگو کا رُخ امام مہدی علیہ السلام کے اصلاحی اور انقلابی اقدامات کی طرف موڑتے ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں علمی وثقافتی زندگی

امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ثقافتی زندگی میں چہل پہل آجائے گی، وہ بھی اس طرح کہ تاریخ انسانیت اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہوگی، علم و دانش پھیل جائیں گے اور خاص طور پر علوم دینیہ کی نشرواشاعت ہوگی۔

میرے ذہن کے مطابق بہت سی فقہ وحدیث کی کتابوں کا دور ختم ہوجائے گا کیونکہ امام مہدی علیہ السلام شریعت اسلامیہ کے عمومی قواعد بیان کریں گے اور اس وجہ سے بہت سے اصولی مباحث کی ضرورت ختم ہوجائے گی۔ نیز یہی حال درایت، رجال، تراجم، رواۃ الاحادیث اور تقسیم الحدیث کی کتابوں کا ہوگا۔

امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں کو قطعی احکامِ شرعی معلوم ہوں گے اور بہت سی تفاسیر کی کتابیں اس اعتبار سے ساقط ہوجائیں گی کیونکہ لوگ آرائے ذاتیہ پر مبنی تفاسیر کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے اور صرف اہل بیتؑ سے مروی تفاسیر باقی رہیں گی اور قابلِ عمل ہوں گی۔

یہی حال قرآنِ مجید کی بہت سی قرائتوں کا ہے۔ پس امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت لوگ امام مہدی علیہ السلام سے یوں قرآن سیکھیں گے جس طرح وہ نازل ہوا تھا۔ اس کی وہی تفسیر پڑھیں گے کہ جو خدا کے ارادے کے مطابق ہوگی اور قرآن کے ان مصارف و اسرار و

عجائب پر مطلع ہو جائیں گے جو ہمیشہ مجہول و پوشیدہ رہے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ صحیح علم گھر گھر پہنچ جائے گا نیز مردوں اور عورتوں کی تعلیم وتدریس کے پروگرام منعقد ہوں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تمھیں ان (مہدیؑ) کے زمانے میں حکمت عطا کی جائے گی حتیٰ کہ عورت بھی کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ کے مطابق فیصلہ کرے گی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے میں لوگ آدابِ دینیہ اور احکامِ شرعیہ کے عالم ہو جائیں گے اور ان کا معیارِ تہذیب وثقافت اتنا بلند ہوگا کہ عورت گھر میں بیٹھ کر بھی کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ کے مطابق فیصلہ کر سکے گی۔

ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ امام مہدی علیہ السلام کتابِ خدا اور سنتِ محمدیؐ کے مطابق عمل کریں گے اور اس سے بال برابر یا ذرا بھر کمی بیشی نہیں کریں گے۔ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے نہ کوئی نیا دین لائیں گے، نہ خدا کے حرام کو حلال کریں گے اور نہ ہی حلال کو حرام۔

لیکن یہ واضح ہے کہ رسولِ خدا کے بعد ایجاد ہونے والے تمام مذاہب ختم ہو جائیں گے کیونکہ وہ صرف مذاہب ہیں اور کتاب وسنت میں ان کا کوئی مقام نہیں۔

یہ صرف میری ذاتی رائے نہیں بلکہ مذاہب اربعہ میں سے ایک مذہب کا عالم ابن عربی اپنی کتاب "فتوحاتِ مکیہ" میں کہتا ہے: (امام مہدی علیہ السلام) آپؑ حقیقی دین ظاہر کریں گے یعنی اگر رسولِ خدا زندہ ہوتے تو اسی کا حکم دیتے۔ آپؑ زمین سے مذاہب کو ختم کر دیں گے اور صرف دین خالص باقی رہ جائے گا...... اِلٰی آخِرِ کلامہ۔

ہاں اس دن اسلامی وحدت سامنے آئے گی کہ جب مسلمان دین کے اصول وفروع میں، تمام فقہی مسائل اور احکامِ شرعیہ میں ایک جیسے ہو جائیں گے، نہ قیاس رہے، نہ استحسان اور نہ ہی سیاسی حالات کے تحت فتاویٰ جات بنائے جائیں گے بلکہ دین، دینِ اسلام ہوگا۔ مذہب صرف "مذہبِ شیعہ" ہوگا کہ جس کی طرف رسولِ خدا نے بہت سی احادیث میں دعوت دی اور سب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ کے جھنڈے کے سائے میں زندگی گزاریں گے۔

امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:
بُرے لوگ ہلاک ہوجائیں گے، نیک باقی رہ جائیں گے اور اہلِ بیتؑ سے بُغض رکھنے والا کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ہم (ہمارے مہدیؑ) ہر بدعت ختم کردیں گے اور ہر سنت قائم کردیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں تعلیمی زندگی

اس میں شک نہیں کہ انسان عموی طور پر تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے قابل ہے اور جب نظامِ تعلیم صحیح اخلاقی بنیادوں پر قائم ہو تو اس میں تربیت حاصل کرنے والا انسان معتدل، اچھی سیرت اور بہترین عادات کا حامل ہوتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ نظامِ تعلیم غیر اخلاقی بنیادوں پر اُستوار ہو تو اس کا نتیجہ غلط ہی سامنے آئے گا کیونکہ تعلیم کا انسانی فطرت پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور جب حیوانات اور درندے قابلِ تربیت ہوتے ہیں تو انسان تو تمام مخلوقات سے افضل ہے اور اسے خدا نے علم و عقل کی نعمت سے نوازا ہے۔ نیز تعلیم و تربیت کی بنیاد پر معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے یا معاشرہ بگڑتا ہے۔ نیک بخت ہوتا ہے یا بدبخت اور ہدایت یافتہ ہوتا ہے یا منحرف۔

تعلیم و تربیت کے بہت سے وسائل ہیں: مثلاً بچہ جس گھر میں پیدا ہوتا ہے اور پلتا بڑھتا ہے وہ اس کی تربیت گاہ شمار ہوتا ہے اور اس کے بچے کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے بعد سکول جانے کا دور آتا ہے اور وہ علم کی ابتدائی باتیں سیکھتا ہے اور جوں جوں وہ مراحل طے کرتا جاتا ہے اس کی ثقافت اور معلومات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ تعلیم کے اعلیٰ مدارج تک پہنچ جاتا ہے۔

ان تمام مراحل کے بعد وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ غلط و صحیح، حق و باطل، فضیلت و فضیحت اور دین و کفر میں تمیز کر سکے۔ اور انسان کی تربیت کا تیسرا مرکز "معاشرہ" ہے۔ پس جو انسان جھوٹ، دھوکا، لاپروائی اور ظلم وغیرہ کی برائیوں میں مبتلا معاشرے میں رہتا ہو تو

لازمی بات ہے کہ وہ ان برائیوں کا ہی حامل ہوگا اور جو شخص دیانت، امانت، حیا اور فضائل سے بھرپور معاشرے میں رہتا ہو اس میں یقیناً ان خوبیوں کی تصویر جھلکتی دکھائی دے گی۔

معاشرے کی اصلاح یا فساد کے اہم عوامل درج ذیل ہیں: خبر رساں ذرائع، کتابیں، تعلیمی وسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن، موبائل فون اور سینما کی فلمیں وغیرہ۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد ہم عرض کرتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام معاشرے کی اصلاح کے لیے تمام تعلیمی اور تربیتی وسائل بروئے کار لائیں گے۔ اسکولوں میں اسلامی تعلیم دی جائے گی، تمام مراحل میں اسلامی طریقۂ کار بنایا جائے گا اور تعلیمی وسائل، درست اور مفید ہوں گے۔ جیسا کہ اس بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث گزر چکی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس (مہدیؑ) کے زمانے میں تمھیں حکمت عطا کی جائے گی حتیٰ کہ گھر میں بیٹھی عورت کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ کے مطابق فیصلہ کرے گی۔

حضرت امام مہدیؑ کے زمانے میں اقتصادی زندگی

شاید زندگی کی سب سے اہم مشکل اقتصاد اور اس سے متعلقہ دوسرے عوامل ہیں جیسے فقر، مہنگائی، مالِ تجارت کی کمی، احتکار طعام اور کثرتِ طلب وغیرہ کے مسائل اسلامی دنیا میں موجود ہیں۔

ہاں وہ کافرانہ اقتصاد کہ جس نے انسانی معاشرے کو اس پستی میں دھکیل دیا، سبب بنا کہ جس نے لوگوں سے آزادی کو سلب کرلیا، لوگوں کی معیشت کی راہ بند کردی اور لوگوں کو زندگی کی برکتوں سے محروم کردیا۔

اور ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اس دنیا میں پیش آنے والے اکثر جرائم کا سبب غربت اور مال کی کمی ہے۔ انسانوں میں زیادہ تر لڑائیاں غربت کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اکثر گھریلو جھگڑوں کا سبب بھی غربت ہی ہے اور زیادہ تر امراض گندی غذا کی وجہ سے ہوتے ہیں اور یہ بھی فقر اور غربت کے آثار میں سے ہیں۔ بہت سے جوان غربت کی وجہ سے شادی نہیں کرسکتے۔ (اور اس وجہ سے معاشرے میں جرائم بڑھتے جاتے ہیں) کئی لوگ وسائل کی کمی کی

وجہ سے اپنی نسل محدود رکھتے ہیں، اور یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ بہت سے لوگ غربت کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔ اگر ہم یہاں غربت کے اور بھی نتائج بیان کرنا شروع کر دیں تو کتاب اپنے موضوع سے خارج ہو جائے گی لیکن ہم ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

امام مہدی علیہ السلام ظہور کے بعد جو مشکلات حل کریں گے ان میں سے ایک مسئلہ انسانی معاشرے میں غربت کا بھی ہے۔ آپؑ اسلامی اقتصاد کو معاشرے میں صرف کریں گے۔ آپؑ کے اس اصلاحی اقدام کے درج ذیل نکات ہیں:

① خدا کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانا ہر ایک کے لیے مباح قرار دیں گے۔

② لوگوں کو اسلام کے مطابق ہر قسم کی آزادی دیں گے۔

③ طاقت اور دوسرے قدرتی وسائل کو استعمال کریں گے اور کام کرنے والوں کے میدان وسیع کریں گے۔

اس موضوع کی وضاحت کے لیے ہم کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں: سمندروں، دریاؤں اور نہروں میں لاکھوں و کروڑوں مچھلیاں رہتی ہیں، جنھیں کھانا سب کے لیے حلال ہے اور ہم نے نہر دجلہ و فرات میں مچھلیوں کو پانی کی طرح بہتے ہوئے دیکھا ہے۔ مچھلی کو ایک لذیذ خوراک اور بہت سی مہلک بیماریوں کے علاج کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مچھلیاں مقدار میں اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ ان کی کمی یا ختم ہونے کا خدشہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نہریں، سمندروں سے متصل ہوتی ہیں اور سمندر ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں۔

لیکن اس غذائی اور دوائی مواد کی کثرت کے باوجود بھی حکومتوں نے مچھلی کے شکار کے لیے قیود و شرائط عائد کی ہیں۔ اس وجہ سے صحیح طور پر اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا جاسکتا اور روز بروز اس کی قیمت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اس وجہ سے اکثر غریب لوگ اس نعمتِ خداوندی سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے......

مگر امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں یہ زمینی و آبی نعمتیں سب لوگوں کے لیے مباح ہوں گی اور ہر کوئی انھیں آسانی سے استعمال کر سکے گا۔ اس بارے میں ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں کہ جو امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں اقتصادی زندگی کی وضاحت کرتی ہیں۔

رسولِ خدا سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: امام مہدی علیہ السلام کی خوش خبری دو۔ وہ اموال کو صحیح صحیح تقسیم کریں گے، اُمت محمدیہؐ کے دلوں کو غنی کردیں گے اور ان کا عدل تمام لوگوں کو محیط ہوگا، حتیٰ کہ وہ ایک منادی کو حکم دیں گے کہ وہ ندا دے: کس کو میری ضرورت ہے؟ تو ایک شخص ان کے پاس آکر سوال کرے گا۔ امام مہدیؑ اس سے فرمائیں گے: تم بیت المال کے خزانچی کے پاس جاؤ، وہ تمھاری ضرورت پوری کرے گا۔

وہ شخص خزانچی کے پاس جاکر عرض کرے گا: مجھے امام مہدی علیہ السلام نے تمھاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم میری ضرورت پوری کرو۔ تو وہ کہے گا: جتنا لے سکتے ہو لے لو۔ جب وہ اتنا لے گا کہ اسے اُٹھا نہ سکے گا تو اس سے کچھ کم کردے گا، اور اتنا رہ جائے گا کہ جو وہ آسانی سے اُٹھا سکے گا۔ جب وہ یہ مال لے کر نکلے گا تو اسے شرم دامن گیر ہوگی اور وہ کہے گا: میں اُمت محمدؐ میں سے ایک حریص شخص ثابت ہوا کہ سب کو اس مال کی طرف بلایا گیا لیکن میرے علاوہ کسی نے بھی اسے قبول نہ کیا۔ اس پر وہ شخص یہ مال، خزانچی کو واپس کرے گا تو خزانچی کہے گا: جو چیز ہم دے دیں وہ واپس نہیں لیا کرتے......

رسولِ خدا سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: امام مہدی علیہ السلام کے پاس ایک شخص لایا جائے گا تو وہ کہے گا: اے مہدیؑ! مجھے دیں، مجھے دیں۔ تو امام مہدی علیہ السلام اسے اتنا دیں گے کہ وہ اُٹھا نہیں سکے گا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دور میں زرعی زندگی

ہم سب جانتے ہیں کہ زراعت عام طور پر مال و رزق کے ذرائع میں سے شمار کی جاتی ہے اور اس سے انسانوں اور حیوانوں کی غذا حاصل ہوتی ہے۔ خدا نے پانی اور مٹی کو انسان کے تصرف میں دے دیا ہے تاکہ وہ زمین کی برکات سے فائدہ اُٹھا سکے۔ پانی زمین کے اُوپر اور نیچے ہر جگہ موجود ہے۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح پانی فراہم کرتا ہے، زمین میں بیج بوتا ہے اور اسے سیراب کرتا ہے۔

جو تفاعلات اور تعاملات اس بارے میں سورج، ہوا، پانی، مٹی اور نباتات کے مابین

ہوتے ہیں وہ انسان کے اختیار سے باہر ہیں اور یہ خدا کی اس قدرت سے رُونما ہوتے ہیں کہ جو خدا نے ان عناصر میں ودیعت کی ہوئی ہے جیسا کہ سورۂ واقعہ میں آیا ہے:

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○

"آیا تم اس طرف بھی غور کرتے ہو کہ جو تم زراعت کرتے، آیا تم زراعت کرتے ہو یا ہم زراعت کرنے والے ہیں"۔

زراعت کی ان سب برکتوں کے باوجود بھی (کہ جن سے استفادہ ممکن ہے) لاکھوں افراد خراب غذا کھانے پر مجبور ہیں اور ان بچوں کے بارے میں کوئی نہیں پوچھتا کہ جو بھوک سے مر جاتے ہیں۔

اگر سوال کیا جائے کہ زمین خدا تنگ ہے؟ تو جواب آئے گا کہ نہیں، خدا کی زمین وسیع ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے زمین پر موجود پانی کافی نہیں؟ تو جواب آئے گا کہ نہیں بلکہ ہر روز بہت سا پانی ضائع ہو جاتا ہے۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ لوگ بھوک سے کیوں مر رہے ہیں؟ خوراک کی کمی کیوں ہے اور اجناس و اثمار کی قیمتیں آئے روز کیوں بڑھ رہی ہیں؟؟

ہمارے علم کے مطابق ان سب کا سبب ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ ظالم حکومتیں انسانوں اور روزی کے وسائل کے درمیان دیوار بن کر حائل ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے لوگ برائیوں، غربت، محرومیت، بھوک اور جان و مال کے خسارے میں مبتلا ہوتے ہیں۔

جب امام مہدیؑ قیام فرمائیں گے تو زراعت میں بھی کافی تبدیلی آئے گی۔ ذیل میں ہم اس موضوع پر چند احادیث پیش کرتے ہیں:

① امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ امام حسین علیہ السلام کی جائے شہادت کے پیچھے ایک نہر کھودنے کا حکم دیں گے۔ وہ "غریین" میں جاری ہوگی، حتیٰ کہ اس کا پانی نجف میں پہنچ جائے گا۔ اس کے اُوپر مضبوط پُل باندھا جائے گا اور راستے پر ایک آٹا بنانے والی چکی لگائی جائے گی۔ ایسا لگتا ہے کہ میں ایک عورت کو دیکھ رہا ہوں کہ جو اپنے سر پر ایک ٹوکری میں گندم لے کر آتی ہے تو چکی والے بغیر اُجرت اسے دانے پیس دیتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نہریں کھودنے اور پل وغیرہ بنانے کا حکم صادر فرمائیں گے اور وہاں آٹا بنانے والی چکیاں لگائی جائیں گی اور وہ چکیاں پانی سے چلیں گی۔

② حضرت ابوسعید خدریؓ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: (امام) مہدیؑ کے زمانے میں میری اُمت کو وہ نعمتیں میسر ہوں گی جو اس سے پہلے انھیں نہ ملی ہوں گی۔ آسمان ان پر بارش برسائے گا اور زمین اپنے تمام نباتات باہر نکال دے گی۔

③ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (آخری زمانے میں جب) مہدیؑ خروج فرمائیں گے تو خدا آسمان سے بارش برسائے گا، زمین اپنے نباتات باہر نکال دے گی۔ وہ مال کو ٹھیک ٹھیک تقسیم کریں گے۔ اس وقت مویشیوں کی کثرت ہوگی اور اُمت کی تعظیم کی جائے گی۔

④ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے دورِ حکومت میں پانی میں اضافہ ہوجائے گا، نہریں پھیل جائیں گی اور زمین کے ثمرات واجناس دُگنا ہوجائیں گے۔

⑤ امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: جب ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو آسمان سے بارانِ رحمت نازل ہوگی اور زمین اپنے نباتات اُگا دے گی حتیٰ کہ ایک عورت عراق وشام کے درمیان سفر کرے گی اور اس کا ہر قدم سبزے پہ آئے گا۔

⑥ آپؑ ہی سے مروی ہے کہ (امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں) انسان ایک مد (تقریباً ۷۵۰ گرام) کی زراعت کرے گا تو اس کے لیے زمین سے سات سو مد (قریباً 525 کلوگرام) اُگے گا جیسا کہ خداوند بزرگ نے فرمایا: كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنجر اور ناقابلِ زراعت زمینیں اس وقت قابلِ کاشت ہوجائیں گی، وہاں پُررونق باغات رُونما ہوجائیں گے اور یہ سب بارشوں کی کثرت کے باعث ہوگا۔ اور اس وقت ہونے والی بارشوں میں لوگوں کے لیے نفع ہی نفع ہوگا۔ وہ ایسی

بارشیں نہ ہوں گی کہ جن کی وجہ سیلاب آتے ہیں اور لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں یا لوگوں کے مکانات گر جاتے ہیں۔

اس وقت لوگ زراعت اور کھیتی باڑی میں آزاد ہو جائیں گے، ان کی راہوں سے رکاوٹیں دُور ہو جائیں گی اور وہ ظالموں اور کافروں کے قوانین سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے جیسا کہ رسولؐ خدا سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو جس زمین کو آباد کرتا ہے وہ اسی کی ہو جاتی ہے۔

ایک اور مقام پر رسولؐ خدا نے فرمایا: جو کوئی درخت لگائے یا وادی تیار کرے اور اس سے پہلے کسی نے اس کام کو شروع نہ کیا ہو یا وہ غیر آباد زمین کو آباد کرے تو یہ اسی کی ملکیت ہوگی۔ یہ خدا اور رسولؐ کا فیصلہ ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو لوگ بھی مُردہ زمین کو زندہ کریں تو وہ ہی اس زمین کے حق دار ہیں اور یہ ان کی ملکیت ہے۔

حضرت امام مہدیؑ کی حکومت اور مسئلہ سکونت کا حل

آج کے دور میں رہائش (سکونت و اقامت) کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے۔ جو صاحب مال و ثروت ہیں وہ اچھی اچھی جگہوں پر رہائش رکھتے ہیں اور جن کے پاس وسائل کم ہوتے ہیں وہ کسی مناسب جگہ رہائش نہیں رکھ سکتے۔ ان کے بچوں کو گھر میں تفریح کا موقع نہیں ملتا اور وہ مجبوراً سڑکوں اور پارکوں کا رُخ کرتے ہیں اور ایسی جگہوں سے وہ غلط عادات اور برائیوں کے عادی ہو جاتے ہیں۔

مگر امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں یہ مشکل مکمل طور پر حل ہو جائے گی جیسا کہ حضرت امیرالمومنینؑ کے دور میں حل ہوئی تھی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ امام علی ابن ابی طالبؑ کی حکومت کی برکت سے ہر انسان کا علیحدہ گھر تھا۔

اگر سوال کیا جائے کہ امام مہدی علیہ السلام اس مشکل کو کس طرح حل کریں گے؟ تو جواب یہ ہے کہ آپؑ اسلامی قانون رائج کر کے اس مسئلے کو حل کریں گے۔ کیونکہ اسلامی قانون کہتا ہے:

اَلْاَرْضُ لِلّٰهِ وَلِمَنْ عَمَرَهَا

"زمین خدا کی ہے اور اس کی بھی ہے جو اسے آباد کرے"۔

اس بنا پر ہر زمین اس شخص کی ملکیت بن جائے گی کہ جو اس پر زراعت کر کے یا اس پر مکان تعمیر کر کے، اسے آباد کرے۔ کسی کو اس میں دخل اندازی کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور اس پر اسلام کے قوانین (زکوٰۃ وخمس) کے علاوہ کوئی قانون نہیں لاگو ہوگا۔

اس موضوع پر ہم صرف ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب قائمؑ آلِ محمدؐ قیام فرمائیں گے تو کوفہ کے گھر نہر کربلا کے ساتھ مل جائیں گے۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ اس وقت بنجر اور ویران زمینیں بھی لوگوں کے لیے نفع بخش بن جائیں گی، انھیں آباد کیا جائے گا، حتیٰ کہ کوفہ کے گھر نہر کربلا تک آجائیں گے۔ حالانکہ ان دونوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت اور بے روزگاری کے مسئلے کا حل

بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج بہت سے اسلامی ممالک میں بے روزگاری کی نحوست پھیلی ہوئی ہے۔ اس نحوست کے انسانی معاشرے پر بہت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے معاشرے میں بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں جن میں عقائدی انحرافات، چوری اور ڈکیتی وغیرہ سرفہرست ہیں۔

اسی کی وجہ سے بہت سے لوگ بازاروں اور دوسرے پست مقامات پر اپنا وقت صرف کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کی عورتوں اور بے حجاب لڑکیوں کی طرف دیکھتے ہیں اور ایسے کام کرتے ہیں کہ جن کا نقصان زیادہ ہوتا ہے، مثلاً لوگوں کی غیبتیں کرتے ہیں اور ان کے راز فاش کرتے ہیں۔

لیکن امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں بے روزگاری کا مسئلہ بالکل ختم ہوجائے گا۔ ہر انسان کو آزادی سے کام کرنے کا موقع میسر آئے گا، بے بنیاد قواعد وشرائط ختم ہوجائیں گے۔

جیسا کہ حضرت امیر المومنینؑ نے حضرت مالک اشترؒ کو مصر کا والی بنا کر ارشاد فرمایا:
"لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک انسان تمھارا دینی بھائی ہے اور دوسرا الخلوقِ خدا میں سے تمھاری طرح کا انسان"۔

اسی لیے انسانوں کے تمام طبقات امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ان کی حکومت کی برکت سے خوش حال رہیں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں امن وامان کی صورتِ حال

آج کا انسانی معاشرہ بہت سے مسائل سے دوچار ہے اور امن وسکون انسانی زندگی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ کہیں گھروں میں ڈکیتیاں ہو رہی ہیں تو کہیں سڑکوں اور بازاروں میں لُوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ کہیں کچھ لوگوں کو اغوا برائے تاوان کیا جا رہا ہے تو کہیں عورتوں اور بچوں کو ڈرایا جا رہا ہے۔

بعض جگہوں پر تو خوف وہراس کا یہ عالم ہے کہ جب کسی گھر کے دروازے پر دستک دی جاتی ہے تو صاحبِ خانہ سمیت گھر کے تمام افراد ڈر جاتے ہیں اور گھر کا دروازہ کھولنے میں پس وپیش کرتے ہیں۔

مگر امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں اس قسم کی تمام پریشانیاں اور خوف وخطر ختم ہو جائے گا۔ کرۂ ارض پر امن وامان کی حکمرانی ہوگی اور لوگ اطمینان وراحت کی زندگی بسر کریں گے۔

اگر یہاں سوال اُٹھایا جائے کہ ایسا کس طرح ہوگا؟ تو جواب یہ ہے کہ پہلے ہمیں ان عوامل کی طرف غور کرنا چاہیے کہ جن کی وجہ سے معاشرے میں امن وسکون ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم سمجھیں گے کہ امام مہدیؑ کے زمانے میں کس طرح امن وسکون عام ہوگا۔

درج ذیل وجوہات کی بنا پر معاشرے کا امن ختم ہو جاتا ہے۔

① غربت و ناداری

انسان غربت کے ہاتھوں تنگ آ کر چوری و ڈکیتی جیسے غلط جرائم میں مبتلا ہو جاتا ہے

کیونکہ وہ نادار ہوتا ہے اور اسے اپنے بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرنے کے لیے روپے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور یوں امن وسکون انسان کی زندگی سے رخصت ہوجاتا ہے۔

۲ ایمان کی کمزوری

چوری و ڈکیتی اور دیگر جرائم کی وجہ صرف غربت ہی نہیں بلکہ بعض لوگ مالِ دنیا کی لالچ اور اپنے نفس کی خباثت کی بنا پر ایسے شنیع جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

۳ حکومت کی کمزوری

حکومت مجرموں کو پکڑنے اور ان جرائم کو روکنے سے عاجز ہوتی ہے اور یوں جرائم روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ مگر امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں یہ تمام مفاسد اور برائیاں ختم ہوجائیں گی، نہ غربت رہے گی، نہ خدا پر ایمان کی کمزوری اور نہ ہی حکومت بے بس و عاجز ہوگی، حتیٰ کہ ایک منادی ندا دے گا: کس کو امام مہدیؑ کی ضرورت ہے؟ تو امام علیہ السلام کے پاس ایک شخص آئے گا اور وہ اضافی مال طلب کرے گا نہ کہ غربت ومحرومیت کی وجہ سے سوال کرے گا (کیونکہ اس وقت غربت ومحرومیت ختم ہوچکی ہوگی)۔

امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں خدا پر ایمان مضبوط ہوجائے گا اور جس انداز سے معاشرے کی تربیت کریں گے اس سے وہ تمام جرائم ختم ہوجائیں گے جو ایمان کی کمزوری کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں۔ زمین پر امام مہدیؑ کی حکومت مستحکم ہوجائے گی اور ہر قسم کی برائی اور فساد کا جڑ سے خاتمہ ہوجائے گا کیونکہ ان کی حکومت عدل کامل پر مبنی ہوگی اور اس میں کسی قسم کے ظلم وزیادتی کی گنجائش نہیں ہوگی۔

اس وضاحت کے بعد ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ ان کے زمانے میں امن و امان کی کیا صورت ہوگی۔ یہاں یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امن و امان صرف انسانوں کے لیے ضروری نہیں بلکہ انسان کے ساتھ حیوانات بھی اس کے حق دار ہیں۔

اس زمانے میں انسان، حیوان سے نہیں ڈرے گا اور نہ کمزور حیوان طاقتور حیوان سے خوف زدہ ہوگا۔ ذیل میں ہم موضوع پر چند احادیث پیش کرتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: (امام مہدیؑ کے زمانے میں) ایک بوڑھی عورت مشرق سے مغرب جائے گی مگر اسے راستے پر کوئی بھی تکلیف نہیں پہنچائے گا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: (ان کے زمانے میں) ایک عورت عراق سے شام تک جائے گی، اس کا ہر قدم سبزے پہ آئے گا، اس کے سر پر سامانِ زیست ہوگا، درندے اس کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے اور وہ بھی ان سے خوف زدہ نہ ہوگی۔

ایک اور مقام پر آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو لوگوں کے دلوں سے کنجوسی نکل جائے گی اور درندے اور چوپائے اپنی فطرت بدل لیں گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ہی فرمایا: (اس زمانے میں) بھیڑ اور بھیڑیا ایک جگہ کھائیں گے، بچے سانپوں اور بچھوؤں کے ساتھ کھیلیں گے، کوئی چیز انھیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ شر چلا جائے گا اور خیر باقی رہ جائے گی۔

اگر یہاں سوال کیا جائے کہ درندے کس طرح اپنی فطرت تبدیل کرلیں گے؟ تو جواب یہ ہے کہ شاید یہ معجزے کے ذریعے ہو، کیونکہ جب انھیں خداوند متعال نے خلق کیا تو ان کے اندر کاٹنے اور چیرنے پھاڑنے کی قوت بھی خلق کی اور جب وہ ان سے یہ خاصیت سلب کرے گا تو وہ دوسرے حیوانات کی طرح ہوجائیں گے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ایسا کیسے ممکن ہے کیونکہ بعض درندوں کی خوراک ہی صرف گوشت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ علمِ حیوانیات کے ماہرین نے وضاحت کی ہے کہ درندوں اور وحوش کی خوراک گوشت پر منحصر نہیں بلکہ یہ ان کے لیے ایک مرغوب غذا ہے اور وہ اس کے علاوہ دوسری چیزوں کو بھی خوراک کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اس موضوع پر ہم گذشتہ مباحث میں کافی بیان کرچکے ہیں۔ اس طرح امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ہر قسم کا امن وسکون موجود ہوگا۔

امام مہدیؑ کے زمانے میں عمومی اصلاحات

شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب "الغیبہ" میں بعض عمومی اصلاحات ذکر کیں ہیں کہ جو امام

مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ظاہر ہوں گی اور وہ سب اصلاحات چند حکیمانہ علل و اسباب پر مبنی ہوں گی۔ ذیل میں ہم بعض اصلاحات ذکر کرتے ہیں:

۱) راستے کی مشکلات دُور ہو جائیں گی اور عام راستہ چالیس ہاتھ کشادہ ہو جائے گا۔

۲) راستے میں کھلنے والی گھر کی کھڑکی کو ختم کر دیا جائے گا اور اسے دوبارہ بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ کیونکہ فساد اور خاندانی خیانت میں اس کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے کیونکہ یہ گھر میں موجود ہر چیز کو آشکار کر دیتی ہے، خصوصاً موسم گرما کہ جب یہ ہوا وغیرہ کے لیے کھلی ہوتی ہے۔

۳) گھر سے باہر ہر قسم کے چھجے (shades) گرا دیں گے کیونکہ اس راستے کی فضا میں تمام لوگوں کا حق ہے اور اس طرح کے شیڈ وغیرہ بنانا لوگوں کے حق میں ناجائز تصرف شمار ہوتا ہے۔

۴) اس پرنالے یا پائپ پر پابندی لگا دیں گے کہ جس سے چھتوں کا پانی راستے پر گرتا ہے اور راستے کی صفائی اور گزرنے والے لوگوں کی حفاظت کے پیش نظر ایسے اقدامات کرنا بہت ہی ضروری ہے۔

اسی کے پیش نظر بہت سے دانش مند افراد، چھتوں کے پرنالے اپنے صحن میں رکھتے ہیں۔

۵) آپؑ راستے پر گٹر اور گندی نالیاں بنانے سے منع فرمائیں گے۔

ہم اپنے قارئین پر واضح کیے دیتے ہیں کہ ہم نے یہاں عمومی اصلاحات میں سے چند ایک کو ذکر کیا ہے کیونکہ اس وقت امام مہدیؑ بہت زیادہ عمومی اصلاحات فرمائیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں شیعوں کی حالت

رسولِ خدا کی وفات سے لے کر آج تک شیعہ مظلومیت اور محرومیت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس ظلم کی چکی میں پسنے والے شیعہ شمار سے باہر ہیں اور ان کا صرف ایک گناہ یہ ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں۔ ہر زمانے اور ہر جگہ شیعہ زہر میں بجھی تلواروں کا نشانہ بنتے رہے ہیں اور حکومتیں شیعوں سے ہر محاذ پر صف آرا رہی ہیں۔

اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہزاروں ایسی مثالیں ملیں گی کہ جن میں حضرت امیر المومنینؑ کے نام لیواؤں کو جبر و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت عمار یاسرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوذر الغفاریؓ، مالک بن نویرہؓ سے لے کر اصحابِ کربلا تک ـــــ اور کربلا سے اب تک شیعیانِ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے حالات ہماری اس تحریر پر شاہد ہیں۔

اُمویوں اور عباسیوں نے شیعوں اور شیعیت کو ختم کرنے کے لیے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے۔ فقہائے سوء نے شیعوں کے جان و مال اور ناموس کو مباح قرار دینے کے لیے فتاویٰ صادر کیے اور انھیں کافر و مشرک قرار دیا۔

ہاں! بیہودیوں، حمدانیوں، فاطمیوں اور صفویوں کے دور میں شیعوں کو کچھ سکون ملا۔ لیکن یہ لمحات محدود تھے اور جب ان میں سے کوئی ایک حکومت ختم ہوئی تو شیعوں کے مصائب و آلام کا زمانہ پھر سے آ گیا۔ شیعوں کے مکتبے جلائے گئے، مساجد گرائی گئیں، خون بہائے گئے، اَموال لوٹے گئے اور لاکھوں کو جلاوطن کر دیا گیا اور ان کے اخبار و آثار کو ختم کر دیا گیا۔

غیر شیعہ حکومتوں کے سائے، شیعہ وقت کے حکمرانوں کی طرف سے زیادتیاں سہتے آرہے ہیں۔ انھیں کچلا جاتا ہے۔ انھیں شدید رقابت و دشمنی کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ان کی مجالس، مدارس، مساجد، کتب خانوں اور بزرگ شخصیات پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔

اس کتاب کی تالیف کے دوران میں بھی ہمیں جنوبی لبنان، پاکستان، ہندوستان، عراق اور مشرقِ وسطیٰ کے ممالک سے شیعوں کی مظلومیت کی صدائیں سنائی دے رہی ہیں۔ جیلیں اور قید خانے ان کے بوڑھوں، جوانوں اور خواتین سے بھرے ہوئے ہیں۔ بچے اپنی آنکھ قید خانوں میں کھولتے ہیں اور بڑے قید خانوں میں ہی تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہیں۔ ان کے اموال لوٹ لیے جاتے ہیں اور ان کے گھر ظلم و جبر کر کے چھین لیے جاتے ہیں۔

آئے دن ان کو گروہ در گروہ پھانسی کے لیے لایا جا رہا ہوتا ہے۔ گویا وہ بھیڑ بکریوں کے ریوڑ ہیں کہ جنھیں ذبح خانے کی طرف لایا جا رہا ہے۔ حکمران اور ذمہ دار افراد ان مصائب و آلام کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دیتے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس پر راضی اور

خوش ہیں۔ بہرحال میں اب اس پُردرد اور گریہ آور گفتگو کو ترک کرتا ہوں اور گفتگو کا رُخ امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں شیعوں کی حالت کی طرف موڑتا ہوں۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ شیعہ اثنا عشریہ، جن کی تعداد کئی کروڑ سے اُوپر ہے۔ جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو وہ ان کے ہمراہ ہوں گے۔ ان کے زمانے میں شیعہ عظمت وقوت کی بلندی کی انتہا پر پہنچ جائیں گے۔ اس وقت کوئی حکومت نہیں ہوگی جس کا انہیں خوف ہوگا۔ ذیل میں ہم اس موضوع پر بعض احادیث نقل کرتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت قائمؑ کی حکومت میں ہمارے شیعہ زمین پر سب سے زیادہ باأثر اور اس کے حکمران ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک مرد کو (اللہ کی طرف سے) چالیس مردوں کی قوت کے برابر قوت عطا کی جائے گی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب ہمارا امر واقع ہوگا اور ہمارا مہدیؑ خروج فرمائے گا تو ان (کے شیعوں) میں سے ہر ایک فرد شیر سے زیادہ طاقتور اور بہادر ہوگا۔ نیزے سے زیادہ تیز دھار (اور مارنے والا) ہوگا۔ وہ اپنے دشمن کو پاؤں سے کچلے گا اور اپنے ہاتھوں سے اسے مارے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا ہمارے شیعوں کے دلوں سے خوف نکال دے گا اور اسے ہمارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دے گا تو (ہمارے) ان (شیعوں) میں سے ہر ایک فرد، نیزے سے زیادہ مہلک اور شیر سے زیادہ بہادر ہوگا۔ وہ اپنے دشمن کو نیزے سے گرائے گا۔ اپنی تلوار سے اسے مارے گا اور اپنے قدموں میں روندے گا۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے شیعوں نے مسجد کوفہ میں خیمے لگائے ہوئے ہیں اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی (جسمانی و روحانی) معذور شخص میرے اہل بیتؑ میں حضرت قائمؑ کو پالے گا وہ صحت یاب ہو جائے گا اور جو کمزور ہوگا وہ طاقتور ہو جائے گا۔

آپؑ نے ہی فرمایا: جب ہمارا قائمؑ قیام فرمائے گا تو اپنا دستِ مبارک لوگوں کے سروں پر رکھے گا اور ان کی عقلیں کامل کردے گا۔

ایک اور جگہ پر آپؑ نے فرمایا: جب مہدیؑ کا ظہور ہوگا تو تم (شیعوں) میں سے ہر ایک فرد کو چالیس مردوں کی طاقت دی جائے گی اور تمھارے دل لوہے کی تختیوں کے مانند ہوجائیں گے۔ اگر تم ان دلوں سے پہاڑوں سے ٹکراؤ گے تو انھیں زمین سے اُکھاڑ پھینکو گے، تم زمین میں طاقتور اور اس کے خزانوں کے مالک ہوگے۔

ذیل میں ہم ان احادیث کی تھوڑی سی وضاحت پیش کرتے ہیں۔ مذہب شیعہ اپنے اصل و اصول اور مبادی و تعالیم میں استقلال، جدوجہد، قربانی اور عمل کا مذہب ہے اور مذہب شیعہ کا وہ علمی و فکری خاصہ جس کی وجہ سے وہ ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ جب ثمرآور ہوگا تو یقیناً اس کا نتیجہ اعلیٰ معیار کا ہوگا۔

یہ بات کہتے ہوئے مجھے کافی دُکھ محسوس ہو رہا ہے۔ ان صدیوں میں شیعوں میں موجود اہلیتیں جامد اور سرد پڑ رہی ہیں لیکن امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت یہ اہلیتیں ظاہر ہوجائیں گی، ان کی خوابیدہ صلاحیتیں سامنے آجائیں گی اور ان میں بہت زیادہ تبدیلیاں رُونما ہوں گی اور تعجب نہیں کہ شیعہ جب اپنے وقت کے امامؑ کی قیادت میں آئیں گے تو ان کی شجاعت پلٹ آئے گی۔ اور اس وقت ایک شیعہ میں شیر سے زیادہ طاقت اور بہادری ہوگی اور وہ اپنے ایک مکے یا گھونسے سے دشمن کو ہلاک کرسکے گا۔ جیسا کہ سورۃ القصص میں حضرت موسیٰؑ کے واقعے میں موجود ہے: فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ''تو حضرت موسیٰؑ نے اسے ایک مُکا مارا تو وہ مر گیا''۔

اس وقت شیعوں کی جسمانی و روحانی کمزوری ختم ہوجائے گی۔ ان کی تمام بیماریاں ختم ہوجائیں گی اور وہ صحت و سلامتی کی زندگی گزاریں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کے لوگوں کے سروں پر ہاتھ رکھنے کے بارے میں دو طرح کے احتمال ہوسکتے ہیں: اوّل یہ کہ ہوسکتا ہے کہ حقیقت میں ایسا ہی ہو کہ امام مہدیؑ بندگانِ خدا میں سے جسے چاہیں گے اس کے سر پر ہاتھ رکھیں گے اور اس کی عقل کامل کردیں گے۔

دوسرا یہ کہ اس کا اشارہ امام مہدیؑ کے لوگوں کی عقلوں میں تصرف کی طرف بھی ہوسکتا ہے گویا کہ آپؑ لوگوں کی روحوں کو پاکیزہ بنائیں گے اور ایسا حکیمانہ نصیحتیں اور مواعظ

بلیغ نشر کرنے کے ذریعے سے ہوگا...... واللہ العالم!

بہرحال شیعی معاشرہ فکری، عقائدی اور ثقافتی لحاظ سے ترقی کرے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو خدا ہمارے شیعوں کی قوتِ سماعت و بصارت میں اضافہ کردے گا، حتیٰ کہ بلاواسطہ ان کے اور حضرت قائمؑ کے درمیان رابطہ ہوگا۔ وہ ان سے کلام کریں گے اور شیعہ سن لیں گے اور ان کو دیکھ لیں گے حالانکہ وہ (امامؑ) اپنی جگہ پر ہوں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہی فرمایا: بے شک قائمؑ کے زمانے میں مشرق میں موجود مومن، مغرب میں اپنے بھائی کو دیکھ سکے گا۔ اسی طرح مغرب والا، مشرق میں موجود اپنے بھائی کو دیکھ لے گا۔

بنابر ظاہر یہ دو حدیثیں ہمارے زمانے کے موبائل فون پر صادق آتی ہیں۔ مگر اس کی تفسیر آنے والا وقت بتائے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: لوگ اپنا خراج گردنوں پر اٹھا کر امام مہدی علیہ السلام کے پاس لائیں گے اور خدا ہمارے شیعوں کے رزق میں وسعت عطا کرے گا اگر انھیں یہ سعادت نصیب نہ ہوتی تو وہ باغی ہوجاتے۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ شیعوں کی عقلیں اس وقت کامل ہوجائیں گی، ان کی قوتِ ادراک میں اضافہ ہوجائے گا اور ان کی آرا مضبوط ہوجائیں گی کیونکہ انسان کو جس چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اس سے باغی ہوجاتا ہے۔ مثلاً ایک مزدور یا کسان کے پاس جب بہت روپیہ پیسہ آجائے تو ممکن ہے کہ وہ مزدوری اور زراعت وغیرہ چھوڑ دیں کیونکہ اب مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے انھیں ان کاموں کی ضرورت نہیں رہی لیکن یہاں امام محمد باقر علیہ السلام اس معنی کا تدارک فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ولو لا ما يدركهم من السعادة لبغوا

اس بنا پر اس جملے کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اجتماعی نظام و اعلیٰ اخلاق کی حفاظت کریں گے اور ایسے کام کریں گے گویا کہ انھیں مال و متاع کی ضرورت ہے۔

اکیسویں فصل

امام مہدیؑ کی حکومت کی مدت

یہ واضح ہے کہ ہم امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کی مدت کو احادیث کی روشنی میں ہی معلوم کر سکتے ہیں اور اس بارے میں احادیث مختلف ہیں۔ بعض ظہور کے بعد حکومت کی مدت سات سال، بعض بیس سال، بعض ستر سال اور بعض کچھ اور تعداد بتاتی ہیں۔ لیکن جو احادیث یہ بتاتی ہیں کہ آپؑ کی حکومت قریباً بیس سال ہوگی وہ بہت زیادہ ہیں، مشہور بھی ہیں اور ان پر اعتماد کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ وہ ان اہلِ بیتؑ سے مروی ہیں کہ جن سے خدا نے ہر قسم کی بدی اور نجاست کو دُور رکھا اور انھیں کمالِ طہارت کے مقام پر فائز کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ہمارے قائمؑ کی (مدت) حکومت انیس سال اور کچھ ماہ ہوگی"۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا: حضرت قائمؑ انیس سال اور چند ماہ حکومت کریں گے۔

حضرت جابر بن یزید جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت قائمؑ اپنی حالت میں، اپنی وفات تک کُل کتنا عرصہ حکومت کریں گے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: انیس سال، اپنے قیام کے روز سے اپنی وفات کے دن تک۔

میں کہتا ہوں کہ ان احادیث میں کوئی تناقض و تعارض نہیں کیونکہ بعض احادیث کے مطابق آپؑ کا ظہور آپؑ کے قیام سے پہلے ہوگا۔

بائیسویں فصل

امام مہدیؑ کی زندگی کا اختتام کیسے ہوگا؟

علماء و محدثین کے نزدیک رسولِ خدا ﷺ کی یہ حدیث پاک مشہور ہے کہ آپؐ نے فرمایا: امرِ خلافت کے مالک اولادِ علیؑ و فاطمہؑ میں سے گیارہ امامؑ ہوں گے (اور) ہم میں سے ہر ایک کو زہر دی جائے گی یا قتل کیا جائے گا۔

اس حدیث کو امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے روایت کیا گیا کہ آپؑ نے جنادہ بن ابی اُمیہ سے فرمایا: بخدا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ اس امر (دین) کے وارث، اولادِ علیؑ و فاطمہؑ میں سے گیارہ امامؑ ہوں گے۔ (اور) ہم میں سے ہر ایک کو زہر دیا جائے گا یا قتل کیا جائے گا۔

اس حدیث پاک کی تصدیق و تفصیل امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے جیسا کہ بحارالانوار میں "فتن و محن" کے باب میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ بھی اس حدیث کی تائید کرتی ہے مثلاً حضرت امام علی علیہ السلام کو تلوار سے شہید کیا گیا۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کیا گیا، امام حسین علیہ السلام کو تلوار سے شہید کیا گیا اور اسی طرح امام زین العابدین علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام تک سب کو زہر سے شہید کیا گیا۔

کتبِ تاریخ و حدیث اس کی گواہ ہیں اور میں یہ ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ ان میں سے ہر ایک کا ذکر کروں اور انھیں زہر دینے والے اُموی یا عباسی حکمرانوں کا بھی تذکرہ کروں۔

میرے اعتقاد کے مطابق ان حقائق ثابتہ میں شک کرنے والا عقل کا مریض ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں۔ اب میں اپنی گفتگو کا رُخ امام مہدیؑ کی طرف موڑتے ہوئے کہتا ہوں کہ امام مہدیؑ، ائمہ اہلِ بیتؑ کے ایک فرد اور آخری امامؑ ہیں تو یہ حدیث انھیں بھی اپنے

اندر شامل کرتی ہے یعنی وہ بھی طبعی موت نہیں مریں گے بلکہ انھیں زہر یا تلوار وغیرہ سے شہید کیا جائے گا۔

امام مہدی علیہ السلام کے شہید ہونے کے بارے میں صرف علامہ یزدی کی کتاب "الزام الناصب" کے ص ۱۹۰ پر موجود ہے: ایک عالم نے کہا: جب امام مہدیؑ کی حکومت کے ستر سال پورے ہوجائیں گے تو ان کی وفات کا وقت آجائے گا اور انھیں بنی تمیم کی "سعیدہ" نامی ایک عورت قتل کرے گی (اس ملعونہ پر خدا کی لعنت ہو) اور اس عورت کی مردوں کی طرح داڑھی ہوگی۔

جب آپؑ راستے سے گزر رہے ہوں گے تو وہ چھت سے ایک پتھر آپؑ پر گرائے گی اور امام حسینؑ آپؑ کی تجہیز و تکفین کریں گے..... یہ جو ہم نے یہاں بیان کیا ہے کہ ائمہ اطہارؑ کی روایات کا خلاصہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اے کاش! یہ عالم ان روایات کو بیان کر دیتے کہ جن سے انھوں نے یہ اخذ کیا ہے تاکہ حقیقت ہم پر آشکار ہوجاتی اور اے کاش! مؤلف اس عالم کا نام ذکر کر دیتے جس نے یہ خلاصہ بیان کیا ہے۔ بہر حال یہ ایک عمیق مگر مجمل کلام ہے۔

باقی رہا مسئلہ زہر کا، تو میں احادیث میں کہیں بھی یہ تصریح نہ پاسکا کہ امام مہدی علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا جائے گا..... بہر کیف امام مہدیؑ کسی خارجی سبب کی وجہ سے اس عالم ناپائیدار سے رحلت فرمائیں گے۔

مسئلہ: امامؑ کا جنازہ امامؑ ہی پڑھا سکتا ہے

متقدمین و معاصرین شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امامِ معصومؑ کو غسل امامِ معصومؑ ہی دے سکتا ہے اور امامِ معصومؑ کا جنازہ بھی امامِ معصومؑ ہی پڑھا سکتا ہے حتیٰ کہ امام علی رضا علیہ السلام کے زمانے میں واقفیوں نے امام علیہ السلام پر اس طرح کا احتجاج کیا۔ مروی ہے کہ علی ابن ابی حمزہ البطائنی نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا: ہم نے اپنے آبا و اجداد سے نقل کیا ہے کہ امامؑ (کی وفات کے بعد امامؑ) کا والی امامؑ ہی ہوسکتا ہے جو (سارے خصائص میں) اس جیسا ہو۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: مجھے حضرت حسینؑ بن علیؑ کے بارے میں بتاؤ، کیا وہ امامؑ تھے یا نہ تھے؟

اس نے کہا: (یقیناً) امامؑ تھے۔ امام علیہ السلام نے پوچھا: ان کے والی و وارث کون بنے تھے؟ بطائنی نے کہا: حضرت علیؑ ابن الحسینؑ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علیؑ ابن الحسینؑ اس وقت کہاں تھے؟! وہ تو عبیداللہ بن زیاد کی قید میں تھے۔

بطائنی نے کہا: وہ (امام زین العابدینؑ) ان کے پاس سے نکل آئے اور وہ نہ سمجھ سکے حتیٰ کہ آکر اپنے والد گرامی کے والی و وارث بنے (یعنی ان کی تجہیز و تدفین کی) اور پھر واپس چلے گئے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ ممکن ہے کہ امام علی ابن الحسینؑ (معجزانہ طریقے سے) کربلا تشریف لائیں اور اپنے بابا کے اُمور کے والی بنیں تو میں (علیؑ بن موسیٰ رضا) بھی تو صاحب الامر ہوں اور قدرت رکھتا ہوں کہ میں بغداد آکر اپنے والد کے اُمور نمٹاؤں (یعنی تجہیز و تکفین و تدفین وغیرہ کروں) اور واپس چلا جاؤں، اور ہمارے اس عمل میں قیدخانہ اور اسیری وغیرہ رکاوٹ نہیں بن سکتے۔

یہ حدیث تھوڑی وضاحت طلب ہے۔ امام موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہ السلام کی رحلت کے بعد کچھ لوگوں نے امام علی رضا علیہ السلام کو امامؑ ماننے میں توقف کیا تو ان کا نام ''واقفیہ'' ٹھہرا۔ یہ مذہب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات کے بعد ایجاد ہوا اور چند سال بعد ختم ہوگیا۔

خلاصہ یہ کہ علی ابن ابی حمزہ البطائنی ''واقفیہ'' مذہب کا سرخیل تھا، اس نے امام علی علیہ السلام (کی امامت کو ماننے میں توقف کرتے ہوئے اور اس توقف پر دلیل دیتے ہوئے امامؑ) سے کہا کہ ائمہ اہل بیتؑ سے مروی ہے کہ امامؑ کا والی امامؑ ہی ہوسکتا ہے۔ یعنی امامؑ کو غسل و کفن امامؑ ہی دے سکتا ہے اور امامؑ کا جنازہ امامؑ ہی پڑھا سکتا ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہارون الرشید کے قیدخانے میں بغداد میں داعیِ اَجل کو لبیک فرمایا حالانکہ ان کے فرزند اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ اس لیے واقفیوں کے سرخیل نے

امام علی علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کس طرح بغداد میں اپنے والد گرامی کو غسل دینے اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے گئے؟ امام علی رضا علیہ السلام نے جواب میں اس سے سوال کیا: امام علیؑ ابن الحسینؑ کس طرح اپنے والد گرامی کا جنازہ پڑھانے کے لیے گئے حالانکہ وہ اس وقت کوفہ میں ابن زیاد کے قید خانے میں قید تھے؟

بطائنی نے جواب میں کہا کہ وہ معجزے کے ذریعے وہاں پہنچے۔ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بھی معجزے کے ذریعے بغداد اپنے والد گرامی کے غسل و جنازہ وغیرہ کے لیے پہنچا ہوں۔

ہمارا اس حدیث کو ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم یہ واضح کریں کہ یہ عقیدہ شیعوں کے نزدیک بہت مشہور ہے اور امام علی رضا علیہ السلام نے بھی اس عقیدے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ اس پر تقریر فرمائی اور تقریرِ امامؑ حجت ہوتی ہے۔

اس بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کا غسل، کفن اور جنازہ وغیرہ کسی امامِ معصومؑ کے ہاتھوں میں ہی انجام پائیں گے اور آیندہ فصل میں ہم بعض احادیث ذکر کریں گے جو یہ بیان کرتی ہیں کہ سب سے پہلے امام حسینؑ کی رجعت ہوگی اور وہ امام مہدیؑ کو غسل و حنوط کریں گے اور ان کی نماز جنازہ وغیرہ کے اُمور انجام دیں گے۔

گذشتہ فصول میں ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے جب سے حضرت آدمؑ کو خلق فرمایا اس وقت سے اب تک زمین حجتِ خدا سے خالی نہیں رہی۔ وہ حجتِ خدا، ظاہر و مشہور ہوتی ہے یا غائب و مستور۔ اور قیامت تک زمین حجتِ خدا سے خالی نہ ہوگی اور اگر حجتِ خدا نہ ہو تو خدا کی عبادت نہ کی جائے گی۔

یہ حدیث معتبر ہے اور اس کی روشنی میں ہمیں امام مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد کسی دوسری حجت کی رجعت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

تینتیسویں فصل

رجعت

اب ہم ایک ایسی بحث شروع کرنے لگے ہیں کہ جس کو نااہل لوگ (معاذاللہ) خرافات کی ایک قسم شمار کرتے ہیں اور ان کے انکار کرنے سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ حقیقت ثابت ہی رہتی ہے خواہ بعض لوگ اس کا انکار کرتے رہیں۔

مثلاً جس طرح ملحدین و زنادقہ، وجودِ خداوندی کو خرافات میں شمار کرتے ہیں اور ان کے اس عمل سے وجودِ خدا میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جس موضوع کو اب ہم بیان کرنے لگے ہیں وہ "رجعت" کا موضوع ہے۔

سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ "رجعت" کیا ہے؟

رجعت سے مراد ائمہ اہلِ بیتؑ اور بہت سے دوسرے لوگ، جو اس دنیا میں نہیں رہے، عنقریب اس دنیا میں واپس آئیں گے، رجعت کی ابتدا امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد ہوگی اور آپؑ کی شہادت سے پہلے تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ سب سے پہلے امام حسینؑ ابن علیؑ اس دنیا میں واپس آئیں گے۔ ان کے بعد ایک ایک کر کے باقی ائمہ آئیں گے اور رجعت کا زمانہ کئی برسوں کو محیط ہو جائے گا۔

خلاصۃ البحث

رجعت اور اس کی تفاصیل پر مبنی ائمہ اہلِ بیتؑ کی چالیس پچاس احادیث موجود ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے عقیدۂ رجعت کو ناقابلِ معافی جرم سمجھا جاتا تھا حتیٰ کہ لوگ عقیدۂ رجعت کو اس نظر سے دیکھتے تھے کہ جس نظر سے کفر والحاد کو دیکھا جاتا ہے۔

اب ہم اس عقیدے کی وضاحت شروع کرتے ہیں اسے کتاب و سنت کی نظر میں دیکھتے ہیں اور اس کے اَبعاد و حقائق کو بیان کرتے ہیں۔

اس فصل میں درج ذیل نکات میں بحث ہوگی:

① قیامت کے روز مُردوں کو زندہ کرنا۔

② کیا خدا نے قیامت سے پہلے کسی کو زندہ کیا؟

③ آیا قرآن مجید میں عقیدۂ رجعت کی کوئی دلیل موجود ہے؟

④ کیا احادیث میں اس پر کوئی دلیل موجود ہے؟

بروزِ قیامت مُردوں کا زندہ ہونا

بروزِ قیامت معاد پر عقیدہ، اصولِ دین میں سے ایک اصل شمار کیا جاتا ہے۔ ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی تصریح پر سینکڑوں آیات و احادیث اور ادلۂ عقلیہ موجود ہیں۔ ہم یہاں معاد پر تفصیلی بحث نہیں کرتے مگر ایک مختصر سا نقشہ پیش کرتے ہیں۔

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ بروزِ قیامت خدا، اوّلین و آخرین کو جمع کرے گا، حتیٰ کہ وہ جنینِ سقط کو بھی خدا زندہ کرے گا جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا

''ہم ان میں سے ہر ایک کو محشور کریں گے اور کسی کو نہ چھوڑیں گے''۔

بہت سے دوسرے ادیان و شرائع اور مذاہب و ملل کے افراد بھی اس عقیدے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہیں۔ اس بنا پر قیامت کے دن مُردوں کا زندہ ہونا اُمورِ قطعیہ میں سے ہے۔ ہاں مشرکین و ملاحدہ اس کا انکار کرتے ہیں لیکن ان کے انکار سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

کیا خدا نے قیامت سے پہلے کسی کو زندہ کیا؟

جو شخص بھی روزِ قیامت، مُردوں کے زندہ ہونے پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے کوئی

مشکل نہیں کہ وہ ایمان رکھے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور جس طرح وہ سب لوگوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ بعض لوگوں کو بھی زندہ کرسکتا ہے۔

قرآن کریم میں کئی جگہ مُردوں کے زندہ ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔ ذیل میں ہم بعض آیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں تاکہ ان کو پڑھ کر ایک منصف انسان اس بارے میں فیصلہ کرسکے۔

پہلی آیت:

وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ (سورۂ بقرہ: آیت ۷۲-۷۳)

"جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور اس کا الزام ایک دوسرے پر ڈالنے لگے تھے اور جو تم چھپاتے ہو خدا اسے نکالنے (ظاہر کرنے) والا ہے۔ ہم نے کہا: اسے (گائے کا) ایک ٹکڑا مارو۔ اسی طرح خدا مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے"۔

تفسیر

اس آیتِ مجیدہ میں بنی اسرائیل کو مخاطب کیا گیا ہے، کیونکہ ان میں سے ایک نے اپنے قریبی رشتہ دار کو قتل کر کے اس کی نعش بنی اسرائیل کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کے راستے پر ڈال دی تھی اور خود ہی اس کے خون کا قصاص لینے کے لیے کھڑا ہوگیا تو انھوں نے حضرت موسیٰؑ بن عمران سے پوچھا کہ قاتل کون ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انھیں حکم دیا کہ ایک گائے کو ذبح کر کے اس کا ایک ٹکڑا مقتول کو مارو، جب انھوں نے ایسا کیا تو وہ مقتول زندہ ہوگیا اور اپنا قاتل بتا کر دوبارہ مُردہ حالت میں لوٹ گیا۔ اس آیت سے مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ خدا نے قیامت سے پہلے ایک اسرائیلی شخص کو زندہ کیا تھا۔

دوسری آیت:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۴۳)

"کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا تھا کہ جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اور موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے تھے تو خدا نے ان سے کہا: مر جاؤ، پھر اس نے انھیں زندہ کر دیا"۔

تفسیر

اس آیت میں بنی اسرائیل کے ایک گروہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ دشمن کے خوف سے گھر بار چھوڑ کر چلے تھے اور ان کی تعداد کے بارے میں تین طرح کے اقوال ہیں: ایک قول کے مطابق ان کی تعداد تین ہزار، ایک قول کے مطابق چالیس ہزار اور ایک قول کے مطابق ستر ہزار تھی۔ خدا نے انھیں مار ڈالا، ان کے چوپائیوں کو بھی ہلاک کر دیا، ان کے اَبدان زمین میں دھنس گئے اور ان کے اعضا بکھر گئے۔

ایک دن حضرت حزقیل نبیؑ ان کے پاس سے گزرے اور خدا سے سوال کیا کہ خدا انھیں زندہ کرے، تو خدا نے انھیں زندہ کر دیا جیسا کہ آیت شریفہ میں موجود ہے۔

تیسری آیت:

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۵۹)

"یا اس شخص کی مثال جو ایک بستی سے گزرا اور اس کی چھتوں کو دیکھا جو

گری پڑی تھیں تو اس شخص نے کہا: خدا کس طرح اس بستی کو اس مُردہ حالت کے بعد زندہ کرے گا۔ خدا نے اسے سو سال کے لیے مُردہ کر دیا پھر زندہ کیا اور پوچھا: تم نے کتنا وقت یہاں گزارا؟ اس نے کہا: ایک آدھ دن۔ اس (خدا) نے کہا: بلکہ تم نے یہاں سو سال گزارے ہیں، اپنے کھانے اور پانی کی طرف دیکھو، اس کی بُو تک نہیں بدلی اور اپنے گدھے کی طرف دیکھو (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لیے ہے تاکہ ہم تمھیں لوگوں کے لیے نشانی بنائیں، اور ہڈیوں کی طرف دیکھو کہ کس طرح ہم انھیں اُٹھان دیتے ہیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ جب اس کے لیے ظاہر ہو گیا تو وہ بولا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

نتیجہ: اس آیت سے احیاء الموتیٰ کی دلیل ملتی ہے۔

چوتھی آیت:

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۂ بقرہ: آیت ۵۵-۵۶)

"اور (اے بنی اسرائیل) جب تم نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ ہم آپؑ پر ایمان نہیں لائیں گے، جب تک خدا کو ظاہر بہ ظاہر دیکھ نہ لیں تو تمھیں بجلی نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ پھر ہم نے تمھیں مرنے کے بعد زندہ کیا تاکہ تم شکر کرو"۔

تفسیر

یہ واقعہ قرآن مجید میں دو مقامات پر موجود ہے: ایک سورۃ البقرہ میں اور دوسرا سورۃ النساء میں۔ خلاصہ یہ کہ یہودیوں نے حضرت موسیٰؑ بن عمران سے کہا کہ ہم اس وقت تک

آپؐ کی نبوت کی تصدیق نہیں کریں گے جب تک ہم خداوند متعال کو ظاہراً دیکھ نہ لیں۔ تو انھیں بجلی نے آگھیرا اور جلا کر راکھ کر دیا۔ پھر خدائے متعال نے انھیں زندہ کیا اور ان کی تعداد ستر تھی۔

پانچویں آیت:

وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ (سورۂ آلِ عمران: آیت ۴۹)

"اور مَیں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو ٹھیک کرتا ہوں اور خدا کے اذن سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں"۔

تفسیر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے کا ذکر قرآنِ مجید میں دو مرتبہ آیا ہے: ایک سورۂ آلِ عمران میں اور دوسرا سورۃ النساء میں۔

ان دونوں آیات میں ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ خداوند کریم کے اذن سے مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُنھوں نے حضرت سام بن نوحؑ کو زندہ کیا تھا حالانکہ ان کی وفات کو کئی سو سال گزر چکے تھے۔

یہ چند آیات ہم نے نمونے کے طور پر پیش کی ہیں، جن میں قیامت سے پہلے مُردوں کے زندہ ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔ اس بارے میں بہت سی صحیح روایات بھی موجود ہیں کہ انبیائے سابقینؑ بالخصوص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم المرسلین اور ائمہ طاہرینؑ کی دُعا سے بھی بہت سے لوگ زندہ ہوئے۔ اگر اختصار مانع نہ ہوتا تو ہم اس کے بھی کچھ نمونے پیش کرتے ـــــ بہرحال یہ سب آیات و روایات، قیامت سے پہلے مُردوں کے زندہ ہونے کے امکان اور تحقق کی دلیل ہیں۔

کیا قرآنِ مجید میں رجعت کی کوئی دلیل ہے؟

ہم اپنے قارئین پر واضح کیے دیتے ہیں کہ سابقاً جو ہم نے مُردوں کے قیامت سے

پہلے زندہ ہونے کے بارے میں آیات پیش کی تھیں وہ اس سوال کے لیے ایک تمہید تھی کہ آیا قرآن مجید میں رجعت پر کوئی دلیل ہے؟

جواب یہ ہے کہ جی ہاں! قرآن کریم میں متعدد آیات ہیں جن کی تفسیر ائمہ اہل بیتؑ نے رجعت سے کی ہے اور واضح رہے کہ ائمہ طاہرینؑ وحی الٰہی کے ترجمان ہیں۔ قرآن ان کے گھر میں نازل ہوا اور گھر والے کو بہتر معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں کیا ہے۔

ہم ان آیات کے نمونے ذکر کرنے سے پہلے اپنے قارئین پر واضح کیے دیتے ہیں کہ بعض معاصرین کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق ان کی تعداد ۷۶ ہے اور یہ ان آیات کے علاوہ جو ہم نے درج کی ہیں۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ رجعت کا موضوع بہت اہم شمار کیا جاتا ہے۔

سورۂ نمل کی آیت نمبر ۸۲ میں موجود ہے: وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بہت سی روایات میں اس آیت کی تاویل رجعت سے کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ عامہ (اہل سنت) اس آیت وَيَوْمَ نَحْشُرُ..... سے قیامت مراد لیتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا قیامت والے دن خدا ہر گروہ سے چند افراد کو اکٹھا کرے گا؟ اور باقی کو چھوڑ دے گا؟! بلکہ یہ آیت "رجعت" کے بارے میں ہے اور قیامت کے بارے میں آیت یہ ہے:

وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا

"ہم ان میں سے ہر ایک کو محشور کریں گے اور کسی کو نہ چھوڑیں گے"۔

امام علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: ہر مقتول مومن رجوع کرے گا، پھر مر جائے گا، خالص ایمان والا بھی رجوع کرے گا اور خالص کافر بھی رجوع کرے گا۔

منصور عباسی کی مجلس میں سید اسماعیل حمیری اور سوار القاضی کے درمیان بڑا لطیف مکالمہ ہوا۔ ہم اسے مختصر کر کے یہاں بیان کرتے ہیں۔

قاضی نے منصور سے کہا: یہ (سید حمیری) رجعت کا قائل ہے۔

سید حمیری نے کہا: میں خدا کے اس فرمان وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا کے تحت رجعت کا قائل ہوں۔

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (سورۂ مومن: آیت ۵۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ آیت رجعت کے بارے میں ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بہت سے انبیاءؑ کی دنیا میں مدد نہیں کی گئی اور قتل کر دیے گئے اور ائمہ طاہرینؑ کو بھی قتل کیا گیا اور ان کی مدد نہیں کی گئی، لہٰذا یہ مدد نصرت رجعت کے زمانے میں ہوگی۔

رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ (سورۂ مومن: آیت ۱۱)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت موت کے بعد رجعت کے بارے میں ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ آیت، زمانِ کرہ (رجعت) میں ہوگی۔

یہ بعض آیات تھیں کہ جن سے ائمہ اہل بیتؑ نے عمومی طور پر رجعت پر استدلال کیا ہے اور اس کی تفاصیل عن قریب بیان ہوں گی۔

احادیث میں رجعت کی دلیل

رجعت کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں۔ ہم انھیں دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:

① رجعت کے بارے میں صریح احادیث۔

② وہ زیارات اور اَدعیہ جو ائمہ اہل بیتؑ سے منقول ہیں۔

ان دونوں قسموں سے رجعت پر استدلال لایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں ہم اس کے بعض نمونے پیش کرتے ہیں:

مامون عباسی نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: اے ابوالحسنؑ! آپؑ رجعت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک یہ حق ہے، یہ سابقہ اُمتوں میں بھی تھا۔ قرآنِ مجید نے اس کے بارے میں بیان کیا اور رسولِ خدا نے فرمایا: اس اُمت میں وہ سب کچھ ہوگا کہ جو پہلی اُمتوں میں ہوا تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے دن تین ہیں: ① وہ دن، جس دن حضرت قائمؑ قیام کریں گے۔ ② کرہ (رجعت) کا دن ③ قیامت کا دن۔

کس کس کی رجعت ہوگی؟

جب ہم رجعت کو قرآن وسنت اور عقل کی روشنی میں ثابت کر چکے ہیں تو اب سوال یہ سامنے آتا ہے کہ رجعت کس کس کے لیے ہوگی اور کون اس دنیا میں رجوع کرے گا یعنی لوٹ کر آئے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام مہدیؑ کے ظہور کے وقت بعض مُردے رجعت کریں گے اور اپنی قبروں سے باہر آجائیں گے۔ اس کے علاوہ ائمہ طاہرین علیہم السلام بھی رجوع فرمائیں گے۔

بعض اموات کے رجوع کے بارے میں ہم گزشتہ فصل میں ''اصحاب و انصار کے درمیان فرق'' والی بحث میں بیان کر چکے ہیں اور یہاں مزید بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رجعت عمومی نہیں ہوگی بلکہ یہ خاص لوگوں کے لیے ہوگی اور خالص مومن اور پکے کافر اس دنیا میں واپس آئیں گے۔

حضرت مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: ہم نے حضرت قائمؑ اور اپنے ان شیعہ دوستوں کا ذکر کیا کہ جو ان کے انتظار میں وفات پا گئے تھے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: جب وہ قیام کریں گے تو مومن کی قبر میں مومن کو کہا جائے گا: اے فلاں! تمہارے صاحب الامر نے ظہور فرمایا ہے۔ اگر تم ان کے ساتھ ملحق ہونا چاہتے ہو تو ان کے ساتھ مل جاؤ اور اگر تم اپنے رب کی کرامت ورحمت میں رہنا چاہتے ہو تو یہیں ٹھہرو۔

ائمہ اہلِ بیتؑ اپنے شیعوں کو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں دعا وتوسل کا حکم دیا

کرتے تھے تاکہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد وہ دوبارہ زندہ ہوجائیں اور ان کی زندگی اور حکومت کے بابرکت ایام کو پالیں۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام اس بلند ہدف کے لیے اپنے شیعوں کو مخصوص دُعائیں تعلیم فرماتے تھے۔ ذیل میں ہم ان کے بعض نمونے درج کررہے ہیں۔

① دعائے عہد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

اللهم ان حال بيني وبينه الموت..... فَاَخْرِجْنِي من قبري موتزرًا كفني شاهرًا سيفي، مجردًا قناتي ملبيا دعوة الداعي

"اے اللہ! اگر میرے اور ان کے درمیان موت حائل ہوجائے تو مجھے میری قبر سے نکالنا، اس حالت میں کہ میں نے کفن پہنا ہوا ہو، میری تلوار بے نیام ہو، میرا نیزہ بلند ہو اور میں دعوت دینے والے کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آؤں"۔

② امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی سامرہ میں زیارت میں یہ کلمات آئے ہیں:

وان حال بيني وبين لقائه الموت الذي جعلته على عبادك حتما واقدرت به على خليقتك رغما فابعثني عند خروجه ظاهرًا من حفرتي موتزرًا كفني

اس کا ترجمہ بھی تقریباً وہی ہے۔

③ امام مہدی علیہ السلام کی زیارت میں آیا ہے:

وان ادركني الموت قبل ظهورك، فاتوسل بك الى الله سبحانه ان يصلي على محمد وآل محمد وان يجعل لي كرة في ظهورك ورجعة في ايامك

درج بالا بیان ان بعض لوگوں کے بارے میں تھا کہ جو امام زمانہؑ کے ظہور کے وقت رجعت کریں گے۔ اس کے علاوہ ائمہ اہل بیتؑ کی رجعت کے بارے میں قرآن وحدیث

اور زیارات وغیرہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں آیا ہے:

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ (سورۂ قصص: آیت ۸۵)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اس آیتِ مجیدہ کی تاویل میں منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تمھارے نبیؐ، حضرت امیر المومنینؑ اور (باقی) ائمہ طاہرینؑ تمھاری طرف واپس آئیں گے۔

احادیث میں اس کی مثالیں حسب ذیل ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سب سے پہلے جن کی زمین (قبر) شگافتہ ہوگی اور وہ دنیا میں رجوع فرمائیں گے وہ حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ ہیں۔

آپؑ نے ہی فرمایا: سب سے پہلے جن کی رجعت ہوگی وہ حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ ہیں اور وہ زمین پر چالیس سال رہیں گے حتیٰ کہ ان کی آبروئیں، آنکھوں پر آجائیں گی۔

انھی حضرتؑ (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے "رجعت" کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا یہ حق ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ پوچھا گیا: سب سے پہلے کون زمین سے باہر آئے گا؟ تو آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسینؑ۔ وہ حضرت قائمؑ کے بعد نکلیں گے۔

پھر فرمایا: حضرت امام حسینؑ آئیں گے تو حضرت قائمؑ ان کو (حضرت سلیمانؑ کی) انگوٹھی دیں گے، جب امام حسینؑ ہی ہوں گے کہ ان کے غسل و کفن و حنوط وغیرہ اُمور انجام دیں گے اور انھیں ان کی لحد میں اُتاریں گے۔

اس آیت مجیدہ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ..... کی تاویل میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اس سے مراد یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنے ستر اصحاب کے ہمراہ خروج فرمائیں گے، جو سونے کی ڈھالیں پہنے ہوئے ہوں گے اور وہ لوگوں کو بتائیں گے: یہ حضرت امام حسینؑ ہیں اور انھوں نے خروج فرمایا ہے۔ (وہ لوگوں کو بتاتے رہیں گے) حتیٰ کہ کسی بھی مومن کے دل میں اس کے بارے میں شک باقی نہ رہے گا۔ درحالانکہ حضرت حجتؑ ان لوگوں کے

سامنے ہوں گے جب لوگوں کا اس پر یقین پختہ ہوجائے گا کہ یہ واقعی امام حسینؑ ہیں تو حضرت حجتؑ (امام مہدی علیہ السلام) کی وفات کا وقت آجائے گا۔ تو ان کے غسل وکفن وحنوط وغیرہ کے اُمور امام حسینؑ ہی انجام دیں گے اور انھیں لحد میں اُتاریں گے کیونکہ ایک وصی رسولؐ کے فرائض دوسرا وصی رسولؐ ہی ادا کرسکتا ہے۔

یہ تھیں چند احادیث جو اس موضوع سے متعلق تھیں۔

اب ہم اس موضوع پر بعض زیارات کے کلمات نقل کرتے ہیں۔

① زیارتِ جامعہ میں آیا ہے:

مومن بایابکم مصدق برجعتکم، منتظر لامرکم

''میں آپؑ کے لوٹنے پر ایمان رکھتا ہوں، آپؑ کی رجعت کی تصدیق کرتا ہوں اور آپؑ کے امر کا منتظر ہوں''۔

② حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت میں آیا ہے:

وان رجعتکم حق لاریب فیه

یعنی ''بلاشبہ آپؑ کی رجعت حق ہے''۔

③ ائمہ طاہرین علیہم السلام میں سے ہر امام علیہ السلام کی زیارت سے واپسی کے وقت یہ پڑھا جاتا ہے:

وحشرنی الله فی زمرتکم ومکننی فی دولتکم واحیانی فی رجعتکم

درج بالا بیان رجعت کا ایک خلاصہ تھا اور ہم نے اس بحث میں یہ بھی جان لیا کہ جب تک امام حسین علیہ السلام رجعت نہیں فرمائیں گے، امام مہدیؑ کی وفات کا وقت قریب نہیں آئے گا، پھر امام مہدی علیہ السلام حکومت وقیادت امام حسین علیہ السلام کے حوالے فرمائیں گے۔

ہم اپنے قارئین پر واضح کیے دیتے ہیں کہ رجعت کی بحث کافی طویل ہے اور ہمارے علما نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تحریر کی ہیں لیکن ہم نے یہاں کتاب کے اسلوب کے پیش نظر اختصار سے کام لیا۔

رجعت کے بارے میں علامہ مجلسیؒ کا کلام

اس موضوع پر ہمارے بزرگ عالم، شیخ محمد باقر مجلسیؒ کا کلام بھی موجود ہے۔ ہم اپنی بحث کو مکمل کرنے کے لیے اس کو یہاں نقل کرتے ہیں۔

آپؒ نے فرمایا: اے میرے (دینی) بھائی! جان لو، میرے خیال میں، میری وضاحت کے بعد اس رجعت کے عقیدہ کے بارے میں تمھارا ہر قسم کا شک زائل ہو جائے گا کہ جس پر ہر زمانے میں شیعہ علماء کا اتفاق رہا ہے۔ یہ عقیدہ ان کے نزدیک چڑھے دن میں چمکتے سورج سے بھی زیادہ واضح و روشن رہا ہے حتیٰ کہ انھوں نے اس عقیدہ کو اپنے شعروں میں نظم کیا اور ہر زمانے میں مخالفین پر اسے دلائل کے ساتھ ثابت کیا۔

یہاں تک کہ شیخ مجلسیؒ نے یہ فرمایا: ایک مومن کس طرح ائمہؑ کی اس حقیقت کے بارے میں شک کر سکتا ہے کہ جو انھی ائمہ طاہرینؑ سے متواتر طور پر قریب قریب ۲۰۰ سے زائد احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ اسے چالیس سے زائد علماء نے اپنی پچاس سے زائد کتابوں میں نقل کیا ہے جیسا کہ ثقۃ الاسلام شیخ کلینیؒ، شیخ صدوقؒ، شیخ ابوجعفر طوسیؒ، سید مرتضیٰؒ، نجاشیؒ، کشیؒ، عیاشیؒ، علی بن ابراہیمؒ، سلیم بن قیس ہلالیؒ، شیخ مفیدؒ، محمد بن علی کراجکیؒ، محمد بن جعفر نعمانیؒ، محمد بن حسن الصفارؒ، سعد بن عبداللہؒ، جعفر بن محمد معروف بہ ابن قولویہؒ، علی بن عبدالحمیدؒ، سید علی بن طاؤسؒ، مؤلف کتاب التنزیل والتحریف، ابوالفضل طبرسیؒ، ابراہیم بن محمد ثقفیؒ، محمد بن عباسؒ بن مروان، البرقیؒ، ابن شہر آشوبؒ، حسن بن سلیمانؒ، قطب الراوندیؒ، علامہ حلیؒ، سید بہاء الدین علی بن عبدالکریمؒ، احمد بن داؤد بن سعیدؒ، حسن بن علیؒ، علی بن ابی الحمزہؒ، فضل بن شاذانؒ، شیخ شہید اوّل محمد بن مکیؒ، حسین بن حمدان، حسن بن محمد بن جمہور العمیؒ، مؤلف کتاب ''الواحدۃ''، حسن بن محبوبؒ، جعفر بن محمد بن مالک الکوفیؒ، طہر بن عبداللہ، شاذان بن جبرئیلؒ، صاحب کتاب ''الفضائل''، مؤلف کتاب ''العتیق''، مؤلف کتاب ''الخطب'' اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں کے مؤلفین کے جن کے نام صحیح طور پر نہیں بتائے جا سکتے۔

اگر اسے متواتر نہ سمجھا جائے تو کسی دوسری چیز میں تواتر کا دعویٰ ممکن ہی نہیں۔ میرے

خیال کے مطابق جو اس قسم کے اُمور میں شک کرتا ہے تو اصل میں اس کا یہ شک ائمہ دین کے بارے میں ہوتا ہے۔ عام طور پر وہ اس کا اظہار مومنین کے سامنے نہیں کر سکتا تو وہ کم عقل لوگوں کا سہارا لیتا ہے اور ملحدوں کی طرح تشکیکات رکیکہ میں پڑ جاتا ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ○ (سورۂ توبہ: آیت ۳۲)

ہم اپنے اس بیان کی مزید وضاحت کے لیے بعض ان بزرگان کے نام ذیل میں پیش کر رہے ہیں کہ جنھوں نے اس بارے میں کتابیں تصنیف کیں اور مخالفین و مخاصمین پر حجت تمام کی۔

① احمد بن داؤد بن سعید الجرجانیؒ: شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب ''الفہرست'' میں لکھا ہے کہ ان کی ایک کتاب ''المتعہ والرجعہ'' بھی تھی۔

② حسن بن ابی حمزہ البطائنیؒ: شیخ نجاشیؒ نے ان کی کتابوں میں ''کتاب الرجعہ'' کا ذکر بھی کیا ہے۔

③ فضل بن شاذان نیشاپوری: شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب ''الفہرست'' میں لکھا اور نجاشیؒ نے بھی ذکر کیا ہے کہ اثباتِ رجعت پر ان کی ایک کتاب تھی۔

④ محمد بن علی بن بابویہ المعروف شیخ صدوقؒ: نجاشیؒ نے ''کتاب الرجعۃ'' کو ان کی کتابوں میں شمار کیا ہے۔

⑤ محمد بن مسعود العیاشیؒ: شیخ طوسیؒ اور شیخ نجاشی نے ''الفہرست'' میں نقل کیا ہے کہ ان کی ایک کتاب رجعت کے بارے میں بھی تھی۔

خاتمہ الکتاب

میں اس کتاب کے اختتام پر خدا کا شکر گزار ہوں اور اگر اس کتاب میں آیاتِ قرآنی و احادیث کے مطالب بیان کرنے میں مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہو تو میں خداوند متعال، سرورِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام بالخصوص امامِ زمانہؑ کی بارگاہِ اقدس میں معذرت خواہ ہوں، اور میں یہ بھی اُمید رکھتا ہوں کہ خداوند کریم اسی محنت کو قبولیت کے شرف سے نوازے گا اور میرا یہ عمل رسولِ خدا کی رضا اور ائمہ ہدیٰؑ کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔

اور میں اس کتاب کے معزز قارئین کو الوداع کہتا ہوں کہ جنھوں نے ہمارے ساتھ کئی کئی گھنٹے گزارے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس کتاب کے مطالعے کے دوران میں ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم اس زمانے میں موجود ہیں اور یہ سارا ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اور رسولِ خدا اور ائمہ ہدیٰ ہمیں امام مہدیؑ کے ظہور کی بشارتیں دے رہے ہیں اور وہ زمانہ بھی ہماری آنکھوں کے سامنے تصویر بن کر آتا ہے کہ جو آپؑ نے اپنے والد گرامی امام حسن عسکری علیہ السلام کے سائے میں گزارا۔

اسی طرح غیبتِ صغریٰ و کبریٰ کے حالات و واقعات کی بھی یہی کیفیت ہے۔

اب ایسا لگتا ہے کہ ہم ان کے ظہور والے سال میں موجود ہیں اور حتمی و غیر حتمی علامات کو دیکھ رہے ہیں حتیٰ کہ آپؑ کا سارا قیام اور آپؑ کے سارے تصرفات ہماری نظروں کے سامنے آجاتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کس زمین و آسمان کی کائنات ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتی ہے اور وہ خدا کی ساری زمین پر حکمرانی فرماتے ہیں۔

آخر میں میں کہتا ہوں کہ اس کتاب کی تالیف کے دوران اس موضوع سے متعلقہ

سینکڑوں صحیح احادیث میری نظر سے گزریں لیکن میں نے انھیں یہاں ذکر کرنے سے صرفِ نظر کیا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ مجھے ان احادیث کی صحت میں شک تھا بلکہ مَیں نے انھیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ ان میں سے بعض دوسری قوی صحیح السند روایات سے معارض تھیں اور بعض لوگوں کے معیارِ فہم سے بہت بلند تھیں اور ان کا معنٰی طویل مقدمات ذکر کرنے کے بعد واضح ہوتا تھا۔

پس! میں نے مناسب سمجھا کہ ان احادیث کا ذکر نہ کروں اور ان کا معاملہ ان کے سپرد کردوں کہ جو اس بارے میں تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔

مَیں خدا سے دعاگو ہوں کہ وہ ہماری توفیقات میں اضافہ کرے اور اپنی رضا و خوشنودی عطا کرے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سید محمد کاظم القزوینی الموسوی
ماہِ مبارک صفر ۱۴۰۲ھ



ادارہ منہاج الصالحین لاہور